قال الفاروق فافترقا

الفرق

حصہ دوم

یعنی

شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کی مشہور تصنیف

الفاروق

پر

عالیجناب مرزا عابد علی بیگ صاحب مرزا باخش [illegible]

ریویو

جسکو مولوی سید محمد صاحب [illegible] نے

سنہ ۱۹۰۷ء

برلاس پریس مراد آباد میں چھپوا کر شائع کیا

طبع اول — ایک ہزار جلد — قیمت فی جلد ۱۲؍

ذخیرۂ [illegible]

135494

Marfat.com

صحت نامہ الفرق حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۶	سے	کے	۲۴	۱۰	قوی	قومی
۱۰	۱۷	بوبکر	ابوبکر	۲۶	۵	اصاف	اوصاف
۱۶	۱۰	داتی	ذاتی	//	۱۱	اُس سلطنت	اُسکی سلطنت
۱۷	۱۷	دہی	دی	۲۷	۴	جدگانہ	جداگانہ
۱۸	۱۱	کے ہم	کے دن ہم	//	۲۰	ہوئی	ہوتی
۱۹	۱۰	جبہ	جبۃ	۲۹	۴	واجد	واحد
//	،	سنی	ستّی	۳۰	۲۰	بعہ	بعتہ
//	۱۱	در	ذرۃ	//	//	ابی بکیا	ابی بکر
//	۱۵	داشبہ	دابتہ	//	۲۱	کات	کانت
۲۰	۵	بتعیر	بغیر	۳۱	۹	حوانان	خوانان
//	۷	بوبکر	ابوبکر	//	۱۴	یہ	نہ
//	۱۱	حدید	جدید	//	۲۰	فخرہیہ	فخریہ
//	۱۸	اورترک	اوریہ بزرگ	۴۱	۸	عہدہ	عہد
۲۰	۲۰	تقریر	تفرقہ	۵۶	۴	سمر	پیغمبر پر
۲۱	۲	اغبار	اعتبار	۶۱	۱۷	صحبت	صحت
//	۱۹	کی ذاتی	کی بنیاد ڈالی	۶۵	۷	ماکون	ملکوں
۲۴	۴	درجیون	درجوان	//	۲۱	بعد	بعد ہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۷	انیار	اختیار	۱۱۳	۱۲	لعد	والعد
۷۹	۲۰	عمر	×	″	۲۰	ذٰلک	
۸۰	۸	کرتا	کرتا تھا		صفحہ سہندسہ	۱۲۹	۱۱۹
۸۲	۱۲	بلک	پبلک	۱۱۹	۱	اورامر	اور یہ امر
۸۹	۱	سر	×	۱۲۴	۲	عب	صاحب
۹۱	۸	نرماکر	برماکر	۱۲۶	۷	قوی	قومی
″	۱۹	نت	وقت	″	۱۹		″
۹۲	۸	نار	شمار	۱۲۷	۲۰	نقص	نقض
″	۱۴	حلبی	طلبی	۱۲۸	۱	نقص	نقض
۹۳	۶	سلمہ	صلہ	۱۲۹	۳	شلہ	حملہ
۹۴	۱۸	ہوکا	نہوگا	″	۱۵	درس	ذریت
۹۵	۱۶	عبدہ	عمدہ	۱۳۰	۲	نہ وا	نہ آتا
۹۷	۱۶	مناسبت	مناسب	″	۲۰	بضرور	بالضرور
۹۹	۱۲	ناخوازی	ناجوازی	۱۳۳	۵	ہزم	حزم
″	۱۴	ناجواری	ناجوازی	۱۳۴	۴	ب	جب
۱۰۱	۲	الیل	اللیل	۱۳۷	۱۸	نورنر	گورنر
″	۳	افات	اوقات	۱۳۹	۱۰	واقفیت	واقعیت
″	۴	الیل	نیل	۱۴۱	۴	اق	بشق
۱۰۵	۱۴	عمل	عمل پیغمبرؐ	۱۵۰	۱۸	نکرمی	بکرمی
۱۱۰	۷	شرعن	شرحین	″	۲۰	واقفیت	واقعیت

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۴	حو	خوذ
۱۵۳	۲	بیت	بہت
″	۱۷	اور	اورنور
۱۵۵	۱۱	قند	قنفذ
۱۵۶	۱۵	ک	کہ
۱۵۷	۵	ملو	ملکہ
″	۸	اسیر	امیر
۱۶۲	۷	ملو	غلو
۱۶۵	۸	صعبت	صحت
۱۷۰	۱۲	ہوگیا	ہوسکتا
۱۷۴	۱۴	ہن	ہیں
۱۷۵	۱۳	نصہ	قصد
″	۱۷	حضرت	حضرت خالد
۱۷۶	۱۵	جرمان	جریان
۱۷۷	۴	گا	لگا
۱۷۸	۷	اسیر	امیر
″	۱۴	سر	مگر
۱۸۳	۲۱	نیانیا	بنا
۱۸۴	۱۲	تفصدوا	تفقّہوا
″	۲۱	وسی	اوسی
۱۸۵	۱	عل	عمل
″	۳	بموسب	بموجب
″	۱۴	بی	مینی
″	۱۷	نہ	کہ
″	۲۰	سمر	عمر
″	۲۱	نفر	فقرہ
۱۸۹	۱۷	مورلین	شورشیں
۱۹۰	۲	صفت	حیت
۱۹۱	۲۱	ماراست	ناواجب
۱۹۳	۱۳	لعنب	کتب
″	″	لوت	کثرت
″	۱۹	سرون	سزادن
″	۲۱	سے	سطے
۱۹۴	۹	امنو	امنوا
″	۱۰	بص	بعض
″	۵	تقریب	[illegible]
[illegible]	۲	سوم	
۱۹۷	۱۳	نگ	
″	۹	نک	تنگ
۱۹۸	۱۱		

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۹	۹	سولہ	حوالہ
۲۰۰	۱۸	عملیں	عمل مین
۲۰۳	۹	بدمن	بدعتین
۲۰۸	۵	در	درج
〃	۱۵	متافر	متاثر
۲۱۱	۲۰	سابر	مظاہر
۲۱۲	۴	تبابر	تفاخر
۲۱۵	۱۱	اسی	ایسی
〃	۱۹	عمر	عمرنے
۲۱۷	۱۸	بجاسے	بجائے
۲۲۰	۵	رقیمہ	القیمہ
〃	۲۲	تمیر	تمیز
۲۲۱	۱۸	شاتر	شعار
۲۲۲	۱۱	اختام	اختتام
۲۲۶	۱	اسام	اجسام
〃	۵	سلئے	گئے
۲۲۸	۸	جیزین	خبرین
〃	۶	دی	وحی
〃	۱۰	جیزین	خبرین
۲۳۰	۹	ضرور	ضرر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۱	۲۰	فرماتی ہین	فرماتا ہے
۲۳۲	۷	اور	ہے نہ
۲۳۴	۱۳	بعمل	بتعمیل
۲۳۵	۵	مین	مین یہ
۲۳۶	۴	کنجی	کنجی فتح
〃	۸	مذہب	مہذب
۲۳۸	۹	بھی	یہی
〃	۱۷	خلاوف	خلافت
۲۴۰	۲۲	خلاف	خلافت
۲۴۳	۱۸	کے	کہ
۲۵۹	۸	کی	دی
۲۶۰	۱۸	اسقدر سون	اسقدر سوغ
۲۶۲	۷	اون	اذن
۲۶۳	۱۸	نامو	ناموں
۲۶۴	۴	یفشنکم	یفتنکم
	۳	سہولت	کھولت
	۱۸	عبدالعبد	عبدالبر
۲۶۸	۱۳	حضرت	حضرت عمر
〃	۱۵	رند	زید
〃	۱۹	نعلی	یعلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۱۹	امید	امیر
"	"	یہن	یمین
۲۷۲	۸	نہین	مین
۲۷۶	۱۴	تصانیف	تصنیف
۲۸۲	۴	زبانی	زیادتی
۲۸۳	۱۰	کیا	کیسا
۲۸۴	۹	ہوسکتی	نہوسکتی
۲۸۷	۱۵	تبولی	بینوتنی
۲۸۸	۱	سرودار	سراور
۲۹۰	۱۹	سےلگے	لگتے
۲۹۲	۹	ضعف	صنف
۲۹۳	۱۴	نی	ابی
۲۹۵		خطبہ	حنظیہ
"	۲	متواول	متداول
۲۹۶	۵	کو	کوئی
۲۹۷	۱۸	[illegible]	[illegible]
"	"	تمال	مماثل
۲۹۸	۲	محبوب	معیوب
"	۱۵	حیارت	عادت
۳۰۰	۹	محبوب	معیوب
۳۰۰	۱۵	شاذی	شاعری
"	۲۱	گنڈہ	گندہ
۳۰۳	۱۲	شعراکے	شورسے
"	۱۴	عالشہ	عباسیہ
"	۲۱	نک	رشک
۳۰۴	۱	موازون	نوازون
"	۲	قدم	قدح
"	۳	نما	غنا
"	۱۳	عاشیہ	عباسیہ
"	۱۳	نتیجہ ہی	نتیجہ
"	"	بکرا	بکھرا
"	"	اوسے ہے	اوسے
"	"	اوتا	اوا
[illegible]	[illegible]	سے تھی	بخشین
۳۰۸	۵	کہ کہ	کہ
"	۱۵	گلتون	لتون
"	۱۸	دیکھاجاسکے	دیکھاجاتا
۳۱۰	۹	متنزل	[illegible]
۳۱۴	۱۱	المحسن	[illegible]
"	۱۵	حکمت	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۴	۲۱	حعقیت	حقیت	۳۶۱	حاشیہ		۵۵ ازالۃ الخفا
۳۱۵	۱۰	چاہے	چاہیے	۳۶۴	۱۴	الوولدلسی	الواقدی سے
۳۱۷	۳	کیا	کیسا	۳۶۹	۴	اللہ واکبر	اللہ اکبر
〃	۴	〃	〃	۳۶۵	۱۰	اواز	آواز
۳۲۰	۸	ہے یہ	ہے	۳۷۰	حاشیہ		
۳۲۵	۱۹	تبایا	بنایا	۳۷۱			
۳۲۰	۳	کیا	کیسا	۳۷۲			
۳۳۰	۸	جسکو	جنکو	〃	۱۶	عبداللہ	عبیداللہ
۳۳۲	۵	بنبی	نبی نے	۳۷۳	حاشیہ		
〃	۹	کے	سے	۳۷۸	۱۲	ہوے	ہوتے
۳۳۵	۱	استیدان	استیذان	۳۸۵	۱۷	سی ریش	من القریش
۳۳۶	حاشیہ	۵۲	۵۳	۳۹۱	۱۶	بکی	سبے کی
۳۴۲	۱۶	ایم	القیم	۳۹۲	۱۸	حلبہ	حلیہ
۳۴۴	۳	ماس	بانٹ	۳۹۴	۱۴	جب	جیسا
۳۵۶	۱	کسی سے	کسی کے	۳۹۴	۱۶	مل	متحمل
	۱۳	مع منعَ	منع	۳۹۶	۱۷	مب	مذہب ہے
۳۵۷	۷	پڑھ	ادا	۴۰۳	۱۵	براون	راون
	۱۴	صلاح	اصلاح	۴۱۶	۱۶	رکھتے	کہتے
۳۵۸	۱۱	شخص	شخص نے	۴۳۱	۲۲	فی الناس	للناس
۳۶۱	۱	سالی	ربانی	۴۴۳	۱	فرش	القریش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۴	۲۱	حقیقت	حقیت	۳۶۱	حاشیہ		سلہ ازالۃ الخفا
۳۱۵	۱۰	جاہیے	چاہیے	۳۶۴	۱۴	ابودلودسی	الواقدی سے
۳۱۷	۳	کیا	کیسا	۳۶۹	۴	اللہ واکبر	اللہ اکبر
〃	۴	〃	〃	۳۶۵	۱۰	اواز	آواز
۳۲۰	۸	ہے یہ	ہے	۳۷۰	حاشیہ		
۳۲۵	۱۹	تبایا	بتایا	۳۷۱			
۳۲۰	۳	کیا	کیسا	۳۷۲			
۳۳۰	۸	جسکو	جنکو	〃	۱۶	عبداللہ	عبیداللہ
۳۳۲	۵	بنبی	نبی نے	۳۷۳	حاشیہ		
〃	۹	کے	سے	۳۷۸	۱۹	ہوسے	ہوتے
۳۳۵	۱	استیدان	استیذان	۳۸۵	۱۷	سی ورش	من القریش
۳۳۶	حاشیہ	۵۲	۵۳	۳۹۱	۱۹	بنکی	بے کی
۳۴۲	۱۹	الیم	القیم	۳۹۲	۱۰	حلبہ	حلیہ
۳۴۴	۳	ماسے	بات	۳۹۴	۱۴	جیب	جیسا
۳۵۶	۱	کسی سے	کسی کے	۳۹۴	۱۹	محل	متحمل
	۱۳	سع منع	منع	۳۹۶	۱۷	مب	مذہب ہے
[illegible]	۷	پڑھ	ادا	۴۰۳	۱۵	براون	راون
	۱۴	صلاح	اصلاح	۴۱۶	۱۶	رکھتے	رہتے
۳۵۸	۱۱	شخص	شخص نے	۴۳۱	۲۳	فی الناس	للناس
۳۶۱	۱	سالی	ربانی	۴۳۳	۱	قریش	القریش

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۴	۲۲	رادہ	ارادہ	۴۶۴	〃	بعض	یعض
۴۲۵	۱۹	بابا	پایہ	〃	۱۳	یطبع	یطیع
۴۲۶	۵	شراکیک	شریک	〃	۲۰	الفتہم	وانفسہم
۴۳۴	۱۴	دنبر	دان بر	۴۶۵	۱۲	ناس	الناس
۴۳۵	۷	کرنے کی منظ	کرنے کی وقت	〃	۱۳	جمعنا	تبعا
〃	۹	سکی	جسکی	〃	۱۹	عراوت	عداوت
۴۳۶	۶	دفیکم	نیکم	۴۷۱	۱	صحبت	یحبت
۴۴۰	۱۸	مرام	حرام	〃	۱۰	صحبت	تحیت
۴۴۲	۴	ہوتا	ہوا تہا	〃	۱۵	ہو	ہو
۴۴۳	۱۲	ہیں	سے	۴۷۳	۱	بخشہ	تخشہ
۴۵۰	۱	استدان	استیذان	۴۷۵	۷	ایا	
۴۵۳	۹	سے ہمنے	-	〃	۵	بہن	بہنا
۴۵۴	۱۱	عمرو	وہ	۴۷۵	۱۹	الرب	رب
۴۵۶	۳	سورہ	مشورہ	〃	۲۰	الی	علی
〃	۱۷	راسے	راستہ پر		〃	الی	الا
۴۵۷	۱۵	الام	امام	۴۷۹	۱۵	سے	کے
۴۶۱	۱۰	صحبت	صحت	۴۸۲	۱۲	حربہ	حدیبیہ
۴۶۲	۸	اوا	اذا	۴۸۳	۱۰	فاتبعوہ	فاتبعواہ
۴۶۳	۱۵	خبط	حبط	۴۸۵	۲	الوالد	الولد
〃	۱۸	والنجیم	والنجم	۴۸۷	۷	نبر	اونیر

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۷	۲۱	تکبر	تکبیر
۴۰۹	۱۲	قو	قطعی
۴۶۱	۱۳	کو	لو
۴۹۲	۲	پااون	راون
۴۹۰	۲۰	مدت	مذہب
۵۰۰	۳	جلال	حلال
"	۱۸		
۵۰۷	۲	ہوتا	ہوتا
"	۷	تمسے	تمہنے
"	۸	ہوتا	ہوتا
۵۱۰	۱۴	وعلموا	واعلموا
۵۱۲	۹	ذلکم	ذالکم
"	"	یوذ	یوذی
"	"	الحدیث	بحدیث
"	۱۷	لرحما	رحیما
۵۱۳	۱۳	نفامتار	ذراستانہ
۵۱۵	۲۱	قیامت	قیامت تک
۵۱۷	۲۱	جزئتیہ	جزیہ
۵۲۰	۸	صمت	صحبت
۵۲۵	۱۵	برندو	برندون
۵۲۷	۱	نباتیگا	نباتیگا
"	۱۸	انصال	الالفال
۵۲۸	۳	وعلموا	واعلموا
"	"	اللہ	للہ
۵۲۸	۴	حمنہ	حمنرو
"	"	اوسکا	اوسکا اور
"	۱۱	تال	قتال
"	۱۳	اذخعنم	اذخیقم
"	"	کما	کیا
"	۲۱	انکم	آنکم
۵۲۹	۴	بغرون	یغفرون
"	۲	والدار	غرالدرر
"	۸	لومرون	لوترون
"	۱۵	اوسنے	اوسنے
۵۳۱	۱	قیامت	قیامت تک
۵۳۵	۸	نامب	ثابت
۵۳۶	۹	نباسے	تباسے
۵۴۰	۴	ضحیح	صحیح نہین
۵۴۵	۹	خالص	خاص
۵۵۵	۵	عزت	عرب
"	۱۲	قرنبہ	قریبہ
۵۶۵	۲۰	جاسنگا	جاسنگاہ
۵۷۴	۱۴	بہی	تہی
۵۷۵	۱۴	اصلاح	صلاح
۵۷۷	۳	ہدایت	مذہب
"	۱۴	حرج	حصہ
"	"	عن	حق
۵۸۳	۱۴	اعادات	عادات
۵۸۶	۱۸	اگر	گر
۵۹۰	۵	بیدایش	قبل پیدایش
۵۹۱	۳	اوستاداہنگری	اوستانگری
۵۹۴	۵	مجمع	جمع
۵۹۹	۱۹	کمات	کلمات
۶۰۳	۱۰	قلبنی	قلبی
۶۱۰	۱۰	اسباب	اسبات
۶۱۲	۹	خلافت	خدمت
"	۱۱	"	"
۶۱۸	۸	کو	کے
۶۲۳	۱۹	قرب وقرابت	قرب قرابت
۶۲۲	۱۱	ابی	ابنا
۶۲۸	۵	رہنی	سرہنی
"	۱۹	موئی	سوئی
۶۳۳	۱۷	اسار	اسماء
۶۳۵	۱۷	عاصف	خاصف
۶۴۱	۱۸	ضایع	صانع
۶۵۳	۱۲	دیہی	دہی

Marfat.com

فہرست مضامین الفرق حصہ دوم

فتوحات عہد حضرت عمر

صفحہ	مضمون
۱ و ۲	وجہ فتوحات
۲ و ۳	چنگیز بخت نصر تیمور نادر شاہ بڑے بڑے فاتحوں کی سلطنتوں کا دیرپا نہ ہونا۔
۳ و ۴	مفتوح قوموں سے حضرت عمر کے سلوک کی حقیقت
۵ و ۱۱ و ۱۲	حضرت عمر کے ہاتھ میں فوج کی باگ ہونے کی حقیقت
۶ و ۷	فتوحات فاروقی کے استواری کی حقیقت۔
۷	فتوحات میں حضرت عمر کی تخصیص کی حقیقت
۸ تا ۱۱ و ۱۷۰ تا ۱۷۳	عہد حضرت عمر اور عہد حضرت عثمان اور عہد حضرت علیؑ کے اثبات اور حالت
۱۲ و ۱۳	حضرت عمر کی منش اور عقل دانائی کی حقیقت۔
۱۳ و ۱۴	خلافت کی کل کون چلا سکتا ہے
۱۵	افضلیت حضرت عمر کی فاتح اور کشورستان ہونے کی حقیقت

بحث نظام حکومت حضرت عمر

(۱۶)

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۷	خلافت اور حکومت کی بنیاد کب قایم ہوئی
۱۷تا۲۰	آیات استخلاف کا استدلال۔
۲۰و۲۱	جمہوری اور شخصی سلطنت کا موازنہ
۲۰تا۲۶	حضرت عمر کی جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈالنی کی قدح و استدلال آیات قرآنی
۲۶	اصل طرز حکومتون کا۔
۲۶تا۴۰	طرز حکومت عرب و مذہب اسلام۔
۴۰تا۵۸و۱۶۹و۱۷۰	ملکی تقسیم اور صوبونکے افسرونکا تقرر اور عہدہ دارونکے انتخاب مین حضرت عمر کی جوہر شناسی۔
۵۹	حضرت عمر کے معاہدہ عمال سے خلاف شریعت
۵۹تا۶۵	ترک زینت و دربان۔ انسداد رشوت کی ناواجب تدبیر
۶۵تا۷۲	تقرر صیغہ محاصل مین اختلاف اور اصلاح فاروقی کی حقیقت
۷۳تا۷۷	حضرت عمر کی بدولت وجود محکمہ قضا کی حقیقت۔
۷۷تا۷۸	محکمہ افتا کی اصلی بنیاد اور ترقی یافتہ ملکون مین اوسکی تدبیر ہونے کا غلط الزام
۷۸	حضرت عمر کے محبس کی ایجاد کی حقیقت۔
۷۸و۷۹و۱۶۷	حضرت عمر کی ایجاد سزاے جلاوطنی کی حقیقت۔ اور عیسائی اور یہودیونکی جلاوطنی۔
۷۹	حضرت عمر کے بیت المال یا خزانہ کے بنیاد ڈالنے کی حقیقت۔

مضمون	صفحہ
خزانہ جمع کرنا خلاف طریقہ پیغمبری تھا۔ اور جمع کرنے کے نقصانات	۷۹ تا ۸۲
انتظام صیغہ فوج تنخواہونکا تقرر اور تمام قریش اور انصار کی اسم نویسی معہ خاندان رسالت اور روزینہ مقرر ہونیکی بحث اور اصلی وجوہ ضعف سلطنت اسلام	۸۳ تا ۹۴ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۶۱۱ تا ۶۲۱ و ۶۳۸
صیغہ تعلیم مذہبی حضرت عمر کے جدا کرنے پر اعتراض	۹۴
عہد فاروقی میں بکثرت اسلام پھیلنے کی حقیقت	۹۵ و ۹۶
حضرت عمر کے جامع قرآن ہونے کی حقیقت۔ اور علی مرتضی کا جامع قرآن ہونے کا ذکر۔	۹۷ و ۹۸
جمع بین الصلوتین کی ناجوازی پر بحث۔	۹۹ تا ۱۰۱
جماعت تراویح	۱۰۲
عورتوں کا حمام میں برہنہ نہانا۔	۱۰۲
مسجد نبوی کی وسعت میں مکان سیدہ اور حسنین کا شامل ہونا	۱۰۳
دفاتر اور اونکے کاغذات کی ترتیب اور سن ہجری کے مقرر ہونے میں فاروقی حصہ کی حالت	۱۰۴
ذمی رعایا کے حقوق اور حضرت عمر پر اعتراضات کی بحث	۱۰۵ تا ۱۰۹
جزیہ کا مسئلہ	۱۱۰ و ۳۴۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰
غلامی کا رواج کم کرنے کی حقیقت اور اسیران جنگ کے غلام	

مضمون	صفحہ
بنانے اور منع بیع امہات الولد اور شاہ فارس اور مصر کی بیٹیوں کی گرفتاری کی بحث	۱۱۰ تا ۱۲۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ تا ۴۹۸ و ۵۰۵ تا ۵۱۱
سیاست وتدبیر عدل اور انصاف	
فاروقی سیاست وتدبیر اور عدل اور انصاف کی حقیقت۔	۱۲۰ تا ۱۲۴ و ۱۶۵ تا ۱۶۷
فاروقی تدابیر سے خاندان رسالت کی تباہی اور قومی سلطنت کو ضرر	۱۲۴ تا ۱۲۷
خانہ سیدہ مین نقض خلافت کے مشورہ اور علی مرتضیٰ کے مجادلہ اور مقاتلہ نہ کرنے کے اور حضرت معاویہ سے مقاتلہ کرنے کے وجوہ۔	۱۲۷ تا ۱۲۹
سوای بنی ہاشم کے دوسرو نپر فاروقی رعب وداب کا اصلی سبب اور پُر رعب ہونے کی حقیقت۔	۱۳۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۶۵۲ و ۶۵۳
خالد کی معزولی پر دم نہ مارنے کی وجہ۔	۱۳۰ و ۱۷۵ تا ۱۷۷
امیر معاویہ اور عمرو عاص کا حضرت عمر سے لرزنے کا سبب	۱۳۱
حضرت عمر کے اصول مساوات کی حکایتون اور فضیلت کا لحاظ نکرنے پر بحث	۱۳۱ تا ۱۳۳
حضرت عمر کے عمرو عاص کے لئے جامع مسجد مصر مین منبر بنانے کی ناپسندی پر بحث	۱۳۵ و ۱۳۶
حضرت عمر کی مفاخرت اور عزت پر لحاظ نکرنے اور اونکی بے امتیاز کا بیان۔	۱۳۶ و ۱۳۷
حضرت عمر کا امیر المومنین کے لقب اختیار کرنے اور بار خلافت سنبھالنے کے	۱۳۸ لغایت ۱۴۲

مضمون	صفحہ
اور کسی سے نہ اوجھ سکنے پر بحث	
فاروقی راست بازی اور خدا کے خوف کی حقیقت	۱۴۳
سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر کی خلافت نہ قبول کرنے میں پالسی اور آخری حج میں اونکے خطبہ دینے کی کیفیت اور بیان واقعہ سقیفہ کی حقیقت۔	۱۴۳ و ۱۴۴ و ۵۸۶ تا ۵۸۸
فاروقی اور عام مفاخرت کی شان سے خلافت قبول کرنے کی حقیقت	۱۴۴
علی مرتضیٰؑ اور اہلبیت کے مناصب اور تعلیم اسناد پیغمبر۔	۱۴۵ لغایت ۱۶۵
گورنروں اور ملکی افسروں کی موقوفی اور تبدیلی خلافت اصول۔	۱۶۷
جہاد میں جانے کی اجازت نہ دینا۔	۱۶۷ و ۱۶۸
اپنے قبیلہ اور بنی ہاشم کو حکومت نہ دینا	۱۶۸
فاروقی پالیٹکس میں خدع اور فریب ہونے کی حقیقت	۱۷۳ تا ۱۷۵
متعہ کی معزولی میں فاروقی فلسفہ کی حقیقت۔	۱۷۷ و ۱۷۸
اسباب کامیابی خلافت ثانی کی حقیقت	۱۷۸ تا ۱۸۶
حضرت عمر اور اونکی بیوی اور بچوں کی کھانے اور کپڑے کا بیت المال سے تقرر۔	۱۸۷
باندیشہ حق خمس لے لینے کے بنو ہاشم کو ملکی عہدہ نہ دینے کی حقیقت	۱۸۹ تا ۱۹۷
غربا اور مساکین کے روزینے مہمان خانوں اور لنگر خانوں کا انتظام	۱۹۷ و ۱۹۸
امامت اور اجتہاد	
امامت شاخ نبوت وصف امامت و امام	۱۹۹ تا ۲۰۰ و ۶۴۲ تا [illegible]
بحث امام منجانب خدا ہو یا منجانب الناس۔	۲۰۱ تا ۲۰۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مسلمانونکے تنزل کا سبب	۲۰۴ تا ۲۰۷
مصنف کا موضوع حضرت عمر کے لئے	۲۰۷ تا ۲۰۸
زیارت قبور و مزار ہائے مقدسہ۔	۲۰۸ تا ۲۱۴
مسئلہ قضا و قدر کو حضرت عمر کے حل کرنے کی حقیقت	۲۱۵ تا ۲۱۷
تعظیم شعائر اللہ کے مماثل صنم پرستی ہونے کی حقیقت مین مسئلہ حجر اسود۔	۲۱۷ تا ۲۳۴
بیعت تحت شجر والے درخت کو حضرت عمر کا کٹوانا۔	۲۳۴ تا ۲۳۸
جس مسجد مین پیغمبر نے نماز پڑھی تھی اومین لوگون کو نماز سے روکنا	۲۳۹ و ۲۴۰
حضرت عمر کا ایک خاص یادگار پیغمبری کے مٹانے کا ترک ذکر	۲۴۰ و ۲۴۱
منصب نبوت اور حقیقت نبوت۔	۲۴۱ تا ۲۴۶ و ۳۸۶ تا ۳۹۰ و ۴۶۱ تا ۴۸۲
حضرت عمر کے احکام شریعت کو مصالح عقلی پر مبنی ہونیکو قایم کرنے اور اسرار دین کی بنیاد ڈالنے کی حقیقت۔	۲۴۶ تا ۲۶۳
حضرت عمر کی قابلیت سیکھنے اسرارون مین حکم قصر نماز کا ذکر۔	۲۶۳ و ۲۶۴
حضرت عمر کا رمل رکن حج کے ترک کا ارادہ اور اوس کے متعلق مذہب اہلسنت اور اوس کا اسرار۔	۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۹ تا ۲۷۱
عبداللہ بن عباس کے شاگرد حضرت عمر کے ہونیکی حقیقت	۲۶۶ تا ۲۶۸ و ۴۳۶ تا ۴۴۱
منتہی ہونا تمام علوم کا علی مرتضے کیطرف۔	۲۷۱ تا ۲۷۳
حضرت عمر کے اسلامی اخلاق کی مجسم تصویر ہونے کی حقیقت	۲۷۷ تا ۲۸۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت سلمان کی قابلیت کی بحث	۲۸۰ تا ۲۸۳
حضرت عمر کی لڑائیوں مین بیگار لینے کی ممانعت کی حقیقت	۲۸۳ تا ۲۹۰
حضرت عمر کی عزت اور تعظیم کے طریقہ کے مٹانے پر بحث اور صفوان ابی ابن کعب کا قصہ	۲۹۰ تا ۲۹۴
شاعری کے متعلق اخلاق فاروقی کی حقیقت اور اون کا مذاق شاعری۔	۲۹۸ تا ۳۰۰ و ۵۹۸ و ۵۹۵ و ۶۳۶۱
حضرت عمر کی شراب خواری کی سزا زیادہ سخت کرنیکی حقیقت	۳۰۱ و ۳۰۲ و ۵۰۰ و ۵۰۱
بعد فاروقی مسلمانونکے عیش و نشاط مین مبتلا ہونیکی روک کی حقیقت	۳۰۲ و ۳۰۴
اخلاق کی پختگی اور استواری کے لیئے آزادی اور خودداری پر خاص حضرت عمر کی توجہ کی حقیقت۔	۳۰۵ تا ۳۰۹
علی مرتضے کے معرکہ جمل اور صفین کے جھیلنے کیوجہ	۳۰۹ تا ۳۱۰
حضرت عمر کے مان کے پیٹ سے ہر شخص کے آزاد پیدا ہونے کے سمجھنے کی حقیقت اور اوسکے قصے۔	۳۱۱ تا ۳۱۵
عمل فاروقی سے لوگونکی آزادی اور صاف گوئی مین دلیر ہوجانے کی حقیقت	۳۱۵ تا ۳۱۷
ناپسندیدگی حضرت عمر مسلمانونکا شادی کرنا عیسائی عورتونسے	۳۱۷ تا ۳۱۸
حضرت عمر کا عمال کے مال اور اسباب کے زر نیلام سے نصف بیت المال مین داخل کرنا۔	۳۱۸

Marfat.com

صفحہ	مضمون
٣١٨ تا ٣٢٢	حضرت عمر کی تقلید اور تعلیم و تربیت کے اثر اور امور امامت کے منصب کی حقیقت۔
٣٢٢ تا ٣٢٦	حضرت عمر کے فن حدیث اور فقہ کے ساختہ اور پرداختہ ہونیکی اور اوسکے اصول اور قواعد اول انہیں کے قایم کرنیکی حقیقت
٣٢٦ تا ٣٣٢	بحث حضرت عمر کے منبر پر اس کلمہ کہنے کی کہ میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم کیا کروگے اور اصول آیت اطیعوا اللہ الخ کا بیان۔
٣٣٢ تا ٣٧٤ و ٦١٠ و ٦٥٣	علم علی مرتضے اور حضرت عمر کا موازنہ اور اوس کے متعلق مسائل فقہ
٣٧٤ و ٣٧٨	بیان نتیجہ علم حضرت عمر کا قرآن اور حدیث پر
٣٧٨ تا ٣٧٩	حضرت عمر کی تفتیش احادیث کی حقیقت
٣٨٠ و ٤٥٨ و ٤٥٩ و ٤٨٣ تا	بحث تکبیرون نماز جنازہ اور عبداللہ ابی منافق کی نماز جنازہ
٤٩٠ و ٤١٥	
٣٨٠ تا ٣٨٢ ـ ٤٥٦ و ٧ و ٤٧	غسل جنابت
٣٨٤ تا ٣٨٦	احادیث نبوی کی اشاعت اور حضرت عمر سے احادیث کے منقول ہونے کی نوعیت۔
٣٩١	حدیثوں کی تحقیق اور تنقید اور فن جرح و تعدیل کی حضرت عمر کی ایجاد کی حقیقت

مضمون	صفحہ
واقعہ اذن ابوموسے کا فن جرح تعدیل سے غیر متعلق ہونا۔	۳۹۲
بحث طلاق اور فاطمہ بنت قیس کا قصہ فن جرح تعدیل سے غیر متعلق ہونا۔	۳۹۳ تا ۴۰۰
ذکر مسئلہ سقط اور حضرت عباس کے مقدمہ بیع کرانے زبردستی مکان کو	۴۰۰ و ۴۰۱
نتیجہ ممانعت حضرت عمر صحابہ کو احادیث پیغمبر سے	۴۰۱ تا ۴۱۴
عبداللہ ابن مسعود کا تربیت یافتہ حضرت عمر کا ہونا	۴۱۴ تا ۴۱۶
سند اور روایت کے متعلق اصول قائم کرنے حضرت عمر کی حقیقت۔	۴۱۷ تا ۴۱۸
حذیفہ بن الیمان کی روایت میں امام اور قرآن کے ناسخ منسوخ جاننے والے کا نام عمر بن الخطاب کی حقیقت	۴۱۸ تا ۴۲۵
حضرت عمر کے علم کے پلہ کی روایت عبداللہ ابن مسعود کی حقیقت۔	۴۲۵ و ۴۲۶
فقہ کے سب سلسلوں کے حضرت عمر کے مرجع ہونے کی حقیقت۔	۴۲۷ تا ۴۲۸
سوائے علی مرتضیٰؑ کے شیوخ اور بانی فن فقہ کی حضرت عمر کی صحبت سے مستفید ہونے کی حقیقت	۴۲۸ تا ۴۳۰
جناب علی مرتضیٰؑ کو استفادہ حضرت عمر سے مستثنیٰ کرنے کی وجہ۔	۴۳۰ و ۴۳۱
عبداللہ ابن مسعود کے اس بیان کی کیفیت کہ حضرت عمر کے	۴۳۱ و ۴۳۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سائنہ ایک ساعت بیٹھنے کو سال بھر کی عبادت بہتر جانتے تھے	
ایک دفعہ پیغمبر کا جناب علیؑ کیطرف نظر کرنا یا اونکی ضربت خندق کو یا ذکر علیؑ کو عبادت فرمانا	۴۳۳ و ۴۳۶
زید بن ثابت کی حضرت عمر سے علم حاصل کرنے کی کیفیت	۴۴۱ و ۴۴۲
موافق بیان کی بموجب علم فقہ کا مدار جن اصحاب پیغمبرؐ پر تھا اونکی	۴۴۲ تا ۴۴۴
حضرت عمر کی بابیان فن فقہ میں منتخب کئے جانے کی حقیقت	۴۴۴ تا ۴۵۶
فاروقی فتوحات کیوجہ سے نئی نئی شکلیں پیش آنکی عذر کی حقیقت	۴۵۶ تا ۴۶۱
صلح حدیبیہ میں مخالفت حضرت عمر کی حقیقت	۴۶۲ تا ۴۹۵
شرعی امور میں حکم پیغمبر کی عالت میں حضرت عمر کو صحابہ سے الگ کر دیتے اس قیاس کی حقیقت۔	۴۹۶ و ۵۰۲
حقیقت وجہ جرأت دخل نبی حضرت عمر کی احکام نبوت میں۔	۵۰۳ و ۵۰۴
آیۂ حجاب موافق رای حضرت عمر کے نازل ہونیکی حقیقت	۵۰۶ تا ۵۱۲
تفریق امور متعلق رسالت اور غیر رسالت کی اثر سے نئے نئے قانون وضع کئے جانے کی حقیقت۔	۵۱۳ و ۵۱۴
حضرت عمر کے قیاس کی بنیاد ڈالنے کی حقیقت	۵۱۷ و ۵۱۸
حضرت عمر کے مسائل میں اجتہاد کی حقیقت۔	۵۱۹ تا ۵۲۰
متعہ پر بحث اور حضرت عمر کے اجتہاد کی حقیقت۔	۵۲۰ تا ۵۳۶
مسئلہ فدک پر بحث اور حضرت عمر کی رای کی حقیقت۔ اور فدک کس قسم کا مال تھا	۵۳۶ تا [illegible]
مسئلہ فدک میں خرابیاں عائد ہونے کی اصلی وجہ	۵۸۱ تا ۵۸۰
ذاتی حالات و اخلاق و عادات	
حضرت عمر کا تند مزاج اور تجمل ہونا۔ اور صحابہ کی رائے مختلف …	۵۸۳ و ۵۸۶ و ۶۰۳

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۵۸۵ و ۵۸۶	حضرت عمر کا لوگوں سرکش اونٹوں کا جلانا۔
۵۸۸ و ۵۸۹	حضرت عمر سے خطبہ نکاح کے نہ بن آنے پر بحث
۵۸۹ و ۵۹۰	حضرت عمر کے ملکی معاملات پر خطبے دینے کی حقیقت۔
۵۹۰	ملکہ تقریر کیسے پیدا ہوتا ہے۔
۵۹۱	حضرت عمر کی بلند آوازی کی حالت
۵۹۳	حضرت عمر کی طویل القامتی پر ناز
۵۹۵ تا ۵۹۷	حضرت عمر کی عبرانی سیکھنے پر فخر کی حقیقت۔
۵۹۷ تا ۵۹۹	حضرت عمار یاسر کی نسبت شکایت رعب و داب سیاست کی حقیقت
۵۹۹	فاروقی خطبات و تقریروں کی حیثیت۔
۶۰۰	آمدنی فتوحات میں فرق مراتب کے لحاظ سے حصہ لگانے میں حضرت عمر کی اصابت رائے کی حقیقت۔
۶۰۱	عراق علی و لشکری کی پیروائی حضرت [illegible] کی حقیقت
۶۰۲	حضرت عمر کی [illegible] اور [illegible] کی غلطی کا اقرار
۶۰۲ و ۶۰۳	حضرت عمر کی مذہبی زندگی کی حالت۔
۶۰۴	حضرت علی کے اعتراض حضرت عثمان پر نماز [illegible] کی حقیقت
۶۰۴ تا ۶۰۵	حضرت عمر کا [illegible] پر صائم الدہر ہونے کی [illegible] اور [illegible] کے برابر روزہ رکھنا۔
۶۰۵ و ۶۰۶	حضرت عمر و ابو موسیٰ اشعری کی خواہشات۔ تو ابو موسیٰ [illegible]
۶۰۶ و ۶۰۷	حضرت عمر کا عیسائی عورت کا پانی سے وضو کرنی اور ان کے [illegible] پنیر کھانی بحث اور مسئلہ طہارت کی حقیقت۔
۶۰۷ و ۶۰۸	حضرت عمر کا عیسائی کو نوکر رکھنے پر اختلاف روایات کا ذکر۔

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت عمر کے ایک ٹکڑہ آیت کی مراد بیان کرنیکی کیفیت	۶۰۸ تا ۶۱۰
حضرت عمر اور حضرت علیؑ کے درمیان رنج وملال کے رفع ہو جانے کی حقیقت ۔	۶۲۱ و ۶۲۲
علی مرتضے کی سپہ سالاری نہاوند نہ قبول کرنیکی اور جب حضرت عمر بیت المقدس کو گئے کار خلافت قبول کرنے کی وجہ	۶۲۲ و ۶۲۳
حقیقت عقد ام کلثوم دختر علی مرتضے کی حضرت عمر کے ساتھ	۶۲۳ تا ۶۳۵
حضرت عمر کی سادگی روزانہ خرچ اور غذا کی حقیقت ۔	۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۹
حضرت عمر کی شام کے سفر میں اپنے شاندار اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کرالینے کی کیفیت ۔	۶۳۶
حضرت عمر کی سخت مزاجیوں میں تلوار نیام سے نکلے پڑنے کی حقیقت	۶۳۷
حضرت عمر کا ازواج اور اولاد کی عزت او محبت [illegible] کی حالت	۶۳۸
فاروقی نئی نئی ایجادوں کی حقیقت ۔	۶۴۰
فاتحہ کی تمہید کی حقیقت ۔	۶۴۱ تا ۶۴۶
حضرت عمر کی دنیا میں کسی ہمپایہ نہ گذرنیکی اور فضائل انسانی کی ہر شاخ حضرت عمر میں ہونیکی حقیقت ۔	۶۴۶ تا ۶۴۹
ذکر پیغمبر کی شہادت فضائل علی مرتضی اسوہ انبیا میں	۶۴۹ و ۶۵۰
حضرت عمر کی سوا اور کسی سے ملکی انتظامات نہ ہوسکنے کی حقیقت ۔	۶۵۱
حضرت عمر کا دور خضر رنگ سہل شہرت	۶۵۲
حضرت عمر کے اخلاق میں انبیاء کے ہمپایہ ہونیکی حقیقت	۶۵۳ و ۶۵۴
شاہ ولی اللہ صاحب کا سینہ حضرت عمر کے سہو میں ایک صاحب کمال کے بہانہ کی بنیاد۔ اور علی مرتضی میں اوصاف متضادہ جمع ہونیکا بیان اور آیۃ قرآنی بر غائبہ	۶۵۴ تا ۶۷۲

Marfat.com

الفرق

حصّہ دوم

135496

ذی علم مصنف نے اپنی اِس تصنیف کے دو حصّے کیے ہین - پہلے حصّے کو وفن حضرت عمرؓ پر ختم کردیا ہے جسپر ری ویو ہوچکا ہے -

فتوحات فاروقی پر اجمالی نظر اور فتح کے اسباب

اب ذیعلم مصنف دوسرے حصّے کو فتوحات عہد حضرت عمر پر ایک اجمالی نگاہ ڈالنے سے شروع کرتے ہین جسمین ابتداءً بمقابلہ یورپین مصنفون کے یہ بحث کی ہے کہ ”چند صحرانشینون نے کیونکر فارس وروم کا دفتر اُلٹ دیا“ اور اپنا عندیہ یہ ظاہر کرتے ہین کہ ”مسلمانون مین اُسوقت بانی اسلام کی بدولت جو جوش عزم استقلال ہمت بلند حوصلگی - دلیری پیدا ہوگئی تھی اور جسکو حضرت عمر نے اور زیادہ قوی و تیز کردیا تھا - روم و فارس کی سلطنتین عین عروج کے زمانے مین بھی اُسکی ٹکر نہین اُٹھا سکتی تھین اور قیام حکومت مین جن چیزون نے مدد دی اُسمین سب سے مقدم چیز مسلمانون کی راستبازی اور دیانت داری تھی - جو ملک فتح ہوجاتا تھا وہان کے لوگ مسلمانون کی راستبازی کے استقدر گرویدہ ہوجاتے تھے کہ باوجود اختلاف مذہب کے اُنکی سلطنت کا زوال نہین چاہتے تھے“

ہماری بھی پہلے ہی سے یہ رائے ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد مین جو فتوحات

Marfat.com

ہوئے وہ نتیجہ اُسی قوت کا تھا جو عہد رسالت مین قایم ہو چکی تھی اور وہ قوت تکبیر پیغمبر اور زور بازوئے حیدر سے قایم ہوئی تھی جو کہ مسلمانون مین جوش عزم استقلال - ہمّت بلند حوصلگی اور دلیری پیدا ہونے کا ذریعہ ہوئی - لیکن یہہ امور ہین تک محدود ہین جب اپنی حد سے متجاوز نہ ہون - مگر افسوس ہی کہ ہمین اس امر سے متفق نہین ہو سکتا کہ پیغمبر کے وقت مین جو کچھ قایم ہوا تھا اُسکو حضرت عمر نے اور زیادہ قوی اور تیز کر دیا تھا جس چیز کا زیادہ قوی اور تیز کر دینا حضرت عمر کی نسبت خیال کیا گیا ہے اُسکی اصلی بنا علی مرتضےٰ رض کا خلافت اول یا دوم کو درہم برہم نکرنا اور اُنکا اپنا استحقاق جتلا کر اُنکی حالت پر چھوڑ نا اور خلافت کے بے خلل چلنے پر صبر و سکوت کرکے باہم مسلمانون مین جنگ کی بنیاد نہ ڈالنا اور قوت مجتمعہ کو پراگندہ نہ کرنا ہے کہ جسکو ہم مدت سے کہتے چلے آتے ہین -

سکندر و چنگیز کی سلطنتون کی دیرپا نہونیکی اصلی وجہ

ذیعلم مصنف چنگیز - بخت نصر - تیمور - نادر شاہ بڑے بڑے فاتحون کو سفاک - ظاہر کرکے اس لحاظ سے کہ ظلم کو بقا نہین یہ کہتے ہین کہ " سکندر و چنگیز کی سلطنتین دیرپا نہوئین " یہ سچ ہی کہ ظلم کو بقا نہین - اور وہ اپنا ظالم اور مظلوم پر اثر کرکے جلد اپنا زمانہ گذر لیا دیتا ہے - لیکن یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ دشمنون یا جن ملکون کو کہ فتح کرنا مقصود ہے اُنکی خونریزی بقدر ضرورت وقت کے داخل سفاکی ہے یا نہین - سکندر و چنگیز کی سلطنتین جو دیرپا نہوئین اُسکی وجہ دوسری تھی - جب وہ کسی ملک کو فتح کرتے تھے تو اپنا انتظام جاری نہین کرتے تھے نہ اُسکو اپنے قبضہ خاص مین رکھتے تھے بلکہ اُس ملک کو قابض سابق یا کسی دوسرے اُسی ملک کے باشندے کے قبضے مین چھوڑ دیتے تھے - جب وہ

دُنیا سے کوچ کرجاتے تھے تو اُنکی سلطنت کا بھی بقا نہین رہتا تھا۔ اور جن لوگون کے قبضے مین مفتوحہ مُلک ہوتا تھا وہی اُس کے مختار ہوتے تھے

مفتوح قومون سے حضرت عمر کے سلوک کی تخصیص کی حقیقت:۔

بمقابلہ سفاکی فاتحین کے ذیلیم مصنف حضرت عمر کی نسبت کہتے ہین کہ اُن کے فتوحات مین سرمو قانونِ انصاف سے تجاوز نہین ہو سکتا تھا۔ آدمیون کا قتل عام ایک طرف۔ درختون کے کاٹنے تک کی اجازت نہ تھی۔ بچون اور بوڑھون سے بالکل تعرض نہین کیا جاتا تھا۔ بجز عین معرکہ کارزار کے کوئی شخص قتل نہین کیا جاسکتا تھا دشمن سے کبھی کسی موقع پر فریب دہی نہین کیجا سکتی تھی،، افسرون کو تاکیدی احکام جاتے تھے کہ دشمن تم سے لڑائی کرین تو اُن سے فریب نہ کرو۔ کسی کے ناک کان نہ کاٹو۔ کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔ جو لوگ مطیع ہوکر باغی ہوجاتے تھے اُن سے دوبارہ اقرار لیکر درگذر کیجاتی تھی ،،

مگر یہ خوبیان تعلیم پیغمبری سے عموماً مسلمانون مین پیدا ہوگئی تھین اور اس تعلیم پیغمبری کا مسلمانون کے دل پر تازہ اثر تھا۔ حضرت عمر کی تخصیص کی ضرورت نہین تھی اور نہ کسی جنگ مین شریک ہوئے نہ کسی سپہ سالار فوج کے سبب سے سمجھا جاوے کہ اُن خوبیون کا اثر اُنکی ذات شریف کی سبب سے تھا۔

مسلمان جو فتوحات کرتے تھے خود تعلیم پیغمبری پر عمل کرتے تھے ،، ورنہ حضرت عمر کا گرفتار اور قیدیون کی خونریزی کا قصد اور زمانہ جناب رسالت پر بے اعتدالیان اور اُنکی سخت مزاجی اور غلظت کی دیگر داستانین جو کچھ اپنے اپنے مواقع پر ظاہر ہوچکی ہین۔ اور ہر وہ شخص جو اُنکی لائف پر نظر رکھنے والا ہے اگر اُنکی نسبت آمادگی سفاکی۔ اور بیرحمی کے الفاظ کو

خلاف شان سمجھے تو اُنکی اِس قسم کی بے اعتدالیون پر اطلاع رکھنے والا ضرور ہو گا۔

باغیون سے دوبارہ اقرار لیکر حضرت عمرؓ کو درگذر کرنیکی حقیقت

اگر حضرت عمرؓ نے باغیون سے دوبارہ اقرار لیکر درگزر کی یا جو تین تین دفعہ اقرار کرکے پھر پھر گئے باغیون نے سازش اور بغاوت کا جرم کیا اُنکو جلاوطن کیا اور اُنکی جائداد مقبوضہ کی قیمت دیدی تو اُسکا ماخذ کسیقدر وہی برتاؤ پیغمبرؐ ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ پیغمبرؐ اُن لوگون کے ساتھ تک درگزر کرتے تھے کہ جو منافق تھے۔ پیغمبرؐ جانتے تھے کہ وہ لوگ بالقلب مطیع نہین ہین مگر اُنکو مثل اطاعت گزارون کے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یا جو لوگ کہ بار بار میدان جنگ سے پیغمبرؐ کو چھوڑ کر فرار کر جاتے تھے اور پھر جب پیغمبرؐ کی خدمتمین حاضر ہوتے تھے تو پیغمبرؐ اُنکو اپنی صحبت مین ویسے ہی رکھ لیتے تھے کہ جیسے فرار سے پہلے وہ صحبت پیغمبری مین رہتے تھے مگر اُنکی اِس حرکت کا نقش پیغمبرؐ کے دل سے مٹتا نہین تھا۔ اور قرآن مین اُنکی ایسی حالت کا اشتہار دیدیا جاتا تھا۔

مذہب اسلام سے پہلے جو فاتح گزرے ہین اُن کے یہان یہ احتیاط قید اور پابندی درگزر کی جو فتوحات فاروقی مین ظاہر کیجاتی ہے نہین ہو سکتی تھی۔ اُن کے زمانے مین جو تہذیب کہ مذہب اسلام نے پھیلائی تھی اور جس خونخواری اور وحشیانہ حرکات کو روکا اُس زمانے مین اُسکا وجود ہی نہین تھا۔ اور بعد اسلام کئی سو برس گزرنے پر جو مسلمان فاتحون نے بھی سفاکی اختیار کی ہے اُسکا مقابلہ بھی عہد فاروقی سے نہین ہو سکتا کہ وہ زمانہ تعلیم پیغمبری سے قریب تھا اور عموماً مسلمان عہد پیغمبری کو

Marfat.com

رہتے ہوئے تہے۔

چنگیز وغیرہ کا خود مواقع جنگ پر موجود رہکر فوجونکی لڑانے اور حضرت عمر کی موقع جنگ پر حاضر نرہنے کی وجہ

یہہ سچ ہے کہ "سکندر اور چنگیز وغیرہ خود ہر موقع جنگ مین شریک رہتے تہے اور خود سپہ سالار بنکر فوج لڑاتی تہی جس سے فوج کے دل قوی رہتے تہے۔ اور حضرت عمر کسی جنگ مین ایک دفعہ بہی شریک نہین ہوئے" لیکن سکندر و چنگیز وغیرہ کا شریک فوج رہنا اور خود سپہ سالار بنکر فوج کو لڑانا ہر کسی کے دل نشین کرتا ہی کہ اونمین از حد قابلیت اوسکی تہی۔ اور حضرت عمر کا ایک دفعہ بہی کسی جنگ مین شریک نہونا۔ اون مین نفی اوس قابلیت کی کرتا ہی۔

حضرت عمر کی ہاتہہ مین فوج کی باگ نہ تہی:۔

یہہ بہی سچ ہی کہ "عہد حضرت عمر مین فوجین ہر جگہہ کام کر رہی تہین" لیکن یہہ امر کہ "اون کی باگ حضرت عمر کے ہاتہہ مین تہی" محض ایک خیال ہی خیال ہے۔ اونکی باگ اون کے افسرون کے ہاتہہ مین ہوتی تہی جو اون کو لڑاتے تہے اور اون ہی کی موجودگی سے فوج کے دل قوی رہتے تہے۔ فوج کشی سے پہلے مشورہ کے بعد حضرت عمر البتہ ظاہر کرتے تہے کہ کہان اور کسطرف جنگ کے لئے فوج روانہ کرنی چاہیئے۔

اس عہد مین نہ ٹلگراف تہا اور نہ ٹیلیفون جسکے ذریعہ سے حضرت عمر فوجون کی باگ اپنی ہاتہہ مین لیکر اونکو ادہر اودہر موڑتے۔ بعض موقع جنگ سے حضرت عمر تک صدہا میل کا فاصلہ ہوتا تہا۔ کسی حالت کی خبر کے پہونچنے تک موقع والون کی حالت دگرگون ہوجاتی تہی۔

جہان کہین ایسا موقع ہوا ہی کہ فوجین پہونچنے کے بعد افسرون نے جنگ شروع کرنے مین تامل کیا ہے اور اوسکی خبر حضرت عمر کو بہیجی گئی ہے - تو اوس موقع پر یقین کیجئے کہ حضرت عمر نے جو کچہ رائے ظاہر کی وہ بغیر مشورہ کے نہ تہی - خود ذی علم مصنف نے - بحث "انتظام حکومت مین قبول کیا ہے کہ "جب کوئی انتظام پیش آتا تہا تو بغیر مشورہ اور کثرت رائے کے عمل مین نہین آ سکتا تہا اور معمولی اور روزمرہ کے کاروبار مین مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تہے -

سکندر وغیرہ فاتحین نے نظم حکومت کیون قایم نہ کیا؟

یہہ سچ ہی کہ "سکندر وغیرہ کے فتوحات گذرنے والے بادل کی طرح ہین کہ ایک دفع زور سے آیا اور نکل گیا - ممالک مفتوحہ مین نظم حکومت قایم نہین کیا" مگر اونکا مقصود ہی صرف یہہ ہوتا تہا کہ صرف اپنی فتحمندی اور ملک گیری صفحہ روزگار پر نقش کرادین - اون کی مراد نظم حکومت سے نہین ہوتی تہی -

فتوحات فاروقی مین استواری کی حقیقت -

ذی علم مصنف فتوحات فاروقی مین یہ استواری بتاتے ہین کہ "جو ممالک اوس وقت فتح ہوئے تیرہ سو برس گذرنے پر آج بہی اسلام کے قبضے مین ہین اور خود حضرت عمر کے عہد مین ہر قسم کے ملکی انتظام وہان قایم ہوگئے تہے" لیکن ذی علم مصنف نے اسبات پر غور نہین کیا کہ اونہین ممالک پر جو آج تک اسلام کا قبضہ ہے وہ قبضہ مسلمانونکا کیونکر رہا ہے - آیا حضرت عمر کے جانشینون کا قبضہ برابر اوسپر چلا آتا ہے یا غیر مسلمانون نے باہم جنگ و جدل اور ایک دوسرے پر حملہ کرکے قبضہ کیا ہے -

Marfat.com

فتوحات فاروقی کی استواری یا اون کے انتظامات صحیح اصول پر اوسیوقت سمجھے جا سکتے تھے کہ مسلمان باہم جنگ وجدل نہ کرکے اونہیں ممالک مفتوحہ پر قبضہ رکہتے چلے آتے اور ہر ایک خلیفہ یا بادشاہ اپنے اپنے زمانہ مین وسعت سلطنت وخلافت کو بذریعہ فتوحات کے دیتا جاتا کہ ایسی حالت مین آج تیرہ سو برس گذرنے پر نہین بلکہ بہت پہلے تمام روے زمین پر مسلمانونکا قبضہ ہو جاتا۔

یہہ ضرر مسلمانون کو اوسی اصول پر قایم نہ رہنے سے پہونچا کہ جو بانی اسلام علیہ السلام نے قایم کیا تہا اور جسکو وہ قایم رکہنا چاہتے تہے کہ امارت و سلطنت اوسی خاندان عرب مین رہی کہ جس خاندان مین قدیم سے چلی آتی تھی اور جس خاندان والے (بانی اسلام) نے اوسکی توسیع کی تہی۔ اور آنحضرت سے زیادہ امارت وسلطنت کے لئے کسی مین قابلیت کو دوسرا کوئی نہین جان سکتا تہا۔

فتوحات مین حضرت عمر کے اختصاص؟

ہم تو اوسی راے کے قایل ہین جسکو ذی علم مصنف نے عام راے ظاہر کی ہی کہ "فتوحات مین خلیفہ وقت کی چندان تخصیص نہ تھی اوسوقت کی جوش اور عزم کی جو حالت تہی وہ خود تمام فتوحات کی کفیل تہی" یہ عام راے عوام کی نہین ہے بلکہ اہل نظر کی ہے مگر افسوس ہے کہ ذی علم مصنف کے نزدیک یہہ راے صحیح نہین ہی وہ اسبات کے قایل ہوتے ہین کہ "حضرت عثمان" اور علی کے زمانہ مین بہی تو آخر وہی مسلمان تھے لیکن کیا نتیجہ ہوا؟ جوش اور اثر بے شبہہ قوت رکہتے ہین۔ لیکن یہ قوت اوسیوقت کام دے سکتی ہی جب کام لینے والا بہی اوسی زور و قوت کا ہو۔

Marfat.com

قیاس اور استدلال کی ضرورت نہین واقعات خود اسکا فیصلہ کر سکتے ہین۔

حالات زمانہ کے جداگانہ اسباب سی چشم پوشی۔

ذی علم مصنف نے اصولاً۔ یہ تو سچ کہا کہ" واقعات حالات زمانہ کا فیصلہ کر سکتے ہین" لیکن واقعات زمانہ پر نظر کر کے حضرت عمر کے عہد کا حضرت عثمان وحضرت علیؑ کی زمانہ سے مقابلہ کرنے کے وقت اپنی رایح کی صحت اور غیر صحت کا فیصلہ نہین کیا۔ اونہون نے اپنی رائے قایم کرنے کی وقت اون نتایج پر نظر نہین کی جو جداگانہ اسباب سے پیدا ہو گئے تھی اور جنہون نے عہد حضرت عثمان اور حضرت علی مین زمانہ کو متغیر کر دیا تہا۔

حضرت عمر کی عہد کی حالت۔

ہر کسی کو یہانتک کہ ذی علم مصنف کو قبول ہی کہ وہ قوت جسکو" جوش اور عزم" کہا جاتا ہی اور جو تمام فتوحات کی کفیل تہی۔ عہد پیغمبر مین قایم ہوئے تہے اور بعد وفات پیغمبر سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ واقعہ پیش آیا جسکی وجہ سے سخت اندیشہ تہا کہ علی مرتضے کی طرف سے ایسا امر ظہور مین آوے کہ وہ قوت جو کفیل فتوحات تہی پراگندہ اور منتشر ہو کر اوسمین خلل واقع ہو۔ لیکن علی مرتضے نے اوس قوت کو جسکو بہ حمایت پیغمبر اپنی قوت بازو سے مجتمع کیا تہا۔ پراگندہ اور منتشر نہوندیا اور یہی بنائی سلطنت کہ جس کی بنا قوت مجتمع پر تہی حضرت عمر کے ہاتہہ مین آئی۔ بعد حضرت عمر کے۔

حضرت عثمان کے عہد کی حالت۔

حضرت عثمانؓ کے ہاتہ مین وہی قوی اور پرشان شوکت سلطنت آئی۔ لیکن ان بزرگ کے عہد مین وہ وہ سامان جمع ہوئے جو خود حضرت عثمان اور اونکی خاندان اور برادری کیواسطے عیش مہیا کرنے والے تہی اور دیگر مسلمانون کے

حق میں اوسکی تقسیم علی قدر مراتب نہیں ہوئی جسنے گروہ در گروہ مسلمانوں کے قلوب میں تفرقہ ڈالا اور جسکا لازمی نتیجہ تھا فتنوں کا اوٹھنا بلوے کا ہونا اور حضرت عثمان کا قتل جس کی شہادت تاریخی واقعات دے رہے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی حالت اور طبیعت سے حضرت عمر خوب واقف تھے

کیا حضرت مصنف کے انتخابی نامور فرمانروائے اسلام اس الزام سے بری ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے ایسے شخص کے لئے شورے کی بالتخصیص تدبیر کی کہ جو اون کے بعد خلیفہ قرار پا جائے؟ کیا وہ حضرت عثمان کی خو بو سے واقف نہ تھے؟ نہیں وہ ضرور واقف تھے اور خوب واقف تھے۔ انہوں نے اوسی زمانہ میں جبکہ وہ ایسا امر میں غلطان اور پیچان رہتے تھے کہ بعد اون کے بار خلافت کون اوٹھا سکیگا۔ حضرت عثمان کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ اگر میں نے اوسکو خلیفہ کردوں یا کردیا تو بخدا وہ لوگوں کی گردنوں پر بنی امیہ کو مسلط کرے گا۔ اور وہ لوگ اپنی کردار سے باز نہ آئینگے عثمان اونکی طرفداری کریگا۔ اور اون سب باتوں کا نتیجہ اوسکی ہلاکت کا سبب ہو جائے گا۔ ملخص

حضرت عمر پر تاسیس شوریٰ سے حضرت عثمان کو خلافت دینے کا الزام

حضرت عمر جنہوں نے دیدہ و دانستہ اپنی تدبیر شوریٰ سے ایسے شخص کے ہاتھ میں زمام [illegible] کردیا الزام سے بچ نہیں سکتے۔ ہاں جو لوگ حضرت عثمان کی لائق کہنے والا ہوگا۔ [illegible]

ذی علم مصنف اپنی تصنیف کے ہیرو کی اس اخلاقی [illegible] کے [illegible] [illegible]

حضرت علی کے عہد خلافت کی حالت

علی مرتضےٰؑ جس وقت کہ خلیفہ قبول کیے گئے ہین وہ ایک لڑا ایسا پُر آشوب زمانہ تہا کہ ہر کسی کو جو ذرا سی بھی وقعت رکہتا تہا یہہ جُرات پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنے واسطے خلیفہ ہو جانے کی کوشش کرے " اور یہہ حوصلہ جب ریاست اور ستون خلافت اوٹہانے کی ہوس اور رایات حکومت کی بندش اور اعلام جنگ کی جہنکارون اور سوارونکے ازدحام کے ٹہاٹ دیکہنے سے ایسا ہو گیا تہا کہ جس سے نفسانی خواہش حرکت مین آتی تہین۔ اور جسنے ہوا و ہوس کے جام پلا پلا کر سرشار کر دیا تہا۔ دوسرے عام مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہو گیا تہا کہ خلیفہ کا عزل و نصب ہمارے اختیار مین ہے جس کسیکو چاہین مقرر کرین اور جس کو جب چاہین معزول یا قتل کرین۔

حضرت علی کی خلافت کے ابتدائی باغی

اسی بنا نے سب سے پہلے بی بی عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر اور حضرت معاویہ سے علی مرتضیٰ کی خلافت مین بغاوت کا جوش پیدا کرایا۔ اور اوس قوت کو جو عہد پیغمبر مین کفیل فتوحات تہی۔ (اگرچہ بلوۂ عثمانی مین درہم برہم ہو گئی تہی) اونہون نے علی مرتضےٰؑ کی خلافت سے بغاوت اور سرکشی کر کے منتشر کر دیا اور باہم نقصادم کرا دیا۔ اور جس قوت کو باوصف مخالفت کے علی مرتضےٰؑ نے عہد حضرت ابوبکر و عمر مین قایم رکہا تہا توڑ دیا۔

نبی و علیؑ کے زمانو مین اسوۃ

علی مرتضےٰ کو وہ زمانہ پیش آگیا تہا جو پیغمبر صلعم کو پیش آیا تہا۔ یعنی اپنی قوم سے جنگ کرنا اور اوسکو مطیع کرنا۔ اگر علی مرتضیٰؑ کی ریش مقدس اونکے خون سے مسجد کوفہ مین مخضب ہو جاتی تو جیسے کہ بی بی عائشہ اور حضرت طلحہ و زبیر کی سرکشی اور بغاوت

Marfat.com

کو اونہون نے اپنے زور و قوت سے فرو کر دیا تہا۔ ویسے ہی حضرت معاویہ کی بغاوت بہی فرو ہو جاتی۔ اور اون مسلمانون کا جوش اور عزم کفیل خلافت ہو جاتا جو علی مرتضیٰ کے ساتہہ تہے۔ جنکا جوش اور اشرب شعبہ برقی قوت تہا اور اوس برقی قوت سے کام لینے والا بہی اسی زور و قوت کا تہا۔ جسنے کہ اپنا زور اور قوت عہد پیغمبری مین ایسے ایسے مواقع پر کہ جہان عکاظ جیسی یونیورسٹی کے فنون جنگ مین ڈپلومہ یافتہ جان پر اجرا گئی ہے دکہا دیا تہا۔

تینون عہدون کی حالت کی تقابل سے نتیجہ

اگر اون واقعات پر جن کے ایسے نتایج پیدا ہو گئے۔ ذی علم مصنف غور کر لیتے تو اہل نظر کی رائے سے ہرگز وہ مخالفت کرنے والے نہوتے۔ اور نہ اس کہنے کے وہ اپنے آپ کو سزاوار سمجہہ سکتے کہ "حضرت علی کے زمانہ مین بہی تو آخر وہی مسلمان تہے جو حضرت عمر کے عہد مین تہے" جسکا فیصلہ خود واقعات کر رہے ہین جسمین نہ قیاس کی ضرورت ہی نہ استدلال کی۔

فوج پتلی کی طرح حضرت عمر کے اشارہ پر ناچتی تہی۔

یہہ کہنا کہ "تمام فوج پتلی کی طرح حضرت عمر کے اشارون پر حرکت کرتی تہی اور فوج کا جو نظم و نسق تہا وہ خاص اونکی سیاست و تدبیر کی بدولت تہا" خالی مبالغہ سے نہین ہے فوج کی حرکت اور اوسکے نظم و نسق مین خود اونہین افسرونکا حصہ تہا جو خود دشمن سے بہی لڑ رہے تہے اور فوج کو لڑا رہے تہے:-

فوجی ترتیب وغیرہ مین حضرت عمر کی تخصیص کی حقیقت

فوج کی ترتیب فوجی منقسمین، بارکونکی تعمیر، قلعون کی حفاظت، جاڑی اور

گرمی کے لحاظ سے حملون کی تعین، فوج کی نقل وحرکت، پرچہ نویسی کا انتظام افسران فوجی کا انتخاب۔ قلعہ شکن آلات کا استعمال۔ ان امور۔ اور اس قسم کے متعلق کچھ کچھ امور مین اور اونکی قایم رکھنے مین حضرت عمر نے حصہ لیا۔ اور کچھ کچھ امور مین جبکہ وہ موقع جنگ سے ہمیشہ کوسون دور رہے حصہ لے نہین سکتے تھے۔ اون امور مین اور اونکی قایم رکھنے مین محض فوجی افسرونکا حصہ تہا جو موقع پر موجود رہتے تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت عمر ہون۔ یا فوجی افسر ضرورت زمانہ اس قسم کے انتظام خود بخود سکہا دیتی ہی۔

حضرت عمر کس بنش کے دانا تھے۔

اس کا کوئی قایل نہین کہ حضرت عمر مین دانائی اور عقلمندی نہین تہی۔ جو کچھ بحث ہو وہ یہ ہی کہ اون مین دانائی اور عقلمندی کس قسم کی تہی اور جس محل پر کہ وہ اپنی عقل ودانائی کو صرف کرتے تھے۔ وہ محل اوس صرف کا ہوتا تہا یا نہین ؟

جہان جہان اونہون نے برمحل اپنی دانش وبینش سے کام لیا وہ ضرور قابل ستایش کے ہے اور ضرور ایسے موقع وہین ملین گے جہان اونہون نے مشورے سے کام لیا ہے۔ لیکن جہان اونہون نے اپنی عقل ودانش کو بے موقع صرف کیا وہان اونکو کوئی معیوبی سے بچا نہین سکتا۔ اور کم سے کم اس کہنے پر مجبوری ہو جاتا ہے کہ اون سے بے اعتدالیان ضرور ہوئین۔ (الفاروق جلد اول صفحہ ۱۷)

حضرت عمر کی دانائی سے آخر کار سلطنت اسلامی کو ضرر پہونچا۔

اگر حضرت عمر مین عقل ودانش نہوتی تو بعد پیغمبر پیغمبر کی جانشینی سے علی مرتضے کو ہٹا دینا اور قریب زمانہ وفات پیغمبر سے اپنی مخفی پالیسی

سکے استحکام کی کہلم کہلا تدبیرین کرنا۔ اور کامیاب ہوجانا کچہہ آسان کام نہین تہا۔ لیکن اونکی اس دانش وبینش سے شروع نہین نہین۔ مگر انجام مین جو ضرر مسلمانون اور اونکی سلطنت کو پہونچا وہ دہبہ کسی کے دہوئے سے دہل نہین سکتا۔

تعجب انگیز مبالغہ

حضرت عمر کی نسبت اس امر کا قائل ہونا کہ "اون کی بغیر یہ کل مطلق کام نہین دے سکتی ہی" صرف مبالغہ آمیز نہین بلکہ تعجب انگیز ہے۔ کوئی مسلمان اس سے انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر اپنے قرابتدارون اور اصحاب مین ہرکسی کی خصلت اور لیاقت پر تجربہ کرکے پورے آگاہ ہوگئے تہے اون سے پہر کوئی امتیاز اسکا نہین کرسکتا تہا کہ بعد پیغمبر اس کل کا چلانے والا کون ہوسکتا ہے۔؟

حضرت عمر کے لیے پیغمبر کی سند کا ہونا

پیغمبر کا کوئی کلام ہمکو ایسا نہین ملتا ہے کہ جس مین اونہون نے یہ فرمایا ہو کہ بغیر عمر بن الخطاب کے یہ کل مطلق کام نہین دیگی" بلکہ علی مرتضی کے بارہ مین پیغمبر کے ارشادات اور عمل ایسے موجود ہین کہ جنسے مطلق شبہ نہین رہتا کہ پیغمبر اس کل کے چلانے کا انحصار علی مرتضے پر کرلی تہے۔ ایسی حالت مین اس کام کے لئے حضرت عمر کا نام لینا پیغمبر کے تجربہ اور ارشاد پر فوقیت چاہنا ہے:۔

خلافت کی کل کو کون صحیح طور پر چلا سکتا تہا

اس کل کے موجد درحقیقت پیغمبر تہے یہ ظاہر ہے جس کسی نے اوسکی حقیقت کا علم اور اوس کے چلانے کی [illegible] پائی ہو اسمین شک نہین کہ وہ تمام ہوشیاری کی خدارسی کی وجہ اس کل کو بخوبی صحیح طور پر چلا سکتا

اور جان سکتا ہے کہ کون پرزہ کہان لگانا چاہیے اور کون کہان؟ اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھہ مین جسنے خاص تعلیم نہ پائی ہو ایسے کل کا چلانا دیدیا جائے۔ اور اوسکے چلانے سے کوئی ہرج واقع ہو جائے۔ تو بغیر دریافت اوس کے کہ جسنے مخصوص تعلیم پائی ہو اصلاح نہین ہو سکتی۔

علی مرتضیٰ کے سوا خلافت کی کل کوئی نہین چلا سکتا تھا

جو کوئی تاریخی واقعات پر نظر رکھتا ہے۔ اور ان واقعات تاریخی کے (جو درمیان نبیؐ و علیؑ کے گذرے ہین حروف والفاظ کو تعصب کی عینک سے نہین دیکھتا۔ جب اوسکی دوربین نگاہ عہد فاروقی مین بارہا اون کے اس مقولے پر "لولا علیؑ لہلک عمرؓ" پر پڑیگی وہ خلافت ذی علم مصنف کے۔ بلا خوف تردید۔ بیساختہ یہی پکار اوٹھے گا۔ کہ "علیؑ کے بغیر اوس کل کو ٹھیک اوس کے مرکز پر کوئی نہین چلا سکتا تھا"!

حضرت عمر نے کس ڈھب سے خلافت کی کل کو چلایا:۔

ہان اسمین بھی شک نہین ہے کہ جس ڈھب اور جس پہلو سے حضرت عمر نے اس کل کو چلایا۔ اوس ڈھب اور اوس پہلو سے حضرت عمر کے بغیر اور کوئی کام لے ہی نہین سکتا تھا۔ حضرت عمر کی طبیعت ایسی درشت اور خشن واقع ہوئی تھی کہ با وصف مشورے کی بھی جب وہ خود رائی کرنا چاہتے تھے تو بہت دشواری اونکو پیش آتی تھی۔

علی مرتضیٰ کی یادداشتین حضرت عمر کے متعلق

علیؑ مرتضیٰ نے جہان طرز عمل خلفاء ثلثہ کا بیان کیا ہے وہان ایک موقع پر حضرت عمر کی نسبت یہہ مثال دی ہے کہ "صاحب اوس طبیعت کا مثل سوار ناقہ سرکش کے ہے۔ اگر مہار ناقہ کو کھینچتا ہے تو ناقہ کی

ناک چری جاتی ہے - اور اگر مہار کو ڈہیلا چہوڑ دیا جائے تو سوار موںہہ کے بل گر پڑتا ہے" اور دوسرے موقع پر یہہ بہی فرمایا ہے - کہ" دین نے بہ سبب بے راہ چلنے - اور عاجز ہوئے کے اپنا پیش سینہ ٹیک دیا"

دنیا کی تاریخ مین ایسے ایسے فاتح موجود ہین کہ حضرت عمر جنکی پاسنگ بہی نہین

ذی علم مصنف نے بعض واقعات فتوحات - اور بعض موقعون پر حضرت عمر کی تدبیر جنگ کی طرف اشارہ کر کے اخیر اپنی راے یہہ ظاہر کی ہے کہ" جب سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے آجتک کوئی شخص فاروق اعظم کی برابر فاتح اور کشورستان نہین گذرا - "

یہہ راے ذی علم مصنف کی حد مبالغہ سے بھی بڑہ گئی ہے - حضرت عمرؓ کے عہد کے ماقبل اور مابعد دنیا کی تاریخ مین ایسے ایسے فاتح اور کشورستانون کا نام و نشان موجود ہے جن کی فتح اور کشورستانی کے حدود حضرت عمرؓ کے عہد کے فتوحات سے بدرجہا وسیع ہین - اور اون مین انتظامات اور امن و امان بھی اسدرجہ پر رہے ہین - اور اب بہی ہین کہ ملک عرب کو کسی زمانہ مین بھی نصیب نہین ہوئے - ایک زمانہ وہ تہا کہ شاہان ایرانکا قبضہ اور تسلط تمام ملک عرب پر تہا اور ملک عرب تخت ایران کی اطاعت مین تہا - اور وہ تسلط ایران کا کسی وقت مین بذریعہ فتحمندی کے نہین تہا تو کیا تہا ؟ جسکا ذکر خود ذی علم مصنف نے لکہا ہے - اور ہمارے اس زمانہ مین فتوحات برٹش گورنمنٹ کو دیکہنا چاہئے کہ اوسکی سلطنت کو وسعت کس خوبی کے ساتہ اور کس درجہ پر ہوئی کہ جسکی حکومت مین کہین نہ کہین ہر وقت آفتاب تابان و درخشان رہتا ہے جس کے سبب سے آنکہون کو چکا چوند

لگتی ہے :-

بمقابلہ قدیم وجدید فاتحین اور کشورستانون کے جو اعظم گذرے ہین۔ اور جو موجود ہین حضرت عمر کو برابری کے پلہ مین لانا اوس دیکھنے والے کی مثال ہی کہ جسکی آنکھہ چھوٹی چیز کو بڑا دیکھتی ہے :-

حضرت فاروق کی فتوحات کی نسبت کیا کہا جاسکتا ہے

ذی علم مصنف اگر حضرت عمر کی نسبت یہ کہتے کہ جب سے زمانۂ اسلام کی تاریخ ہے آجتک کوئی شخص خلفاء پیغمبر اسلام مین فاروق اعظم کی برابر فاتح اور کشورستان نہین گذرا" تو شاید ایسے کہنے کی گنجایش ہوتی لیکن درحقیقت وہ ذاتی حیثیت پر نظر کرنے سے بھی مصداق اس سخن کے نہین ہو سکتے۔ اون کے عہد مین جسقدر فتوحات ہوئے وہ اونکی ذاتی رائے۔ یا تدبیر یا کوشش سے نہین ہوئے ہین بلکہ وہ تمام نقمندی اور کشورستانی بمشورہ دیگر اصحاب کے۔ اور دوسرون کے طرز جنگ اور تدابیر سے ہوئی ہے۔ ایسی حالت مین یہہ کہنا روا ہو سکتا ہے کہ اون کی عہد خلافت مین ایسی فتح اور کشورستانی دیگر اصحاب کے مشورے اور دوسرون کے طرز جنگ اور تدابیر کی بدولت ہوئی ہے کہ کسی دوسرے خلیفہ کے عہد مین نہین ہوئی :-

نظام حکومت

حکومت کی بنیاد اور اوسکا انتظامی دور

ذی علم مصنف فتوحات فاروقی پر اجمالی نگاہ ڈالنے کے بعد "نظام حکومت" کا بیان اسطرح شروع کرتے ہین کہ "اسلام مین اگرچہ خلافت وحکومت کی بنیاد حضرت ابوبکر کے عہد مین

پڑی، لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمرؓ کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہہ امر کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا۔

بنیاد حکومت عہد پیغمبرؐ مین قائم ہو گئی تہی۔

خلافت اور حکومت کی بنیاد خود عہد رسالت اسلام مین قائم ہو چکی تہی۔ اور جسقدر ملک اور قوم سلطنت پیغمبرؐ کے تحت مین آچکا تہا اوس کا نظام بہی بقدر ضرورت قرار پا گیا تہا۔

یہ امر کہ "قومی سلطنت مسلمانون کی خود عہد پیغمبرؐ مین قائم ہو چکی تہی" خود آیات قرآنی سے ثابت ہے اول جو وعدہ خدا نے استخلاف کا کیا تہا جس کے متعلق مشہور آیۃ استخلاف ہے اوس کا یہہ مضمون ہے کہ "وعدہ کیا ہے اللہ نے اون سے جو تم مین سے ایمان لائے، یہہ کہ خلیفہ کرے گا اون کو زمین پر جیسے کہ خلیفہ کیا تہا اون کو جو اون سے پہلے تہے، اور البتہ قوی کرے گا اون کے لئے وہ دین، جو اللہ نے اون کے لئے پسند کیا ہے، اور البتہ بدل دے گا اون کو، اون کے خوف کے بعد امن سے، میری عبادت کرینگے، میرے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرینگے، اور جو کفر کرے گا اوسکے بعد پس وہ لوگ وہی ہین جو فاسق ہین"۔

آیات استخلاف کے وعدہ پورا ہونے کی خبر مین۔

اس وعدہ کو خدا نے عہد پیغمبرؐ مین ہی پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہہ فرماتا ہے کہ "خدا وہی ہے کہ اوس نے تم کو خلیفہ زمین کا پہلون کے بعد کر دیا، اور بعض تمہارے کو بعض اوپر درجون مین بلند کیا، تاکہ آزمائے تم کو اوس چیز مین کہ دی ہے تم کو، تحقیق کہ پروردگار تمہارا جلد عذاب کرنے والا ہے، اور تحقیق کہ وہ البتہ بخشنے والا ہے"۔ پہر ایک آیتہ مین یہ فرماتا ہے کہ "کر دیا ہم نے تم کو خلیفہ زمین کے بیچ پہلون کے بعد، تاکہ دیکہے کیونکر عمل کرتے ہو تم؟"۔ پہر ایک آیتہ مین یہہ فرماتا ہے کہ "اللہ اور اوس کے رسولؐ پر ایمان

لاؤ، اور خرچ کرو اوس چیز سے کر کیا ہے تمکو خلیفہ بیاہ زمین کا بیچ اوس کے پس جو لوگ کہ ایمان لائے تم مین سے اور خرچ کیا، اون کے واسطے بڑا ثواب ہے۔ ایک آیتہ مین فرماتا ہے۔ وہی ہے جس نے کیا تم کو خلیفہ بیچ زمین کے۔ یہ آیات سورۂ انعام، یونس، اور حدید، اور فاطر مین ہین۔

جب خدا نے خود آیات قرآنی مین مسلمانون کو بتا اور جتا دیا کہ ہم نے تم کو بادشاہت زمین کی دی، تو صریح ہے کہ وعدہ بادشاہت جو کچھ خدا نے کیا تھا وہ عہد رسول مین پورا ہو گیا (علامہ سیوطی نے بھی اپنی تفسیر درمنثور مین تحت آیتہ استخلاف یہی کہا ہے) اور سلطنت مسلمانون کی عہد رسول مین قائم ہو چکی۔ اور جب خدا نے وعدہ استخلاف کا پورا کر دیا اور قومی سلطنت مسلمانون کی قائم کر چکا، تو آخر مین خدا نے یہہ بھی فرما دیا کہ "الیوم اکملت لکم دینکم، واتممت علیکم نعمتی، ورضیت لکم الاسلام دینا" جسکا یہہ ترجمہ ہے کہ "آج کے دن ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتین تمپر پوری کر دین، اور تمہارے لیے دین اسلام کا ہونے پر ہم راضی ہو گئے"

مین پوچھتا ہون کہ اگر عہد پیغمبر مین حکومت اور خلافت قائم نہین ہو گئی تھی، تو سقیفہ بنی ساعدہ مین کس بات پر انصار و مہاجرین نے جھگڑہ شروع کیا تھا اور حضرت عمر اور ابو عبیدہ جراح نے کاہے پر حضرت ابوبکر کو خلیفہ اور امیر کیا تھا؟۔

بانی اسلام خود نظام حکومت کی بنیادین ڈال گئے تھے

اور جیسے کہ خدا نے استخلاف کے وعدہ کو عہد پیغمبر مین پورا کر دینا، اور قومی سلطنت مسلمانون کی قائم کر دینا ظاہر فرمایا ہے، ویسے ہی حکم وعمل اور صرف کے ارشادات فرمائے ہین، اور جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ خود پیغمبر نے اپنے زمانہ مین حکومت کے نظام کی بنیادین ڈالدی تھین، یہان تک کہ کاتب، منشی اور عامل مقرر فرما دیے تھے اور آمدنی کے صیغے، اور اوس کی تقسیم کے طریقے گویا قواعد، معین فرما دیے تھے۔

Marfat.com

غرض کہ تمام راہیں شریعت و حکمت کی کھل چکی تھیں اور نشان دین کے قائم ہو چکے تھے، جسکا ذکر نہایت تفصیل سے تاریخ اسلام میں موجود ہے ۔ مگر جب کوئی ان امور پر غور کرے اوس کو یہہ امر ہی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ”مذہب اسلام میں دین اور دنیا دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں“

ایسی حالت میں یہہ کہنا کہ ”اسلام میں خلافت و حکومت کی بنیاد حضرت ابوبکر کے عہد میں پڑی اور انتظام حکومت کا دور حضرت عمر کے عہد سے شروع ہوا“ خلاف قرآن اور رد قرآن سے انکار اور کم سے کم قرآن اور شریعت محمدی کے نقصان کا قائل ہونا ہے ۔ اور زیادہ سے زیادہ ان آیات کا انکار ہے؛

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو، ویعلم ما فی البر والبحر، وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی الظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ، وکل شیئ فصلناہ تفصیلا ، وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین ۵ یونس ترجمہ اور نہیں چھپتی تیرے پروردگار سے کوئی چیز برابر ذرہ کے نہ زمین میں نہ آسمان میں نہ چھوٹی نہ بڑی مگر کتاب مبین میں ہے“

”وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا کل فی کتاب مبین ۵ ترجمہ اور نہیں ہے کوئی چلنے والا بیچ زمین کے مگر اللہ پر ہے رزق اوس کا اور جانتا ہے جگہہ قرار اوس کے کی اور جگہہ سونپے اوس کے کی سب کچھ بیچ کتاب مبین کے ہے

وکل شیئ احصیناہ کتابا ۵ اور ہر چیز کو گھیر دیا اوس کو ہمنے لکھکر“

ایحسب الانسان ان یترک سدی ۵ [illegible] ہیں ۔ اور اوسکے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ہے کوئی انکو مگر وہ اور جانتا ہے جو کچھ کہ خشکی اور تری میں ہے اور نہیں گرتا کوئی پتا مگر جانتا ہے اوس کو

[illegible] سپارہ [illegible] الفاظ یہہ آیت ہے۔

اور نہ دانہ جو اندھیرے کے زمین میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ہے مگر یہ کہ کتاب مبین میں موجود ہے، (۲) تمام چیزیں تفصیل سے ہمنے بیان کر دی ہیں (۳) کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل چھوڑا جائے گا؟"

"مہمل" کے معنی ہیں کسی چیز کو اوس کے اختیار پر چھوڑ دینا، اعراب کے محاورہ میں یہ لفظ اوس وقت بولا جاتا ہے کہ جب اونٹ چرانے کے لئے بغیر چرواہے (محافظ شتربان) کے چھوڑ دئے جائیں۔

ابوبکری عہد کی بنیاد خلافت اور فاروقی عہد کا نظام حکومت بدعت ہے

جب ذی علم مصنف خلافت یا حکومت کی بنیاد اور نظام حکومت کے دور کو جو عہد پیغمبر میں قائم ہو چکا تھا قبول نہیں کرتے ہیں، اور حکومت کی بنیاد عہد حضرت ابوبکر میں اور نظام حکومت کا دور عہد حضرت عمر میں قرار دیتے ہیں تو صریح ہے وہ بنیاد اور نظام عہد نبوی میں تھا اور اوس اصول پر نہیں تھا کہ جن اصول پر عہد پیغمبر میں قائم ہو چکا تھا تو ابھی بنیاد خلافت یا حکومت کی اور اوس کے نظام کا دور جدید قطعی بدعت قرار پائے گا۔

جمہوری اور شخصی سلطنت کا موازنہ

یہ خیال ذی علم مصنف کا کہ اسلام میں اگرچہ خلافت و حکومت کی بنیاد عہد حضرت ابوبکر میں پڑی لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمر کے عہد سے شروع ہوتا ہے محض غلط قرار پاتا ہے، اور ایسے غلط خیال کے قائم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بعد پیغمبر خلافت چلانے کا کام حضرات خلفائے ثلثہ اور بنی امیہ و بنو عباس کے ہاتھ میں آیا اور یہ بزرگ وار اوس علم کامل نبوت سے ناآگاہ تھے کہ جو خلیفہ رسول اور امام کو حاصل ہونا ضروری تھا اگر بعد پیغمبر خلفائے دین اسلام کے ہاتھ میں کاروبار خلافت آتا تو یہ تقریر لوگوں کی نگاہ میں نہیں ہو سکتا تھا کہ علم دین علیحدہ چیز ہے اور علم دنیا علیحدہ چیز ہے۔ وہ علم

Marfat.com

اسلام جو خلیفہ رسولؐ کو حاصل ہونا ضروری ہے حاوی کل علوم کو ہوتا ہے خواہ وہ اصلاح روحانی سے تعلق رکھتا ہو یا اصلاح جسمانی سے، اور اسی اعتبار سے مذہب اسلام کو دین و دنیا شامل ہے اور ایسے ہی عالم کے خلیفہ ہونے سے یہ غلط خیال ہوتا ہے کہ اسلام میں اگرچہ خلافت و حکومت کی بنیاد عہد ابوبکرؓ میں پڑ چکی تھی لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمرؓ کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔"

ذی علم مصنف قبل اس کے کہ حضرت عمرؓ کے نظام حکومت کے بیان میں قواعد اور آئین حکومت بیان کریں "اس حکومت کی ترکیب اور ساخت شخصی تھی یا جمہوری؟" بیان کرنے کا ارادہ کرکے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ "گو اگرچہ اس وقت عرب کا تمدن جس حد تک پہونچا تھا اس کے لحاظ سے حضرت عمرؓ کی خلافت پر جمہوری یا شخصی کسی کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا" لیکن پھر اس کا پتہ لگانا چاہتے ہیں کہ وہ حکومت کا انداز جمہوریت سے ملتا تھا یا شخصیت سے یعنی سلطنت کا کام اہل ذاتی اختیارات پر تھا یا عام رائے پر؟ پھر وہ شخصی اور جمہوری طرز حکومت میں مابہ الامتیاز وہ عوام کی مداخلت اور عدم مداخلت کو قرار دیتے ہیں۔

اسی کے ساتھ ذی علم مصنف شخصی حکومت کے چند نتائج بیان کرتے ہیں کہ جن سے شخصی حکومت کا عیب سمجھ میں آسکے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ "وہ جمہوری سلطنت میں اسکے برعکس نتائج ہونگے"

جمہوری سلطنت کی بنیاد حضرت عمرؓ نے ڈالی

ان تمہیدوں کے بعد ذی علم مصنف یہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی ڈالی، اگرچہ تمام اصول و فروع مرتب نہ ہوسکے تاہم جو چیزیں حکومت جمہوری کی روح ہیں، سب وجود میں آگئیں، اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا، کوئی امر بغیر مشورہ کے اور کثرت رائے کے عمل

مین نہین آسکتا تھا۔ دو گروہ کل قوم کے پیشوا تھے۔ جنکو تمام عرب نے گویا اپنا قائم مقام تسلیم کر لیا تھا، مہاجرین اور انصار مجلس شوریٰ مین ان دونون گروہ کے ارکان شریک ہوتے تھے۔ مشورہ، اور روزمرہ کے کاروبار مین اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے۔ جب کوئی امر اہم پیش آتا تھا تو مہاجرین و انصار کا اجلاس عام ہوتا تھا، اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا۔ حضرت عمر نے مختلف موقعون پر فرما دیا کہ مشورہ کے بغیر، خلافت سرے سے جائز ہی نہین، ایک اور مجلس تھی جہان روزانہ انتظامات، اور ضروریات پر گفتگو ہوتی تھی۔ یہ مجلس ہمیشہ مسجد نبوی مین منعقد ہوتی تھی، اور صرف مہاجر اس مین شریک ہوتے تھے، عام رعایا کو انتظامی امور مین مداخلت حاصل تھی، حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کئے جاتے تھے، انتخاب کا طریقہ بھی عمل مین آتا تھا، وہان کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص انتخاب کرکے بھیجتے تھے"

مصنف کی زبانی اون کی قیاسی رائے کے ماخذ کی لطیف قدح

مصنف کی اس قیاسی رائے کی حقیقت ظاہر کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو جمہوری سلطنت کا بانی جو مصنف نے قرار دیا ہے اوس کا ماخذ خود ذی علم مصنف کی زبانی۔ بیان کرین۔ وہ الفاروق کے پہلے حصہ مین، اصول درایت سے جن امور کا پتہ لگ سکتا ہے اوس کے سلسلہ مین اون روایات کو، جو ریاض النضرہ، اور کنز العمال، وغیرہ مین مذکور ہین، اس وجہ سے کہ وہ عموماً گرمی محفل کا سبب ہوتی ہین، اور عوام لوگ اون کو شوق سے سنتے تھے، اس لئے اون مین مبالغہ کا رنگ آگیا، نہ خود صحیح خیال کرتے ہین، اور نہ دوسرون کو صلاح دیتے ہین کہ وہ اونہین صحیح خیال کرین، اور اسی وجہ سے اونہون نے اون کتب کی روایات کو بالکل

135494

Marfat.com

بالکل نظرانداز کردیا ہے اور اون کو وہ اپنی تصنیف کا ماخذ قرار دینے سے توبہ کر چکے ہین۔ لیکن افسوس ہے کہ جس روایت کی بناپر جمہوری سلطنت کی عالی شان عمارت کا "فونڈیشن اسٹون" وہ حضرت عمر کے ہاتھ سے رکھواتے ہین اوس کا ماخذ اوسی نامعتبر کتاب "کنز العمال" کی روایت ہے۔ اور ہم خوش ہین کہ مصنف سے اون کے حافظہ کی کمی نے وہ توبہ تڑوادی۔

مصنف کی قیاسی رائے کی اصولاً قدح

ہمارے نزدیک ذی علم مصنف کو اصولاً پہلے یہ طے کرنا تھا کہ مذہب اسلام مین قرآن و احادیث سے کوئی طریقہ حکومت کا قرار پاتا ہے یا نہین؟ اگر کوئی طریقہ قرار پاتا تو بتانا تھا کہ وہ کیا طریقہ تھا؟ اور وہ طریقہ آیا جمہوریت کا تھا، یا شخصیت کا، یا ان دونون کے بین بین، یا ان کے علاوہ،

یہ ظاہر ہے کہ مذہب اسلام مین ازروے شریعت واسطے انفصال قضایا کے ہر قسم کے معاملات اور جرائم مین احکام بہ حیثیت قانون بیان کردیے گئے ہین، کہ جنکی تعمیل حکومت کو کرنی لازم آتی ہے اور بغیر حکومت کے اون کی تعمیل نہین ہوسکتی۔ اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ اون کی تعمیل کے لئے کوئی حکومت ہو اور وہ قرار دیگئی ہے۔

ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے کہ عہد پیغمبر مین خدا نے اپنے وعدہ استخلاف کو پورا کردیا تھا اور قومی سلطنت عہد پیغمبر مین قائم ہوچکی تھی اور اوس کے متعلق آیات قرآنی بھی ہم لکھ آئے ہین۔

جب دین اسلام مین بعہد پیغمبر سلطنت اور حکومت قائم ہوچکی تھی تو ضرور ہے کہ طریقہ حکومت بھی خدا اور رسول نے بتایا ہو مع اوس کی ساخت اور ترکیب کے کہ کس اصول پر ہو۔

Marfat.com

جو آیات کہ ہم نے اوپر لکھی ہین وعدۂ استخلاف کے عہد پیغمبر مین پورے ہو چکنے اور قومی سلطنت مسلمانون کے قائم ہو جانے کے باب مین، اون مین کی ایک آیتہ مین یہ مضمون بھی ہے کہ بلند کیا بعض تمہارے کو اوپر بعض کے درجون مین، تاکہ آزما دے وہ تم کو بیچ اوس چیز کے کہ دیا ہے تم کو، اور جس کے آخر مین تہدید بھی ہے۔ اور وہ تہدید اوسی وقت مین سمجھی جا سکتی ہے اگر آزمائش کے وقت لوگ، اوس چیز مین کہ جو خدا نے دی ہی پوری نہ اوترین۔

یہہ ارشاد کہ "بلند کیا بعض تمہارے کو اوپر بعض کے درجون مین" خدا نے اوسی آیتہ مین بیان کیا ہے جس کے اول مین یہہ فرمایا ہے کہ "کر دیا اوس نے تم کو خلیفہ زمین کا بعد پہلون کے"

جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے امیر، اور خلیفہ قومی سلطنت اسلامی کا اوس کسی کو بنایا ہے، جو دوسرے لوگون اپنے معاصر سے بلند درجہ مین ہو۔ یعنی وصف افضلیت کا اوسمین موجود ہو۔ اور پیغمبر نے درحقیقت اوس افضلیت کے ذریعے بتلائے ہین علم، شجاعت، اور نسبی شرافت، اور حکماء زمانہ نے بھی بادشاہ کے لئے یہی اوصاف قرار دئے ہین۔

آیات مین بعد پیغمبر سلطنت کے لئے والی اور بادشاہ ہونے کی خبر

سوائے اس کے دیگر کثیر آیات قرآنی ہی کہ جنہین سے بعض اس مقام پر لکھی جاتی ہین، دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ پیغمبر کے بعد کوئی حاکم (والی، بادشاہ) یا امام بااس قومی سلطنت مسلمانون کا ہو۔

(۱) "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" ۔ "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور اولی الامر کی جو تم مین ہو"

(۲) "ولو ردوہ الی الرسول، والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم" (نساء) ۔ "اور اگر چھوڑ دین طرف رسول کی

... الله ورسوله والذين
امنوا الذين يقيمون الصلوٰة ويؤتون
الزكوٰة وهم راكعون « مائده
(۴) « النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم
وازواجه امهاتهم واولى الارحام بعضهم
اولى ببعض في كتاب الله من المؤمنين
والمهاجرين، الا ان تفعلوا الى اوليائكم
معروفاً »
(۵) وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا «
(۶) « كل شيء احصيناه في امام مبين «
(۷) واذا ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن
قال اني جاعلك للناس اماما، قال ومن
ذريتي؟ قال لا ينال عهدي الظالمين «
(۸) وقتل داؤد جالوت وآتاه الله
الملك والحكمة وعلمه مما يشاء « البقر

اور طرف صاحب حکم کے جو اونمین سے
ہو البتہ آئینہ جانین اوسکو وہ لوگ کہ
استنباط کرتے ہین اوسکو اونمین سے «
(۳) « سوائے اسکے نہین ہی کہ بادشاہ ہی
تمہارا خدا اور رسول اور وہ لوگ کہ ایمان
لائے ہین جو قایم کرتے ہین نماز کو اور دیتے
ہین زکوٰۃ کو درآنحالیکہ رکوع مین ہوتے ہین
(۴) « نبی اولی ہی ساتھ مومنین کے اونکی
نفسونسی اور ازواج اوس (نبی) کی
مائین مین اون (مومنین) کی اور
اولی الارحام (قرابت دار) بعض اونکے
اولی ہین ساتھ بعض کے کتاب الله
مین، مومنین و مہاجرین سے مگر یہہ کہ
کرو تم طرف اولیا اپنی کے نیکی «
(۵) « اور گردانا ہمنے اونمین سے امام اور
پیشوا کہ ہدایت کرتے ہین ہمارے امر کے ساتھ « (۶) « اور یہہ [illegible]
[illegible] کردی ہمنے امام مبین مین « (۷) « اور جسوقت کہ آزمایا ابراہیم کو اوسکے
پروردگار نے کلمون کیساتھہ پس پورا کیا اوس نے اون کلمون کو کہا [illegible]
[illegible] مین تجھکو واسطے لوگون کے امام کرنے والا ہون کہا (ابراہیم نے) [illegible]
[illegible] سے؟ کہا (خدا نے) نہین پہونچتا ہی میرا عہد ظالمون کو «
اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور دیا اوسکو الله نے [illegible]

[illegible]

یہ بتایا ہے

اوصاف کے [illegible]

ہیں جس سے [illegible]

ظاہر کر دیا ہے

سلطنت بن کیونکر جاتی ہے ؟

تاریخی پر بہت غور کر کے سلطنت کی [illegible]

ہی کہ " بنیاد سلطنت خدا از خاندان [illegible]

خاندان کو ترقی ہو جاتی ہے اور اوس میں [illegible]

سلطنت بن جاتی ہی لیکن شروع زمانہ میں [illegible]

خیال نہیں کیا جاتا ہے بلکہ مذہب ہی [illegible]

خاندان سے سلطنت کیون قائم ہو جاتی [illegible]

کی گئی ہی کہ " اون میں باہمی تعلقات [illegible]

مذہب کا تعلق، فوائد کا تعلق،

جب ایک خاندان دوسرے خاندان [illegible]

مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ مغلوب خاندان [illegible]

قبیلہ ملکر ایک قوم ہو جاتی ہے [illegible]

ملک عرب کی حکومت ابتدا [illegible]

نسل حضرت اسمٰعیل [illegible]

Marfat.com

صورتون کے تعلقات کو شامل ہے۔ حضرت اسمعیل کی فرزاوانی نسل نے جن کے بارہ بیٹے تھے ویران زمین کو آباد کر کے ملک عرب کی حکومت ابتدائً قائم کی اور اوسی حکومت کا جدگانہ قبائل مین تعدد ہو گیا۔

قبل اسلام عرب مین حکومت کا طریقہ

قبل دین اسلام طریقہ حکومت عرب کا یہی تہا کہ جس خاندان مین حکومت چلی آتی تہی اوس مین بعد ایک حاکم کے اوسی خاندان سے اوسی خاندان والے، دوسرے کو جو اوصاف مین سب سے افضل ہوتا تہا انتخاب کر لیتے تھے اور اوسی انتخاب کو تمام قبول کر لیتے تھے۔ چنانچہ ذی علم مصنف بہی اس مضمون کو یون ادا فرماتے ہین کہ "یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ جمہوریت کا طریقہ عرب کا فطرتی مذاق تھا اور اس لئے عرب مین جو حکومت قائم ہوتی وہ خواہ مخواہ جمہوری ہوتی، عرب مین مدت سے تین وسیع حکومتین موجود تہین۔ لخمی، حمیری، اغسانی، لیکن یہ سب شخصی تہین، قبائل کے سردار البتہ جمہوری اصول پر انتخاب کئے جاتے تھے لیکن اون کو کسی قسم کی ملکی حکومت حاصل نہ تہی بلکہ اون کی حیثیت سپہ سالارون یا قاضیون کی ہوتی تہی"۔

عرب مین مختلف قبائل مین مختلف حکومتین ہوتی تہین اور بہ نظر ضرورت اوس عہد کے حکومت کی علامت صرف سپہ سالار ہونا اور انفصال قضایا تہا، انتخاب سردار کا اوس حیثیت سے جمہوری اصول پر نہین ہوتا تہا جس حیثیت سے کہ ذی علم مصنف نے ظاہر کیا ہے یعنی تمام قوم کسی کی انتخاب کے لئے ووٹ نہین دیتی تہی، بلکہ جس خاندان مین کہ امارت قوم کی ہوئی تہی اوسی خاندان والے کسی لائق کو اپنے خاندان سے قبول کر لیتے تھے اور ساری قوم اوسی کا اتباع کرتی تہی۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ انتخاب

کے وقت قرابت اور نسل امیر کا لحاظ خواہ مخواہ ضروری ہوتا تہا۔

بانی اسلام کے گھرانے مین قوم قریش کی امارت چلی آتی تھی

قوم قریش کی جو نسل حضرت اسمٰعیل سے ہی، امارت اور سرداری، اوس خاندان مین چلی آتی ہتی کہ جس مین حضرت محمدؐ تھے۔ انحضرت نے دین اسلام تا اصلاح روحانی وجسمانی انسانون کے لئے قائم کیا جس کی مراد یہہ ہے کہ اخلاق حمیدہ لوگ قبول کرین اور اوصاف رذیلہ کو ترک کرین، جسکا انحصار معاد اور معاش پر ہے۔

دین اسلام کے لئے اوس کے بانی نے قانون شریعت نافذ کیا

ایسی دین کے اجرا کا لازمی نتیجہ یہہ تہا کہ بذریعہ اوس کے سلطنت مسلمانون کے لئے قائم ہو جائے۔ ایسے دین اور ایسی سلطنت کے لئے کہ جو باہم جداگانہ نہین ہین ایک قانون جسکو شریعت کہتے ہین نافذ فرمایا، جس کی بنیاد قرآن اور قول وفعل رسول پر ہے اور بتایا کہ سلطنت اوسی قوم مین رہے جس مین کہ حضرت محمدؐ تھے اور چاہا کہ وہ سلطنت بہ لحاظ اون کی قرابت قریبہ اور اونکی نسل کے جیسا کہ ابتدائی اصول خاندانی تہا، اون کے خاندان اور نسل مین باقی اور برقرار رہے۔ اور جو کوئی سلطان ہو وہ اوس قانون شریعت پر خود بہی عمل کرے اور اپنے تابعین سلطنت پر اوسکی تعمیل کرائے۔

اوس قانون شریعت سے ظاہر ہے کہ ایک سلطان ہر زمانہ مین ہو لیکن اوس مین وہ اوصاف ہون جن سے اطلاق عدالت کا اوس پر صادق آسکے۔ اور اوس قانون مین حقوق سلطان اور حقوق رعایا بتا دیے گئے ہین۔ اوس سلطان مین ایسا ملکہ عدالت ہو کہ وہ اپنے حقوق اور رعایا کے حقوق کی حدود سے تجاوز نہ کرے بے خطا اوس کی تعمیل کرے۔

اسلامی طرز حکومت شخصی وجمہوری دونو کو حاوی ہے

ایسے طرز حکومت کو، جو خاص قانون کی

روسے قرار پایا ہو، ایسا مذہب کہ جسنے سلطنت قائم کی ہے باعتبار اس کے کہ شخص واحد سلطان قرار دیا گیا ہے ضرور یہہ کہین گے کہ وہ شخصی ہے"

لیکن باعتبار اس کے کہ وہ عادل ہو اور حقوق سلطان اور حقوق رعایا جو معین کر دئے گئے ہین اوس کے حدود سے وہ تجاوز نکرے اکہہ سکین گے کہ طرز اوس کا جمہوری ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جو طرز حکومت دین اسلام کی سلطنت کا اوسکی بانی نے قرار دیا ہے وہ شخصی اور جمہوری دونون کو حاوی ہے۔ مگر اوسکو محض جمہوری حکومت کسی طرح نہین کہا جا سکتا ہے۔

کوئی ابات کا قائل نہین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ میرے بعد جس کو لوگ انتخاب کرین وہ میرا جانشین ہو جو اصل پہچان طریقہ سلطنت جمہوری کی ہے۔

وجود استخلاف مذہب اسلام مین مسلم ہے استخلاف کے ساتھہ کہ کسکے حق مین ہوا؟

جب وجود جمہوری، بالاتفاق سلمانون سے، مذہب اسلام مین قائم نہو سکے گا تو ضرور ہے کہ جانشینی، بذریعہ نسل یا قرابت قریبہ کے، مانی جاوے گی۔ اور گو باہم فرقون مذہب اسلام مین، اس امر مین اختلاف ہے کہ پیغمبرؐ نے علیمرتضےا کے لئے استخلاف کیا یا نہین؟ لیکن وجود استخلاف کا ایک گروہ مذہب اسلام مین مسلم ہوتا ہے۔ مگر جو گروہ مسلمانون کا، منکر استخلاف علیمرتضے کا پیغمبر کی طرف سے ہے وہ حضرت ابو بکر کے لئے جو بعد مینہ خلیفہ بن بیٹھے یا اون کو حضرت عمر نے خلیفہ بنایا، تلاش حق خلافت، یا ذریعہ حصول خلافت مین مشوش رہا ہے۔

حضرت ابو بکر کے لئے اجازت امامت نماز ہی استخلاف ہے

کسی نے یہہ کہا کہ ؎ اون کو پیغمبرؐ نے نماز پڑہانے کی اجازت دی اور وہ استخلاف

استخلاف ہے،، اگر یہی ذریعہ قبول کیا جائے، تو استخلاف حضرت ابوبکر کا بنیاد سلطنت جمہوری کے مخالف ہوتا ہے، اور جس سے مذہب اسلام میں بنیاد شخصی حکومت کی قائم ہوتی ہے۔ اگرچہ درمیان شیعہ سنی اکے یہہ بحث باقی رہے کہ پیغمبر نے علی مرتضیٰ اکے لئے استخلاف کیا تہا، یا حضرت ابوبکر کے لئے، اور داماد کو ولیعہد مقرر کیا تہا، یا سسرے کو، اگو سسرے کا ولیعہد مقرر ہونا اگر قابل مضحکہ ہو تو قابل شرم ضرور ہے۔

حضرت ابوبکر بذریعہ انتخاب خلیفہ ہوئے

کسی نے حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونے کو بذریعہ انتخاب کے، اجماع امت اکے ساتھہ تعبیر کرکے قرار دیا۔ لیکن وہ انتخاب نہ بہ حیثیت طریقہ سلطنت جمہوری کے ہتا نہ اجماع امت کی شکل میں، بلکہ اجماع امت غیر ممکن تہا۔

حضرت ابوبکر کے استخلاف اور انتخاب کے قضیہ مین حضرت عمر کا ناطق فیصلہ۔

درحقیقت حضرت ابوبکر کا خلیفہ ہونا کسی اصول پر نہ تہا۔ اور خود حضرت عمر فرماتے تھے کہ ""اون کا خلیفہ ہونا ""فلتہ،، ناگہان بے سوچے سمجھے تہا جس کے شر سے خدا نے بچا لیا۔ لیکن آخر کار ذی علم مصنف نے، علامات متقدمین، حضرت ابوبکر کا خلیفہ ہونا بغیر کسی ذریعہ اور طریقہ کے اسطرح قبول کیا ہے ""حضرت ابوبکر کی خلافت نے ہی اسکا فیصلہ نہین کیا، کیونکہ گو اون کا انتخاب کثرت رائے پر ہوا تہا لیکن وہ ہی ایک فوری کاروائی ہتی چنانچہ خود حضرت عمر نے فرمایا ""

""فلا یغترن امرءٌ ان یقول انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وتمت الا وانہا قد کانت کذالک لکن اللہ وقی شرہا ""طبری ص ۱۸۲۰

ذی علم مصنف حضرت ابوبکر کے انتخاب کو اگرچہ کثرت رائے سے ظاہر کرتے ہین لیکن ادس کو "فوری کارروائی" قبول کرنے سے مراد یہہ ہوگی کہ اگروہ کثرت رائے ہوہی، تو ایسی تہی کہ بے سوچے سمجہے وقوع مین آئی تہی اور جسکا نتیجہ یہہ ہوتاہے کہ کسی صحیح اصول پر نہ تہی جیسا کہ ذی علم مصنف نے اول کہا ہے کہ "حضرت ابوبکر کی خلافت نے ہی اس بحث کا کچہہ فیصلہ نہین کیا"

اسلام مین شخصی حکومت کے طریقہ کا دراہی واقعات سے ثبوت

لیکن حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے لئے استخلاف صریح کیا، اور پہر حضرت عمر نے وصیت استخلافی بذریعہ مشورے کے کی، جس کے بموجب حضرت عثمان خلیفہ قرار پائے اب جو لوگ کہ منکر سلطنت شخصی کے ہین اور جوان قرار پائی سلطنت جمہوری کے مذہب اسلام مین ہین، اون پر وہ استخلاف کہ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے کیا ضرور حجت ہے کہ دین اسلام مین طریقہ سلطنت جمہوری کا نہین تہا، بلکہ سلطنت شخصی کا تہا۔ مگر

آس پاس کی سلطنتون مین البتہ روم کسی زمانہ مین طرز حکومت جمہوری کے شرف سے مشرف تہا۔

ذی علم مصنف کو سلطنت جمہوری پسند ہے نہ شخصی، اس لئے وہ اول یہہ ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر کے گرد وپیش جو سلطنتین تہین وہ ہی جمہوری نہ تہین، ایران مین تو سرے سے کبہی یہ مذاق ہی پیدا نہین ہوا، روم البتہ کسی زمانہ مین اس شرف سے ممتاز تہا، لیکن حضرت عمر کے زمانہ سے بہت پہلے وہان شخصی حکومت قائم ہوچکی تہی، اور حضرت عمر کے زمانہ مین تو وہان ایک جابرانہ خودمختار سلطنت رہگئی تہی،" پہر فخر یہہ کہاہے کہ "حضرت عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی"

حضرت عمر کیا خدانخواستہ بمقابلہ مولوی شبلی لاعلم تھے۔

جب ذی علم مصنف یہہ قبول کرتے ہین کہ "روم البتہ کسی زمانہ مین اس شرف سے (طرز حکومت جمہوری) ممتاز تہا" تو یہہ کہنا اونکا کہ "حضرت عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے اوس کی بنیاد ڈالی" کسی طرح قبول نہین کیا جا سکتا۔ کیا وہ اس بات کو پسند کرتے ہین کہ حضرت عمر کو اسقدر بہی علم نہین تہا کہ اون کے گرد و پیش کی سلطنت مین "روم" شرف جمہوری حکومت سے ممتاز تہا، گو اون کے زمانہ مین وہ سلطنت ایک جابرانہ خودمختار سلطنت ہوگئی تہی، مگر اس زمانہ سے متصل زمانہ، روم مین حکومت جمہوری کا تہا، جس پر اپنا علم ذی علم مصنف ظاہر، اور حضرت عمر کی نسبت نتیجہ لاعلمی پیدا کرکے حضرت عمر پر اپنے علم کی سبقت قرار دیتے ہین۔ یا۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی نسبت پسند نہین کرتے کہ اونہون نے سلطنت جمہوری کا سبق پہلے زمانہ سلطنت روم سے سیکھا تہا۔ لیکن حضرت عمر نے، زمانہ سابق روم کی تقلید، یا اپنی عقل سے ایجاد کرکے، اگر جمہوری سلطنت کی بنیاد، دین اسلام مین ڈالی، تو وہ ضرور اوس طرز حکومت کے خلاف ہتی جو دین اسلام مین، عہد پیغمبر مین قائم ہو چکی ہتی جو نہ محض شخصی ہتی نہ محض جمہوری بلکہ دونون کو شامل تہی۔

حضرت عمر کو بانی حکومت جمہوری قرار دینے کا اصلی سبب

ذی علم مصنف جو فخر بنیاد ڈالنے سلطنت جمہوری کا حضرت عمر کے پلہ باندہتے ہین محض غرض اون کی یہہ ہے کہ اون کے عندیہ مین طریقہ سلطنت جمہوری، بہ نسبت طرز حکومت شخصی کے عمدہ ہے۔ اور جیسے کہ اونہون نے شروع سے ساخت اپنی اس تصنیف کی اس ترکیب پر رکہی

Marfat.com

ہے کہ اول رسالت، خاندان حضرت عمر میں نازل ہوئی تھی، اور پھر سلطنت کی بنیاد کو بھی حضرت عمر نے درحقیقت قائم کیا۔ عہد پیغمبر میں کچھ نہیں ہوا، ویسے ہی وہ حکومت جمہوری کے کینڈے کو حضرت عمر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن جیسے کہ وہ عندیہ ذی علم مصنف کا صحیح نہیں ہے ویسے ہی یہ عندیہ ذی علم مصنف کا کہ بنیاد سلطنت جمہوری کی دین اسلام میں حضرت عمر نے ڈالی، صحیح نہیں ہو سکتا ہے۔

سلطنت شخصی اور جمہوری حکومت کی حقیقت۔

سلطنت شخصی اور جمہوری کی حقیقت جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک حکومت میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ حاکم، محکوم، اور وہ طاقت جو بادشاہ کو حکمرانی کرنے کے قابل کر دیتی ہے جیسا کہ اس زمانہ کے علمار سیاست مدن کی رائے ہے، لیکن غور کرنے سے یہ امر اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ دراصل وہ قوت ہی کہ جو حکمرانی کے قابل بنا دیتی ہے، حکمران ہوتی ہے۔ جہاں کہیں ہی اوس کے وجود کا اطلاق ہو، اگر وہ قوت شخص واحد میں ہوگی تو اوس شخص کی حکومت کو شخصی حکومت کہیں گے؛ اور اگر وہ قوت شخص واحد میں نہو، اور چند شخصوں میں بہ حیثیت اجتماعی قبول کی جائے اور وہ جماعت قرار دیجائے اوس کو حکومت جمہوری کہیں گے۔

اگر شخص واحد میں وہ قوت حکمرانی کامل ہوگی اور اوس کو بادشاہ قبول کر لیا جائے تو ضرور اوس شخصی حکومت میں عیب ہوگا۔ اور ایسے ہی اگر جماعت کو حکمران قرار دیا جائے، اور وہ جماعت اپنے اغراض کے لئے حکومت کرے گی تو اوس سے ہی شدید ضرر ہوگا۔ اور جیسے کہ شخصی حکومت سے ضرر پہونچ سکتا ہے ویسے ہی جمہوری سلطنت سے، اور ایسے ہی سلطنت شخصی جبکہ قوت حکمرانی کاملیت کے ساتھ میں اوس میں ہو، فائدہ قوم اور ملک

Marfat.com

کو پہونچا سکتی ہے، ویسے ہی سلطنت جمہوری کے ارکان، حکمران اگر محض بغرض فائدہ ملک اور قوم کے حکمرانی کرنا چاہیں تو سلطنت جمہوری بھی ملک و قوم کو فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اس فن کے علماء نے دونوں طریقہ حکومت کے ضرر اور نفع کو بیان کیا ہے۔

بانی اسلام کا قرار دادہ طرز حکومت سب قسم کی حکومتوں پر شامل ہے

بانی اسلام نے، دونو طریقہ حکومت پر غور کرکے، دین اسلام کی سلطنت کے لئے، ایسا طریقہ اختیار کیا ہے اور اوس کا قواعد سے بندوبست کر دیا ہے کہ شخصی اور جمہوری حکومت سے جو ضرر پہونچتے ہیں، یا پہونچ سکتے ہیں اون سے سلطنت اسلام محفوظ رہے، اور جو اون دونوں سے نفع ہوتا ہے اوس کو شامل ہو۔ اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ "مذہب کی رو سے جو سلطنت قائم ہوتی ہے وہ سب قسم کی حکومتوں کو شامل ہوتی ہے نہ محض شخصی نہ جمہوری"

بانی اسلام کے قرار دادہ طرز حکومت کی حکیمانہ مصالح

دین اسلام میں بنظر اس کے کہ "خدا نے بناء سلطنت خاندان میں رکھی ہے اور جس وقت خاندان کو ترقی ہو جاتی ہے اوس وقت سلطنت بن جاتی ہے، (اور کچھ شبہ نہیں کہ اوس خاندان والوں کو حکومت کرتے رہنے، اور نسلاً بعد نسل خاندان میں حکومت برقرار رہنے سے حکومت کرنے کا تجربہ ہو جاتا ہے اور اوس کے طریقہ کو اچھی طرح سمجھ جاتے ہیں) شخص واحد کا بادشاہ ہونا ہر زمانہ میں اوسی خاندان سے بلحاظ قرابت اور نسل کے قائم رکھا جس پر اطلاق شخصی حکومت کا ہو سکا لیکن مذہب نے اوس کے واسطے ایسا قانون پاس کر دیا کہ جس سے وہ اپنے حقوق، اور رعایا کے حقوق کو پہچانے، اور عدل سے جسکا اوس کو ملکہ ہو، اوس قانون کی تعمیل خود کرے، اور رعایا پر کرائے کہ جس سے جمہوریت کے فوائد ملحوظ اور محفوظ رہیں اور جو فوائد

Marfat.com

کہ جمہوری سلطنت سے حاصل ہوتے ہین وہ اوس شخصی سلطنت کو حاصل ہون۔

سلطان عادل کی شخصی حکومت سے نقصان لاحق نہین ہو سکتی اور اوس کے وجوہ۔

ذی علم مصنف نے جو نقصانات شخصی سلطنت کے ظاہر کئے ہین، وہ شخص جبکہ سلطان عادل ہو، یعنی وہ قوت حکمرانی کی رکھتا ہو جس کے اوصاف دین اسلام نے بتلائے ہین، لاحق نہین ہو سکتے۔ اوسکی سلطنت مین رعایا ایسی بے تعلق نہین رہ سکتی ہے کہ جس کے حقوق پر بادشاہ نظر نہ کرے مگر ایسی مداخلت ہی نہین ہونی چاہیے کہ جس سے بادشاہ محض کٹ پتلی کیطرح حرکت کرے۔

بے شک حکومت مین اسقدر رعایا کا دخل نہین ہو سکے گا کہ مسند نشین حکومت کے ذاتی اختیارات بالکل فنا ہو جائین، اور وہ جماعت کارکن کا صرف ایک ممبر رہ جائے کہ ایسی شان جمہوریت کی جسکو ذی علم مصنف پسند کرتے ہین نفع نہین دے سکتی۔ تمدن مین لوگون کے حقوق ایک دوسرے کے ساتھ ایسے وابستہ ہوتے ہین کہ جنکو اعتدال پر رکھنا ضرور ہوتا ہے اور محض رعایا کی پابندی خود رعایا کو، اعلے درجہ کی عقل شاہی کو کام مین لانے کے ذریعہ سے محروم کریگی۔

یہہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ بمقابلہ اعلے درجہ کے عقل رکھنے والون کے، کم درجہ کی عقل رکھنے والے ہمیشہ زیادہ ہوتے ہین، اور وہ لوگ، کہ جن کو حکومت کرنے کا تجربہ نہو، بمقابلہ اون کے کہ جنکو حکومت کرنے کا تجربہ ہو، بمنزلہ اطفال کے ہین۔

جب سلطان عادل ہوگا، اور قابلیت حکمرانی کی رکھتا ہوگا تو وہ خود اس کا روادار ہوگا کہ ملک کے تمام قابل اشخاص کی قابلیتین کام مین آئین۔ صرف چند ارکان سلطنت کی عقل و تدبیر پر ہر گز تمام کو چلنے نہ دے گا اور ہمیشہ وہ سعی کرے گا کہ قوم کے اکثر افراد انتظامی قوت اور قابلیت مین ترقی حاصل کرین، وہ کبھی اس امر کو گوارا نہ کرے گا کہ بجز چند عہدہ دارونکے

اور لوگون کو ملکی انتظامات سے کچھہ سروکار نرہے اور اکثر افراد سے انتظامی قوت اور قابلیت معدوم ہونے لگے۔ وہ ایسا ت کا موقعہ ہی نہین آنے دے گا کہ مختلف فرقون اور جماعتونکے خاص خاص حقوق کی اچھی طرح حفاظت نہو۔ جن لوگونکو اپنے حقوق سے غرض ہو۔ اوسکا دربار اون کی باریابی کو کبھی نہین روک سکتا۔ نہ وہ عادل بادشاہ اپنے آپکو ایسی حالت مین رکھہ سکتا ہے کہ اوس تک کسی کی رسائی نہو سکے۔

یہہ صحیح ہے کہ جن لوگون کو دخل ہوتا ہے اون کو غیر دن کے حقوق سے اسقدر ہمدردی نہین ہو سکتی جسقدر خود ارباب حقوق کو ہو سکتی ہے، لیکن یہہ صورت اوس حالت مین زیادہ متصور ہو سکتی ہے کہ جب جمہوری سلطنت کی شان مین چند لوگ منتظم ہون یا بادشاہ غیر عادل ہو، اور جب بادشاہ عادل ہوگا تو وہ ارباب حقوق کے ساتھہ خود ہمدردی کرے گا۔

بادشاہ عادل کے زمانہ مین، قوم مین، ذاتی اغراض کے سوا، قومی کامون کا مذاق معدوم نہین ہو سکتا، بلکہ قومی کامون کے مذاق کو ترقی ہو گی۔

جو طریقہ طرز حکومت کا دین اسلام مین مقرر تھا اوس کو حضرت عمر نے توڑ دیا۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی خلافت پر جو رائے دی ہے کہ "اون کی خلافت پر جمہوری یا شخصی دونون مین سے کسی ایک کا بھی اطلاق نہین ہو سکتا" مین بھی اوس کو تسلیم کرتا ہون۔ لیکن مین اس کو قبول نہین کر سکتا کہ "حضرت عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی"۔ البتہ مین اس کا قائل ہون کہ دین اسلام مین جو طریقہ حکومت کا قرار دیا گیا تھا اور وہ طریقہ حکومت شخصی اور جمہوری دونون کو شامل تھا اوس کو اونہون نے اوس کے صحیح مرکز پر قائم نہین رکھا۔ اور جس خاندان مین کہ قدیم سے امارت چلی آتی تھی، اور جس خاندان مین کہ امارت کا قائم رہنا

Marfat.com

چاہیے تہا، اوسی خاندان کے ایسے شخص کو، جو بعد پیغمبر، موجودہ کل اشخاص سے افضل ہو، اور جسکی نضیلیت کا ہر کوئی دل مین قایل ہو، قبول کرنے سے انحراف کیا اور اوس عنصر حکومت شخصی کو، جو دین اسلام مین قرار دیا گیا تہا، مٹا دیا۔

حضرت عمر نے، حضرت ابو بکر سے، یا اپنے عہد مین، ایسی کوشش کی کہ دین اسلام مین بادشاہ کے لئے جو صفتین قرار پائی ہین، اور جو دوسرا عنصر حکومت کا دین اسلام مین قائم کیا گیا تہا، وہ صفتین اپنی ذات مین دکہائین۔ اسی سے ذی علم مصنف کو یہہ دہوکا ہو گیا ہے کہ "حضرت عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن حضرت عمر مین، وہ اوصاف جو دین اسلام نے بادشاہ کے لئے قرار دئے تھے، خلقی نہ تھے، بلکہ وہ اون کا کسب کرنا چاہتے تھے، اس لیے اون کے زمانہ حکومت کو بے شک یہہ کہنا روا ہے کہ دین اسلام مین جو طریقہ حکومت کا قرار پایا تہا، اور وہ طریقہ شخصی اور جمہوری دونون کو شامل تہا، اوس کے لحاظ سے حضرت عمر کی خلافت پر جمہوری یا شخصی دونون مین سے کسی ایک کا ہی اطلاق نہین ہو سکتا۔

خلافت ثانی مین کونسل مجلس شورے۔

گو ذی علم مصنف نے اس کہنے پر کمال مبادرت کی کہ "حضرت عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کی جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی"، گو جو درحقیقت امر خلاف واقعہ ہے۔ لیکن ذی علم مصنف سمجہتے تھے کہ ایسے دعوے کا ثابت کرنا مشکل ہے، اس لئے ساتہہ ہی اوس کے اونہون نے کہا ہے کہ "اگرچہ وقت کے اقتضا سے اوس کے تمام اصول و فروع مرتب نہ ہو سکے تاہم جو چیزین حکومت جمہوری کی روح ہین سب وجود مین آگئین ان مین سب کی اصل الاصول مجلس شورے (کونسل) کا انعقاد جب کوئی انتظام پیش آتا تہا تو ہمیشہ ارباب شورے کی مجلس منعقد ہوتی تہی

اور کوئی امر بغیر مشورے اور کثرت رائے کے عمل میں نہیں آسکتا تھا۔
معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں اس مجلس کے فیصلہ کافی سمجھے جاتے
تھے لیکن جب کوئی امر اہم پیش آتا تھا تو مہاجرین و انصار کا اجلاس عام ہوتا
تھا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا"۔

لیکن مجلس شورے کا منعقد کرنا، یا بغیر مشورے کے کوئی امر عمل میں نہ آسکنا،
خواہ مخواہ بہ حیثیت سلطنت جمہوری کے روح کے نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ یہ
عمل اون کا، دوسرے عنصر اوس طریقہ حکومت کا تھا جو دین اسلام نے قرار
دیا تھا، جو ایک صفت سلطان عادل کی حقیقتاً قرار دی گئی ہے۔

مشورے کے لئے حکم قرانی اور پیغمبر کا اوس پر عمل معہ توجیہ عمل

قرآن میں صاف حکم دیا گیا ہے ("وشاورهم فی الامر") یعنی جس وقت مناسب
ہو مشورہ کیا جائے، اور اہل شورے کی رائے لیجائے، چنانچہ پیغمبر ہو شخص
واحد، بادشاہ قبول کرلئے گئے تھے، ایسی مجلس منعقد فرماتے تھے اور جماعت
صحابہ سے رائے لیتے تھے۔ یہ امر کچھ اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ مجرد بہ حیثیت
طریقہ سلطنت جمہوری کے ہو بلکہ وہ شان ایک سلطان عادل کی تھی۔

مذہب اسلام میں طرز حکومت یہی قرار دیا گیا تھا کہ سلطنت قومی
ہو اور بادشاہ اور امیر اوس کا خاندان شاہی سے قرار دیا جائے۔ یہ ایک
ایسا اصول صحیح، مذہب اسلام کا قرار دیا ہوا ہے کہ یہی طرز حکومت برٹش
گورنمنٹ کا ہے۔

حضرت عمر بات بات پر کیوں مشورہ لیتے تھے

حضرت عمر جو سوائے امور اہم کے
معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں جو بات
بات پر مجلس شورے منعقد کرتے تھے، اور مشورہ لیتے تھے، اور اپنی سمجھ رائے

Marfat.com

رہنے والے نہین ہوتے تھے، اور لوگون سے دریافت کرتے تھے، اور فرماتے
تھے کہ مجھکو نہین معلوم کہ اوس امر مین کیا کرون"، یہہ امر اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ حکمرانی مین اون کو تعسر اور رنج تہا۔ اور ایسا ہونا کچھہ قابل تعجب
نہین ہے۔ وہ ایسے خاندان اور گہرانے کے نہین تھے کہ جس مین حکمرانی کا تجربہ
ہوتا رہا ہو نہ اون کو ایسا علم تہا کہ جس سے قوت حکمرانی کی حاصل ہوتی ہے
یعنی اون کی وہ تعلیم و تربیت ہی نہین ہوئی تہی کہ جس سے ملکہ حکمرانی کا حاصل ہو سکتا

امور انتظامی کے شعبون کی بنیادین خود عہد پیغمبرؐ مین پڑ چکین تہین۔

یہہ امر کہ حضرت عمرؓ کی حکومت مین ہر شخص کو نہایت آزادی کے ساتھہ اپنے حقوق کی حفاظت کا موقع حاصل تہا، اور لوگ علانیہ اپنے حقوق کا اظہار کرتے تھے، اور اضلاع سے سفارتین آتی تہین، جن کا مقصد یہہ ہوتا تہا کہ دربار خلافت کو ہر قسم کے حالات و شکایات سے مطلع کیا جائے، اور داد رسی چاہی جائے، یا بادشاہ ہر قسم کے حقوق مین تمام آدمیون کے ساتھہ برابری رکھتا ہو، کسی قانون کے اثر سے مستثنے نہو، ملک کی آمدنی سے ضروریات زندگی سے زیادہ نہ لے سکے، اوس کے اختیارات محدود ہون، ہر شخص کو اوسپر نکتہ چینی کا حق حاصل ہو، یا اگر حکومت جمہوری کا اصول سمجہا جائے، یا حکومت جمہوری کا اصل زیور ہو، یا حکومت کے نظم و نسق مین تمام مختلف صیغے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ الگ اگر حضرت عمرؓ نے کردئے تھے اور بہت سے شعبے جو مخلوط تھے الگ کرکے جداگانہ محکمے قائم کئے تھے، لیکن ایسے امور کی بنیاد خود عہد پیغمبرؐ مین قائم ہو چکی تہی اور قانون ہی اوسی عہد مین پاس ہو چکا تہا، اور طریقہ عمل بہی دکہایا جا چکا تہا، یعنی ستون دین کے قائم کردئے گئے تھے، اور راہ شریعت کی کہول

دی گئی تہی۔

خود ذی علم مصنف کے اس بیان سے کہ "اونہون (حضرت عمرؓ) نے بہت سے شعبے جو مخلوط تہے الگ کرکے جداگانہ محکمے قائم کئے"، تائید اس امر کی ہوتی ہے کہ عہد پیغمبر مین ان تمام امور کی بنیادین پڑ چکی تہین۔ ایسی حالت مین یہہ کہنا صحیح نہین ہو سکتا ہے کہ "حضرت عمرؓ کی خلافت مین وہ تمام امور اوس درجہ تک پہونچے تہے کہ اوس سے زیادہ ممکن نہ تہا اور جو کچہہ ہوا تہا خود حضرت عمرؓ کے طریق عمل کی بدولت ہوا تہا۔

ممبران کونسل فاروقی کے ناموں کا ماخذ۔

ذی علم مصنف نے اگرچہ تمام ممبران کونسل عہد فاروقی کے نام تبلانے سے اپنا عجز ظاہر کیا ہے تاہم بہت تلاش سے اونہون نے چند نام گنائے ہین لیکن مین افسوس سے دیکہتا ہون کہ اوس کا ماخذ وہی کتاب کنز العمال ہے۔ جس کو اوسکی روایتون مین، گرمی محفل کا سبب ہونے سے، مبالغہ کے رنگ آنے جانے نے، مصنف کی نظر سے گرا دیا تہا۔

تمام شعبون کی تفصیل

ملکی تقسیم

ملک کا مختلف حصون پر تقسیم کرنا انتظامات کے لئے کوئی خاص فخر اسلام مین حضرت عمرؓ کے لئے نہین ہو سکتا ہے۔ ایسی تقسیم قدرت خود بخود کر دیتی ہے اور بلحاظ تمدن کے خود بخود تقسیم حصص ملک کی لازم ہو جاتی ہے۔

عہد پیغمبر مین اور اوس سے پہلے، مکہ اور مدینہ، حصے جداگانہ ملک کے تہے، اور حجاز و عراق، اور عراق عجم، اور عراق عرب، اور یثرب و بطحا، اپنے اپنے نامون سے حصص ملک عرب کے مشہور تہے، اون کو بلحاظ

اون کی جداگانہ آبادی، اور اوس وقت کی ضرورت کے یا اپنے عہد کے مفتوحات
کو بہ حیثیت صوبہ کے، اگر حضرت عمر نے قرار دیا تو اوس مین فخر کی کیا بات ہے؟ جبکہ
ذی علم مصنف یہ بہی قبول کرتے ہین کہ "جو ممالک فتح ہوئے (فارس، خوزستان
کرمان وغیرہ) اون کی جو تقسیم پہلے سے تہی، اور جو مقامات صوبے، یا ضلعے تھے۔ اکثر
جگہ حضرت عمر نے اوسی طرح رہنے دئے اور نوشیروانی انتظام بہی بحال رکہے تھے۔

صوبون کے افسرون کا تقرر۔ حضرت عمر نے جو صوبون مین بڑے بڑے عہدہ دار اور اون کا عملہ مقرر کیا تہا اوس کی بنیاد بہی عہدہ پیغمبر سے شروع ہو گئی تہی۔ چنانچہ ذی علم مصنف نے جو فہرست عہدہ داران عہد فاروقی کی دی ہے اوس مین لکہا ہے کہ "عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ کا، اور علاء بن الحضرمی کو یمن کا، آنحضرت نے عامل مقرر کیا تہا" اور مورخین و اہل حدیث نے بہی اپنی اپنی تصانیف مین آنحضرت کے عاملون اور کاتبون، اور دیگر عہدہ دارون کی تفصیل لکہی ہے۔

اور ایران و شام، کے ملکون سے جب وہ فتح ہوگئے، اور اون کے طریقہ انتظام کو دیکہنے کا موقع ملا تو بآسانی سمجہ مین آسکتا ہے کہ ایسے انتظامات کا سبق حضرت عمر نے اونہین ملکون سے سیکہا تہا۔

عہدہ داران ملکی کا انتخاب۔ یہہ سچ ہے کہ "کوئی فرمان روا کتنا ہی بیدار مغز اور کوئی قانون کتنا ہی مکمل ہو لیکن جب تک حکومت کے اعضاد جوارح، یعنی عہدہ داران ملکی، قابل، لائق، راست باز اور متدین ہون، اور اون سے نہایت بیدار مغزی کے ساتہ کام نہ لیا جائے ملک کو کبہی ترقی نہین ہوسکتی" لیکن ملکی عہدہ دارون کا انتخاب، اور اون کی کارروائی کے دستور العمل بنانے کے باب مین، یہہ تنہا ذی علم مصنف کا ...

حضرت عمر نے اس باب مین جس نکتہ رسی اور تدبیر و سیاست سے کام لیا انصاف یہہ ہے کہ تاریخ عالم کے ہزارون ورق اولٹ کر بہی اس کی نظیر نہین ملتی ،، بالکل ناانصافی ہے۔ عہد پیغمبر مین جب قانون بن چکا تہا۔ پہر دستور العمل کا بنانا گراوس کی بہی بنیاد عہد پیغمبر مین پڑ چکی تہی کچہہ دشوار نہین تہا اور جب ہر قسم کے لوگ لایق، اور نالایق، راستباز، اور مکار، متدین اور خاین موجود تہے جنکو مومن اور منافق اور متقی، اور فاسق اوسکے نام سے پکار آگیا ہے، تو عہدہ دارون کا انتخاب اپنی مرضی کے موافق کرنا کچہہ مشکل کام نہین ہو سکتا۔ متوسط درجہ کی عقل کا آدمی بہی ایسے کار کو انجام دے سکتا ہے اور حضرت عمر تو جس طرز کی دانائی رکہتے تہے اوس مین اونکو عقل کامل تہی۔

حضرت عمر کی جوہر شناسی عہدہ دارون کے انتخاب مین

اسی سلسلہ مین ذی علم مصنف نے جو یہہ ظاہر کیا ہے کہ "عرب مین چار شخص تہے جن کو "دہاۃ العرب،، کہا جاتا تہا، یعنی جو فن سیاست و تدبیر مین اپنا جواب نہین رکہتے تہے امیر معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ، زیاد بن سمیہ، "حضرت عمر نے زیاد کے سوا تینون کو بڑے بڑے ملکی عہدے دیئے اور چونکہ یہہ لوگ صاحب ادعا بہی تہے۔ اس لئے اسطرح اون پر قابو رکہا کہ کبہی کسی قسم کی خودسری نہ کرنے پائے۔ زیاد اون کے زمانہ مین شانزدہ سالہ نوجوان تہا اس لئے اوس کو کوئی بڑا عہدہ نہین دیا لیکن اوس کی قابلیت اور استعداد کی بنا پر ابو موسے اشعری کو لکہا کہ کاروبار حکومت مین اوس کو مشیر کار بنائین،،

اور پہر ان کے خلاف پر ذی علم مصنف "عمار بن یاسر،، کا ذکر کرتے ہین کہ بڑے رتبہ کے صحابی تہے اور زہد و تقدس مین بے نظیر تہے لیکن سیاست و تدبیر سے آشنا نہ تہے قبولیت عام اور بعض مصلحتون کے لحاظ سے حضرت عمر نے

Marfat.com

اون کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا لیکن چند روز کے بعد جب اون سے کام چل نہ سکا تو معزول کردیا اور اون کے طرفدار دن کو دکہا دیا کہ وہ اوس کام کے لیئے موزون نہ تھے۔"

اسی سے حضرت عمر کی اوس پالیسی کا صاف صاف پتہ ملتاہے کہ خلافت خاندان رسالت مین نہ رہ کر اوس کا انتظام اوس روش پر ہو کہ جو خواہش حضرت عمر کی تہی۔ اور اسی وجہہ سے اونہون نے ایسے لوگون کو چنا اور بڑے بڑے عہدے دیئے جو مخالفت خاندان رسالت مین ممتاز رہے ہین۔ تاکہ اون کو بڑے بڑے عہدے ملنے سے وہ قوت باہم پہونچے کہ پہر خلافت غیر خاندان اور نسل رسول مین قائم ہو سکے۔ اور آخر کار خاندان رسالت کہ جس خلافت کا قرار رہنا عین مرضی پیغمبر کی تہی تباہ اور برباد ہو جاوے۔

مین ذی علم مصنف کی رائے سے بدین عنوان اتفاق کرتا ہون کہ بیشک حضرت عمر کی طبیعت شروع سے جوہر شناس واقع ہوئی تہی (جیسا جوہر کی ہی کہ شناسا واقع ہوئی تہی)۔ اس مرحلہ مین (جو اون کو پیش آیا) اون کی طبیعت سے اون کو بہت بڑی مدد ملی اور جس شخص مین جس قسم کی قابلیت ہوتی تہی وہ بیشک اوس کی تہ کو پہونچ جاتے تھے اور اونہون نے تمام آدمیون کی قابلیت سے واقفیت بہم پہونچائی تہی اور یہی بات تہی کہ اونہون نے جس شخص کو جو کام دیا اوس کے انجام دینے کے لیئے اوس سے بڑھکر آدمی نہین مل سکتا تہا۔" جس کی تصدیق مزید ذی علم مصنف کی اوس فہرست سے ہوتی ہے جو اونہون نے عمال فاروقی کی دی ہے جسمین عمر بن سعد کو عامل حمص لکہا ہے مع اس کیفیت کے کہ وہ حضرت عمر ان کی نہایت عزت کرتے تھے۔"

عمر بن سعد عامل حمص یہہ عمر بن سعد وہی بزرگوار ہین جو سیہ

سالار لشکر حضرت یزید بن معاویہ تہے کربلا میں تہے کچھ شبہ نہیں کہ ذی علم مصنف نے بخوبی صداقت اس امر کی دکہادی کہ جس شخص میں جس قسم کی قابلیت ہوتی تہی حضرت عمر اوس کی تہ کو پہونچ جاتے تہے اور ملک کے تمام قابل آدمیوں سے واقفیت بہم پہونچائی تہی ۔

حضرت معاویہ کے خاندان کا بنی ہاشم کے خاندان سے قدیمی سلوک

حضرت معاویہ خاندان بنی امیہ سے تہے ۔ امیہ نے حضرت ہاشم سے اور حرب بن امیہ نے حضرت عبد المطلب سے ابو سفیان نے حضرت محمدؐ سے حضرت معاویہ نے علی مرتضیٰ سے حضرت یزید نے حسین ابن علی سے اپنی امارت قریش اور خلافت پر جو جو مخالفتیں اور دعوے اور سلوک کئے ہیں وہ سب ظاہر ہیں اور محتاج بیان نہیں ہیں ۔

حضرت معاویہ کی جو شان تاریخ اسلام میں ہے اوس کا بطور مختصر کچھ ذکر کیا جاتا ہے

امام فخر الدین رازی کتاب محصول میں در باب جرح و تعدیل لکھتے ہیں کہ ”ایک روز معاویہ نے علی مرتضیٰ اور امام حسن پر لعن کرنے کے لئے مجلس منعقد کی جس میں حضرت امام حسن بہی تہے ۔ ہر ایک نے باری باری علی مرتضیٰ اور امام حسن پر لعن کی ، جب نوبت امام حسن کی آئی آپ نے ایک خطبہ پڑہا اور معاویہ پر لعن کی اور اپنی تقریر میں معاویہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جبکہ تیرا باپ اندہا ہوگیا تہا اور سوار جاتا تہا اور تو مرکب کو کہینچتا تہا اور تیرا بہائی یزید مرکب کو ہانکتا تہا تو آنحضرت نے تجہ پر اور تیرے باپ اور بہائی پر لعنت کی تہی ۔“

تاریخ ابو الفدا میں بہ سلسلۂ واقعات ۲۸۳ھ لکھا ہے کہ ”معتضد خلیفہ عباسیہ نے فرمان مباح ہونے لعن کا معاویہ اور اوس کے باپ اور بیٹے کے

ے۵ جلد ۳ صفحہ ۶۲۴

حقیقین جاری کیا اور اوسمین لکھا کہ جب ہمارے پیغمبر کو خدا نے رسول کیا تو سب سے زیادہ اون کی مخالفت مین بنی امیہ تھے اور بنی امیہ مین سے سب سے زیادہ ابوسفیان بن حرب، اور اوس کے دوست جو بنی امیہ سے تھے، شجرہ ملعونہ جو خدا نے اپنی کتاب بزرگ مین فرمایا ہے، مفسر متفق ہین کہ اوس سے مراد بنی امیہ سے ہے، آنحضرت نے ایک دن ابوسفیان کو سوار آتے ہوئے دیکھا کہ معاویہ مرکب کو کھینچتا ہے اور یزید برادر معاویہ اوس کو ہنکاتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ لعنت خدا کی کھینچنے والے اور سوار اور ہانکنے والے پر، اس طرح کی بہت سی احادیث اوس زمان مین درج تھین ۔ تاریخ ابن خلکان مین بہ ذیل ترجمہ ابوعبدالرحمن نسائی لکھا ہے کہ "شامیون نے اون کو بوجہ اظہار فضائل حضرت علی قتل کر ڈالا ۔ امام نسائی نے کہا تھا کہ معاویہ اگر آتش نار سے نجات پا جائے تو غنیمت جانو اس کے لئے فضائل کہان ؟"

حضرت معاویہ کا فن سیاست و تدبیر مین اپنا جواب نہ رکھنا ذیل کے واقعات سے خوب ظاہر ہوگا ۔

معاویہ نے اپنے امیر قرار پا جانے کے بعد کوفہ مین پہونچکر خطبہ دیا جس مین فرمایا کہ "اے لوگو مین نے تمسے اس لئے چڑھائی نہین کی کہ تم نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام بجالاؤ، یہ امور تو تم پہلے سے کرتے تھے، مگر مین نے یہ ملک اس لئے فتح کیا ہے کہ تم پر حکومت اور بادشاہی کرون، سو یہ بات مجھے حاصل ہوگئی حالانکہ تم اس سے کراہت رکھتے تھے ۔ آگاہ ہو کہ مین نے حسین ابن علی کے ساتھ کچھ شروط اور پیمان کئے ہین جو تمام اس وقت میرے پاؤن کے تلے ہین ۔" اس سے حضرت معاویہ کے اخلاق اور سیرت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کہان تک اخلاق محمدی سے علاقہ رکھتے ہین ۔

Marfat.com

معاویہ نے بعد سال جماعت کے ایک گشتی پروانہ اپنے عمال کو بدین مضمون لکھا
کہ مین نے ذمہ داری اٹھائی اوس شخص سے جو روایت کرے گا کچھ بھی فضیلت
ابوتراب اور اون کے اہلبیت کی۔ پس ہر فرقہ مین خطیب ممبرون پر گئے اور
علی پر لعنت کرتے تھے اور اون سے منہ زوری کرتے تھے اور علی اور اہلبیت
علی کی مذمت کرتے تھے۔ اوسوقت اہل کوفہ سخت بلا مین گرفتار تھے اس سبب
سے کہ کثرت سے شیعہ علی کوفہ مین تھے۔

پھر معاویہ نے کل اطراف مین اپنے عاملون کو لکھا کہ کسی شیعہ اور
اہلبیت علی کی گواہی کو جائز نہ رکھو، اور شیعیان عثمان اور اون کے دوستداروں
اور اہل ولایت کی نگرانی رکھو اور جو لوگ کہ اون کے مناقب اور فضائل بیان
کرین اون لوگون کی عزت کرو اور اپنے نزدیک اون کو تقرب دو اور اون
کی بزرگی کرو، اور مجھکو اس امر سے اطلاع دیتے رہو کہ لوگ کیا کیا فضائل اون کے
بیان کرتے ہین اور اون لوگون کے نام معہ ولدیت اور قبیلہ کے مجھکو لکھ بھیجو
پس عاملون نے ایسا ہی کیا یہان تک کہ فضائل ومناقب عثمان کی کثرت ہوگئی
معاویہ ایسے لوگون کو خلعت بھیجتا تھا اور انعامات اور اراضیات العام مین دیتا تھا۔
اور ان تمام اخبارات کو عرب مین دوستدارون عثمان کے پاس بھیجتا تھا، اس
کی شہرت شہر بشہر ہوگئی اور ہر طرف مقامات دور دراز مین اس طرف لوگ
مائل ہوگئے کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو جھوٹی حدیث لاوے مگر یہ کہ معاویہ اوسے
عہدہ عمالی کا دیدے اور جو کوئی شخص کوئی فضیلت یا منقبت حق عثمان مین روایت
روایت کرتا تھا معاویہ اوسکا نام لکھ لیتا تھا اور اپنا مقرب اوسکو بناتا تھا اور اوسکی
سفارش قبول کرتا تھا۔ اس طرح ایک زمانہ دراز جب گذر گیا تو پھر معاویہ نے
اپنے عمال کو لکھا کہ حق عثمان مین بہت سی حدیثین ہوگئین اور ہر شہر اور

Marfat.com

ہر طرف ہر گوشہ میں پہیل گئین۔ اب تم لوگون کو فضائل صحابہ اور دونون خلفار (شیخین) کے فضائل بیان کرنے کی طرف آمادہ کرو۔ اور جو کوئی حدیث حق ابو تراب مین بیان کیجاوے چاہئے کہ اوس کی توڑنے والی حدیث بہ حق صحابہ تم مجھکو دو یہ امر مجکو محبوب تر اور زیادہ خنک کرنے والا میری آنکھہ کا ہے اور بہت توڑنے والا دلیل ابو تراب اور ان کے شیعون کا ہے کہ اون پر مناقب اور فضل عثمان سخت تر ہوگا۔ عاملون نے یہہ خطوط معاویہ کے اپنے اپنے مقام پر لوگون کو پڑھ کر سنائے، پس بہت سی حدیثین تعریف صحابہ مین مصنوعی جنکی کچھہ حقیقت نہ تہی روایت ہونے لگین اور لوگون نے اون کی شہرت کی غرض سے یہان تک کوشش کین کہ وہی مصنوعی روایات ممبرون پر بیان ہونے لگین اور معلمون کو دیگئین کہ مکاتب مین لڑکون اور غلامون کو پڑہائین بس وہ پڑہاتے تھے، اور جسطرح کہ قرآن پڑھتے اور سیکھتے تھے ایسے ہی، اون معلمون نے اون مصنوعی احادیث کو اپنی بیٹیون عورتون اور نوکرون تک کو سکہایا پس ایک مدت تک یہی حال جاری رہا تا آنکہ پہر معاویہ نے عاملون کو یہ لکہا کہ تم کو جس شخص کی نسبت گواہی سے یہ ثابت ہوجائے کہ وہ علی اور اہلبیت علی کو دوست رکہتا ہے اوس کا نام دفتر سے کاٹ دو اور اوس کا رزق یا اور جو کچہہ اوس کو ملتا ہو سب بند کردو، اسی پروانہ کی تائید مین متصل پروانہ ثانی یہ پہونچا کہ جو شخص متہم ہی ہو ساتہہ محبت علی اور اولاد علی کے، اوسپر عذاب کرو اور اوس کا گھر ڈھادو، یہہ بلائے سخت زیادہ تر عراق خصوصًا کوفہ مین تہی۔ اگر کوئی شیعہ کسی شخص کے یہان جاتا تہا اور اوس سے اپنا راز کہتا تہا تو اوس کے غلام اور خدام سے ڈرتا تہا اور جب تک کہ شدید قسمین نہ لیتا تہا اوس وقت تک بات نہین

Marfat.com

کرتا تہا - اسی طرح بہت سی حدیثین بنائی ہوئی اور بہتان پہیلنے والے ظاہر ہوگئے اور سب مفتی او قاضی اور حکام اسی روش پر چلے، اور عظیم ترین ناس اس بلا مین قاریان ریاکنندگان، اور رہ مستضعف تھے جو اظہار خشوع اور عبادت کا ہی کرتے تھے اور پہر حدیثین ہی بناتے تھے تاکہ اوس کے سبب سے والیان ملک کے نزدیک بہرہ مند ہون اور اون کا قرب حاصل کرین تاکہ مال و جائداد و مکان اونکو ملے - یہان کہ منتقل ہوئین یہہ خبرین اور حدیثین اون دیندارون کے ہاتہہ مین جو جہوٹ کو حلال نہین جانتے تھے پس قبول کرلیا اون لوگون نے احادیث موضوعہ کو، اور روایت کی اوس کی درحالیکہ وہ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ حدیثین سچی ہین اگر وہ اون کو جہوٹ اور باطل جانتے تو ہرگز روایت نہ کرتے اور نہ اس راہ پر چلتے پس یہہ امر اسی طرح رہا تا آنکہ وفات کی حسن ابن علی نے، پہر اور زیادہ ہوا فساد اور بلا پس کوئی متنفس اس قسم کا باقی نہ رہا مگر یہہ کہ ڈرتا تہا اپنے قتل سے یا نکالدیا گیا تہا[۱]

اور ابن عرفہ معروف بہ ابن نطفویہ جو بڑے بزرگ اور محدثین سے ہین اپنی تاریخ مین فرماتے ہین کہ وے بہت سی احادیث موضوعہ فضائل صحابہ مین بنائی گئین زمانہ ہائے بنی امیہ مین واسطے حاصل کرنے نزدیکی کے، اون کی طرف بسبب اس کے کہ بنی امیہ گمان کرتے تھے کہ ان احادیث موضوعہ سے ہم بنی ہاشم کی ناک مروڑتے ہین[۲]

تاریخ ابو الفدا[۳] و تاریخ خمیس[۴] مین یہہ ہی ہے کہ ابتدا در خلع خلافت امام

---

[۱] دیکہو کتاب الاحداث مصنفہ ابو الحسن علی بن محمد بن ابی سیف مداینی جنکی توثیق حافظ ابو سعید سمعانی کتاب الانساب مین کرتے ہین و شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۹ انکی توثیق علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب بغیۃ الوعاۃ کے صفحہ ۱۱۲ و ۲۷۶ حرف حمزہ مین کی ہے

[۳] جلد اول صفحہ ۱۹۶ و ۲۱۲ - [۴] جلد دوم صفحہ ۳۱۷

حسن از ۴۱ھ تا ۹۹ھ خلفائے بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر میں ممبروں پر حضرت علی پر لعن کرتے تھے اور حضرت عثمان کے لئے دعا کرتے تھے۔

دراسات اللبیب میں ہے کہ "جب امام حسن نے انتقال کیا تو معاویہ نے کہا کہ یہ ایک چنگاری تھی جو اب خاموش ہوگئی" یہ بھی اسی کتاب میں ہے کہ "معاویہ نے لوگوں کو جبراً منع کیا کہ جو روایت موافق مذہب علی کے ہو نہ اوس پر کوئی عمل کرے اور نہ اسکو کوئی روایت کرے"

تاریخ خمیس (صفحہ ۴۹۳ جلد ۲) میں حیواۃ الحیوان سے لیا گیا ہے کہ جب امام حسن بیمار ہوئے تو مروان نے باطلاع علالت جناب امام حسن معاویہ کو عرضی بھیجی معاویہ نے لکھا جب وہ مر جائیں فوراً مجھکو خبر دینا، چنانچہ جب معاویہ کو خبر وفات پہنچی تو اوس نے باواز بلند تکبیر کہی اور اہل شام نے بھی تکبیریں کہیں اس پر بی بی فاختہ نے کہا کہ ایسی تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے معاویہ نے بطور طعن کہا کہ حسن نے وفات پائی اور بیٹی فاطمہ کی موت سب سے اعلےٰ ہے اور اس موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی"

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ البالغہ (صفحہ ۱۵۸) میں حجۃ الاسلام امام غزالی سے روایت کرتے ہیں کہ "جب زمانہ خلفائے راشدین کا ختم ہوگیا اور خلافت آگئی اوس قوم میں کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تہا اور علم احکام و افتا کا اون کو حاصل نہ تہا بس وہ خلفا مضطرب ہوکر طالب اعانت فقہا کے ہوئے، اور باقی رہا علم علما میں مثل طور طریق صحابہ کے اعمل حدیث پر بدون قیاس کے، اور اوس زمانہ کے علما نے دیکھا کہ عزت و دولت خلفا کی رضامندی پر ہے بس بغرض خوشنودی خلفا غیر مستحقین کے مسائل میں قیاس داخل کردیا تا کہ بحث اور تقریر کو گنجایش ہو"

اِن واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم میں سخت دشمنی اور عداوت تھی اور پیغمبر خدا خوب جانتے تھے کہ معاویہ بن سفیان کس صفت کے ہیں اور یہ غیر ممکن ہے کہ بنو ہاشم اور بنی امیہ کی عداوت یا ہمی کو اور اوس ارشاد پیغمبر کو جو معاویہ کی نسبت فرمایا تھا، حضرت عمر نہ جانتے ہوں ایسی حالت میں حضرت عمر نے جو معاویہ کو امیر شام مقرر کیا، اور ذی علم مصنف بھی حضرت عمر کی اس تدبیر کو پسند کرتے ہیں اور حضرت عمر کو دانا عرب سے قبول فرماتے ہیں، اس تقریر سے حضرت عمر کی وہ پالیسی صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ جس لیے وہ دشمنان پیغمبر اور خاندان نبوت کو، وہ اعلے درجہ کی قوت دیتے تھے تاکہ یہی نہیں کہ خلافت خاندان رسالت میں نہ آسکے بلکہ ائمہ اہلبیت اور سادات بنی فاطمہ اور اون کے دوستدار اون کا قتل و قمع ہونا ہے چنانچہ یہی ہوا جیسا کہ واقعات بالا اس کے موید ہیں - اور جو لوگ کہ ایسے افعال کرتے تھے، اون کو بایما حضرت معاویہ، جیسا کہ اون کے فرامین اور دیگر تاریخون سے ثابت ہے، خلفائے ثلثہ کی، کہ جنمین حضرت عمر بھی شامل ہیں، احادیث فضائل، اور علیہم تفضلے اور دیگر ائمہ اہلبیت کی احادیث منقصت، وضع اور شائع کرنا، اون لوگون مین کہ جو متبع اون سلطنتون کے تھے، اور اپنے اس فعل سے صلہ اور عزت دنیاوی حاصل کرنا اور دربارون مین رسوخ پانا، نہایت آسان تھا۔

اور اسی امر مین حضرت عمر کی جوہر شناسی، اور حضرت معاویہ کی سیاست و تدبیر بے شک قابل داد ہے ؎

مغیرہ بن شعبہ مغیرہ پر حضرت عمر کی خاص نظر عاطفت تھی۔ جنہیر اون کے زمانہ گورنری عہد حضرت عمر مین صحابہ رسول جرم زنا ثابت کرتے

Marfat.com

[ان] حضرت عمر نے وہ تدبیر کی کہ جس سے وہ واجب القتل قرار نہ پا سکے یہہ
[بز]رگ اس درجہ پر مغیرہ ہی کہ اُم جمیل کو جس کے ساتہہ ان کا زنا کرنا بیان
کیا گیا تہا حضرت عمر نے ایک مرتبہ حج مین دیکہہ کر مغیرہ سے پوچہا "اس کو
پہچانتے ہو" جواب دیا کہ "جانتا ہون (معاذ اللہ) یہہ کلثوم بنت علی ہی" حضرت
عمر نے اس گلہ ناسزا کی کچہہ سزا مغیرہ کو نہین دی جس سے اندازہ ہوسکتا ہے
کہ مغیرہ بن شعبہ کو علی علیہ السلام کے ساتہہ کس درجہ کا بغض تہا - اور حضرت عمر کو مغیرہ
دشمن علی علیہ السلام کے ساتہہ کس درجہ کی دلداری - ان کی تدابیر سیاست اس واقعہ
سے بخوبی ظاہر ہوتی ہی کہ معاویہ نے حکومت کوفہ سے موقوف کرکے بجائے
اوس کے عبید اللہ زیاد کو وہان کا حاکم مقرر کیا تہا اونہون نے یہہ کہا کہ اے
امیر المومنین مین تمام اہل کوفہ کو آپکے بیٹے یزید کی بیعت کیلئے آمادہ کر رہا تہا
کہ آپکا فرمان معزولی پہونچا اوس کام کو ناتمام چہوڑ آیا، معاویہ کو اوسوقت تک
یزید کے خلیفہ بنانیکا خیال بہی نہ تہا لیکن مغیرہ سے یہہ بات سن کر بہت خوش
ہوئے اور اوس کو امارت کوفہ پر پہر واپس کر دیا اور اپنے جیتے جی اوس کو
وہان سے موقوف نہین کیا" مروج الذہب مسعودی " تاریخ ابو الفدا (صـ۱۹۶)
مین ہی کہ "مغیرہ حاکم کوفہ با طاعت بسبب خوشنودی معاویہ جمعہ کے خطبہ مین علی
مرتضٰی پر لعن اور حضرت عثمان کے حق مین دعا کرتا تہا"

عمرو عاص عمرو عاص مشہور وزیر حضرت معاویہ کے تہے کہ جنکے
حیلے نے حضرت معاویہ کو بمقابلہ علی علیہ السلام کے مغلوب ہونے سے بچا لیا۔

اون کی مخالفت کے حالات بہی خاندان رسالت سے تاریخ اسلام مین
[بصر]احت درج ہین یہان بطور اختصار لکہی جاتے ہین ایک روز اروی بنت حارث
[بن عبد] المطلب بن ہاشم حضرت معاویہ کے پاس آئین یہہ ضعیفہ کبیر سن تہی انکو

Marfat.com

[illegible]

کہا جب ... [illegible]

بہت برائی کی اور [illegible]

زیبا نہ تھا اور ہم نے حق [illegible]

وشفقت او کہا چکو ہیں کہا

اور رتبہ اوس کا بلند ہے ہم [illegible]

دی ہم نے اپنا حق چھوڑ دیا اور ہم والی [illegible]

اسرائیل کے ہیں آل فرعون میں [illegible]

ہارون کے تھا موسے سے [illegible]

گمراہ تیری عقل جاتی رہی ہی ... [illegible]

کرنے کی جرات ہو تو وہی تو ہی کہ جس کی [illegible]

کر چکی ہی جس سے چاہا اوس سے نبی کریم کی [illegible]

شخصوں سے قریش میں ہی کیا تھا اور [illegible]

تو اوس نے کہا کہ یا محمد ... [illegible]

لتی ... ہو اوس کے نسب ... [illegible]

ہیں اقرب تھا اوسکے نسب میں [illegible]

سلہ

جو ہوا سو ہوا = اے سبحان اللہ ... [illegible]

سلہ ترجمہ تاریخ الخلفاء از کرم الدین [illegible]

آخر مصنف ابی الولید قاضی القضاۃ [illegible]

الشرقی ۸۱۵ھ ہجری ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

سے بڑی تدبیر اور فن سیاست مین سب سے بڑا کام ان کا یہ ہے کہ جبوقت عمار بن یاسر جو حسب وصیت پیغمبر علی مرتضے کے ساتھ شریک جنگ تھے حضرت معاویہ کے ساتھ والون کے ہاتھ سے شہید ہوئے جنکی نسبت پیغمبر نے یہ فرمایا تھا کہ عنقریب تجکو گروہ باغی قتل کریگا تو اوس وقت معاویہ اور شام والون کو یہ خوف ہوا کہ آنحضرت کے اس ارشاد کے مورد ہم ہونگے اسی وقت ان بزرگ نے یہ کہا کہ علی اس بوڑھے کو اپنی ساتھ لائے اور قتل کرایا۔ ایسی حالت مین قاتل اوس کے علی ہین نہ کہ ہم یہ تاویل سنکر علی مرتضے نے فرمایا کہ ایسی حالت مین حمزہ کے قاتل رسول اللہ قرار پاتے ہین۔ ان واقعات سے عمرو عاص کے گوہر نایاب ہونے کی حقیقت اور علی مرتضی کے ساتھ شدید مخالفت بتائید حضرت معاویہ بخوبی ظاہر ہوتی ہی بس حضرت عمر کی ان کی نسبت بھی جوہر شناسی اور ذی علم مصنف کے پسندیدگی قابل آفرین ہے۔

زیاد بن سمیہ

حضرت عمر کی جوہر شناسی نے جو جو تہا گہر شب چراغ انتخاب کیا تہا وہ" زیاد بن سمیہ ہین ان کی کنیت اون کے باپ کے نام سے نہین ہوسکی اون کی ماں سمیہ کا ازدواج باضابطہ کسی کے ساتھ نہین ہوا تہا۔ البتہ اوس جلسہ مین جہان عمرو عاص کا قول زیاد کی نسبت ذی علم مصنف یہ بیان کرتے ہین کہ" اگر یہ جوان قریش کی نسل سے ہوتا تو تمام عرب اس کے علم تلے آجاتا۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ بے شک قریشی ہے اور مین جانتا ہون جس نے اوس کو اوس کی ماں کے پیٹ مین رکھا ہے

کی فرمت

چنانچہ حب علی

بصرہ، فارس اور

نے اوس کو

اور حضرت

اخوت قرار دیکر اپنا ساتھی

جو خط لکھا ہے اوس میں اوس

معاویہ اپنے ساتھ ملحق کرنے

ابوسفیان کا ناگہان اور بے

شیطانی تھی کہ نسب کو ثابت کریں

شخص ناخواندہ شراب خواروں کی

اور وہ اون میں سے ہونہیں

کے ہے جسے سوار اپنے مرکب

وہ برتن مرکب کے قریب آتا

مورخین نے

واقعہ کو اس طرح بیان کیا

کہ مسجد شام میں

سب سے اوپر کے

کھڑا کیا اور حضرت ابو

اور زیاد کے ساتھ

گواہان

Marfat.com

طائف مین تہی، ابوسفیان میری دوکان پر مے نوشی کو آئے شراب پیکر عورت کی خواہش کی مین نے سمیہ کو اطلاع کی، وہ اپنے شوہر کو کہلا بلا اور ہمرا کر آئی۔ اور مین نے دوکان کا ایک کمرہ خالی کردیا دونون اوس مین رہے بعد فراغت سمیہ اپنی فیس لیکر چلی گئی۔ مین نے ابوسفیان سے پوچھا کہ یہہ عورت کیسی تہی تمہارے پسند بہی آئی؟ اونہون نے کہا کہ ہان تہی تو اچہی مگر ذرا اسکی بغلون مین بدبو آتی تہی، یہہ بات زیاد کو بہت ناگوار معلوم ہوئی اور کہا کہ اے ابومریم لوگون کی مان کو دشنام نہ دو[٥]۔ بہر حال زیاد کو حضرت معاویہ نے اپنے ساتہہ ملحق کرلیا اور اس کو عامل کوفہ بعد مغیرہ مقرر کیا۔ اور بصرہ بہی اسی کے شامل کردیا پس وہ شیعون کے درپے آزار رہتا تہا اور اون کو پہچانتا تہا کہ پہلے وہ علی کے طرفدارون مین تہا اور کوفہ مین رہتا تہا اسی وجہ سے زیاد نے شیعان علی کو چن چن کر پتہرون اور کنکرون کے نیچے دبا دبا کر قتل کیا اور اون کے ہاتہہ پاؤن کاٹے، اور آنکہین اون کی نکلوائین اور اون کو شاخہائے خرمہ پر سولی دی اور عراق سے شیعون کو نکالدیا یہان تک کہ کوفہ مین کوئی معروف ومشہور شیعہ باقی نہین رہا[٥٢] اور ہر جمعہ کو منبرون پر علیمرتضے پر لعنت کرتا تہا زیاد نے علیمرتضے کے ساتہہ اور اوس کے بیٹے عبیداللہ نے حسین ابن علی کے ساتہہ جو جو مخالفت اور عداوت کی تاریخ اسلام ہاتہہ بلند کئے ہوئے دکہا رہی ہے۔

حضرت عمر کے چارون انتخابی صاحبا نکی فن سیاست وتدبیر کے فنون مین لاجواب ہونے پر یکجائی رائے

ذی علم مصنف ان چارون شخصون کا فن سیاست و تدبیر مین جرلا جواب ہونا ظاہر کرتے ہین، اونکی کاروائیان

[٥] ابن ابی حدید شارح نہج البلاغہ [٥٢] کتاب الاحداث ابوالحسن مداینی و تاریخ ابوالفدا [illegible] اولی ۱۲ منہ۔

خلاف اوس محل کے تہین جس کو دین اسلام نے اوس کا محل قرار دیا
تہا، اور اِن چارون نے اپنے فن اور تدبیر کا جو استعمال کیا وہ خلاف دین
اسلام اور بے محل تہا۔ اِس لئے دین اسلام مین ایسے فن اور تدبیر کا
کا نام فن سیاست اور حسن تدبیر نہین ہے بلکہ اوس کا نام کچھہ اور ہی ہے
اور جس کو مدح کی شکل مین نہین پکارا جاتا۔ تاہم اِن لوگون کو اگر حضرت
عمر کیطرف سے قوت نہ پہونچتی، اور خاندان رسالت ضعیف نہ کردیا جاتا، اور
ابتداءً خود یہہ لوگ کوئی سلطنت قائم کرتے، تو البتہ اون کے ماہر فن
سیاست اور تدبیر کے ہم بہی قائل ہوتے، یا اگر علم تضٰے قبل از وقت
شہید نہو جاتے تو بہی معلوم ہو جاتا کہ اِن لوگون کے، فنون سیاست، اور
تدبیر، کہان تک کارگر ہوئے۔

مین ذی علم کی طرف سے افسوس کرتا ہون کہ اِن لوگون کی حالت
زمانہ نے زمانۂ پیغمبر مین ایسی کیون نہ بنائی جبکہ پیغمبر قریش، اور ملک
عرب کو مغلوب کر رہے تھے۔ اگر اوس زمانہ مین اون کی حالت ایسی
ہوتی، جیسکی مدح ذی علم مصنف کر رہے ہین تو وہ پیغمبر غالب آجاتے
اور ذی علم مصنف کو اعلے درجہ کا موقع اون کے اظہار اوصاف کا ملتا،
ہم نے جو اِس موقع پر ذکر نسب عمرو عاص و زیاد بن سمیہ کا کیا ہے یا دوسرے
موقع پر (حصہ اول الفرق) خود حضرت عمر کے نسب کا ذکر کیا ہے اِس
سے ہمارا مقصود کسی کی توہین نہین ہے بلکہ تاریخ اسلام مین جو کچھہ حالت
نسب کی مندرج ہے اوس کو صرف اِس غرض سے دکہایا گیا ہے کہ اِس
سے ایک امر اعظم پیدا ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت مین ہو یا زمانۂ اسلام مین،
کوئی فعل کسی کا جو خلاف دستور اور طریقہ معینہ کے جو وافق جواز مباشرت

Marfat.com

نہو، فعل بد اخلاقی مانا جائے گا اور ہر انسان اپنے افعال سے، گو اوس مین
مدارج کا فرق ہو، قوت خیر اور شر یا اخلاق و بد اخلاقی کی پیدا کر لیتا ہے اور وہ قوت
مثل قوت برقی اور مقناطیسی کے بذریعہ نطفہ یا بذریعہ مس دوسری جگہہ موثر
ہوتی ہے پیغمبر صلعم نے بظاہر اسی نظر سے اپنے آبا و اجداد کے نسب کی نسبت
فرمایا ہے کہ وہ اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ مین منتقل ہوتا رہا ہے جسکی
ضد نجس اور غیر طاہر ہوگی جو باعث بد اخلاقی ہو سکتا ہے ۔

ذی علم مصنف نے اس موقع پر جو عمرو عاص اور زیاد بن سمیہ کو
دہاۃ عرب سے شمار کرایا ہے اور جن کو ماہرین فن سیاست و تدبیر عرب
بھر مین قرار دیا ہے اوس سے ضرور یہ نتیجہ پیدا ہونا چاہیے کہ مسئلہ نکاح اور
طریقہ ازدواج بالکل دور کیا جائے تاکہ ایسے لایق لوگ ہر زمانہ مین پیدا ہوا کرین
جن کے بارے مین ذی علم مصنف رطب اللسان ہین اور حضرت عمر کی جوہر
شناسی کی ہمیشہ داد ملتی رہے ۔ جو واقعات ہم نے ان چارون دہاۃ عرب اور
ان کے فن سیاست اور تدبیر مین لاجواب ہونیکے دکھائے ہین اونسے ظاہر
ہوتا ہے کہ اون کی ایسی تدبیر اور سیاست کی تعریف کا ایسے محل پر موقع
نہین ہو سکتا جہان تاریخ اسلام کی حیثیت سے حضرت عمر کو ہیرو قرار دیکر
اون کی سلطنت مین ایسے پرزے لگائے جائین جس سے یہہ امر ظاہر ہوتا
ہے کہ ذی علم مصنف نے امتیاز اس امر کا نہین کیا کہ تدبیر و سیاست
مین کون عقل قابل مدح ہے آیا قوت عمل خیر یا قوت عمل شر ؟ ۔

حضرت عمر کے قابو مین یہہ چارون کیون رہے ؟

حضرت عمر کے زمانہ مین یہہ لوگ جو بااقتدار رہے اور [illegible] ہو سکی

مگر زیادہ اوسمین کوئی اور قابلیت حضرت عمر کی بجز اس کے نہین تھی کہ اون

اون کی جو پالیسی تھی یہ چارون اوس کی دل سے تائید کرنے والے تھے۔ ایسی حالت مین وہ حضرت عمر کی نہ اطاعت سے باہر ہو سکتے تھے نہ اون سے سرکشی کر سکتے تھے۔ ایسے لوگون کے ذریعہ سے جو استحکام حضرت عمر نے اپنی پالیسی کا کرایا اوس کے انجام کا نتیجہ اوس نیت اور ارادہ کو ظاہر کر رہا ہے جو خاندان رسالت کی نسبت حضرت عمر رکھتے تھے۔

عمار یاسر پر مصنف کے حملہ کی مختصر حقیقت

ذی علم مصنف حضرت عمار یاسر کے ذکر مین جو زہد و تقدس کو سیاست و تدبیر سے جدا کرتے ہین، اوسمین اونہون نے یہ غور نہین کیا کہ مذہب اسلام مین دین اور دنیا، دو علیحدہ علیحدہ چیزین نہین ہین۔ زہد و تقدس واجبیت سے سیاست مدن اور حسن تدبیر کے استعمال کا سکہانے والا ہے۔

شرع محمدی کے بموجب اگر سیاست اور تدبیر، ناواجب امر مین دکہائی جائے گی تو لازم ہوگا کہ اوس کو خلاف زہد و تقدس کے کہا جائے۔ اور اور جب سیاست و تدبیر محل واجب پر ہوگی تو وہ عین زہد و تقدس ہوگا اور پیغمبر نے اپنے عہد مین ایسا ہی دکہایا ہے اور ایسی ہی ہدایت کی ہے۔

بے شک عمار یاسر اوس سیاست و تدبیر سے آشنا نہین تھے، کہ جس سے حضرت عمر جو ہری، اور اون کے چارون انتخابی گوہر آشنا تھے اور نہ وہ آشنا ہو سکتے تھے کہ اون مین مادہ ہی اوس سیاست و تدبیر کا نہ تہا جس کو زہد و تقوے سے ذی علم مصنف جدا کرتے ہین اور اسی وجہ سے حضرت عمر کو چارہ نہ تہا کہ وہ عمار یاسر کو معزول نہ کرتے۔

حضرت عمر، عمار یاسر کے طرفدارون کو کیا دکہاتے کہ وہ اس کام کے لئے موزون نہ تھے، خود عمار نے ہی حضرت عمر اور اون کے

Marfat.com

طرفدارون کو دکہا دیا کہ سیراز ہد و تقدس تمہارے دلفریب حال کا شکار نہین ہو سکتا۔ اور یہی وصف حضرت عمار کے لئے ایسا ہے کہ جو اون کے زہد و تقدس پر داغ نہین لگا سکا۔

فاروقی عمال سے معاہدون کی حقیقت۔ ہر عامل سے یہ عہد لیا جاتا تہا کہ "وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہوگا، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چہنا ہوا آٹا نہ کہائے گا، دروازہ پر دربان نہ رکہے گا، اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کہلا رہے گا" یہہ معاہدے، قانون شریعت کے بموجب جو تمدن اور اخلاق کو شامل ہے درست نہین ہو سکتے تہے۔

معاہدہ ترک زینت خدا نے، زینتِ حیاتِ دنیا، کو حرام نہین کیا ہے بشرطیکہ کسب حلال اور اصول اخلاق کے موافق ہو۔ اور اپنے مال و دولت کو زینت اور آسائش مین صرف کرنا اظہار شکر نعمت خداوندی ہے۔

دروازہ پر دربان کے متعلق معاہدہ دربار کا دروازہ اہل حاجت کے لئے بے شک ہمیشہ کہلا رہنا چاہئے، لیکن دربان کا دروازہ پر رکہنا، ایسے افسرون کے لئے، کہ جن کے بہت کچہہ تعلقات رعایا سے ہون ہر آمد و رفت کرنے والے کی نگہبانی کے لئے، کہ وہ کس نیت اور منشا سے آتا ہی نہایت ضرور ہے۔ اور خدا نے کسی کو کسی کے گہر مین بغیر اذن کے داخل ہونے کو منع فرمایا ہے البتہ افسرون کو یہہ ضرور ہے کہ وہ اذن عام، یا اذن خاص، دین۔ حضرت عمر کو دوسرون کے لئے دربان رکہنے کی اسقدر نفرت تہی کہ حضرت سعد وقاص نے کوفہ مین اپنے لئے ایک محل بنوایا تہا اوس مین ڈیوڑہی بہی تہی۔ (ڈیوڑی پر ہی دربان تعینات ہوتا ہے) حضرت عمر نے اسے

Marfat.com

خیال ہے کہ اہل حاجت کو رکاوٹ ہوگا محمد بن مسلمہ کو مامور کیا کہ کوفہ جا کر ڈیوڑی مین آگ لگا دو چنانچہ اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی اور سعد وقاص چپکے دیکھا کیے (الفاروق صفحہ ۶۳ جلد ۲) حضرت عمر کا سعد وقاص کی ڈیوڑہی کا جلوا دینا کہ جو خلاف منشائے حضرت عمر کے تعمیر کی گئی تھی کچھہ تعجب کی بات نہین ہے وہ بنت رسول کا گھر جلا دینے پر تیار ہوگئے تھے جبکہ خلاف اونکی منشا کے لوگ واسطے برہمی خلافت حضرت ابوبکر کے جمع ہوتے تھے البتہ تعجب یہہ ہے کہ ذی علم مصنف نے اس واقعہ کی بابت یہہ نہین لکہا کہ یہہ امر مجلس شورائے مین پیش کیا گیا تہا اور حضرت عمر کا حکم موجب رائے مجلس شورے کے تہا اور یہہ امر نہ دکہا دینے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ حکم حضرت عمر کا بغیر مجلس شورائے بموجب خواہش اپنے نفس کے تہا کہ جو ایک نمونہ سلطنت شخصی کا ہے لطف یہہ ہے کہ حضرت عمر اپنے لیے دربان ضرور رکہتے تہے جیسا کہ اون واقعات سے ظاہر ہے کہ جو ذی علم مصنف نے لکہے ہین کہ ایک دفعہ سرداران قریش اون کی ملاقات کو آئے اتفاق سے صہیب بلال، اور عمار وغیرہ بہی موجود تہے جن مین سے اکثر آزاد شدہ غلام تہے اور دنیاوی حیثیت سے معمولی درجہ کے لوگ سمجہے جاتے تہے، حضرت عمر نے اول انہین لوگون کو بلایا، اور سرداران قریش باہر بیٹہے رہے ابو سفیان جو زمانہ جاہلیت مین تمام قریش کے سردار رہے تہے اونکو یہ امر سخت ناگوار گذرا اور ساتہیون سے خطاب کرکے کہا کہ کیا خدا کی قدرت ہے غلامونکو دربار مین جانیکی اجازت ملتی ہے اور ہم لوگ باہر بیٹہے انتظار کر رہے ہین (صفحہ ۱۸۰ حصہ ۲) ایسے ہی ابو موسے اشعری کو ایک مرتبہ اذن حاضری نہ ملا اور وہ چلے گئے بعدہ حضرت عمر نے بلا کر اون سے واپس چلے جانیکی وجہ پوچہی تو اونہون نے کہا کہ مین نے آنحضرت سے سنا ہے کہ تین مرتبہ اذن

Marfat.com

مانگو اگر اس پر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ (صفحہ ۱۲ حصہ ۲) یہہ امر واضح رہے کہ اذن طلب کیا جاتا ہے گھر مین داخل ہونے سے پہلے اور دربان بھی اسی واسطے مقرر کیا جاتا ہے کہ بغیر اذن کسیکو گھر مین داخل ہونے دے، ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر دربار مین لوگون کو آنے سے روکتے تھے خواہ وہ روک بذریعہ دربان کے ہو یا بغیر دربان کے حضرت عمر جو افسرون کے لیئے دروازہ پر دربان رکھنے کی ممانعت فرماتے تھے، یہ ممانعت اونکی خلاف اوس عمل کے تھی جو اپنے دروازہ پر کسی کے داخل ہونیکے لیئے کرتے تھے اور یہہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ اپنے واسطے یہ دستور بغیر مجلس شورے کے کیون مقرر کیا تھا جس سے شخصی حکومت کا طرز پایا جاتا ہے۔

رشوت کے انسداد کے لیئے عمال کے مال واسباب کی فہرست

یہہ طریقہ بھی خلاف اصول تمدن واخلاق تھا کہ جس وقت کوئی عامل مقرر ہوتا تھا تو اوس کے مال و اسباب کی فہرست تیار ہوتی تھی اگر اوسکی مالی حالت مین غیر معمولی ترقی ہوتی تھی تو اوس سے مواخذہ کیا جاتا تھا۔

ہر شخص اپنے طرز معاشرت مین، اپنی طبیعت کے موافق، اپنے مال مین اختیار رکھتا ہے۔ کوئی اپنے مال کو جمع کرنا پسند کرتا ہے اور کوئی اوسکا خرچ کرنا، اور جمع وخرچ کے مسائل علم اخلاق نے بتائے ہین۔ انسانی افعال کو ہمیشہ صحت پر محمول کرنا چاہیئے جب تک کہ اوس کے خلاف پر ثابت نہو۔

عمال کی شکایت پر کیا ہوا تھا اور کیا ہونا چاہیئے تھا؟

یہی طریقہ خلاف اصول کے بموجب جوذی علم مصنف یہ ظاہر کرتے ہین کہ ایک دفعہ اکثر عمال اسی بلا مین مبتلا ہوئے، اور خالد بن صعق نے اشعار کے ذریعہ سے حضرت عمر کو اوسکی اطلاع دی، سبکی موجودات کا جائزہ

Marfat.com

لیکر آدہا آدہا مال بٹالیا اور بیت المال مین داخل کردیا" اگر حقیقت مین ان عاملون نے ناجائز طور پر غیر معمولی ترقی کی تہی، جس کا مقصود یہہ تہا کہ ناجائز طریقہ سے اونہون نے مال حاصل کیا ہے تو اوس کی تحقیقات ہونی چاہئے تہی اور بلا تحقیقات کے صرف موجودات کا جائزہ لیکر آدہون آدہ مال بانٹ لینا اور بیت المال مین داخل کردینا، عمال کو ناجائز طریقون سے مال جمع کرنے اور رعایا کو لوٹ لینے کی ترغیب دینا ہے - ہونا یہہ چاہئے تہا کہ بحالت ثبوت ایسی الزامون کے، کہ جنکی خبر ملی تہی، ایسے غیر متدین عمال کو، عزل کے سوا، اور سزا بہی ملنی چاہئے تہی تاکہ دوسرون کو عبرت ہوتی -

حضرت عمر کی جوہر شناسی سے عمال کے تقرر کا نتیجہ

مجہکو بہت تعجب ہوتا ہے جب طریقہ تقرر عمال کا، یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مجلس شوریٰ سے اور اہل شہر کی رائے سے انتخاب ہوتا تہا،" اور یہہ خود حضرت عمر نے بہی ملک کے تمام قابل آدمیون سے واقفیت بہم پہنچائی تہی اور اون کی قابلیت کی تہ کو پہونچ جاتے تہے،" اور پہر ایسے چیدہ شخص ایسے الزامون مبتلا ہوتے تہے کہ جنکا آدہا مال بانٹ لیا جاتا تہا اور بیت المال مین داخل کردیا جاتا تہا -

اسی سے یہہ امر پیدا ہوتا ہے کہ عمال کے انتخاب اور تقرر مین زہد اور تقدس کا لحاظ نہین کیا جاتا تہا اور خلاف وصف زہد و تقدس کے، جن ایسے لوگون کا انتخاب اور تقرر ہوتا تہا وہ نہ صرف اپنے طرفدارون کو خود دکہاتے تہے کہ وہ اوس کام کے لئے موزون نہین ہین - بلکہ اون کے ناجائز کارنامے دنیا کی تاریخ دیکہنے والون کو دکہا رہے ہین کہ وہ زہد و تقویٰ نہین رکہتے تہے اور بوجہ زہد و تقویٰ نہونے کے وہ اس کام کے لئے

Marfat.com

زیبا نہ تھے ۔

حضرت عمر کا عمال سے سلوک اور سلوک کے وجوہ کی حقیقت

ابو موسی اشعری سے لونڈی کا چھین لینا اس الزام پر کہ وہ اوس کو دونون وقت عمدہ غذا ہم پہونچائی جاتی تھی اور اس قسم کی غذا عام مسلمانون کو میسر نہین اسکتی تہی، یا اون باتون پر کہ جن سے ترفع اور امتیاز یا موزوادر فخر ثابت ہوتا ہو مواخذہ کیا جاتا، یا عیاض بن غنم عامل مصر کو کہ باریک کپڑے پہنتا ہی اوسی ہیئت سے پکڑوا بلانا، اور اوس کو بالون کا کرتہ پہنانا، یا سعد وقاص نے جو کوفہ مین ایک محل بنوایا تہا اوس کی ڈیوڑہی جلوا دینا۔ اس قسم کی باتون کی نسبت ذی علم مصنف یہہ ظاہر کرتے ہین کہ "اگر یہہ بظاہر قابل اعتراض ہین کہ لوگون کے طرز معاشرت اور ذاتی افعال سے تعرض کرنا اصول آزادی کے خلاف ہے، لیکن حضرت عمر تمام ملک مین مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا چاہتے تہے وہ بغیر اس کے ممکن نہ تہی" مگر ایسی مساوات اور ایسی جمہوریت کی روح پہونکنا خلاف قانون قدرت اور اصول تمدن اور ترقی حالت انسانون کے تہا۔

قانون قدرت جیسے انسانون کی صورتین جداگانہ پیدا کرتا ہے، ویسے ہی اون کے مدارج عقل وتدبیر اور فضائل جداگانہ ہوتے ہین۔ اونکی معاشرت اور ذاتی افعال کو ایک درجہ مین رکھنا یا جو کوئی اپنی حالت کو ترقی کرنا چاہے، اوس کو روک کر اونکے درجہ پر تنزل کرکے لانا، مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا نہین۔ مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا اوس حالت مین سمجہا جاسکتا ہے کہ جب انسان اپنے اپنے درجہ مین آزاد اور اپنی اپنی حالت مین فارغ البال ہو۔ اور یہہ امر درحقیقت کمی وبیشی دولت ومال پر منحصر نہین ہی، یا کہ وہ مساوات اور جمہوریت اوس وقت مراد ہوسکتی ہی کہ جب انسانون مین

Marfat.com

امر بالمعروف" اور نہی عن المنکر" کی عادت اور خصلت پیدا ہو اور بادشاہ وگدا اوسی پر عمل کرتے نظر آئین۔

سلطان اور ارکان سلطنت کو، جو اوسکے دست وبازو ہوتے ہین اگر اوسی رنگ مین ڈبویا جائے جس رنگ مین کر اوسکی رعایا ڈوبی ہوئی ہو تو ترقی کا رنگ اور اوسکے لیئے کوشش کرنا معدوم ہو جائے گا جس پر قانون قدرت مجبور کرتا ہے۔ البتہ طرز معاشرت، اور ذاتی افعال، اصول اخلاق پر مبنی ہون، نہ کثرت وقلت مال و دولت پر۔ سلطان اور ارکان سلطنت دوسرے لوگون کے لیئے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نمونے ہونے چاہئین نہ کہ اون کو درجۂ ترقی سے اُتار کر، تنزل کے اونٹے درجہ معاشرت مین شامل کیا جائے۔

جب اس اصول کو تمام انسان سمجھ جائین جس سے طرز معاشرت پیدا ہوتا ہے اور جسکو اصطلاح حال مین "سوشیلزم" کہتے ہین۔ تو کبھی یہ بات پیدا ہنین ہوگی کہ ایک شخص "آقا" اور باقی تمام لوگ غلام سمجھے جائین جو مذموم اور غیر عادل شخصی سلطنت کی خصوصیت مین پیدا ہو جاتی ہی۔ باعتبار کثرت وقلت دولت ومال کی سبکی طرز معاشرت کو مساوات کے درجہ مین لانا درحقیقت شخصی شان ہے جس کو شخص واحد اپنی طبیعت اور خصلت کے موافق استعمال کرتا ہے۔ جمہوریت کی شان اوس وقت ہو سکتی ہے کہ جب نمونے کو دیکھ کر تمام مخلوق ترقی اور خصلت کی طرف، رغبت کرے، نمونے کے مطابق اپنی آپکو بنا دین۔

درحقیقت جس مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا ذی علم مصنف نی ظاہر کیا ہے وہ مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا ہنین تہا بلکہ رہبانیت کی جان ڈالنی تہی جسکے خلاف دین اسلام قائم کیا گیا ہے۔ اگر وہ مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا درحقیقت ہوتا تو ذی علم مصنف اوس کو صرف ملک عرب تک

محدود نہ کرتے، جیسا کہ وہ اوس کو صرف ملک عرب پر محدود کرکے قبول کرتے ہین کرد
امیر معاویہ شام مین بڑے سر و سامان سے رہتے تہے اور حضرت عمر اونسے کچھہ تعرض نہین
کرتے تہے شام کے سفر مین اونکے خدم و حشم کو دیکھکر اسقدر کہا کہ کیا یہہ نوشیروانی جاہ و جلال ہے
مگر جب اونہون نے جواب دیا کہ یہان رومیون سے سابقہ رہتا ہے اور اونکی آنکھون مین بغیر
اس کے سلطنت کا رعب و داب نہین قائم رہ سکتا، تو حضرت عمر نے پہر تعرض نہین کیا۔

افسوس ہے کہ جس چیز کو ذی علم مصنف نے مساوات اور جمہوریت کی روح
قرار دیا ہی اوس کو حضرت عمر نے سوائے ملک عرب کے دوسری قومون تک نہ پہونچنے دیکر
اون ملکون کو محروم رکہا۔ اور اگر حقیقت مین وہ مساوات اور جمہوریت کی روح
تہی تو ملک عرب مین اوس کے پہونچنے سے ایک نئی جان ڈالی جو خلاف اصلی
مساوات اور جمہوریت کے تہی —!!

حیثیہ محاصل

صحابہ کا اختلاف ممالک مفتوحہ کے باب مین اور حضرت عمر کا آیتہ سے استدلال۔

خراج کے نظم و نسق سے پہلے جو ذی علم مصنف اس مسئلہ کو پیش نظر کرتے ہین کہ امراء فوج کا اصرار تہا کہ تمام
مفتوحہ مقامات، حدود فتح کے طور پر اونکی جاگیرین عنایت کیجائین اور باشندونکو اونکی
غلامی مین دیدیا جائے، اور بعض صحابہ کہتے تہے کہ جنکی تلوارون نے ملک فتح کیا ہے اونہین
کو قبضہ کا بہی حق ہے۔ آئندہ نسلین مفت کیونکر پا سکتی ہین۔ حضرت عمر یہہ استدلال
پیش کرتے تہے کہ اگر ممالک مفتوحہ فوج کو تقسیم کردئے جائینگے تو آئندہ فوج کی تیاری ...
حملون کی حفاظت، ملک مین امن و امان کا ہمیشہ کے مصارف ...
علی، حضرت عثمان، اور حضرت طلحہ نے حضرت عمر کی رائے سے اتفاق کیا، حضرت عمر نے
آیتہ للفقراء الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم الخ کے اخیر فقرہ — والذین جاؤا من بعدہم

سے استدلال کیا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے۔ اگر فاتحین کو تقسیم کر دیا جائے تو آنے والی نسلوں کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس استدلال کی بنا پر یہ اصول قائم ہو گیا کہ جو ممالک فتح کیے جائیں وہ فوج کی ملک نہیں ہیں بلکہ حکومت کی ملک قرار پائیں گے اور پچھلے قابضین کو بے دخل نہیں کیا جائے گا۔"

یہ آیت طولانی سورۂ "حشر" پارہ ۲۸ میں ہے۔ اور وہ متعلق مال "فے" (غنیمت) کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جس میں مال "فے" کی تفریق کی گئی ہے وہ مال "فے" کہ جو بغیر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے (بلا جنگ) ہاتھ آئے۔ اور جو مال کہ اہل قریہ سے ملے" اوسکا محل صرف بتایا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ پیغمبر اون کو دے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اسے چھوڑ دو" اسی مال "فے" کے مصرف کا اگلے اور پچھلوں کیلئے بیان ہے۔ اس آیۃ سے یہ استدلال بہت دشوار ہے کہ "جو ممالک فتح کیے جائیں وہ فوج کی ملک نہیں ہیں بلکہ حکومت کی ملک قرار پائیں گے اور پچھلے قابضین کو بے دخل نہیں کیا جائے گا" البتہ آیات "ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین" (پارہ نہم رکوع پنجم) "واورثناہا قوما آخرین" (سورۂ دخان) "ان الارض یرثہا عبادی الصالحون، ان فی ہذا لبلاغا لقوم عابدین" (پارہ ۱۷ رکوع ۷) سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ زمین کا مالک کون ہو سکتا ہے؟ مگر اس میں شبہ نہیں کہ سلطان عادل مالک زمین ہو جاتا ہے اور اوس کے اختیار میں ہے کہ قابض سابق کو بے دخل کرے یا نہ کرے یا جسکو چاہے دیدے۔

مصر کے قدیم جابرانہ طریقۂ خراج میں اصلاح فاروقی کی حقیقت

مصر میں فرعون کے زمانہ میں جو بندوبست ہوا تھا جسکو ذی علم مؤلف کہتے ہیں کہ "وہی بطالمہ" اور رومن امپائر نے بھی قائم رکھا اور وہ شرعیہ تھا کہ خراج

Marfat.com

مقدار اور اصل پیداوار سے وصول کیا جائے چند سالون کا اوسط نکالکر جو تشخیص کیجاتی بندوبست چار سالہ ہو یا پانچ سالہ وغیرہ، ہر سال خراج کے علاوہ، مصر سے غلہ کی ایک مقدار کثیر [illegible] ظاہر کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے یہہ دونون جابرانہ قاعدے موقوف کردیئے تھے مگر حضرت عمر کے زمانہ مین جو قحط کے سال مصر سے مدینہ منورہ کو غلہ بھیجا گیا اور پھر یہ رسم قائم رہ کر مدتون تک جاری رہی، اوس کی نسبت مصنف ظاہر کرتے ہین کہ یہہ وہی عمل تھا جو خراج سے وصول ہوتا تھا کوئی نیا خراج یا ٹیکس نہ تھا۔ لیکن ذی علم مصنف نے رومیون کے غلہ لینے کو جابرانہ قرار دیا ہے ۔ اب جو حضرت عمر کے عہد مین غلہ لیا گیا اوس کے جابرانہ ہونے سے بچانے کی کوشش مین ناحق زحمت اوٹھائی ۔

فرعون کا طریقہ وصول مالگذاری موافق اصول کے تھا ۔

فرعون کا جو طریقہ بندوبست تھا چار سالہ میعادی تھا اور نقد و اصل پیداوار سے خراج وصول کیا جاتا تھا جس سے یہہ اختیار پیدا ہوتا ہے کہ بعد میعاد بندوبست کے کم و بیشی مقدار خراج مین کی جاسکے ۔ زمانہ حکومت رومیون مین جو غلہ لیا گیا اوس کو کیون اضافہ خراج نہ سمجھیے ۔ یہہ اصول مسلمہ ہے کہ جو ممالک فتح کیے جاتے یا کسی دوسری طرح سے کسی بادشاہ کے قبضہ مین آوین، وہ حکومت کی ملک قرار پاتے ہین اس لئے ہر حکومت اپنی ضرورت کے مطابق اپنی سلطنت کے یا گنجائش پیداوار کے، ہر زمانہ مین خراج کی کمی و بیشی کر سکتی ہے اور جس زمانہ مین بیشی خراج کی گئی اوس کا وہ عمل جابرانہ خیال نہین کیا جا سکتا ۔

زمینداری اور ملکیت زمین کے قدیم جابرانہ قانون کے مٹا دینے کی حقیقت ۔

ایسے ہی ذی علم [illegible] نے بڑا افتخار حضرت عمر کا یہہ ظاہر کرتے ہین کہ [illegible] زمینداری اور ملکیت

زمین کا جو قدیم قانون تھا اور بالکل جابرانہ تھا مٹا دیا" لیکن ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آیا کہ زمینداری اور ملکیت زمین کا جو قدیم قانون تھا وہ جابرانہ کیوں تھا اور اسکو حضرت عمرؓ سے مٹایا گیا؟

خود ذی علم مصنف بھی قبول کر چکے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے استدلال کی بنا پر یہہ اصول ہو گیا کہ جو ممالک فتح کیے جائیں وہ فوج کی ملک نہیں ہیں بلکہ عموماً امت کی ملک قرار پائیں گے، اور پچھلے قابض کو بے دخل نہیں کیا جائے گا" اور رومیوں کی نسبت بھی ذی علم مصنف بھی بیان کرتے ہیں کہ "رومیوں نے جب شام اور مصر پر قبضہ کیا اور تمام اراضیات اصلی باشندوں سے چھین کر کچھ افسران فوج کو اور کچھ اراکین دربار کو دیدیں کچھ شاہی جاگیر قرار پائیں کچھ کلیسا اور چرچ پر وقف کر دی گئیں۔ اصلی باشندوں کے ہاتھ میں ایک چپہ زمین بھی نہیں رہی، وہ صرف کاشتکاری کا حق رکھتے تھے" اور عموماً بھی ذی علم مصنف قبول کرتے ہیں کہ "تمام دنیا میں قریب قریب یہی طریقہ جاری تھا کہ زمین کا بہت بڑا حصہ افسران فوج یا ارکان دولت کی جاگیر میں دیدیا جاتا تھا"

فاتح بادشاہ کو حق ملکیت ملک مفتوحہ کا حاصل ہو جاتا ہے

جب فتح مند بادشاہ کسی ملک پر قابض ہوگا تو صریح ہے کہ حق ملکیت زمین کا اسی کو حاصل ہو جائے گا اور حق ملکیت اور کسی کا باقی نہیں رہے گا۔ اور اس بادشاہ فاتح کو اختیار ہوگا کہ حق ملکیت ملک کا جس کسی کو چاہے حسن خدمت میں عطا کرے یا امور خیر میں وقف کر دے۔ اور اگر ایسا کرے تو وہ جبر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ رومیوں نے جو ایسا کیا تھا یا تمام دنیا جو ایسا کرتی چلی آتی ہے وہ اسی اصول کے موافق ہے کہ بادشاہ فاتح زمین کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور مذہب اسلام کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ سلطان عادل یا اصلی مالک زمین بلکہ مالک المتاع و جان

اپنی رعایا کا ہے - اور یہہ اوس کو اختیار ہے کہ کسی چیز کو کسی کے قبضہ سے ضبط کر کے دوسرے کو عطا کر دے۔ یا دیگر مصارف مین اوس کا استعمال قائم کرے - لیکن اوس کا عدل مقتضی اوس کا ہوتا ہے کہ وہ اپنی مطیع اور فرمان بردار رعایا کے قبضہ کو، اپنی طرف سے جائداد اور حق پر بحال رکھے -

فاتح بادشاہ کے کل عمل زمین ملک مفتوحہ مین روا ہین -

جب بادشاہ فاتح، اور سلطان مالک زمین قرار پا چکا تو وہ جو کچھہ عمل کرے خواہ زمین افسران فوج، اور ارکان دولت کو عطا کرے، یا اصلی باشندگان کے قبضہ کو بحال رکھے، یا کسی دیگر مصارف کے لیے اوس کو محل استعمال قرار دے، وہ تمام عمل اوس کے روا ہون گے، اور اون کو کسیطرح جابرانہ نہین کہہ سکتے - اور جب تک ایسا مسئلہ واجبی قبول نہ کیا جاوے، رعایا مین بادشاہ اور اور ملک کی ہمدردی اور بادشاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری پیدا نہین ہو سکتی -

حضرت عمر نے کسی قانون کو مٹا کر کوئی نیا قانون نہین بنایا -

حضرت عمر نے ہی دراصل یہی کارروائی کی ہے کہ ملک مقبوضہ کی زمین کو اپنی ملک قرار دیا اور جسکو چاہا دیدیا - جسکو ذی علم مصنف نے ظالمانہ قانون کا، مٹا دینا، کہتے ہین - حالانکہ اونہون نے کسی قانون سابق کو مٹایا نہین بلکہ اوسی کے مطابق عمل کیا ہے - چنانچہ ذی علم مصنف حضرت عمر کا عمل یون ظاہر کرتے ہین کہ جو رومی تو اکثر ملک کے مفتوح ہوتے ہی نکل گئے اور جو رہ گئے اون کے قبضہ سے ہی زمین نکال لیگئی حضرت عمر نے اون تمام اراضیات کو جو شاہی جاگیرات تھین، یا جنپر رومی افسر قابض تھے باشندگان ملک کے حوالے کر دین اور بجائے اس کے کہ وہ مسلمان افسرون یا فوجی سرداران کو عنایت کی جاتین، قاعدہ بنا دیا کہ مسلمان کسی حالت مین

ان زمینون پر قابض نہین ہوسکتے تہے لیکن حضرت عمر کیا اس کارروائی سے قدیم قانون جسکو ذی علم مصنف "جابرانہ وظالمانہ" قرار دیتے ہین کچہہ بدلا نہین - اس لیے کہ حضرت عمر نے بہی گو جو فاتح اس ملک کے ہوئے زمین کو اپنی ملکیت سمجہا، جو رومی اوسکے مستحق ہونے ہی قتل ہوگئے تہے اون کی زمینیں اور جو رہ گئے تہے اون کے قبضہ سے بہی زمینیں نکالکر اسکا نہ قابض ہوگئے اور اپنے اختیار سے باشندگان ملک کے حوالہ کردین - صرف فرق یہہ ہوا کہ مسلمان افسرون اور فوجی سردارون کو عنایت کیجاتین اون کو نہین دین - سو یہہ فاتح کا اختیار ہے جسکو چاہے اوس کو دے - بلکہ ایک حیثیت سے خود حضرت عمر نے اپنے اصول مقررہ سے تجاوز کیا جسمین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ ملک حکومت کی ہوگی اور پچہلے قابضین کو بیدخل نہین کیا جاوے گا کیونکہ جو رومی رہ گئے تہے اون کے قبضہ سے بہی حضرت عمر نے زمینین نکال لین -

مسلمانون کو زمین خریدنے یا زراعت کرنے کی ممانعت سے، فاروقی انجام بینی کے نتائج کی حقیقت

اس قاعدے کے بنا دینے سے کہ "مسلمان کسی حالت مین ان زمینون کو خرید ہی نہین سکتے" ایک حیثیت سے ترقی اور بازار زمین کو نقصان پہونچتا ہے ایسے ہی "حضرت عمر نے اہل عرب کو جو زراعت کی ممانعت کر دی تہی" جسکو ذی علم مصنف "حضرت عمر کی بڑی انجام بینی" کا ثبوت بتاتے ہین - درحقیقت یہہ بہی اصول تمدن کے خلاف ضرر پہونچانے والا اور اہل عرب کو استعداد فن زراعت سے باز رکہنے والا امر تہا اور گو فوجی افسرون کے روزینے مقرر کر دئے گئے تہے - لیکن یہ امر ممانعت زراعت کی تلافی نہین ہے - کیونکہ روزینے اون کی خدمت کے عوض تہے اور جب اونکی ازواج و اولاد کو ترقی ہو تو وہی روزینے کافی نہین

Marfat.com

ہوسکتے ہین۔ اور

> **زمین کے ہاتھہ لگانے سے دلیری ہمت و عزم رخصت نہین ہوجاتا**

یہہ خیال ایسا ہی بالکل غلط ہے کہ دو زمین کو ہاتھہ لگانے سے دلیری، بہادری، جفاکشی، ہمت و عزم رخصت ہوجاتی ہے، بلکہ روزینہ مقرر ہونے سے درحقیقت کاہلی، اور سستی پیدا ہوجاتی ہے اور دلیری، بہادری، جفاکشی، ہمت و عزم کچھہ باقی نہین رہتا۔

ہندوستان مین اودھ کے تعلقون اور بنگال کے استمراری بندوبست کے نتائج کو دیکھو جو ایک قسم کے روزینے ہین اور اوس سے حضرت عمر کے روزینے مقرر کردینے کے انجام بینی کا نشان ملتا ہے۔

> **عہد پیغمبر، اور اوس کے ماقبل و مابعد عہود مین فتح مندیان حاصل کرنے والے کیا مالکان و قابضان اراضی نہین ہوتے تھے؟**

عہد پیغمبر مین یا اوس سے پہلے، یا بعد اسلام حضرت عمر کے عہد کی فتوحات سے پہلے، یا اون کے زمانۂ فتوحات مین جسقدر جنگ وجدال باہم قومون کے یا باہم ملکون کے ہوئے ہین اور فتحمندیان ایک نے دوسرے پر حاصل کی ہین تو کیا وہ جنگ وجدال کرنے والے، یا فتحمندیان پانے والے ایسے ہی تھے جو زمین کو ہاتھہ نہین لگاتے تھے اور صرف روزینے پانے والے ہوتے تھے۔ ہماری نظر جہانتک تاریخ پر ہے، باہم جنگ وجدال کرنے والے، اور فتحمندیان حاصل کرنے والے، روزینہ پانے والے نہین ہوتے تھے، بلکہ کاشتکار اور مالکان اراضی اہل فوج، اور افسران فوج سے ہوتے تھے۔ جہان ذی علم مصنفون نے عشری زمین کی تعریف بیان کی ہے وہان قبول کیا ہے کہ تین قسم کی زمینین مسلمانون کو دیجاتی تھین اور اون سے عشر لیا جاتا تھا اور وہ تین قسمین یہہ ہین

(۱) عرب کی زمینیں جبکے قابضین اوائل اسلام میں مسلمان ہوگئے تھے۔ مثلاً مدینہ منورہ وغیرہ۔ (۲) جو زمین کسی ذمی کے قبضہ سے نکلکر مسلمانونکے قبضہ میں آئی تھی، مثلاً وہ لاوارث مرگیا یا مفرور ہوگیا یا بغاوت کی، یا استعفا دیدیا (۳) جو افتادہ زمین کسی حیثیت سے کسی کی ملک نہین ہوتی تھی اور اوسکو کوئی مسلمان آباد کرلیتا تھا۔ عشر کی شرح خود آنحضرت نے مقرر فرمائی تھی۔

حضرت عمر نے اتنا کیا کہ ایران وغیرہ کی جو زمینین مسلمانون کے قبضہ مین آئین اگر وہ ذمیون کے قدیم کنوؤن یا نہرون سے سیراب ہوتی تھین تو اون پر خراج مقرر کردیا، اور اگر خود مسلمان نئی نہر یا نیا کنوان کھودکر آبپاشی کرتے تھے تو اوس پر عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

کیا یہہ مسلمان ایسے قابضان اراضی نہین تھے کہ جنہون نے قابضان سابق کی جگہہ، اون کی بے دخلی کے بعد، زمین کو ہاتھہ نہ لگایا ہو، یا خود قدیم سے اپنی زمین سے قابض نہون؟

کیا یہہ مسلمان وہ نہین تھے کہ جنہون نے عہد حضرت عمر مین جنگ و جدل کرکے فتوحات حاصل کین؟ کیا یہہ مسلمان روزینہ دار تھے؟ کیا ان مسلمانون سے زمین کو ہاتھہ لگانے سے دلیری، بہادری، جفاکشی، ہمت و عزم رخصت ہوگئی تھی؟

زمیندارون، اور روزینہ دارون کی حالت کا موازنہ۔

دلیری، بہادری، جفاکشی، ہمت و عزم، اوسوقت رخصت ہوجاتی ہے کہ جب قوم فکر معیشت اور اوس کی سعی و ترقی سے سست و بیکار ہو جائے اور یہہ سمجھہ لے کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین اوس سے زیادہ کچھہ نہین ہوسکتا۔

زراعت اصل الاصول ذریعہ معیشت کا ہے۔ اور روزینہ کا مقرر ہونا درحقیقت تعیش پیدا کرتا ہے جبکہ روزینہ دار فکر معیشت سے کسی دوسری بنا پر،

Marfat.com

بے فکر ہو جاتے یا روکا جائے۔ روز پینے کا مقرر ہونا قدح سنگ کے چڑھانے اور اشک بلبل [1] کی چسکی لگانے کی برابر ہے جس سے ایسی سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان نکمہ ہو جاتا ہے۔

صیغۂ عدالت

حضرت عمر کی بدولت محکمۂ قضا کی وجود کی حقیقت۔

صیغۂ عدالت اسلام میں حضرت عمر کی بدولت وجود میں نہیں آیا ہے۔ بلکہ منصب قضا کی بنیاد خود عہد رسول میں پڑی ہے۔ اگر کسی شخص نے جیسا کہ مصنف قبول کرتے ہیں، وہ تین صیغوں کے کام عہد پیغمبر میں لئے جاتے تھے" اور حضرت عمر نے ان میں سے صیغۂ قضا کو علیحدہ کر دیا، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ "یہہ صیغہ اسلام میں حضرت عمر کی بدولت وجود میں آیا" جب ہر صیغہ کے کام میں افراط ہوگی اور ایک شخص چند صیغوں کے کام کو انجام نہ دے سکیگا تو ضرورت خود الگ الگ کرنا صیغوں کا سکھلائے گی۔

رومن امپائر کے عدالتی قواعد کا حضرت عمر کے قواعد سے موازنہ

قاضی کے لئے جو رومن امپائر کے دوازدہ گانہ قواعد تھے جنکو ذی علم مصنف کہتے ہیں کہ "رومیوں کے بڑے مفاخر خیال کئے جاتے ہیں" اور حضرت عمر نے جو ایک فرمان میں قضا کے اصول اور آئین ظاہر کئے ہیں اوس کا موازنہ ذی علم مصنف ہر شخص کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں کہ "دونوں میں سے تمدن کو صحیح اصولوں کا کس میں زیادہ پتہ لگتا ہے؟"

موازنہ ہو نہیں سکتا اور اوسکی وجہ

ہمارے نزدیک ان دونوں قواعد و آئین کا موازنہ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ وہ زمانہ مختلفہ میں مختلفہ [illegible] علیحدہ علیحدہ وضع کئے گئے ہیں۔ ایک ملک کے لئے ایک ہی عہد میں اگر دو شخص قواعد و قانون بناتے تو البتہ

[1] اینون کو لکھا ہے کہ انہوں محاورہ میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

اوس کا موازنہ کیا جا سکتا تھا کہ کون آئین زیادہ عمدہ ہے۔

وجہہ موازنہ نہو سکنے کی تشریح مزید

اصول قانون کے بنانے والے علماء سے باہم بہہ بحث ہے کہ مقدم قانون ہے یا رسم و رواج کہ جو عادات اور خصائل انسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی قانون سے رسم و رواج پیدا ہوجاتا ہے، یا رسم و رواج سے قانون بنتا ہے۔ بہر حال جو کچھہ ہو، جب کوئی قانون بنایا جاتا ہے اور اوس پر عمل کیا جاتا ہے تو ایسی صورتین پیش آتی ہین کہ جس سے اوس قانون کی ترمیم و تنسیخ، یا اضافہ لازم آتا ہے۔ یا ضرورت زمانہ جبکہ وسعت تمدن کو ہوتی ہے، ترمیم یا تنسیخ یا اضافہ قانون کی مقتضی ہوتی ہے۔

رومن امپائر یا یونانی دستور العمل کی بنا سے عہد کا فاروقی عہد سے فصل

خود ذی علم مصنف قبول کرتے ہین کہ ۴۵۱ سنہ قبل مسیح مین، رومن امپائر نے یونان مین سفیر بھیجے کہ وہان قانون کی تعلیم حاصل کرکے آئین اور سلطنت کے لئے ایک مستقل قانون بنائین، اوسی تدبیر سے وہ دستور العمل تیار کیا گیا ہے۔ اوس دستور العمل کی بنا، جو یونان مین جاری تھی، خیال کرنا چاہیے، کہ اوس کو عہد حضرت عمر سے کتنی مدت گذر چکی تھی۔

فاروقی اور یونانی، اصول و آئین مین بوجہہ امتداد زمانہ فرق ہوسکتا تھا، مگر کچھہ بڑا فرق نہین ہے بوجہہ امتداد زمانہ بھی کچھہ فرق نہین ہوا۔

حضرت عمر نے جو اپنے فرمان مین اصول اور آئین ظاہر کیے ہین، اگر وہی اصول اور آئین اوس ملک کے لیے بھی قرار دئے جاتے کہ جس ملک کے لئے یونان اور رومن امپائر نے قرار دئے تھے، تو بھی امتداد زمانہ مقتضی اوس کا ہوتا کہ یونان یا رومن امپائر کے زمانہ سے حضرت عمر کے زمانہ تک بہت کچھہ فرق ظاہر ہو۔ لیکن دراصل ان

Marfat.com

دونو قواعد و آئین مین باوجود امتداد زمانہ کچہہ بڑا فرق نہین ہے، بعض امر ایسے ہین جو قواعد و آئین، یونان و روم اسپارٹ مین زیادہ ہین اور بعض امور ایسے ہین جو فرمان فاروقی مین زیادہ ہین، اور یہہ کمی و زیادتی بلحاظ مختص المقام ہونے کے ہے کہ جہان جسکی ضرورت پائی گئی ہے وہان وہ بات زیادہ ہے۔

طریقۂ پیغمبری سے فاروقی اصول و آئین مین کچہہ جدت نہین ہے

با این ہمہ فرمان حضرت عمر مین جو اصل اصول اور آئین بنایا گیا ہے، وہ وہی ہے جو طریقہ کہ انفصال قضایا کے لیے خود پیغمبر نے قائم فرمادیا ہے حضرت عمر کے وصف کے لیے اگر کوئی بات ہوسکتی ہے تو یہی ہوسکتی ہے کہ اونہون نے پیغمبر کے احکام کی تقلید کی، کوئی وصف ایجاد کا اونکے لیے پیدا نہین ہوسکتا۔

حضرت عمر کے فتاوون کا استقصا روایات ازالۃ الخفا اور کنز العمال ہی

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے فتاوون کے متعلق یہہ ظاہر کیا ہے کہ "اون کو اگر ترتیب دیا جائے تو ایک مختصر مجموعہ قانون بن سکتا ہے ہم اس موقع پر اون کا استقصا نہین کرسکتے اگر کوئی چاہے تو کنز العمال اور ازالۃ الخفا وغیرہ سے کرسکتا ہے"

ازالۃ الخفا، اور کنز العمال کی روایات پر مصنف کا یادگار و دہوان دہار و مزیدار ریویو

افسوس ہے کہ جن تصانیف پر ذی علم مصنف حضرت عمر کے فتاوون کا حصر کرتے ہین اون مین سے "ازالۃ الخفا" کوماخذ "ریاض النضرہ للمحب الطبری"، بتا کر پہلے حصہ الفاروق صفحہ ۱۶، مین اوس کی نسبت یہہ تحقیق فرما چکے ہین کہ "اوس مین نہایت کثرت سے موضوع اور ضعیف روایتین مذکور ہین اس لیے مین نے اوس سے دانستہ احتراز کیا"، اور جیسا کہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون، حلیۃ الاولیا، ابن عساکر، اور کنز العمال، کی نسبت ...

پہلے حصہ الفاروق صفحہ ۲۰ مین یہہ ظاہر کیا ہے کہ "اون کو بھی صحیح خیال نہین کرنا چاہیے، اس قسم کی روایتین عموماً گرمی محفل کا سبب ہوتی تہین اون مین خود بخود مبالغہ کا رنگ آتا گیا ہے"

فاروقی فتاوون سے قانون مدون کرنے والون کو ہاری صلاح

اب جو کوئی حضرت عمر کے فتاوون سے کنزالعمال، وازالۃ الخفا وغیرہ سے ترتیب دیکر قانون بنانا چاہے کہ جن کے استفتا کرنے سے ذی علم مصنف گریز کر گئے ہین، اوس کو یہہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے قانون کی پیشانی پر ذی علم مصنف کا سارٹیفکٹ بھی نقل کر دے جو انھون نے اون روایات کی نسبت دیا ہے! اگر مجکو یہہ تعجب ہے کہ فتاوائے فاروقی سے، قانون مدون کرنے والا ان کتب مین اون قضایا کی نسبت کیا عمل کرے گا کہ جنمین کہین تو اپنی بے علمی کی وجہ سے عاجز رہتے ہین یا غلط فیصلہ کیا ہے اور بالاخر ۲-۷ مرتبہ فرمایا ہے "لولا علیٌ لہلک عمرؓ"!!!

فصل خصومات مین فاروقی آئین سے انصاف کی آسانی و ارزانی

ذی علم مصنف بہ سلسلہ تقریر نمبر ۵ فصل خصومات کے متعلق لکھتے ہین کہ "حضرت عمر نے بہت سی آئین و اصول مقرر کیے لیکن اون سے انصاف کی آسانی اور ارزانی مین کوئی خلل نہین پڑ سکتا تہا - آجکل کے مہذب ملکون نے انصاف وادرسی کو ایسے قیود مین جکڑ دیا ہے کہ دادخواہون کو دعوے سے باز آنا اوسکی نسبت زیادہ آسان ہے"

مہذب ملکون کے قیود انصاف و دادرسی پر حملہ کی حقیقت

ہم اس بات کے معترف ہین کہ شرع محمدی مین تمام وہ اصول بتائی گئے ہین کہ جن سے ہر قسم کے حقوق انسانی پیدا ہوتے ہین، اور تمام ضابطے بن اون طریقون کی قائم کر دی گئی ہین کہ جن سے باآسانی ہر ایک اپنے حق کی کامیابی

حاصل کرسکتا ہے۔ مگر جون جون انسانی تمدن کو ترقی ہوتی جاتی ہے ایسی ہی قانون کے استعمال میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں، اور ہر ایک شخص کے لئے اپنے حقوق پیدا ہوتے جاتے ہیں کہ جن میں مقابلہ کے لئے حد سے زیادہ غور کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے زمانہ میں انصاف و دادرسی کے لئے اگر عہدے نہ نکالی جائیں تو ممکن نہیں ہے کہ آسانی سے انصاف اور دادرسی ہوسکے، اور جو دماغ کہ مناسبت قانونی رکھتے ہیں ان کو اس آسانی کا جو عہدہ نکالنے سے، انصاف اور دادرسی کے لئے پیدا ہوتی ہے سمجھنا اسی قدر سہل ہوتا ہے جس قدر کہ ذی علم مصنف اسکو دشوار سمجھتے ہیں۔

افتا

حکم افتا کی اصلی بنیاد اور ترقی یافتہ ملکوں میں اس کی بابت کسی تدبیر اختیار نہ کرسکنا الزام

افتا کے متعلق مذہب اسلام میں جو طریقہ پیدا ہوگیا، اوسکی اصلی بنیاد یہی قانون کا رواج دینا بہ حیثیت مذہب کے، اور ضرورت زمانہ مقتضی اس کی ہوئی کہ وہ طریقہ جو خلاف اخلاق تھا مٹایا جاوے۔ اور وہ مٹ نہیں سکتا تھا جب تک ضروری مسائل، قانون شریعت اسلام کی تعلیم، عام نہ کی جاوے، اور اسلئے ضرورت کی تعلیم بھی عام لوگوں میں اخلاق ہو گو یہ کہنا مصنف کا صحیح نہیں ہے کہ یورپ میں صرف عام تعلیم سے کوئی جاہل شخص قانونی مسئلہ جاننا چاہے تو اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔ یورپ میں تعلیم عام سے جو اخلاقی ہوتی ہے، اور قانون جسکی تخصیص کر دیتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک ہو جاتا ہے اور قانون والوں کا خاص گروہ پیشہ ور کثرت سے پیدا ہوگیا ہے اجرت لیاقت، بجز اظہار رائے قانونی کا نہیں ہو سکتا ہے۔

مذہب اسلام اور یورپ میں معاوضہ رائے قانونی کا فرق

فرق مذہب اسلام اور ملک یورپ میں یہہ ہے کہ مذہب اسلام میں رائے دہی کا معاوضہ خلافت اور سلطنت دیتی ہے، اور بعض حالتوں میں جبکہ تحریری استفتا لیا جائے، مستفتی نذرانہ کے پیرایہ میں کچھہ دیدیتا ہے اور ملک یورپ میں عموماً فیس مسئلہ قانونی دریافت کرنے والے کو ادا کرنی پڑتی ہے۔

پولیس و فوجداری

جیل خانہ کی ایجاد

اسباب میں ذی علم مصنف قبول فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر نے فوجداری کے لئے کوئی جدا محکمہ قائم نہیں کیا اور پولیس کا محکمہ ہی قائم تہا جسکو "احداث" کہتے تہے مگر ذی علم مصنف جیل خانہ اور سزائے جلاوطنی کی ایجاد حضرت عمر کی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ذی علم مصنف ان دونوں ایجادوں کو حضرت عمر کی طرف غلط منسوب کرتے ہیں جب یہہ بات ظاہر ہو چکی کہ محکمۂ فوجداری اور صیغہ پولیس عہد پیغمبر میں قائم ہو چکا تہا اور آیۃ قرآنی "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیرا"، وما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ الخ" سے ظاہر ہے کہ لوگ عہد پیغمبر میں مقید ہوتے تہے ایسی حالت میں یہہ لازم آتا ہے کہ عہد پیغمبر میں جو لوگ قید ہوتے تہے وہ ضرور کسی جگہہ زیر حراست رہتے تہے اور وہی جگہہ ان کے لئے محبس تہا اور دیگر ممالک میں جو ملحق ملک عرب سے تہے جیل خانے موجود تہے ایسی حالت میں گو عہد پیغمبر کوئی خاص مکان محبس کا قرار نہ دیا گیا ہو، حضرت عمر کا کسی مکان کو محبس قرار دینا انکی ایجاد نہیں سمجھی جا سکتی۔

سزائے جلاوطنی

ایسے ہی نہ جلاوطنی کی سزا حضرت عمر کی ایجاد ہے، آنحضرت نے خود حضرت مروان کو جلاوطنی کی سزا دی تہی جو ایک مشہور اور معرکہ آرا واقعہ ہے۔ قبائل یہود کو ہی آنحضرت نے جلاوطن کیا تہا جسکا

Marfat.com

ذکر تاریخ اسلام مین تفصیلاً موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ قاعدہ جلا وطنی کا عہد پیغمبری مین ہی جاری ہو چکا تھا پس حضرت عمر کی ایجاد کا یہہ قاعدہ بھی نہین سمجھا جا سکتا۔

بیت المال یا خزانہ

بیت المال یا خزانہ کے متعلق مصنف کا متناقض بیان

بیت المال یا خزانہ کے صیغہ کا وجود مین آنا ذی علم مصنف حضرت عمر کی ذات سے منسوب کرتے ہین، مگر خود ہی یہہ بھی قبول کرتے ہین کہ "حضرت ابوبکر نے ایک مکان بیت المال کے لیے خاص کر دیا تھا، لیکن جو کچھہ آتا تھا اسیوقت تقسیم کر دیا جاتا تھا، خزانہ مین کچھہ داخل ہونے کی نوبت نہین پہونچی تھی، وفات کے وقت بیت المال مین صرف ایک درم نکلا" اس حالت مین اس صیغہ کا حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آنا صحیح قبول نہین کیا جا سکتا البتہ یہہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر نے بیت المال مین، مال جمع کرنا قائم کیا جیسا کہ ذی علم مصنف خود ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر نے، بحرین کی جب پانچ لاکھہ کی رقم آئی، تو مجلس شوریٰ کا اجلاس کیا حضرت علی نے رائے دی کہ جو رقم آئے وہ سال کی سال تقسیم کر دی جائے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جائے حضرت عثمان نے اس کے خلاف رائے دی، ولید بن ہشام[۱] نے کہا کہ مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر کا جدا جدا محکمہ قائم ہے حضرت عمر نے اسی رائے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی"

خزانہ کی بنیا ڈالنا خلاف طریقہ پیغمبری تھا

حضرت عمر کی یہہ بنیا ڈالنا خلاف طریقہ پیغمبری کے تھی چنانچہ مصنف نے اول خود یہہ قبول کیا ہے کہ "حضرت عمر کے زمانہ مین سب سے اخیر جو رقم وصول ہوئی وہ بحرین

سلہ مغیرہ - ولید - خالد - ہشام - ولید پسر مہتمم دفتر اور حضرت عمر ولید حضرت عمر کے حقیقی ماموں اور خالد چچیرے ماموں تھے - پہلا حصہ الفاروق صفحہ ۲۷ -

کا خراج تہا جس کی تعداد آٹہہ لاکہہ درہم تہے لیکن آنحضرت نے کل یہہ رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی تہی اور یہی اصول ذی علم مصنف نے عہد حضرت ابوبکر مین قبول کیا ہے۔

جمہوریت و مساوات کی روح اور خلاف طریقۂ پیغمبری خزانہ کی بنیاد پڑنے سے نقصانات

ذی علم مصنف جو اہبات پر بہت زور دیتے ہین کہ حضرت عمر تمام ملک مین مساوات اور جمہوریت کی روح پہونکنا چاہتے تہے۔ خراج ملک کا جمع کرنا اور مسلمانون پر تقسیم نہ کرنا مساوات اور جمہوریت کی روح کو سلب کرنا ہے۔ جمہوریت کی شان اور مساوات قوم ہین اوسی وقت قبول کیا جا سکتی ہے کہ جب قومی سلطنت مین ملک کا خراج قوم کو تقسیم کر دیا جائے اور خزانہ مین کچہہ جمع نہ رکہا جائے۔ خراج ملک کا قوم پر تقسیم نہ کیا جانا اور بادشاہ اور خلیفۂ وقت کا اوس کو جمع کرکے اپنے قبضہ مین رکہنا خاص شان شخصی سلطنت کی ہے، چنانچہ حضرت عمر نے ملک شام سے اس طریقہ کو، کہ جہان شخصی حکومت تہی، اور اوسی عہد کے دستور کو، کہ خراج ملک کا خزانہ مین جمع ہوکر بادشاہ کے قبضہ مین رہے، خلاف طریقۂ پیغمبر پسند کیا، اور اسی عمل نے خراج ملک کا مالک و مختار بادشاہ اور خلیفۂ وقت کو قرار دیا اور اسی عمل کی بدولت حضرت عمر چہیاسی ہزار درہم بیت المال کے قرضہ کے بارگران کو اوٹہاکر دنیا سے گئے، اور اسی عمل سے حضرت عثمان کے عہد مین، وہ خراج جو حقیقت مین کل مسلمانون کا حق تہا، خاص خلیفۂ وقت اور اون کے عزیزون قریبون کے صرف مین آنا شروع ہوا جس کے باعث بلوہ ہوکر حضرت عثمان کی پیاری جان گئی، اور اوسی شان و نمود خلافت و سلطنت کی طمع سے، ہر مسلمان کو جسے ذرا بہی وقار، اور دولت و مال سے امتیاز ہو، تو مسلۂ خلافت

اور ملک کا پیدا ہو گیا جس نے باہم مسلمانوں میں خونریزیاں کرا کر، قومی سلطنت مسلمانوں کی بنیاد کو تباہ و برباد کر دیا۔

تقسیم خراج سے پیغمبر کی شان جمہوریت اور سلطنت کے لئے شریعت میں سلطان عادل کی ضرورت

جو طریقہ کہ پیغمبر نے سلطنت کا قرار دیا تہا اوس میں شان جمہوریت کی ہی ایک حیثیت سے موجود تہی کہ ہر مسلمان خراج میں حصہ کا مستحق تہا اور وہ حصہ اوس کا فوراً ہر دوسرے تقسیم ہو جاتا تہا اور ہر مسلمان کا گہر اپنے حصۂ خراج کے لئے اوس کا بیت المال یا خزانہ تہا ایک زمانہ میں جمہوریت کی شان ایران میں اس درجہ پر تہی کہ بادشاہ اور تمام ارکان دولت اور اہل حرفہ اور رعایا ایک مقام پر جمع ہو کر کہانا کہاتے تہے اور وہ کہانا ایک قسم کا ایک جگہہ پکایا جاتا تہا۔ پیغمبر نے بجائے اوس شان جمہوریت کے یہ طریقہ اختیار فرمایا تہا کہ ہر شخص کو خراج فوراً تقسیم کر دیا جائے اور ہر شخص اپنے مرضی کے موافق اپنے اہتمام سے اوس کو اپنی ضروریات میں صرف کرے، یا اوس سے اپنے سرمایہ کو ترقی دے۔ شریعت میں سلطان عادل ہونے کی جو ضرورت بیان کی گئی ہے وہ سلطان اوس شان سلطنت جمہوریت کے خلاف، جس طریقہ سے کہ پیغمبر نے قائم کیا تہا نہ رائے دے سکتا تہا نہ عمل کر سکتا تہا۔

تعمیر عمارات خزانہ فاروقی خزانہ کی مستحکم عمارت میں نقب اور آئندہ حفاظت کی تدبیر

ذی علم مصنف حضرت عمر کی شان "نمودار عمارات خزانہ کی تعمیر" سے دکہاتے ہیں "اور جب نقب کے ذریعہ سے چوری ہوئی" تو اس تدبیر حفاظت سے اطمینان دلاتے ہیں کہ "مسجد کی عمارت بیت المال سے ملا دی جائے مسجد نمازیوں کی وجہ ہمیشہ آباد

رہے گی اور لوگون کا ہر وقت مجمع رہیگا"

انحضرت کے مقررہ طریقہ مین چوری کا ڈر نہ تہا۔

لیکن اگر وہ طریقہ صرف مال کا اختیار کیا جاتا جو انحضرت نے قرار دیا تہا تو تعمیر شاندار عمارتون بیت المال (خزانون) مین جو کچہہ صرف ہوا وہ نہوتا اور نہ چورون کو اوس مال پر تصرف کا موقع ملتا جو دراصل قوم کا مال تہا۔

فاروقی مستحکم عمارتون سے قوم کو ہر طرح نقصان ہی پہونچا۔

اول وہ مال جسمین قوم حق رکھتی تہی، شاندار و نمودار عمارتون کی تعمیر مین بے محل صرف ہوا، اور جو کچہہ کہ بعد اس صرف بے محل کے، اون مکانات مین جمع رکہا گیا، وہ چوری ہو گیا۔ تو غور کرنا چاہیے کہ مسلمانون کا مال بے محل صرف ہونے اور اوس کے ضائع ہونے سے جو قوم کو مضرت پہونچی تو یہ کس طریقہ عمل کا ہے۔

حضرت عمر سے دفع دخل الزام کی حقیقت خود مصنف کی زبان سے

انہین اعتراضات کے پیدا ہونے کے خیال سے ایک ورکس کے باب پنجم ذی علم مصنف نے یون دفع دخل کیا ہے کہ "یہہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ وہ عمارتین بڑی شان و شوکت کی ہوتی تہین۔ بیت المال پر حاکم وقت کو آزادانہ اختیارات حاصل نہ تہے" "تمام قوم کا سرمایہ بیت المال سمجہا جاتا تہا" [۵۱] لیکن ذی علم مصنف باب بیت المال مین خود قبول کر چکے ہین کہ "حضرت عمر نے بیت المال کی عمارتین مستحکم اور شاندار بنوائین اور اعلے حکام کو بیت المال کے متعلق ہر قسم کے اختیارات حاصل تہے" [۵۲] اوس کی نسبت دفع دخل کی کوشش رائگان ہے۔ نقب سے حفاظت کے لئے جو حضرت عمر نے یہہ تدبیر اختیار فرمائی تہی کہ "بیت المال مسجد سے ملا دیا جائے تاکہ نمازیون کے مسجد مین جمع ہونے کی وجہ سے بذریعہ نقب

---

۵۱ صفحہ ۸۱ و ۸۲ ۵۲ صفحہ ۷۵ و ۷۶۔

Marfat.com

سرقہ ہوسکے"، یہہ ایک تدبیر عجیب ہے جب اس طرف خیال کیا جائے مسجد مین زیادہ سے زیادہ مجمع پانچ وقت ہو سکتا تہا، اور بعد نماز عشا کے، نماز صبح تک مسجد مجمع سے خالی رہتی تہی، ہان شاید حضرت عمرؓ یا ان کے عہد کے نمازی مسجد مین رات دن برابر مجمع رکھتے ہون گے۔

صیغۂ فوج

بعہد فاروقی فوجی تنخواہ کے انتظام مین عجم کے طریقہ انتظام کی تقلید

فوج کے طریقۂ انتظام مین ذی علم مصنف سلاطین سابق، روم کبیر کا یہہ طریقہ بیان کرتے ہین کہ "ملک مین جو لوگ نام و نمود کے ہوتے تہے اور سپہگری اور سپہ سالاری کے جوہر رکھتے تہے ان کو بڑی بڑی جاگیرین دیجاتی تہین اور عہد لیا جاتا تہا کہ جنگی مہمات کے وقت فوج لیکر حاضر ہون گے اور وہ لوگ بہی اپنے نیچے اس قسم کے جاگیردار اور علاقہ دار رکہتے تہے۔ فرانس مین فتح کی لوٹ مین جو ملتا تہا وہی تقسیم کردیا جاتا تہا[1] جب کچہہ ترقی ہوگئی تو وہی روم کا طریقہ جاری رہا۔ حضرت ابوبکر کے عہد مین غنیمت سے جسقدر بچا وہ سب لوگون پر برابر تقسیم کردیا گیا اور حضرت عمرؓ کی اوائل خلافت مین بہی یہی حال رہا، اور واضح رہے کہ یہہ طریقہ عہد پیغمبر مین جاری ہوا تہا) حضرت عمرؓ نے سلاطین عجم کے طریقہ کے بموجب فوج کی اسم نویسی اور ترتیب دفتر کی مخرمہ بن نوفل، جبیر بن مطعم، عقیل بن ابیطالب سے کرائی جو عرب کے مورد فن علم الانساب مین تمام عرب مین ممتاز تہے اونہون نے تمام انصار و قریش، کا ایک دفتر تیار کیا جسمین سب سے پہلے بنو ہاشم پہر حضرت ابوبکر کا خاندان پہر حضرت عمرؓ کا قبیلہ تہا۔"

فوجی دفتر کی ترتیب اسم نویسی مین فاروقی ترمیم۔

ذی علم مصنف یہہ ظاہر کرتے ہین

[1] الفاروق صفحہ ۷، الفرق صفحہ ۶۶

Marfat.com

گو یہہ ترتیب اون لوگون نے خلافت اور حکومت کے لحاظ سے دی تہی اگر وہ قایم رہتی تو خلافت خودغرضی کا آلہ بنجاتی۔ حضرت عمر نے یون ترتیب دلوائی کہ آن حضرت کی قرابت دارون سے شروع ہو اور درجہ بدرجہ جو لوگ جسقدر آنحضرت سے دور ہوتے گئے ہین اوسی ترتیب سے اون کے نام آخر مین ہون۔" اس موقع پر ذی علم مصنف یہہ بہی یاد دلاتے ہین کہ خلفائے اربعہ مین سے حضرت عمر کا نسب سب سے آخر مین آنحضرت سے ملتا ہے۔ اس ہدایت کے موافق رجسٹر تیار ہوا اور تنخواہین مقرر ہوئین۔"

اصول ترتیب فاروقی سے اصل امر سلطنت سے متعلق استدلال

حضرت عمر نے جو ترتیب آن حضرت کے قرابت دارون سے شروع کرائی اور سالانہ تنخواہین مقرر کین، اگرچہ اس ترتیب سے جو عرب کے نسابون نے دی تہی علم تھے اور بنوہاشم کی افضلیت مین کچہہ فرق لازم نہین آتا ہے۔ لیکن غور کرنا چاہیے کہ اس مین آنحضرت اور اون کے قرابت دارون کی تخصیص کی کیا وجہہ تہی؟ اگر یہی وجہہ تہی تو اس کا لحاظ اصل امر سلطنت مین کیون نہین کیا گیا کہ جو حضرت سے قریب تر ہو وہی مستحق سلطنت کا ہو۔؟

تعجب ہے کہ اصل امر سلطنت کے لئے جس سے خراج حاصل ہوتا ہے، اس امر پر لحاظ نہ کیا جاوے اور جب خراج سلطنت سے تنخواہ مقرر کرنے کا وقت آوے تو آنحضرت کے قرابت دارون کی افضلیت کا لحاظ ہو۔

روزینے اور تنخواہین مقرر ہونے سے خلافت خودغرضی کا آلہ نہین بن سکتی بلکہ بادشاہت کو اوس کے اصلی خاندان سے نکال لینا تو خودغرضی ہی خلافت خودغرضی کا آلہ بن چکی

پہلی ترتیب رجسٹر مین جو بنوہاشم کو اول اور پہر حضرت ابو بکر کا خاندان، پہر حضرت عمر کا قبیلہ رکہا گیا تہا جس کو ذی علم مصنف کہتے ہین کہ "اونہی ترتیب

مین خلافت خودغرضی کا آلہ بنجاتی، سخت تعجب کے قابل بات ہے بنو ہاشم مین قدیم سے، اور خاص اوس شاخ مین جسمین آنحضرت تھے، امارت قوم قریش یا کی چلی آتی تھی، جس کی توسیع اور ترقی دوسرے طور سے آنحضرت نے کی۔ تو کیا آنحضرت کے وقت مین یہہ سمجھا گیا کہ خلافت خودغرضی کا آلہ بن گئی؟

اگر اوسی خاندان مین خلافت رہتی، اور اوسی خاندان کا بادشاہ انتظام کرتا رہتا جبکہ وہ سلطان عادل ہوتا تو آیا خلافت خودغرضی کا آلہ سمجھی جا سکتی تھی؟ اگر واجبی اور صحیح طور حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کے ہاتھ مین وہی بادشاہت آتی تو روزینہ یا تنخواہ سالانہ مقرر ہونے سے کیا خودغرضی کا آلہ بنتا نہین سمجھا جا سکتا تھا؟ لیکن اصل بادشاہت کو کسی خاندان سے نکالنا خودغرضی سمجھی جا سکتی ہے۔

روزینون اور سالانہ تنخواہون کے تقرر کا طریقہ سلطنت کے لیئے مضر تھا۔

ذی علم مصنف نے اس نکتہ چینی کی کہ "حضرت عمر نے تمام عرب کی جو تنخواہیں مقرر کین، ان کو فوجی صیغہ سے چندان تعلق نہین تھا بلکہ رفاہ عام کی غرض سے تھا" رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر بالاخر یہہ قبول کیا ہے کہ "اس مین شک نہین کہ اول اول فوج کے رجسٹر مین اور بہی بہت سی قسم کے لوگ شامل تھے"۔ جس سے یہہ امر تسلیم ہوتا ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جس کو چاہا روزینہ، اور تنخواہ سالانہ عطا کیا اور فی نفسہ فوجی نظام سے حضرت عمر نے، خلاف طریقہ عہد رسول، اور عہد حضرت ابوبکرؓ اور اوائل عہد اپنے کے جو طریقہ روزینہ اور تنخواہ سالانہ کا، خاص خاص لوگون، اور قبیلہ کے مقرر کیا، وہ مسلمانون کی قومی سلطنت کے لئے مضر تھا۔

خلاف اصول بانی اسلام، روزینون اور تنخواہون کی تقرری سے کیا ضرر ہوا

خاص خاص لوگون اور خاص خاص قبائل کے روزینے اور سالانہ تنخواہ

مقرر ہونے سے قومی سلطنت کے اصول مین خلل واقع ہوا۔ جن لوگون کے
روزینے اور رسالانے مقرر ہوئے تہے اوہنین لوگون کے ذمے جنگی خدمت کی ذمہ
داری قرار پاگئی، اور جن لوگون کے روزینے اور رسالانے مقرر ہنوے، اوہون
نے سمجھ لیا کہ ادائے خدمت فوجی (جنگ وجدل) سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے۔ اگر
وہی طریقہ جاری رہتا جو عہد رسول مین قائم ہوا تہا اور عہد ابوبکر اور اوائل عہد فاروقی
مین جاری رہا کہ خراج ملک کا کل قوم کو تقسیم کیا جاے (مذہب اسلام کے قائم ہونے
سے مسلمانون کی ایک قوم قرار پاگئی تہی) تو کل قوم مین جوش، قومی سلطنت کے لیے
برقرار رہتا اور وہی جوش قومی سلطنت کو قائم رکھتا اور وسعت دیتا۔

فاروقی اصول سلطنت کا لازمی نتیجہ۔

عہد پیغمبر، اور عہد حضرت ابوبکر، اور اوائل عہد حضرت عمر مین تجربہ اس کا ہوچکا تہا کہ اوسی
طریقہ قومی سلطنت کے جوش سے برابر فتوحات اوس کو حاصل ہوتے گئے لیکن
جب حضرت عمر نے ادائے فوجی خدمت کے لیے خاص خاص لوگون اور قبائل
کی سالانہ تنخواہین اور روزینے مقرر کئے، جس سے خاص شخصی حکومت، خلاف
اوس شان جمہوریت کے جو مذہب اسلام مین قرار دی گئی تہی، پیدا ہوگئی۔ اور
اوس کا نتیجہ ظاہر ہوگیا کہ بعد اجرا اس طریقہ کے، پہر کچھہ فتحمندی حاصل نہین ہوئی
اور آخر کار جب بنیاد شخصی حکومت کی جس کا ابتدائی پتہر حضرت عمر نے رکہا تہا
مستحکم ہوگئی تو عہد آخر خلیفہ بنی عباس مین ترکون نے اوس بنیادی پتہر کو
اوکہاڑ کر پہینکدیا۔

فاروق اعظم کی منقبت

جب انتظامات فوجی، ایرانی طرز
سلطنت کے اتباع سے، جو یقینی شخصی حکومت کی شان رکہتی تہی، اور جس مین
بقول ذی علم مصنف کے جمہوری سلطنت کا سرے سے کبھی مذاق ہی پیدا نہین

Marfat.com

ہوا تھا، اٹھ گئے تو عرب کے تمدن مین اوس کا قائم کرنا، اور اوس کی شاخون
کو مرتب اور باقاعدہ کرنا، درحقیقت تقلید ایرانی طرز سلطنت کی تھی اوس
کی نسبت ذی علم مصنف کا یہہ فرمانا کہ "یہہ اوسی شخص کا کام تھا جو فاروق اعظم
کا لقب رکھتا ہو" ایسے فاروق اعظم کی، جو پیغمبر کی طرف سے نہین بلکہ اہل کتاب
کی طرف سے فاروق اور بعد اوس کے سلطانون کی طرف سے فاروق اعظم کا
لقب رکھتا ہو، شان کا گھٹانا ہے"

فوجی چھاؤنیان مدعیان ریاست کے دبانے کے لئے قائم ہوئی تہین

"عراق" کی حالت، ذی علم مصنف بیان کرتے ہین کہ "ملک کے
بڑے بڑے رئیس جو مرزبان کہلاتے تھے اپنے اقتدار ریاست کے لئے لڑتے
رہتے تھے اور دب کر مطیع بھی ہو جاتے تھے، ان ممالک مین ہر جگہہ فوجی سلسلہ
کا قائم رکھنا ضرور تھا کہ مدعیان ریاست بغاوت کا خواب نہ دیکھنے پائین" ہم
بھی ذی علم مصنف کی اس رائے سے متفق ہین کہ درحقیقت حضرت عمر نے اس
اصول سلطنت داری سے کہ "مدعیان ریاست کو جہان تک ہوسکے ضعیف
کیا جائے تاکہ وہ اپنے مخالف بادشاہ کے خواب استراحت مین مخل نہو سکین"
خوب کام لیا-!!

مسلمانون کے ہاتھ سے حکومت نکل جانے کے وجوہ مصنف کی رائے مین-

حضرت عمر نے جو نظام فوجی قائم کیا تھا اوس کی نسبت ذی علم مصنف
یہہ رائے رکھتے ہین کہ "جسقدر اس
نظام مین کمی ہوتی گئی عرب کے طاقت مین بھی ضعف آ گیا- سب سے پہلے
امیر معاویہ نے اس مین تبدیلی کی، یعنی شیرخوار بچون کی تنخواہ بند کردی،
عبدالملک بن مروان نے اور بھی اوس کو گھٹایا، اور معتصم باللہ نے سرے

نسے فوجی دفتر مین سے عرب کے نام نکال دئے۔ اور اوسی دن درحقیقت حکومت بہی مسلمانون کے ہاتہ سے نکل گئی"

ان وجوہ سے عرب کی سلطنت مین ضعف آنا نہین سمجہا جا سکتا۔

افسوس ہے کہ ہم اوس رائے سے اتفاق نہین کر سکتے۔ جب اہل فوج کے لئے روزینون اور سالانہ تنخواہون کا دستور مقرر ہو گیا تو پہر بادشاہ کو اختیار تہا کہ وہ بلحاظ مصلحت وقت کے ایسے طریقے کو مسدود کر دے کہ جس کی رو سے روزینے، اور سالانہ تنخواہین ایسے لوگون کو دیجاتی ہون کہ جو فوجی خدمت بجا نہ لا سکتے ہون۔ اسیر معاویہ نے شیر خوار بچون کی تنخواہ بند کر دی، تو کیا برا کیا، یا عبدالملک نے اوس کو اور بہی گہٹایا، یا معتصم باللہ نے فوجی دفتر مین سے عرب کے نام نکال دئے، تو اوس سے عرب کی طاقت مین ضعف نہین سمجہا جا سکتا۔

طاقت اسلامی محض عرب پر محدود نہ تہی۔

جو طاقت کہ قائم ہوئی تہی وہ محض سلطنت عرب پر محدود نہین تہی بلکہ شام و مصر و ایران تک قومی سلطنت مسلمانون کی قائم ہو گئی تہی۔ اس لئے فوجی دفتر سے عرب کے نام نکال دینے پر یہہ لازم نہین آ سکتا کہ قومی سلطنت مسلمانون کو ضعف آ گیا۔ ہان اگر فوجی دفتر سے مسلمانون کے نام، گو وہ کسی ملک کے باشندے ہوتے، نکال ڈالے جاتے، تب البتہ یہہ کہا جا سکتا تہا کہ قومی سلطنت مسلمانون کو ضعف آ گیا۔

قوت اسلامی کو، دیگر فتوحات غیر ممالک عرب سے، وسعت ہو گئی تہی، اور ان ممالک کو عموماً ... ہو گئے

جب ملک عرب سے قومی سلطنت مسلمانون کو شام، مصر، اور ایران مع فوجی سپاہیون تک کی شامل ہو کر وسعت اور ترقی ہوئی تو کوئی جاہ

نہین تہا کہ غیر عرب مسلمانون کے نام ہی فوجی دفتر مین داخل نہ کیئے جاوین چنانچہ
خود حضرت عمر نے جیسا کہ ذی علم مصنف لکہتے ہین کہ فوجی دفتر کو یہان تک وسعت دی
کہ اہل عجم ہی اوس مین داخل کیے گئے، اور یزدگرد نے دیلم کی قوم سے ایک سخت
دستہ تیار کیا اور وہ اسلام کے حلقہ مین آگیا، سعد وقاص گورنر کوفہ نے اون کو فوج
مین داخل کر لیا اور کوفہ مین آباد کر کے اون کی تنخواہین مقرر کر دین، اور یزدگرد
کی فوج ہراول کا سردار ایک بڑا نامی افسر جو سیاہ کے لقب سے پکارا جاتا
تہا، اور جس کے ساتہ بڑے بڑے نامی پہلوان تہے، جب اوس نے ابوموسی
اشعری، سے چند شرائط کے ساتہ امن کی درخواست کی، تو حضرت عمر نے
اون شرائط کو منظور کر لیا، اور وہ سب کے سب بصرہ مین آباد کیے گئے
اور فوجی دفتر مین نام لکہا جا کر اون کی تنخواہین مقرر ہو گئین۔ اور باذان
نوشیروان کیطرف سے یمن کا گورنر تہا اوس کی رکاب مین جو ایرانی فوج
تہی اوس مین سے اکثر مسلمان ہو گئے تہے اون کا نام ہی فوجی دفتر مین
لکہا گیا ؎

ذی علم مصنف تعجب سے یہہ ہی ظاہر کرتے ہین کہ سندہ کے جاٹ
جن کو اہل عرب زط [سلہ] کہتے تہے یزدگرد کے لشکر مین شامل تہے جب وہ اسلام

سلہ ذی علم مصنف نے جو لکہا ہے، سیرۃ النعمان مین امام ابوحنیفہ کو فارسی النسل قرار دیا ہے قزلباش
نے جو اسپر ریویو کیا ہے اوس مین اونکو ہندی نژاد بتایا ہے اس تحقیق پر کہ امام صاحب کے دادا کا نام زوطی ہے اگرچہ اس
ریویو مین لفظ "زوطی" کو معرب "جوتی" ظاہر کیا گیا ہے لیکن ذی علم مصنف نے اس تصنیف مین جو یہ بیان کیا ہے
کہ "سندہ کے جاٹ کو اہل عرب "زط" کہتے تہے" جب یہہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے دادا ہندی النسل سندی
قوم جاٹ تہے اور ملک پنجاب مین لفظ "جاٹ" اب تک "جٹ" بولا جاتا ہے جسکا معرب صاف "زط" ہو سکتا ہے اور سیرۃ النعمان مین
ایک روایت مین قبول کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے دادا ارض کابل کے تہے گو ما سوا کر ملک کابل ماورا مین [illegible] صاحب قاموس نے بہی لفظ "زط" کو ہندوستان
کی قوم جاٹ بتایا ہے۔

Marfat.com

کے حلقہ بگوش ہوئے فوج مین بھرتی ہو کر بصرہ میں آباد کئے گئے "۔ ذی علم مصنف یہہ بہی قبول کرتے ہین کہ یونانی، اور رومی بہادر بہی فوج مین شامل تہے اور فتح مصر مین ان مین سے پانسو آدمی شریک جنگ تہے، اور فتح مصر مین جب عمرو بن العاص نے فسطاط، آباد کیا تو یہہ جداگانہ محلہ مین آباد کئے گئے ۔ فتح مصر مین، ایک ہزار یہودی بہی اسلامی فوج مین شریک تہے "

بالآخر ذی علم مصنف یہہ ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر نے صیغۂ جنگ کو وسعت دی تہی اوس کے لئے کسی قوم اور ملک کی تخصیص نہ تہی یہان تک کہ مذہب وملت کی بہی کچہہ قید نہ تہی، والنیٹر فوج مین ز ہزاروں مجوسی، شریک تہے جنکو مسلمانون کے برابر مشاہرے ملتے تہے "

سلطنت اسلامی مین ضعف کے آنے اور اوس کے ہاتہہ سے نکل جانے کے اصلی وجوہ

ان مختصر واقعات ذی علم مصنف سے ظاہر ہے کہ سوائے عربون کے دوسری قومون اور ملک کے غیر مسلمان لوگون کی بہی بہرتی فوج مین ہوگئی تہی اور اون کی تنخواہین مقرر ہوگئی تہین اوس وقت مین کہ جب دار الخلافت کا مقام تبدیل نہین کیا گیا تہا، اور معتصم باللہ کے وقت سے پہلے، بمظر وسعت قومی سلطنت مسلمانون کے، دار الخلافۃ لغداد قرار پاچکا تہا۔ ایسی حالت مین ایک ضروری اور لازمی امر تہا کہ سوائے عرب کے دوسری قوم اور ملک کے لوگ جو دار الخلافۃ کے قریب تہے فوج مین بہرتی کئے جاتے، لیکن اس کا نتیجہ ــــــ "مسلمانون کے ہاتہہ سے حکومت کے نکل جانے کا"، باعث نہین ہو سکتا۔ مسلمانون کے ہاتہہ سے حکومت کے نکل جانے یا اون مین سے اولو العزمی کے کافور ہو جانے، کا باعث ہوا، روزمینون، اور سالانہ وظیفون کا، مقرر ہونا، اور ان روزمینون اور وظا

Marfat.com

کا فکر معیشت سے، سب کو مطمئن اور بے فکر کر دینا، اور اِس اطمنان و بیفکری معیشت سے، سستی، آرام طلبی، اور عیش و نشاط کا، قدیم عربون کے خمیر مین گہل مل جانا، اور محض جدید فوج پر بہروسہ کر لینا۔

اگر طریقہ عہد پیغمبری کے بموجب قومی سلطنت مسلمانون کا خراج ہر مسلمان کو تقسیم کر دیا جاتا تو ہر مسلمان کے دل مین تحفظ، اور وسعت سلطنت کا جوش ہر دم تازہ رہتا، اور کل قوم مسلمانون کی، بالاتفاق اپنی زندگی کا مدار قیام اور ترقی سلطنت کو سمجھکر، اوس کے قیام اور ترقی سے غافل نرہتی۔

اودہر روزینے اور تنخواہ سالانہ کے نتایج نے عرب کی طاقت کو بالکل سوراخ کر دیا، اودہر خلافت کی نزاع، اور باہم عربون کے جنگ و جدل و خونریزی، اور نااتفاقی نے سرنگ لگا کر بنیاد سلطنت کو اوڑا دیا۔

عرب اپنی تلوار کے سوا اور کسی کی ممنون نہین

ذی علم مصنف یہہ رائے بہی ظاہر کرتے ہین که صیغہ جنگ کی یہہ وسعت جسمین تمام قومون کو داخل کر لیا گیا تہا صرف اسلام کی ایک فیاضی تہی ورنہ فتوحات ملکی کے لیئے عرب کو اپنی تلوار کے سوا اور کسی کا ممنون ہونا نہین پڑا۔ اِس رائے کے ظاہر کرنے مین بہی ذی علم مصنف کو بڑا دہوکا ہوا ہے۔ فتوحات ملکی ایک علیحدہ چیز ہے، اور فتوحات کو قائم رکہنا دوسری چیز ہے۔ گو عرب کو اپنی تلوار کے سوا اور کسی کا کبہی ممنون ہونا نہ پڑا ہو۔ لیکن فتوحات ملکی کا قائم اور برقرار رکہنا مجبور کرتا ہے کہ اوسی ملک کے لوگ جبکہ وہ مطیع سلطنت ہو جائین، فوج مین بہرتی کیئے جائین، اور اوس وقت اون کو ہم قومون، یا غیر مذہب سے لڑانا اِسقدر مشکل نہین تہا جسقدر کہ مسلمانون کا، جو ایک مذہب اختیار کر کے ایک قوم ہو گئی تہی، زمانہ نے باہم لڑانا آسان کر دیا تہا۔

Marfat.com

طریقہ تقسیم تنخواہ مین عریفون کا تقرر فاروقی ایجاد نہین ہے

تنخواہ کی تقسیم کا جو یہہ طریقہ تہا کہ ہر قبیلے کے ساتہہ ایک عریف یعنی مقدم، یا رئیس ہوتا تہا اوس کا تقرر بہی فاروقی ایجادات سے ایسا نہین کہ جس کے وجود کا نشان ایرانی فوجی نظام مین نہو، وہان سرداران فوج کی معرفت تنخواہ تقسیم ہوتی تہی اور وہ اپنے اپنے ماتحتون کو پہچانتے تہے۔ جب تنخواہون کی تقسیم مین، بعہد حضرت عمر بے اعتدالی ہوئی تو ضرورت زمانہ نے عریفون کا تقرر خود بخود سکہا دیا عریفون کا تقرر کوئی ایسا امر نہین تہا کہ جو ایجادین شامل ہو کر حضرت عمر کی اولیات مین شمار کیا جائے۔

بہ سلسلہ قواعد رخصت فوج کو چست وچالاک ومستعد رہنے کے لیے فاروقی تدابیر۔

آرام طلبی، کاہلی، عیش پرستی، سے بچنے کے لیے اگر ایسی بندشین کی تہین کہ اہل فوج، رکاب کے سہارے سے سوار ہون، نرم لباس نہ پہنین، دہوپ کہانا نہ چہوڑین، حمامون مین نہ نہائین، تو اوس سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہین ہو سکتا تہا جبکہ دیگر سامان عیش وآسایش کے مہیا کر دیے گئے تہے کہ جن کے سبب سے آرام طلبی، کاہلی، اور عیش پرستی، خون کی طرح جسم مین جاری ہو جائے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ۔ بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

فوج مین خزانچی محاسب مترجم وغیرہ کی ایجاد۔

فوج کے متعلق ذی علم مصنف شبلی اس کے کہ "فوج کے ساتہہ افسر خزانہ، محاسب، قاضی، مترجم، طبیب، جراح ہوتے تہے" حضرت عمر کی ایجادین ظاہر کر کے بیان کرتے ہین کہ "عرب مین کبہی وجود نہ تہا" لیکن تمدن عرب مین اس قسم کے امور داخل تہے اور پاس پروس کی

۵۱ مردود مصنف اوسی کتاب کنز العمال کی روایت ماخذ اس تحقیق کا ہے۔ مولف عفا عنہ

Marfat.com

سلطنون مین ایسے امور فوجی انتظام مین موجود تہے، اگر حضرت عمر نے فوج مین ایسے امور کا انتظام کیا تو درحقیقت اون کی ایجادات مین شامل نہین ہوسکتا۔

جاسوسی اور خبر رسانی سے صداقت مسئلہ راز داری تقیہ۔

جاسوسی اور خبر رسانی کے انتظام مین ذی علم مصنف ظاہر کرتے ہین کہ "شام و عراق مین کثرت سے عرب آباد تہے اور اون مین سے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا تہا، اون سے کوئی واقعہ چہپ نہین سکتا تہا اون کو اجازت تہی کہ اپنا اسلام لوگون پر ظاہر نہ کرین، یہہ لوگ ظاہر قطع وضع سے پارسی، یا عیسائی معلوم ہوتے تھے اونہین جاسوسون کی بدولت بڑے بڑے کام نکلے" حضرت عمر کی اجازت سے جاسوس اپنا اسلام لوگون پر جو ظاہر نہین کرتے تہے تو اس سے وجود اسلام سے مسئلہ تقیہ (راز داری) کا جس کی قرآن تعلیم کرتا ہے ثابت ہوتا ہے جس کو ایک فرقہ مسلمانون کا جو متبع حضرت عمر کا ہے افسوس ہے کہ مذموم قرار دیتا ہے۔

ادائے خدمت کے صلہ مین ملکیت خلافت سے کسی کو معاوضہ دینے کے متعلق خلیفہ کا افتیارات

اسی سلسلہٴ جاسوسی مین (بحوالہ فتوح البلدان صفحہ ۱۸۵) ذی علم مصنف یہی تحقیق دکہاتے ہین کہ "فلسطین کے اضلاع مین یہودیون کا ایک فرقہ جو سامرہ کہلاتا تہا، جاسوسی اور خبر رسانی کے کام کے لئے مقرر کیا گیا اور اس کے صلہ مین اون کی مقبوضہ زمینین اون کی انعام مین دیدی گئین۔ اسی طرح جراجمہ کی قوم اس خدمت پر مامور ہوئی اون کو بہی خراج معاف کر دیا گیا"۔

یہہ موقع یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جو زمینین ملک خلافت تہین، یا جنکا تعلق بیت المال سے تہا، وہ غیر مسلمان کو، ادائے خدمت خلافت کے صلہ مین دیدی گئین،

یا اون کا خراج معاف کر دیا گیا، اور ایسا اختیار خلیفہ بادشاہ وقت کو حاصل ہوتا تہا یا نہی اختیار اوس وقت قابل غور ہوگا جب "فدک" کی بحث زیر نگاہ ہوگی۔ آیا پیغمبر نے جب اپنی دختر کو فدک دیدیا تہا تو وہ اختیار پیغمبر، جو خلیفۃ الارض و بادشاہ عادل تہے، کہان تک برقرار رکہا گیا۔؟

صیغہ تعلیم

دین و دنیا مذہب اسلام مین جدا جدا نہین ہین، اور اون کی جدا کرنے کے وجوہ ہی نقصانات

تعلیم جو حضرت عمر کے عہد مین ہوئی، ذی علم مصنف اوس سے "صیغہ تعلیم مذہبی" کو جدا قرار دیتے ہین

مذہب اسلام مین بعد حضرت عمر جو تعلیم کا نقص قرار پایا، وہ یہی ہے کہ تعلیم دینی و دنیاوی جدا جدا گئی۔

مذہب اسلام مین تعلیم دینی و دنیاوی جدا جدا چیزین نہین ہین۔ اصلاح روحانی اور جسمانی ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہین۔ لیکن خلیفہ وقت اور بادشاہ زمانہ اجب اعلم کل امور مذہبی کا نہ ہوگا، تو وہ مجبور ہوگا کہ تعلیم دینی اور دنیاوی مین اپنی کم علمی کی وجہہ سے تفرقہ کرے، اور جن امور کو کہ وہ امور دین کے متعلق سمجہے، اور جس کسی امر کا علم اوس کو نہو، اون کا طے کرنا اون کے قبضہ مین رکہیگا جن کو وہ اپنے نزدیک عالم سمجہتا ہو اور ایسے ہی جن امور کو کہ وہ متعلق دنیا کے سمجہیگا، اون مین مبادرت خودرائی کی کرے گا اور جس امر مین کہ اوس کو بہروسہ اپنی رائے پر ہوگا اوس مین بہی وہ مجبوری سے دوسرون کی رائے لیگا۔

ایسی خرابی مذہب اسلام مین کہ دین اور دنیا جدا جدا نظر آنے لگین، اس سبب سے واقع ہوئی کہ بعد پیغمبر، اعلم الناس، خلیفہ قبول اور منتخب

نہین کیا گیا، اور نہ یہہ مانا گیا کہ خلیفہ اور بادشاہ زمانہ، اعلم ہو، کہ جو بے خطا عمل کر
اور اسی وجہہ سے تفرقہ درمیان امت رسول کے پیدا ہو کر، نوبت ملکی خانہ جنگی،
اور کشت و خون کی پہونچی کہ جس سے آخرکار مذہب اسلام سست و کمزور ہو گیا۔

عہد فاروقی مین بکثرت اسلام کے پہیلنے کی حقیقت۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کے عہد مین، "کثرت سے اسلام کا پہیلنا"
بیان کرتے ہین۔ یہہ سچ ہے کہ بعد وفات پیغمبر، عہد حضرت عمر مین فتوحات
زیادہ ہوئے، اور ممالک مفتوحہ اون مسلمانون کے قبضہ مین، اون کے حوصلہ
سے زیادہ آئے۔ بے شک حضرت عمر کے زمانہ مین اشاعت اوسی اسلام
کی ہوئی جس کو حضرت عمر نے اسلام سمجہا تہا۔ الناس علے دین ملوکہم، کا مقولہ
نہایت ٹہیک ہے۔ بادشاہ وقت کے مذہب کی اشاعت زمانہ خود بخود کرتا ہے
دیکہو ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ کی جب سے حکومت قائم
ہوئی ہے، بغیر کسی جبر و اکراہ کے، اور بلا مداخلت گورنمنٹ کے، عیسائی
مذہب کسقدر پہیلا ہے،،
لاکہون ہندوستانی باشندون نے مذہب عیسائی قبول کر لیا ہے، اور گاؤن
کے گاؤن عیسائیون سے آباد ہو گئے ہین۔ لیکن مذہب اسلام مین، اصل
توحید، کا مسئلہ ایسا صاف و عمدہ تہا کہ عیسائی مسئلہ الوہیت نے، سوائے
اون شاذ و نادر مسلمانون کے، کہ جن کے لئے دوسری وجہہ تہی، ہم کہہ سکتے ہین
کہ سچائی کی حیثیت سے بالکل مسلمانون پر اثر نہین ڈالا۔

سچا مذہب اسلام کس نے پہیلایا؟ اور اوس کی سچائی کی بین دلیلین۔

ایسی سچائی مذہب اسلام
کی کچہہ ابہی موقع پر ظاہر نہین ہوئی
ہے بلکہ ائمہ اہلبیت ابنائے رسول اللہ

کی تعلیم وتلقین سے کہ جن کے ہاتھ مین خلافت اور بادشاہت تک نہین رہی، سچائی کے ساتھ مذہب اسلام، کہ جو دین کو دنیا کو شامل ہو، نہایت کثرت سے شائع و رائج ہوا۔ اس سچی اور حقیقی اشاعت مذہب اسلام کے مقابلہ اور موازنہ سے، اوس اسلام کی اشاعت مین، جو خلافت کے سبب سے ہوئی، بہت کمی پائی جائے گی، کہ جسے درحقیقت معجزہ کہنا چاہیے کہ وہ اسلام بغیر لگاؤ خلافت کے، محض ائمہ اہلبیت کی تعلیم وتلقین سے شائع ہوا، باوصف اسکے، کہ عہد حضرت ابوبکر سے لیکر اخیر عہد خلفاء عباسیہ تک، ائمہ اہلبیت ابناء رسول اللہ پر، کون سی دشواری اور مصیبت ایسی تھی جو اون پر گذر نہ گئی ہو، مگر سچا مذہب اسلام اپنی جگہہ سے ٹل نہ سکا، یہان تک کہ فاتح قوم نے مفتوح قوم کا، جبکہ ترکون کے قوی ہاتھون سے بغداد کی سلطنت تباہ ہوئی، وہی مذہب اسلام قبول کیا جو سچا تھا اور جس کی تعلیم وتلقین ائمہ اہلبیت نے کی تھی۔

اشاعت اسلام مین کسی فخر کا کوئی حصہ حضرت عمر کو نہین مل سکتا

اگر خوش اعتقاد قومون کے دل مین، خودبخود یہہ خیال پیدا ہوتا تھا، کہ دین اس گروہ کے ساتھ تائید آسمانی شامل ہے، جس کو اشاعت اسلام کے باب مین بعد حضرت عمر، ذی علم مصنف ظاہر کرتے ہین تو یہہ ایک ایسا اصول تھا، جو خود عہد آنحضرت مین استحکام کے ساتھ قائم ہوچکا تھا۔ اور ایسے وصف اور خوبی کا استحقاق، خواہ وہ سچائی مذہب اسلام سے متعلق ہو، یا کسی کی ذات سے، تو وہ وصف وخوبی، پاک مذہب اسلام اور ذات مقدس نبوی تک محدود ہوسکتی ہے نہ کسی اور کی۔ اور نہ عرب کے اون قبائل کے، اسلام قبول کرلینے سے جو عراق وشام مین آباد تھے اور عیسائی ہوگئے تھے جنکی نسبت

ذی علم مصنف خود قبول کرتے ہین کہ ''خطرہ''! اون کا میلان ایک نبی عربی کی طرف ہوسکتا تہا'' اور جب کو ذی علم مصنف ایک دوسرا سبب اسلام کے حلقہ مین آجانے کا بیان کرتے ہین۔ حضرت عمر کو اشاعت اسلام مین کوئی حصہ مل سکتا ہے۔

حضرت عمر کے جامع قرآن ہونے کی حقیقت۔

ذی علم مصنف قرآن مجید کا جمع کرنا، ترتیب دینا، صحیح نسخہ لکھوا کر محفوظ رکھنا، تمام ممالک مین اوس کی تعلیم کا رواج دینا، حضرت عمر کے اہتمام و توجہ پر منحصر رکہتے ہین حالانکہ حضرت عثمان کی نسبت جو قرآن مجید کا جمع کرنا، ترتیب دینا، صحیح نسخہ لکھوا کر محفوظ رکہنا، ممالک مین اوس کا رواج دینا، یہان تک کہ جن جن کے پاس متفرق نسخے تہے، اون سے بہ جبر لیکر آگ سے جلوا دینا، تاریخ اسلام دکہا رہی ہے جسکی وجہہ سے جامع قرآن حضرت عثمان کا لقب قرار پاگیا ہے، اور اون کا جمع کیا ہوا قرآن ''مصحف عثمانی'' کہلاتا ہے۔ ذی علم مصنف حضرت عمر کی نامرداری کے جوش مین، اسقدر آئے ہین کہ جو ایک وصف حضرت عثمان کی لئے سمجھا جاتا تہا اون کی خاطر سے اوس وصف کو بھی حضرت عمر سے اونہون نے منسوب کردیا۔

حضرت علی پہلے جامع قرآن ہین جنکا قرآن مرتبہ نہین لیا گیا۔

اس موقع پر ذی علم مصنف کو اوس واقعہ تاریخی کے ظاہر کرنے سے گریز مناسب نہین تہا کہ بعد دفن پیغمبر سب سے پہلا کام جو علیہ تفضلے نے شروع کیا تہا، وہ قرآن کا جمع کرنا اور ترتیب دینا تہا، اور اس کام کو اسقدر مقدم سمجہا تہا کہ جب تک اوس کو جمع اور مرتب نکرلین بلا اشد ضرورت گہر سے باہر قدم نہ رکہین جسکی نسبت خود فرماتے ہین کہ ''مین نے عہد کرلیا ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کرلون اپنے دوش پر ردا نہ ڈالون''[۵۱] چنانچہ جب وہ قرآن کو جمع

[۵۱] اتقان و صواعق محرقہ و تاریخ الخلفاء وغیرہ۔

اور مرتب کر چکے، تو اونہون نے عہد خلافت اول مین پیش کیا، مگر وہ اونہین بزرگوارون کی رائے سے، کہ جنکی رائے سے خلافت غیر خاندان رسالت مین قرار پائی تہی، اور جن کے ہاتہہ مین درحقیقت اوس خلافت کی باگ تہی، نہ لیا گیا، اور جس کی نسبت علامہ ابن سیرین، ساجید عالم اہل سنت افسوس سے کہتا ہے کہ "اگر وہ قرآن ملتا یا لیا جاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا"[1]

علیمرتضے کا مرتبہ قرآن کیون نہین لیا گیا، اور اوس مین کیا تہا جو اوس کے ذکر سے الفاروق مین چشم پوشی کی گئی۔

ذی علم مصنف کو اس موقع پر ظاہر کرنا لازم تہا کہ وہ قرآن کیون نہ لیا گیا؟ اور کیون نہ شائع کیا گیا؟ اور اوس کے شائع ہونے سے کیا مضرت اسلام اور امت رسول کو پہونچتی تہی؟ اور اوس کے نہ لینے سے کیا نفع مذہب اسلام اور امت رسول کو پہونچا؟۔

حقیقت مین جو قرآن علیمرتضے نے جمع کیا تہا، وہ بترتیب نزول مع شان نزول، اور کل تفسیر پیغمبری کے تہا، اور اوس سے ایک صحیح تاریخ مذہب اسلام، اور اون واقعات کی جو عہد پیغمبر صلعم مین پیش آئے تہے تاریخانہ طور پر مفصل واضح ہوتی تہی۔ جس سے عادت، اور خصلت صحابہ کی بہی کہل جاتی اور اوس سے یہہ بہی ظاہر ہوجاتا کہ بعد پیغمبر انتظام خلافت اور سلطنت کس کے ہاتہہ مین رہنا چاہیے، جس سے بنیاد اوس خلافت کی، جو بعد رسول، خلاف مرضی خدا و رسول قرار دیگئی تہی اکہڑتی تہی۔ اسی لحاظ سے ذی علم مصنف نے اس واقعہ جمعیت قرآن اور اوس پر اپنی کسی قسم کی رائے ظاہر کرنے سے چشم پوشی کی ہے۔

علیمرتضے کے مرتبہ قرآن مین کیا ہوتا؟

اوس قرآن سے راہ اختلاف

---

[1] صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ ابن ابی داؤد۔

Marfat.com

اور نا اتفاقی کی مسدود ہوتی تہی کہ جو اُمت رسول مین پیدا ہوئی، اور ہر شخص کو یہہ اختیار نہ ہوتا کہ آیات قرآنی کے جسم کو، اپنی مرضی کے موافق معنی کا لباس پہنائے

تعجب کی بات

یہہ امر خالی افسوس ناک تعجب سے ہی نہین ہے کہ علیم تقضے کا ترتیب و جمع کیا ہوا قرآن تو چہوا نہ جائے لیکن اور جب کسی کے پاس قرآن کا جو حصہ ہو، وہ لیکر حضرت عمر کے پاس آئے اور جو کوئی آیت پیش کرے اوس کی قبولیت صحت پر اوس سے دو شخصون کی شہادت اور لیجائے اور ایسی تلاش و تحقیق کی تکلیف گوارا کرکے اس نوعیت سے قرآن جمع کیا جائے۔!!!

جمع بین الصلواتین کی ناجوازی مین فاروقی گشتی سرکلر

فقہ کے بیان مین جہان اوس کے رواج کا ذکر ہے ذی علم مصنف یہہ ہی کہتے ہین کہ "دو نمازون کے جمع کرنے کی سنبت تمام ممالک مفتوحہ مین تحریری اطلاع بہیجی کہ نا جائز ہے"

یہہ حکم ناجوازی خود کہہ رہا ہے کہ دونون کا زمانہ قریب ہے عہد رسول سے، عہد حضرت عمر تک، حکم جمع بین الصلواتین پر عمل، امت رسول مین موجود تہا، کہ جس کی ناجوازی کا فرمان گشتی جاری کیا گیا۔ نشان اس امر کا کہ آنحضرت صلعم بلا عذر سفر اور مطر، ہر حالت مین جمیع بین الصلواتین فرماتے تھے،

اور یہہ عمل جمع بین الصلواتین کا بلا عذر سفر اور مطر، عہد رسول اللہ سے جاری تہا ان دو احادیث مین موجود ہے کہ جو ترمذی مین عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہوئی ہین، ایسی حالت مین حضرت عمر نے جو ایک ایسے امر کو جو عہد رسول اللہ سے جاری تہا، جس پر خود رسول عمل کرتے تہے، ناجائز قرار دیا، ضرور قابل غور کے ہے کہ حضرت عمر کی ایسی مداخلت امر شریعت مین کہان تک روا ہو سکتی ہے؟ ۔ اگر حضرت عمر کی عادت تہی کہ مسئلہ شرعی کو جو عہد پیغمبر سے جاری تہا پسند نہین کرتے تھے،

Marfat.com

اوس کے رواج کی مخالفت فرماتے تھے، چنانچہ مسئلہ متعہ کے متعلق جو باہم یحییٰ بن اکثم اور شیخ بصرہ کے مکالمہ ہوا ہے اوس کو مین حضرت عمر کی عادت کے متعلق نظیرًا پیش کرتا ہون جس سے یہہ امر ظاہر ہوگا کہ اس مکالمہ مین اجتہاد حضرت عمر کا تحریم متعہ کے متعلق ہنین مانا گیا۔

یحییٰ بن اکثم: آپ نے جواز متعہ مین کس کی اقتدا کی؟

شیخ بصرہ: عمر خطاب کی۔

یحییٰ: کیونکر! وہ تو اس مسئلہ مین نہایت شدید تھے؟

شیخ: بے شک یہہ خبر صحیح ہے کہ عمر ممبر پر گئے اور کہا کہ خدا اور رسول نے تمہارے لئے دو متعہ حلال کئے تھے اور مین تمہارے لئے حرام کرتا ہون اب جو کوئی متعہ کرے گا سخت سزا پاوے گا۔ پس مین اون کی شہادت کو (حلت متعہ مین) قبول کرتا ہون اور اون کی تحریم کو قبول ہنین کرتا[1] اور جیسے کہ شیخ بصرہ حضرت عمر کی شہادت جواز متعہ عہد پیغمبری سے اقتدا جواز متعہ کی کرتے تھے ایسے ہی ہندوستان مین اہل سنت کا وہ فرقہ جس نے کہ تقلید غیر معصوم کی زنجیرین توڑنا شروع کردی ہین اور جو اپنے آپ کو اہل حدیث موسوم کرتا ہے، حضرت عمر کے اجتہاد تحریم متعہ کو قبول نہ کرکے جواز متعہ کے عمل کا فتوے دیتا ہے۔

نماز پنجگانہ کے اوقات کے متعلق حکم قرآنی

جو امر کہ عہد رسول مین جاری ہوا ہے یقین کرلینا چاہئے کہ اوس کی اصل

---

[1] اصل عبارت یہہ ہے "قال یحییٰ بن اکثم لشیخ البصرہ بمن اقتدیت فی جواز المتعۃ؟ قال بعمر بن خطاب۔ قال کیف و عمر کان اشد الناس فیہا؟ قال لان خبر صحیح انہ صعد الی ممبر فقال ان اللہ و رسولہ قد احلا لکما متعتین، و انی محرمہما علیکم، و اعاقب علیہما، فقبلنا شہادتہ و لم نقبل تحریمہ" محاضرات راغب اصفہانی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵

Marfat.com

قرآن مجید مین موجود ہے، اوقات نماز فریضہ حسب آیت مین بیان ہوئے ہین وہ یہہ ہین
؎ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا
اس آیت سے ظاہر ہے کہ اوقات نماز کے لئے شب و روز مین یون بیان
کیا گیا ہے کہ دلوک الشمس، یعنی زوال آفتاب سے، غسق اللیل، یعنی تاریکی شب تک،
(جسکی تفسیر نصف شب کی گئی ہے) اور فجر۔ تو زوال آفتاب سے نصف شب
تک، ظہر و عصر و مغرب و عشا، چار نمازون کا وقت ہوگا اور یہہ چارون نمازین
جو شب و روز مین ہین ان شب و روز کے اوقات کے دو حصے ہین، ایک حصہ
روز کا، اور ایک حصہ شب کا، اس لئے حصہ روز مین یعنی آفتاب کے ڈھلنے
سے غروب آفتاب تک، دو نمازون ظہر اور عصر کا وقت ہوگا۔ اور غروب آفتاب
سے حصہ رات کا شروع ہوتا ہے۔ اس لئے حصہ شب مین دو نمازون مغرب
اور عشا، کا وقت ہوگا۔ اور وقت فجر، نماز کے لئے مخصوص قرار دیا گیا ہے۔
پس نماز کے اوقات صرف تین قرار پاتے ہین ایک دوپہر ڈھلنے سے آفتاب
کے چھپنے تک، دوسرا غروب آفتاب سے نصف شب تک تیسرا وقت
فجر، اور نماز پنجگانہ قرار پائی ہے۔ ایسی حالت مین منجملہ چار نمازون کے
(علاوہ نماز فجر کے) جو آیہ کی رو سے قرار پائی ہین ایک وقت مین دو دو نمازون
کا ادا ہونا پایا ہے یعنی زوال آفتاب سے غروب تک دو نمازون کا، اور غروب
سے رات کے ڈھلنے یعنی نصف شب تک دو نمازون کا، اور خاص وقت فجر کو
ایک نماز کا ـــــ تاکہ پانچ نمازین تین وقت مین ادا ہو جائین۔ ظہر و عصر و
مغرب اور عشا کی نمازون کے لئے چونکہ وقت وسیع ہے اس لئے ہر مسلمان
کو یہہ اختیار ہوگا کہ ان نمازون مین چاہے فصل کرے چاہے نہ کرے۔

فاروقی سرکلر خلاف نص قرآن تہا

اگر حضرت عمر یہہ حکم جاری کرتے

کہ ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ ظہر و عصر و مغرب عشا کو چاہے جمع کرکے پڑہے چاہے جدا جدا، تو اون کا حکم خلاف نص قرانی کے ہوتا لیکن جب اونہون نے جمع بین الصلوٰتین کو ناجائز قرار دیا تو یہہ حکم اون کا صریح خلاف نص قرآنی، اور عمل رسول کے ہے۔

جماعت تراویح ایجاد فاروقی ہے

نماز تراویح جماعت کے ساتہہ مسجد نبوی مین قائم کرنیکو اور تمام اضلاع مین افسرون کو اوس کے مطابق عمل کی ہدایت کی۔ ذی علم مصنف ایجاد حضرت عمر ظاہر کرتے ہین۔ افسوس ہے کہ اونہون نے اس کی نسبت اپنی کچہہ رائے نہین لکہی کہ نماز تراویح جو نوافل ہین جماعت کے ساتہہ ادا کرنیکو قائم کرنا، ایجاد شریعت مین ہے یا نہین؟ جسکی نسبت خود تحریر ذی علم مصنف سے ظاہر ہے کہ ایسی ایجاد خود حضرت عمر نے اپنے عہد مین کی اور جس سے یہہ امر پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی اس ایجاد سے پہلے، شریعت مین ایسا دستور نہین تہا۔

بدعت حسنہ

خود ذی علم مصنف کے ہان دیگر علمار اعلام نے اس ایجاد کو بدعت کہا ہے۔ لیکن حضرت عمر کی خاطر سے بدعت کی دو قسمین حسنہ اور سیئہ قرار دیکر اس ایجاد حضرت عمر کو قسم بدعت حسنہ مین شمار کیا ہے۔ تاہم صحیح اوسی روایت کرا ملاہے کہ جو ام المومنین عائشہ سے منقول ہے اور وہ مخالف ایجاد حضرت عمر کے ہے[1]۔

عورتون کا حمام مین برہنہ نہانا

مسلمان عورتین حمامون مین جاکر عیسائی عورتون کے سامنے بے پردہ نہاتی تہین، اوس کو اس بنا پر کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلعم باللیل فی رمضان، وباب کیف صلواۃ اللیل وکیف کان النبی صلعم یصلی باللیل۔
ورسالہ المفاتیح لاقفال التراویح للشیخ احمد حسین خان بہادر برایونی،،

مسلمان عورت کو کسی غیر مذہب والی عورت کے سامنے بے پردہ ہونا جائز نہین، اگر حضرت عمرؓ نے روا نہ رکھا تو حضرت عمرؓ نے اصل حکم قرانی مین کمی کی نہ بموجب آیۂ ''وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن''[1] کے، مسلمان عورت کو مسلمان عورت کے سامنے ہی عریان ہونا چاہیے اور اپنی آنکھہ بند کرنا چاہیے۔ اور صرف عیسائی عورتون کے قید لگانے سے دوسرے مذہب والون کے دلون مین ناگواری پیدا کرتا ہے جس کا مسلمانون کے اخلاق پر خراب اثر پڑتا ہے۔

صحابہ کا اتفاق نماز جنازہ پر چار تکبیرون کا نہ تہا

جنازہ کی تکبیرون، کل صحابہ کا چار تکبیر پر اتفاق نہین ہوا، اہل بیت پیغمبر کا عمل پانچ تکبیرون پر رہا ہے۔ لیکن، اگر حضرت عمرؓ نے چار تکبیرین نماز جنازہ پر قرار دین، تو سوائے اس کے کہ کمی ثواب پر کفایت کی اور کچھ نہین ہے۔ ہم اس بحث کے متعلق اوس موقع پر کہ جہان ذی علم مصنف نے بسلسلۂ ذاتی حالات اور اخلاق و عادات حضرت عمرؓ کے ایک سے زیادہ مرتبہ بحث کی ہے ہم کسیقدر تفصیل سے لکہین گے۔

مسجد نبوی کی وسعت

مسجد نبوی کی وسعت اور رونق کے بیان مین ذی علم ظاہر کرتے ہین کہ ''ازواج مطہرات کے مکانات چہوڑ کر باقی جسقدر عمارتین تہین ڈہا کر مسجد کو وسعت دی گئی۔'' جس سے ظاہر ہے کہ خانۂ جناب سیدہ ہی ڈہا کر مسجد مین شامل کر دیا گیا لیکن اس گہر کا شامل مسجد ہونا نہایت موزون ہوا اس لئے کہ وہ گہر داخل مسجد تہا کہ اوس کا دروازہ مسجد مین کہلا ہوا تہا اور اوس مین رہنے والون کو مسجد مین مثل پیغمبر حالت جنب مین داخل ہونے کی اجازت تہی

[1] ترجمہ۔ اور کہو زنان مومنہ کو، بند کرین اپنی آنکہون کو، اور چہپائین اپنی شرمگاہون کو۔

Marfat.com

اگرچہ اوس کا ڈہانا مسجد کے ڈہانے کی برابر ہو۔

مکان سیدہ پر بمقابلہ مکانات ازواج پیغمبر خلیفہ وقت کو حق تصرف ہتا۔

اس عمل حضرت عمر سے یہ امر بہی ظاہر ہوتا ہے کہ مکان جناب فاطمہ و حسنین صلوات اللہ وسلامہ علیہم تعلق خلافت کے ہتا، اور اسپر خلیفہ تصرف کر سکتا ہتا، لیکن مکانات ازواج پیغمبر متعلق خلافت کے نہیں تہے اور اسپر خلیفہ کو حق تصرف کا نہیں پہونچتا تہا بہر حال مکان سیدہ و حسنین اسی قابل تہا کہ اوس کی نمود اور نشان باقی نہ رہے اور مثل حجرہ واحد کے مسجد ہو جاوے۔

متفرق انتظامات

دفاتر اور اون کے کاغذات کی ترتیب، اور سن ہجری کے مقرر ہونے میں فاروقی حصہ

متفرق انتظامات کے ذکر میں ترتیب کرنا مختلف قسم کے رجسٹروں، دفتر خراج، بیت المال کے کاغذات کا حساب، مصارف جنگ کے کاغذات، مردم شماری کے کاغذات، حساب کے لکہنے کا طریقہ، سکہ کا جاری کرنا، اور سنہ ہجری کے تقرر کا، جو ذی علم مصنف نے بیان کیا ہے۔ اِن سب امور پر اقتضائے زمانہ نے مجبور کیا تہا اور اوس کی بنیاد آس پروس کی سلطنتوں میں موجود تہی جو فتح ہو چکی تہیں اور حضرت عمر نے اپنے ماموں ولید بن ہشام کی رائے سے بہی کہ جو اوہوں نے شاہان شام کے ہاں کا طریقہ جدا جدا دفتروں اور جدا جدا محکموں کا اپنے بہانجے حضرت عمر کو تعلیم کیا تہا یہہ امور قرار دئے تہے لیکن سنہ کے مقرر کرنے میں جو یہہ مشکل پیش آئی تہی کہ سنہ کس واقعہ سے مذہب اسلام میں قرار دیا جائے اوس کو علیم تضیٰ نے حل کیا، جیسا کہ خود ذی علم مصنف نے قبول کیا ہے اور اسی قسم کے کٹہن اور مشکل

واقعات تاریخی کے حل کر دینے نے علم تفضیے کو زمانہ سے حلال مشکلات اور مشکلکشا کہلوایا ہے۔

ذمی رعایا کے حقوق

ذمیون کے حقوق کا تحفظ۔ ذمیون کے حقوق، بیت المقدس کا معاہدہ، بندوبست مالگذاری مین ذمیون کا خیال، ذمیون سے ملکی معاملات مین مشورہ مذہبی امور مین ذمیونکی آزادی، مسلمانون اور ذمیونکی ہمسری، ذمیون کی عزت کا خیال، سازش اور بغاوت کی حالت مین ذمیون کے ساتھہ سلوک، کے بیانات سے ذی علم مصنف جو محامد حضرت عمرؓ کے پیدا کرتے ہین اون مین یہہ امر قابل غور کے ہے کہ ان امور کے متعلق شریعت مین پیغمبر نے کچھہ قرار دیا تہا کہ نہین؟ اگر قرار دیا تہا (اور ظاہر ہے کہ ضرور قرار دیا تہا کیونکہ تکمیل دین کی حیات انحضرت صلعم مین ہو چکی تہی) تو کسی امر کو جو حضرت عمر عمل مین لائے، اوس سے وہ مرتبہ وصف خاص کا حاصل نہین ہو سکتا جو ایک موجد یا مجتہد کو ہوتا ہے، اون کی نسبت یہہ امر دیکھنے کے قابل ہے کہ اونہون نے وہ امور موافق ہدایت اور عمل پیغمبر کے کئے یا نہین؟ اگر اونہون نے موافق ہدایت اور عمل کے کیا تو اونہون نے بلا شبہہ اس امر مین اپنے آپ کو مخالفت شریعت سے بچا لیا، ورنہ مخالفت شریعت کے عامل ہوئے۔

حضرت عمرؓ کے مخالف اعتراضات مصنف کی زبانی۔ ذی علم مصنف نے، جو اعتراضات مخالف حضرت عمر پیدا ہو سکتے ہین اور بیان ہوئے ہین، اون کو اسطرح بیان کیا ہے کہ ”حضرت عمر نے ذمیون کے حق مین یہہ حکم دیا کہ وضع اور لباس وغیرہ مین کسی طرح مسلمانون کا تشبہ نہ کرنے پائین کمر مین زنار باندہین، لمبی ٹوپیان پہنین، گھوڑون پر کاٹہی کسین، نئی عبادت گاہین نہ بنائین، شراب اور سور نہ بیچین، ناقوس نہ بجائین، صلیب نہ نکالین، بنو تغلب

Marfat.com

کو یہہ بہی حکم تہا کہ اپنی اولاد کو اصطباغ نہ دینے پائین، ان سب باتون پر یہہ مستلزم کہ حضرت عمر نے عرب کی وسیع آبادی مین ایک یہودی یا عیسائی کو نہ رہنے دیا اور بڑے بڑے قدیم خاندان جو سیکڑون برس سے آباد تہے جلا وطن کر دیے“

دفع اعتراضات کی حقیقت ذمیون کو خاص لباس پہننے کی تاکید۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کو ان اعتراضات سے بچانے کی، خلاف جمہور، بہت کوشش کی ہے اور خود اون سابقین پر الزام لگانے کا قصد کیا ہے جنہون نے حضرت عمر پر زبان اعتراض کہولی ہے جیسا کہ ذی علم مصنف ظاہر کرتے ہین کہ وہ حضرت عمر نے ذمیون کو جس لباس کی پابندی کی تاکید کی تہی وہ اون کا قدیم لباس تہا“ مگر یہہ بہی قبول کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کی غیر قومون کی، اور غیر قومون کو مسلمانون کی مشابہت سے روکتے تہے اور اس سے فقط قومی خصوصیتون کا قائم رکہنا مقصود تہا“ لیکن اس عمل حضرت عمر سے یہہ امر قرار پاگیا کہ لباس ایک مذہبی معاملہ ہے نہ ملکی معاملہ، حالانکہ لباس ملکی معاملہ ہے نہ مذہبی معاملہ“۔ آنحضرت صلعم کا وہی لباس تہا جو کفار اور مشرکین مکہ کا تہا۔ اور یہہ اسی سبب سے تہا کہ پیغمبر اسلام اور کفار مشرکین عرب ایک ہی ملک کے رہنے والے تہے۔ حضرت عمر نے مسلمانون اور دوسرے ملک کی قومون ذمیون کے لباس اور وضع مین جو فرق رکہا حقیقت مین وہ فرق خصوصیت قومی کسی نہ کسی کے لیے مانع تمدن اور ترقی کی تہی، اور بنظر ضرورت زمانہ کے جو لباس کہ مفید ملک کسی زمانہ مین سمجہا جاوے اوس فائدہ کو ضرر پہنچانے والی تہی ذی علم مصنف یہہ خود قبول کرتے ہین کہ وہ ذمیون کو نئی عبادت گاہین بنانے، شراب بیچنے، صلیب نکالنے، ناقوس بجانے، اصطباغ دینے سے، روکنا بے شبہہ مذہبی دست اندازی ہے“

عیسائیون کو صلیب لگانے کی مجمع اسلام مین ممانعت فاروقی

اگرچہ صلیب کی نسبت یہہ قید تہی کہ مسلمانون کی مجلس مین نہ لگائین مگر اس قید سے حالت زمانہ مخل عام وخاص اجازت کی ہوئی۔ اوس زمانہ مین بسبب کثرت مسلمانون کے کوئی مجلس اور کوئی مجمع اون سے خالی نہین ہوسکتا تہا، اور وہ قید بیکار تہی، اور عام ممانعت صلیب لگانے کو تائید ہوجاتی تہی۔ اگر عام اجازت صلیب لگانے کی بلا قید قائم رہتی تو ہر مجلس اور ہر مجمع مین تمیز عیسائیون کی باقی رہتی۔ اور حضرت عمر کی رائے کے موافق اگر درحقیقت اون کی ایسی رائے تہی، تو درمیان عیسائیون اور مسلمانون کے مشابہت ہونے پاتی۔

ناقوس بجانے کی قید خاص

ناقوس بجانے کی نسبت اگرچہ قید یہی تہی کہ "ذمی رات دن مین جس وقت چاہین ناقوس بجائین بجز نماز کے اوقات کے" اوس سے بہی مفید نتیجہ ذمیون کے لیے پیدا نہین ہوسکتا۔ وہ قید خاص، عام اجازت کو درحقیقت مانع تہی۔ ناقوس بجانے کا معمول وہی صبح و شام کا ہے جو ذمیون کے ہان وقت عبادت تہا، اور وہی مسلمانون مین وقت نماز ہے۔ خلاف وقت عبادت کے ذمیون کے ہان ناقوس بجانا ایسا ہی تہا جیسا مسلمانون کے ہان خلاف وقت نماز کے اذان کہنا۔ ایسی حالت مین وہ قید ناقوس بجانے کی بوقت ضرورت کے مانع ضرور ہوئی، البتہ اوس قید سے ممانعت اوس وقت بہی نہین جا سکتی تہی کہ اوس قید کے ہونے کی حالت مین ایک ہی اوقات عبادت مین ایک طرف ناقوس کا شور ایک طرف اذان کا غلغلہ ہوتا۔

ذمیون کو مسلمانون کی چراگاہ مین سور بجانے کی ممانعت۔

ذی علم مصنف ذمیون کے سور نہ بیچنے کے معاہدہ کے۔ الفاظ کا یہہ ترجمہ

Marfat.com

کرتے ہین کہ ”وہ ذمی سور کو مسلمانون کے احاطہ مین نہ لیجائین“ حالانکہ ترجمہ اوس
فقرہ کا یہہ ہے ”اور نہ لیجاسَن (ذمی) خنزیر کو اپنے رہنے کی جگہہ سے مسلمانون کی
مرغزار کی طرف،، لیکن جب بوجہہ کثرت مسلمانون کے چراگاہین مسلمانون کی
مقید ہوگئی تہین تو ذمیون کے سورون کے لئے جنگل میسر نہین آسکتا تہا
نتیجہ اس کا سورون کی پرورش کی روک ہوا جو کہ ذمیون کے تجارت کی انسداد
کا باعث ہوئی۔

عیسائیون کی اولاد کو ممانعت اصطباغ

عیسائیون کی اولاد کو اصطباغ کی ممانعت
جن کے باپ مسلمان ہوگئے، عام تہی لیکن ذی
علم مصنف یہہ قید پیدا کرتے ہین کہ ”اگر کسی عیسائی خاندان مین سے کوئی شخص
مسلمان ہوجائے اور نابالغ اولاد چہوڑکر مرے اوس صورت خاص کے لئے یہہ
قرار دیا تہا کہ خاندان والے اوس کو اصطباغ نہ دین“ اگر حکم ممانعت اصطباغ
کا ایسی صورت خاص کے لئے تہا تو بہی یہہ امر قابل غور کے ہے کہ ولایت نابالغ
اوسی خاندان مشترکہ مین اجس کسی کو پہونچتی ہو؟ اوس کے ولی کو ایسا حق
تہا یا نہین،؟ یا خلیفہ وقت اوس نابالغ کی ولایت کا حق ازروے شریعت
محمدی کے رکہتا تہا۔؟ اور پہر اوس مسئلہ شریعت پر بحث کی جاتی کہ کہان تک
وہ مسئلہ صحیح وواجبی ہے۔ اوس وقت حضرت عمر کی نسبت صرف یہہ بات
ظاہر ہوجاتی کہ اون کا حکم ممانعت اصطباغ، مطابق شریعت کے تہا یا نہین؟
اور اون کے لئے آیا کچہہ فضل پیدا ہوتا ہے یا کیا۔؟ اور داغ اون کے دامن
سے چہوٹتا ہے یا نہین؟!!!

فاروقی احکام مین قید وخصوصیت لگانا لازمی نتیجہ فاروقی مذہبی تعصب کے ہے

جب ایسے احکام کو، قید اور خصوصیت
کے ساتہہ، جیسا کہ ذی علم مصنف نے ظاہر کیا

دیکھا جائے، اور نتیجہ اوس قید وخصوصیت کا، ممانعت نکلے، تو ہر کوئی شخص
اوس کو تعصب مذہبی سے تعبیر کر سکتا ہے اور پچھلے مورخون نے ان احکام
کی قیدون اور خصوصیتون سے وہی نتیجہ نکالا ہی کہ جس سے اجازت رُک جاتی ہی۔

دور قدیم کے مورخین اور اہل فقہائے مذہب پر مصنف کے اعتراضات۔

ذی علم مصنف کو جو کچھ شکایت تہی وہ دور متاخر کے مورخون کی تہی کہ، جنہون نے بقول مصنف قدما کی خصوصیات
کہو دی نہین[1]۔ لیکن اس واقعہ مین چونکہ دونون دور کے مورخ حضرت عمر کے
مذہبی تعصب کی بالاتفاق شہادت دیتے رہے ہین جو ذی علم مصنف کی منشار
کے خلاف ہے اس لئے یہان ذی علم مصنف نے قدما پر بہی وہی اعتراض جڑ
دیا جو دور آخر کے مورخین پر جڑا تہا اور اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ فقہا پر بہی جہالت
کا الزام لگاتے ہین جنہون نے اونہین روایات کی بنا پر،

جنہین دونون کے مورخ متفق ہین۔

جو زبان عرب کی کتب مین سرتا پا بہری تہین فقہ کے مسائل تفریع کئے۔

عیسائیون اور یہودیون کی جلاوطنی۔

عیسائیون اور یہودیون کے جلاوطن کرنے کا معاملہ، ذی علم مصنف
یون ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر کے زمانہ مین ان کی شرارتین زیادہ ظاہر
ہوئین، اوہنون نے چپکے چپکے جنگی تیاریان شروع کین، پولیٹکل ضرورتون
کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے" لیکن جب بعد فتح کے، مفتوح لوگون کی حفاظت
کا ذمہ کر لیا گیا، اور جزیہ اون پر مقرر ہو گیا، اور اون سے معاہدہ اون کی
سکونت کے لئے کر لیا گیا، تو کوئی وجہ کہ قوم کے جلاوطن کرنے کے لئے نہین ہو سکتی

[1] حصہ اول الفاروق

جو کوئی جس قسم کا جرم کرتا اوس کو سزا دیجا سکتی تہی، زیادہ سے زیادہ یہہ کہ اون کے سرغناؤن کو جلاوطن کر دیا جاتا نہ کہ کل قوم کو۔

جزیہ کے مسئلہ کی صفائی

جزیہ کے لئے بالتخصیص آیت قرآ[نی] مین موجود ہے، صرف موضوع اور مقصد شروع اسلام مین ظاہر نہین کردیا گیا تہا، بلکہ اوس کا عمل ہی پیغمبر خدا کے عہد مین قائم ہو گیا تہا حضرت عمر کے عہد مین ہم نہین جانتے کہ یہہ مسئلہ زیادہ کیا صاف ہوا؟ اگر اونہون نے نوشیروان کی طرح جزیہ کی مختلف شرحین قائم کین تو یہہ امر قابل غور ہوگا کہ بانی اسلام کے طریقہ سے کچہہ تجاوز کیا یا نہین؟

غلامی کا رواج کم کرنا

غلامی کی بحث مین حضرت عمر کے وصالف۔ رواج کم کر دیا مگر معدوم نہین کر سکے اور نکرنا چاہتے تو کر ہی نہین سکتے تھے۔

غلامی کا رواج کم کرنے کا افتخار حضرت عمر کے لئے ذی علم مصنف یون بیان کرتے ہین کہ "حضرت عمر نے اگرچہ غلامی کو معدوم نہین کیا اور اگر شاید کرنا بہی چاہتے تو کر نہین سکتے تھے، مگر اونہون نے مختلف طریقون سے اس کے رواج کو کم کر دیا، اور جسقدر قائم رکہا اس خوبی سے رکہا کہ غلامی، غلامی نہین بلکہ برابری اور ہمسری رہ گئی[۱]" ذی علم مصنف یہہ بہی قبول کرتے ہین کہ "وہ غیر قومون کی بہ نسبت وہ کوئی قاعدہ عام نہین قائم کر سکے"

فوج والون کی دفع حجت کی لئے قرآنی استدلال نہ تہا۔

جب کوئی ملک فتح ہوتا تہا تو اہل فوج ہمیشہ اصرار کرتے تھے کہ ملک کے ساتہہ تمام رعایا اون کی غلامی مین دیدی جائے۔ قرآن سے غلامی کے لئے کوئی استدلال موجود نہ تہا اس لئے تمام اہل فوج کے خلاف نہین کر سکتے تہے،

اسیران جنگ صرف غلام بنائے جاتے تھے

صرف وہ لوگ غلام بنائے گئے جو مصر کی جنگ مین شریک تھے اور شام مین ایک جگہ اسیران جنگ غلام بنائے گئے،

فارس وغیرہ کے معاہدے

اور فارس وغیرہ کے معاہدی مین لکھدیا کہ وہ لوگ گرفتار ہوکر قیدی غلام نہ بنائے جائین گے،

منع بیع امہات الولد۔

حضرت عمر نے یہہ بھی قرار دیا کہ جس، لونڈی سے اولاد ہوجائے وہ خریدی اور بیچی نہین جا سکتی "

شاہ فارس کی بیٹیون کی گرفتاری کی بحث۔

اسی کے ساتھ حضرت شہربانو کے نقصہ کا ذکر کرتے ہین کہ "یہہ غلط مشہور ہوگیا ہے کہ یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیان گرفتار ہوکر مدینہ مین آئین، حضرت عمر نے عام لونڈیون کی طرح بازار مین اون کے بیچنے کا حکم دیا، لیکن حضرت علی نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہین، ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جائے، پھر یہہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین اور اوس سے اون کی قیمت اعلے سے اعلے شرح پر لیجائے، چنانچہ حضرت علی نے خود اون کو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسین، کو، ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبداللہ بن عمر کو عنایت کی "

زمخشری کی روایت کی کمزوری کے قراین

ذی علم مصنف یہہ قبول کرتے ہین زمخشری نے ربیع الابرار مین یہہ قصہ لکھا ہے اور ابن خلکان نے امام زین العابدین کے حال مین یہہ روایت اوس کے حوالہ سے نقل کر دی ہے " دیگر مورخین کے اس قصہ کو نہ لکھنے کی وجہہ سے زمخشری کی روایت کو کمزور قرار دیتے ہین اور دیگر قیاسات بھی اس قصہ کے غلط

قرار دینے پڑ گئے ہین ۔

عہد فاروقی ہین شاہ مصر کی بیٹی کی گرفتاری ۔

لیکن ذی علم مصنف عہد حضرت عمر ہین اس قصہ کو قبول کرتے ہین کہ "مقوقس" بادشاہ مصر کی بیٹی جس کا نام "ارمانوسہ" تہا بلبیس ہین مصر کی چڑہائی کے وقت مقیم تہی، اور گرفتار ہوئی عمرو عاص نے نہایت عزت وحرمت سے مقوقس کے پاس بہیجدیا" جس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ بادشاہ کی اولاد کا لونڈی غلام نہ بنانا عہد پیغمبر صلعم مین قرار پاچکا تہا ۔

حضرت عمر کے طریق عمل سے لونڈی غلامون کا رتبہ بڑہ جانا

پہر ذی علم مصنف یہہ بہی کہتے ہین کہ ابن خلکان نے امام زین العابدین کے حال مین لکہا ہے کہ "مدینہ منورہ مین لوگ کنیزون اور کنیززادون کو حقیر سمجہتے تہے، لیکن جب قاسم (حضرت ابوبکر کے پوتے) اور سالم (حضرت عمر کے پوتے) اور امام زین العابدین، سن رشد کو پہونچے اور علم وفضل مین تمام مدینہ والون سے بڑہ گئے تو خیالات بدل گئے، اور لونڈی، غلامون کی قدر بڑہ گئی" اس قبول اور عزت کا اصلی سبب حضرت عمر کا، طریق عمل تہا اگر حضرت عمر نے امہات اولاد کا وہ رتبہ نہ قائم کیا ہوتا تو ان بزرگون کو فضل وکمال حاصل کرنے کا موقع کیونکر ہاتہ آتا"

غلامون کے ساتہ مساویانہ برتاؤ حضرت عمر کا ایجادی مسئلہ نہ تہا ۔

آخر مین ذی علم مصنف یہہ بہی ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر نے یہہ کوئی نیا مسئلہ ایجاد نہین کیا تہا اور نہ ان کو یہہ حق تہا، غلامی کا گہٹانا، اور غلامون کے ساتہ مساویانہ برتاؤ کرنا خود بانی اسلام کا مقصد تہا"

Marfat.com

غلامی کے رواج کی کمی کرنے مین فاروقی احسان کی حقیقت مفتوح رعایا کو غلام بنانے کا عہد رسالت مین کبھی خیال ہی نہین ہوا اور اسیرون کی بابتہ بھی فیصلہ کر دیا گیا تھا۔

لیکن ان واقعات اور قصص سے وہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا ہے جو ذی علم مصنف پیدا کرنا چاہتے ہین۔ مفتوح ملک کے باشندون اور رعایا کو غلام بنانے کا عہد آنحضرت مین کبھی خیال ہی نہین ہوا البتہ اسیران جنگ کے غلام بنانے کی بحث پیش آتی تھی۔ اور بالآخر قرار پاگیا کہ اسیران جنگ، احسان کرکے، یا فدیہ لیکر چھوڑے جائین۔

آیتہ متعلق اسیران جنگ، آیتہ قرآنی اور اوس کا مقصود ظاہری متعلق گرفتاری کفار جنگ

قرآن مین ایک آیتہ یہہ ہے "ماکان للنبی ان یکون لہ اسریٰ حتے یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم ۵ (سورۂ انفال) ترجمہ "سزاوار نہین ہے کسی نبی کے واسطے یہہ کہ اوس کے واسطے قیدی ہون، یہانتک کہ خوب خونریزی کی جاے زمین مین۔ تم دنیا کی متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کو چاہتا ہے" اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے"۔ اس آیتہ سے یہہ ظاہر ہے کہ مفتوح اور مغلوب قوم اور ملک کے باشندے عموماً قیدی نہ بنائے جائین البتہ جب سخت خونریزی ہو چکے تو ایسے جنگی لوگ گرفتار ہو سکتے ہین۔

قیدیان جنگ کے لئے حکم ربانی۔

دوسری آیت یہہ ہے "فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتے اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق، فاما منا بعد، واما فداء حتے تضع الحرب اوزارہا۔ ذلک ۵ (سورہ محمد) پس جس وقت کہ بھڑ جاؤ تم اون لوگون سے کہ کافر ہوئے، پس مارو گردنین یہانتک

آیتہ متعلق قیدیان جنگ جس کی موجب وہ غلام نہین بنائے جاسکتے ہین۔

کہ زخمون سے چور کردو تم اون کو، (جب وہ مغلوب ہوجاین) پہر مضبوط کردو تم بندش (یعنی گرفتار کے مشکین جکڑو) بعدہ احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے، یہان تک کہ رکہدے لڑائی اپنے ہتیار (یعنی خاتمہ جنگ ہوجائے اور کفار ہتیار ڈالدین)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ خوب خونریزی کے بعد کفار مقابل گرفتار کرئے جاین، پہر اون کو احسان رکہہ کے یا فدیے کے چہوڑ دو جسکا صاف منشا یہہ ہے کہ اسیران جنگ کسی طرح لونڈی اور غلام نہ بنائے جاین

قرآن سے غلامی کے لئے استدلال نہ ہونے کی شرح حقیقت۔

حضرت عمر کو چاہئے تہا کہ اسیران جنگ کو کسی جگہہ اور کسی وقت ہی لونڈی غلام نہ بنانے دیتے۔ قرآن مین صاف مسئلہ موجود تہا۔ اور جبکہ پیغمبر کے وقت مین اسیران جنگ کو اصحاب پیغمبر غلام بنالینا چاہتے تہے، ویسے ہی عہد حضرت عمر مین اہل فوج قیدیان جنگ اور اون پر بہی ترقی کرکے، کل مفتوح رعایا کو، غلام بنانے کی خواہش کرتے تہے

فاروقی سطوت مین خلل۔

اگر یہہ سچ ہے کہ تمام اہل فوج کے خلاف حضرت عمر کچہہ نہین کرسکتے تہے تو اس موقع پر حضرت عمر کی سطوت اور قوت مین جس پر بہت زور دیا جاتا ہے بہاری خلل واقع ہوتا ہے۔ ذی علم مصنف نے اسی نقص کے چہپانے کے لئے یہہ کہنا آسان جانا کہ قرآن سے غلامی کے لئے کوئی استدلال نہین تہا۔

حضرت عمر پر نادانی قرآن کا الزام

مگر افسوس ہے کہ ذی علم مصنف

نے یہہ خیال کیا کہ نادانی قرآن کا الزام شدید ہے بمقابلہ اس کے کہ کوئی کسی مجبوری سے کسی وقت کسی حکم قرآن پر عمل نہ کرسکے۔

عہد پیغمبر میں سب مسائل صاف ہو چلے تھے۔

وہ زمانہ، نزول قرآن اور حیات پیغمبر کے جبکہ یہہ مسئلہ غلامی، اور دیگر تمام امور صاف ہو گئے تھے، قریب تہا اوس وقت کوئی مسئلہ اور استدلال مشتبہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ جب لوگ اپنی خواہشات نفسانی سے کسی امر پر ظلمات کا سایہ ڈالکر، اوس کو دھندلا کردیں۔

حضرت عمر غلامی کو معدوم کرسکتے تھے، حضرت عمر غلامی کی معدومی پر قدرت رکھتے تھے۔

حضرت عمر غلامی کو قطعی معدوم کرسکتے تہے، اور اوس کے معدوم کرنے کی وہ ضرور قدرت رکھتے تھے جیسا کہ اونہوں نے بعض بعض موقع پر کیا ہے جس کو ذی علم مصنف بھی قبول کرتے ہیں کہ "حضرت ابوبکر کے زمانہ میں قبائل مرتدہ میں سے جو لوگ لونڈی غلام بنائے گئے وہ سب آزاد کردئے گئے" مگر اس واقعہ سے صرف یہی نتیجہ قائم کرنا چاہیے کہ "عرب کا کوئی آدمی غلام نہیں ہو سکتا"

بحکم فاروقی کسی عرب کے غلام نہ بنائے جانے کی حقیقت

مذہب اسلام کے مسائل اور احکام عرب اور عجم سب کے لئے مساوی ہیں، سوائے اوس خصوص کے جسکی خصوصیت خود پیغمبر نے بیان فرمادی ہے۔ لونڈی غلام بنانے کے لئے کوئی خصوصیت کسی قوم اور ملک کی پیغمبر نے نہیں ارشاد فرمائی ہے۔ اس لئے صاف وصریح یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے تہا کہ

"کسی ملک اور قوم وقبیلہ کا آدمی غلام نہیں بنایا جا سکتا"

Marfat.com

اسیران جنگ کو غلام نہ بنانی کے لیئے قرآن سے استدلال کیون نہین ہو سکتا تہا۔

اگر قرآن سے کوئی استدلال نہین ہو سکتا تہا تو "مصر کے بعض دیہات کے آدمی جو مسلمانون سے لڑے تہے اور غلام بنا کر عرب مین بہیج دیئے گئے تہے۔ اون کو جا بجا سے جمع کر کے کیون مصر کو واپس بہیجدیا گیا، کہ اونکا غلام بنانا جائز نہ تہا"۔

فاروقی معاہدون سے استدلال

جبکہ فارس، اور خوزستان، کرمان، جزیرہ وغیرہ کے معاہدۂ صلح مین یہہ الفاظ لکہدیئے گئے کہ "لوگون کی جان ومال سے تعرض نہوگا"۔ اور رامہرمزان، جندی، سابور، شیراز وغیرہ کے معاہدے مین صاف الفاظ لکہے گئے کہ "وہ لوگ گرفتار ہوکر لونڈی غلام نہ بنائے جائین گے"،

یا مناذر مین باوجود اس کے کہ فوج نے اسیران جنگ کو غلام بنا کر اون پر قبضہ کر لیا تہا، اون کے چہوڑ دینے کا، اور اون پر خراج، اور جزیہ مقرر کرنے کا، حکم بہیجا۔ اور ابو موسیٰ اشعری کو یہہ حکم دیا کہ "کوئی کاشتکار یا پیشہ ور غلام نہ بنایا جاوے"، ایسی حالت مین حضرت شہر بانو اور اون کی بہنون کی نسبت کیونکر سمجہا جا سکتا ہے کہ وہ لونڈی غلام بنائی گئین یا بنائی جا سکتی تہین؟

شہر بانو کے واقعہ کی حقیقت۔

حضرت شہر بانو کے باب مین کل مورخین اور محدثین اسبات پر متفق ہین کہ یزدجرد شہنشاہ فارس کی تین بیٹیان گرفتار ہوکر مدینہ مین آئین۔ جن مین سے حضرت شہر بانو حضرت امام حسین کی زوجہ ہوئین اور مہر بانو محمد بن ابی بکر کے عقد مین آئین، اور ایک جنکا نام ماہ بانو تہا عبد اللہ بن عمر کے، قاسم مہ بانو کے

Marfat.com

بطن سے اور سالم ماہ بانو کے بطن سے، جس کو ذی علم مصنف نے بہی قبول کیا ہے۔ یہہ امر کہ یہہ لڑکیان بعہد حضرت عمر گرفتار ہوکر آئین، یا بعہد حضرت عثمان، کہ بعض رواۃ کے بیان سے عہد عثمانی مین گرفتار ہوکر ان لڑکیون کا آنا پایا جاتا ہے۔ لیکن عموماً شیعون اور کتب سنیون کے یہان کی روایات کا یہی نتیجہ ہے کہ یہہ لڑکیان بعہد حضرت عمر مدینہ مین آئین۔ اگرچہ مورخین اہل سنت نے اس واقعہ کو نہین لکھا تو اوس سے بطلان اوس واقعہ کا لازم نہین آسکتا۔

اولاد شاہی لونڈی غلام نہین بنائے جاتے اس قاعدہ کے متعلق نظیر عہد پیغمبری۔

پیغمبر یہہ قاعدہ پہلے سے قرار دے چکے تہے کہ "اولاد شاہی لونڈی غلام نہین بنائی جا سکتی"، اور اوس پر عمل بہی عہد پیغمبر مین ہو چکا تہا کہ سردار خیبر کی زوجہ صفیہ، جو گرفتار ہوئی تو پیغمبر نے اوس کو دیگر اسیرون سے علیحدہ کر دیا تہا اور بالاخر وہ زوجیت مین آئین۔ ایسے ہی حضرت شہربانو اور اون کی بہنیں اسیر سلطانی تہین اور اون کا زیر حراست سلطانی رہنا چاہئے تہا۔ علیمرتضے نے اون کی نسبت فرمادیا کہ خاندان شاہی کی اولاد، لونڈی اور غلام نہین بنائے جا سکتے۔ علیمرتضے اصلی اسیر عرب تہے اس لئے یہہ اسیران سلطانی اونہین کے حوالے کی گئین، اور اونہون نے حضرت شہربانو حضرت امام حسین علیہ السلام کی، اور مہربانو کو محمد کی، اور ماہ بانو عبداللہ کی زوجیت مین دیدیا۔ اون اسیرون پر خواہ باعتبار اس کے کہ وہ خاندان شاہی سے تہین، خواہ باعتبار اس کے کہ وہ اون اسیران جنگ سے نہین تہین، جنکو احساناً، یا فدیہ لیکر چہوڑا جا سکتا تہا، اطلاق لونڈی ہونے

Marfat.com

کا ہنین ہو سکتا تھا ۔

امام زین العابدین و قاسم و سالم کی ماءین شہزادیان تہین وہ کنیزون کے بطن سے نہ تھے ۔

نہ حضرت امام زین العابدین اور حضرات قاسم و سالم کی نسبت ایسے لوگون کا جو عالم مسائل شریعت، اور ماہر شرافت خاندانی کے تہے مدینہ مین یہہ خیال ہو سکتا تھا کہ ”وہ کنیزون کی اولاد ہین“ نہ وہ مدینہ والے اون کو حقیر سمجھ سکتے تھے ۔ وہ لوگ اون کو شہزادیون کی اولاد سمجھتے تہے، اون کے اولاد کی عزت کے لئے یہہ امر کافی تہا کہ اون کی ماءین شہزادیان، تہین جو کسی طرح لونڈیان نہین ہو سکتی تہین ۔

قاسم و سالم کے مقابلہ مین امام زین العابدین کے مزید شرف کی وجہہ ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اولاد رسول اور نسل امیر عرب، اور موروثی شہزادہ عرب کے تہی اس لئے حضرت امام زین العابدین کو بمقابلہ حضرت قاسم و سالم کے زیادہ شرف اور عزت حاصل ہوئی چنانچہ خود اونہون نے فرمایا ہے یعنی ”مین نتیجہ دو حسنون کا ہون“، یعنی دو عمدہ شاہی خاندانون کا ہون ۔ اور اسی وجہہ سے حضرت قاسم و سالم کے سلسلہ مین امام زین العابدین کا نام بے شک سورادب ہے ۔

بیع امہات الولد کی ممانعت کی بحث

حضرت عمر کی اس ممانعت سے کہ ”جس لونڈی سے اولاد ہو جائے وہ خریدی اور بیچی نہین جا سکتی“، ان شہزادیون کی اولاد کی کچہہ عزت نہین ہوئی یہ ممانعت خلاف پیغمبر تہی پیغمبر صلعم نے جس لونڈی سے اولاد ہو جائے اوس کی خرید و فروخت

سے ممانعت نہین کی تہی اور امر خاص مصلحت اور امر حق سے نہین تہا۔ اگر ایک جگہہ کسی لونڈی کو موقع آزادی حاصل کرنے کا نہین مل سکا تو دوسری جگہہ جاکر اوس کو موقع حصول آزادی سے کیون روکا جائے۔ اور اولاد ہو جانے کے باعث کیون اون کو تمام عمر لونڈی کے حکم مین رکہا جائے۔ لونڈی صاحب اولاد کا خرید و فروخت کرنا ایسا ہی ہے جیسے زوجۂ حرہ، صاحب اولاد کا طلاق دینا اور اوس کا دوسرا شوہر کر لینا۔

فاروقی ممانعت بیع امہات الولد خلاف طریقۂ پیغمبری اور پیغمبر کو اون کے منصب سے گہٹانا اور اون پر اپنی فوقیت جتانا ہے۔

یہہ ہی ظاہر ہے کہ رواج عرب کے بموجب لونڈی غلامون کی خرید و فروخت کا ایک حق قایم چلا آتا تہا، اوس وقت کی مصلحت کے ایسی ممانعت خلاف تہی۔ پس حضرت عمر نے خلاف طریقۂ پیغمبر صلعم کے، ایسی لونڈیون کی خرید فروخت کی جو ممانعت کی، وہ مخالفت بمقابلہ پیغمبر کے بہی سمجہی جاسکتی ہے۔ مصلحت اور رائے پیغمبر پر حضرت عمر کی مخالفت کو، حضرت عمر کی مدح مین جتانا پیغمبر پر حضرت عمر کو برتری دینا، اور پیغمبر کو اون کے منصب سے گراتا ہے۔

رواجی لونڈی غلامون کی آزادی کے لئے پیغمبری قواعد

اسیران جنگ کے غلام بنانے کی ممانعت عہد پیغمبر مین خود قرآن مین نازل ہو چکی تہی، لیکن ملک عرب مین بزمانۂ جاہلیت بذریعہ خرید و فروخت کے، انسان غلام بنایا جاتا تہا، جو خلقۃً آزاد پیدا ہوا ہے۔ اور اوس دستور کے بموجب جو حق قرار پا گیا تہا اوس صورت کے جو غلام اور لونڈیان بنائی جاتی تہین، یا موجود تہین، اون کو قید غلامی سے

Marfat.com

سے آزاد کرنے کے لئے پیغمبر نے بہت کچھ قاعدے مقرر کئے، اور رغبت دلائی ہے۔ مثلاً جب غلام معاہدہ لکھدے کہ وہ اتنی مدت میں اسقدر روپیہ ادا کر دیگا اور جب وہ روپیہ ادا کر دے تو وہ بالکل آزاد ہو جائے۔ یا بات بات پر عبادت کی حیثیت سے لونڈی غلامون کا کفارہ میں آزاد کر دینا، جس سے محض خوشنودی خدا مطلوب تھی، یا غلامون کے ساتھ آقا کا ایسا برتاؤ کرنا جو عزیزون قریبون کے ساتھ ہوتا ہے۔ جسکو خود ذی علم مصنف نے قبول کیا ہے کہ "غلامی کا گھٹانا اور غلامون کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرنا خود بانی اسلام کا مقصد تھا"۔

ایسے ہی احکام و تدابیر سے کچھ شبہ نہین ہے کہ آنحضرت نے لونڈی غلام بنانے کے دستور کی بنیاد اوکھاڑ دی تھی۔

لیکن حضرت عمر نے جو اپنے عمل سے عموماً غلامی کو معدوم نہین کیا جسکو وہ بوجہ قوت خلافت اپنے عہد کے معدوم کر سکتے تھے، اون کے اس ترک عمل سے جو بنیاد غلامی کی مذہب اسلام مین قائم رہ گئی، اور ابتک عام طور پر مسلمانون مین خلاف قرآن اور عمل رسول کے اوسکا اثر پایا جاتا ہے اسکا جو کچھ نتیجہ ہونا چاہئے وہ حضرت عمر کے سر رہیگا۔

غلامون کے آثار جو اب تک مسلمانون مین باقی چلے آتے ہین اون کے ذمہ دار حضرت عمر رہینگے۔

سیاست و تدبیر عدل و انصاف

فاروقی سیاست و تدبیر اور عدل و انصاف کی حقیقت

سیاست و تدبیر عدل اور انصاف خلافت فاروقی کا، جو بیان کیا گیا ہے اوس مین عملی رونق کا کوئی حصہ حضرت عمر کی آب و تاب کو البتہ دکھاتا ہے لیکن اصول سیاست اور تدبیر، اور عدل و انصاف کے قواعد

شریعت مین بعہد آنحضرت قرار پاچکے تھے جن کو آئین و قوانین کی حیثیت سے بنا دیا تھا، جو تمام انسانی افراد کی مصلحتون پر پورے طور سے منطبق ہون۔ آن حضرت نے ادن کے قائم کرنے کے لئے صرف وعظ و نصیحت ہی پر اکتفا نہین کی تہی بلکہ شریعت مین طریقۂ عمل تک مقرر کر دیا گیا تہا۔

حقیقت انسانی کے محققین کی انسانی اخلاق کے متعلق محققہ رائے۔

جہان کہین حضرت عمر نے امور اہم مین، مشورہ دوسرون کے مصلحتاً تعمیل کی جس تعمیل سے کہ ان کی سیرت کا طریقہ دکہایا جاتا ہے، اوس سے اون کی کو دانائی بہت کچھ ظاہر ہرتی ہو، لیکن محققین، جس پر حقیقت انسانی منکشف ہو گئی ہے، ہمیشہ اس بات کو اس وقت تک تسلیم کرتے چلے آتے ہین کہ وہ انسان کی طبیعت میز بچپنے سے اخلاق کا راسخ اور مستحکم ہونا چاہیے ورنہ سن تمیز کو پہونچکر اخلاق و عادات کی اصلاح دشوار ہوگی گو اوس کا ارادہ کیسا ہی قوی ہو، علم اوس کا کتنا ہی وسیع ہو، عقل کیسی ہی روشن ہو، انسان جوان ہونے کے بعد اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح مین، برخلاف اوس کے کہ جو اوس نے بچپن میز جس وضع کی تعلیم اور تربیت پائی ہے، کامیاب نہین ہو سکتا مگر ایک حد خاص تک "اور مین نے ہی" رسالہ روشنی "مین ایک مقام پر بطور مثال یہہ کہا ہے کہ وہ کورے سفید کپڑے کو جب کسی رنگ مین غوطہ دو، تو اوس پر جیسا رنگ چڑھے گا، ویسا اوسی رنگ مین غوطہ دینے سے اوس کپڑے پر رنگ نہ چڑھے گا جس پر پہلے سے ہی کوئی رنگ چڑھا ہوا ہو۔"

فرق تعلیم عنصری بمقابلہ تعلیم و تربیت علیم تعنے اور دیگر صحابہ اور اوس سے استدلال

اور یہی اصلی فرق تہا التعلیم و تربیت عنصری مین بمقابلہ علیم تعنے

اور دیگر صحابہ کے، کہ علی مرتضےٰ کو پیغمبر نے بچپن سے تعلیم دی تھی، اور دیگر صحابہ نے تعلیم و تربیت پیغمبری بعد جوانی اور قرب زمانہ نبوی کے پائی تھی۔

جس بچہ کو عدل و انصاف کی گھٹی نہ دی گئی ہو، اور اوس کو شروع سے اصول عدل و انصاف کی جس کے تابع سیاست اور تدبیر مملکت ہے تعلیم نہ دے کر، اوس کی طبیعت مین خلاف اوس کے رسوخ پیدا کیا گیا ہو، اوس کی سیرت مین عدل و انصاف اور تدبیر مملکت کے اوصاف قرار دینا، اور اوس کے واقعات پر ملمع کرنا، کسی مثال مومی کو خوش رنگ لباس سے، نمائش کے لئے آراستہ کرنے کی برابر ہے۔

کیا جن کی تقلید سے لوگ، خدا کے عدل پر، جس سے اعتدال قائم ہوتا ہے، اعتقاد نہ رکھتے ہون، اوس کی خصلت عدل و انصاف، جس کی فرع سیاست مدن، اور تدبیر مملکت ہے، قائم کیجا سکتی ہے۔؟

یہ مشکل سے تسلیم ہو سکتا ہے کہ "حضرت عمر کو رعایا الٰہی ہاتھ نہین آئی تھی جسمین زیادہ تر اطاعت و انقیاد کا مادہ تھا" بارہی یا عباسی گو مدت تک شہنشاہی کے لقب سے ممتاز رہے تھے مگر وہ رعب مین اوس قوت اور سلطنت قومی سلطانون کے آگے تھے جو قوت اور سلطنت عہد پیغمبر مین قائم ہو چکی تھی۔ جس مین علی مرتضےٰ نے بعد پیغمبر خلل اور تفرقہ نہین ڈالا تھا بلکہ اوس قوت کو، جنکے ہاتھ مین وہ چلی گئی تھی، اون کو اون کی حالت پر رکھ کے اپنے آپ کو اوس گروہ مین قرار دیا کہ خدا جن نیک بندون کا امتحان اور آزمائش کرتا ہے اور جو نیک بندے خدا کی آزمائشون پر صبر اور شکر کرتے ہین۔ اون کی ثنا اور صفت قرآن مجید مین اسطرح کیگئی ہے ("الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۵) ترجمہ۔ یہ لوگ

Marfat.com

جب اون پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بول اٹھتے ہین کہ ہم تو اللہ ہی کے لئے ہین (جس حال مین رکھے) اور ہم اوسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہین ۔

صاحبان ادعائے خلافت فاروقی کو رشک کی نظر سے دیکھنے کی حقیقت ۔

عرب کی گو یہہ حالت تھی جیسا کہ ذی علم مصنف ظاہر کرتے ہین کہ بہت سے صاحب ادعا موجود تھے جو حضرت عمر کی خلافت کو رشک کی نظر سے دیکھتے تھے ۔

مولفۃ القلوب کے گروہ کا قول تھا کہ خلافت بنو ہاشم یا بنو امیہ کا حق ہے عمرو بن العاص گورنر مصر نے حسرت سے کہا کہ خدا کی قدرت ہے ۔ جاہلیت مین میرا باپ جب کمخواب کی قبا زیب بدن کرتا تھا تو خطاب (حضرت عمر کے والد) سر پر لکڑی کا گٹھا لادے پھرتے تھے آج اوسی خطاب کا بیٹا مجھہ پر حکومت جتا رہا ہے لیکن یہہ ہمیشہ سے جو قبائل کہ صاحب ادعا تھے اون کا زعم باطل قرار پا چکا تھا ۔ حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر امر خلافت کو تسلیم کر لیا جا چکا تھا اور متعدد سبب تھے جو متعدد قبائل مین موجود تھین وہ اسی قریش کی طرف منسوب اور منضم ہو گئے تھے اور اوس انضمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ خلافت قومی مسلمانون کی قائم ہو کر بنو ہاشم کے خاندان کی اوس شاخ مین کہ جس مین آنحضرت تھے یا اسی شاخ مین امارت قریش مدت سے چلی آتی تھی ، امارت قائم رہے ۔ اسمین شک نہین کہ گو حق امارت کا سوا اوس شاخ کے جسمین آنحضرت تھے ، دوسرے قبائل کا دعوے ضعیف اور سست ہو گیا تھا ، مگر تو بھی بعض لوگ ، اور بعض قبیلے کے لوگون کے سینون مین اوس خواہش کی آگ ایسی دبی ہوئی تھی کہ جس کے سلگنے کا دھوان نظر آتا تھا ۔ اور کچھہ شبہ نہین کہ باوصف اسکے کہ بنی ہاشم کی اوس شاخ مین جسمین

Marfat.com

آنحضرت تھے، خلافت کے باقی اور برقرار رہنے پر منشار آنحضرت کا ایک سے زیادہ مرتبہ علانیہ ظاہر ہوچکا تہا، اور باوجود اس کے کہ دوسرے لوگون کا ادعا ہونا ایسا مضمحل اور سست ہوگیا تہا کہ جنکا بغیر کسی سیاست کے اہہرنا دشوار تہا، تاہم حضرت عمر کی دانائی اور عقلمندی اور تدبیر سب سے زیادہ بنیاد سیاست اوس کی جگہہ سے ہٹلنے مین ظاہر ہوئی ہے، اور اوس قبیلے اور لوگون کے اجتماع اور اتباع مصلحت زمانہ نے یہہ صورت دکہائی کہ خاندان رسالت سے امارت اور خلافت نکلکر دوسری جگہہ مستقر ہوگئی ہرکسیکو جو طلبا ادعا، اور جنکا لفس خواہان خلافت تہا اپنے قبضہ مین کسی قوت خلافت کا آنا محسوس نہین ہوسکتا تہا جب تک کہ خلافت اور امارت کو، اوس جگہہ سے کہ جہان وہ مستحکم ہے، ہٹاکر ڈرکا نہ دین۔

اور یہی ایک ایسی تدبیر تہی کہ جس سے دوسری جگہہ سلطنت اور خلافت جاسکتی تہی، جو کچہہ امر دشوار رہتا وہ اوس کو اپنی جگہہ سے ہٹانا تہا، اور بعد ہٹ جانے کے کسی تیمی یا عدوی کا قبضہ ہو، یہہ دشوار نہین تہا۔ اور اوس کے ہٹانے کو اسی امید اور خواہش نے اسان کردیا تہا کہ کبھی نہ کسی وقت وہ خلافت پہر کسی خواہشمند یا صاحب ادعا کے ہاتہہ مین آوے گی۔ اور بالآخر زمانہ نے دکہادیا کہ وہ امیدین برآئین اور آرزوئین پوری ہوئین۔

فاروقی تدابیر اصول سلطنت داری کے مناسب تہین۔

بے شک حضرت عمر کی نیلوفانہ تدبیرین جیسی کہ خلافت کو اوس کی جگہہ سے ہٹانے مین کارگر ہوئین ویسے ہی خلافت کو اپنی خواہش کے موافق چلانے مین کامیابی کے ساتہہ نمایان ہوئین۔

ایسی تدبیرین اور انتظام ہرکسی کا کام نہین تہا، بلکہ ایک لایق دفایق

منتظم جس سے اوسی قسم کے لیاقت اور فوقیت رکھنے والے متفق ہون اوسی
حیثیت سے سر انجام کرسکتا تھا۔ اور جو تدابیر کہ اصول سلطنت داری کے
بالکل مناسب تھین۔

اصول سلطنت داری۔

اصول سلطنت داری کا یہہ ہی
کہ حقداران سلطنت کو کہ جن کے ہاتھ سے کسی تدبیر سے سلطنت تازہ
نکلی ہو، اون کا ضعیف اور کمزور کرنا، اور دوسرے قبائل کو کہ جو بمقابلہ
اوس کے مغلوب ہوچکے ہون، قوت دینا۔

اصول سلطنت داری کا برتاو خاندان نبوت سے

تعلقہ فدک کو جس مین باغات خرمہ تھی
اور جو منافع کثیر رکھتا تھا اوس کا ضبط کرنا، یا
علیہم تفضلے کا کوئی وظیفہ مقرر نہ کرنا، باوصف اس کے کہ تمام مسلمانون تک
کے وظائف مقرر کئے گئے، خواہ اون کے حسن خدمات کی وجہہ سے، یا
دوسرے سبب سے، جسکو خود ذی علم مصنف نے بہت تفصیل سے لکھا
ہے اور جسمین نام علیہم تفضلے کا وظیفہ داروں مین ہین ہے۔ خمس سے بنی ہاشم
اور علیہم تفضلے اور دیگر اہلبیت رسول کو باز رکھنا، یا بنی ہاشم مین سے کسی کو
کوئی عہدہ، یا منصب نہ دینا، کہین کا عامل یا منتظم نہ کرنا۔ ادہر یہہ۔ اور
ادھر بنی امیہ کو ہر طرح کی قوت پہونچانا یہان تک کہ حضرت معاویہ کو،
گورنر شام مقرر کرنا کہ جو بزمانہ ایک سلطنت اور خلافت تھی، اور مرتے
دم تک اپنی پالیسی پر ہوشیاری سے قائم رہنا کہ اہل شورا ے ایسی ترتیب
سے مقرر کئے گئے کہ خلافت کے لئے خواہ مخواہ حضرت عثمان جو بنی امیہ
سے تھے قبول کئے جائین۔

مین قبول کرتا ہون کہ ان امور کا عمل مین لانا، بغرض استحکام اوس مرضی

اسکا م خلافت کے لئے فاروقی تدابیر کا نتیجہ خاندان رسالت اور قومی سلطنت کے لئے سراسر مضر پڑا۔

اور خواہش کے جو حضرت عمر کی تہی، نہایت ضروری اور لازمی تہا۔ یہہ ہی مین قبول کرتا ہون کہ ایسے کرنے پر ایک لائق منتظم مجبور ہی تہا، اور جو تدابیر کردہ عمل مین لایا اون کو ہی مین قبول کرتا ہون کہ وہ ہوشیارانہ تہین۔ لیکن قابل دیکہنے کے یہہ امر ہے کہ نتیجہ ایسی کارروائی کا، خاندان رسالت، اور مسلمانون کی قومی سلطنت کے لئے مفید ہوا یا مضر؟

اگر خلافت اوس جگہہ سے کہ جہان قائم ہو چکی تہی ہٹائی نہ جاتی، اور اوس قومی سلطنت پر امیر اور سلطان عادل مقرر کرنے کا جیسا منشا خدا اور رسول کا تہا، بعد پیغمبر سلطان عادل مقرر کیا جاتا اور کل امت رسول اوسی کا اتباع اور اطاعت کرتی تو آج مذہب اسلام کی سلطنت تمام روے زمین پر موجود ہوتی۔ اور اوس عمل (خلافت کے اپنی جگہہ سے ہٹنے) کا نتیجہ یہہ پیدا ہوتا کہ ہر مسلمان کو، بلا قید اس کے کہ وہ کیا درجہ فضیلت کا رکہتا ہے، یہہ حوصلہ اور امید ہوتی کہ ہر کوئی اپنے واسطے حصول خلافت کی کوشش کرے، اور اسی آزادی اور حوصلہ نے نزاع خلافت پر باہم خونریزی کرائی

جس کا اخیر نتیجہ جسکو مین بارہا کہہ چکا ہون یہہ ہوا کہ خاندان رسالت بالکل تباہ ہو گیا، اور قومی سلطنت مسلمانون کی ٹہٹر کر رہ گئی، اور وہ اپنی توسیع اور ترقی کچہہ نہ کر سکی۔

اگر سچائی مذہب اسلام کے سبب سے، مسلمانون پر فتح مند قوم

Marfat.com

ہیجانی مذہب اسلام کے باعث مغل اور ترکوں نے اپنی مفتوح قوم مسلمانوں کا مذہب اختیار کیا کہ جس سبب سے آج روئے زمین پر مسلمانوں کی سلطنت کے نشانات ملتے ہیں۔

مغلوں اور ترکوں کی، مذہب اسلام قبول نہ کرلیتے تو، آج ہم، اور ہمارے ذی علم مصنف الفاروق، ڈھونڈتے پھرتے کہ مسلمانوں کی سلطنت کہاں کہاں روئے زمین کے حصہ پر ہے!!؟

فاروقی سیاسی تدابیر کا، مہلک اثر اس وقت تک قوم میں ہے۔

اسی اصول کی برخلافی، مسلمانوں کے خون میں مثل مذہب اسلام کے جاری ہوگئی ہے کہ ہر شخص اپنے میں، جاہ جلال کے حصول کے لئے جیسے حرص وطمع کا شعلہ موجود ہوتا ہے ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنا چاہتا ہے، اور اپنے درجہ اور مرتبہ قابلیت کو، جو فطرت نے اس میں ودیعت کیا ہے یا بذریعہ کسب کے کسی نے حاصل کیا ہے، نہیں پہچانتا ہے اور جس کا نتیجہ یہہ ہوگیا ہے کہ خود قوم اپنی قوم کی عزت، اور افضل کی اطاعت اور افضل پر فخر نہیں کرتی۔ اور یہی امر جب تک فرو نہیں ہوگا اور خود مسلمان اپنی ضرورت کو محسوس کرکے اتفاق نہ کرینگے تب تک مسلمانوں کی قوم کبھی خوبی اور مسرت سے عزت کے ساتھ زندگی بسر نہ کرسکے گی۔

خانہ سیرہ میں لفظ خلافت کی تشریح —— اور علم الہی کی مجادلہ ومقابلہ کرنی سیرت پیغمبری کا نمونہ

یہہ سچ ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں علانیہ

نقض خلافت کے مشورے ہوتے رہے اور خانۂ فاطمہ مین جمع ہوکر بہت کچھہ مشورے کام مین لائے گئے، جنکو بڑی بڑی آتش فشان اور جگر سوز ارادون سے حضرت عمر نے روکنا چاہا اور جسکا ہر دور کی تاریخون مین ذکر ہے لیکن علیہ تقضا ہی کی رائے نہین ہوئی کہ خلافت جو قرار پا چکی تہی اوس مین خلل ڈالا جائے جسکو اونہون نے خود فرمایا ہے اور وجہہ بہی اوس کی ظاہر کی ہے کہ دین اسلام تازہ ہے باہم مسلمانون کے اس وقت جنگ وجدل ہونے سے دین اسلام تباہ اور برباد ہوجائیگا اور جیسے آنحضرت نے بوجہہ صحابہ کے جاہلیت وکفر سے قریب العہد ہونے کے کعبہ معظمہ کو، کہ قیامت تک جس کی طرف روئے زمین کے مسلمانون کے پنج وقتہ عبادت کے لئے سر خم کرنے والے تھے، اوس کی موجودہ حالت پر چھوڑا اور اصلی بنا رعہد حضرت ابراہیم پر نہ لاسکے[1] ویسے ہی علیہ تقضا نے بوجہہ صحابہ کے جاہلیت وکفر سے قریب العہد ہونے کے مجادلہ اور محاربہ نہ کرکے خلافت کو غیر صحیح مرکز پر چھوڑا اور اصلی مرکز پر نہ لائے

حضرت معاویہ سے علیہ تقضا کو مقابلہ کرنے کے وجوہ،

علیہ تقضا کے اس سکوت سے، حضرت معاویہ نے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ علیہ تقضا اون کے مقابلہ مین بہی سکوت کرینگے، اونہون نے یہہ نہ سمجہا کہ علیہ تقضا کا اوس سکوت کے لئے محل اور تہا کہ وہان اون کو ایک خلافت مین، گو وہ خلاف اصول اور منشار پیغمبری قائم ہوئی تہی، حملہ کرنا پڑتا تہا جسکا نتیجہ قومی سلطنت مسلمانون کے لئے خراب ہوتا اور یہان تہا دوسرا محل، کہ حضرت معاویہ نے خلاف اوس طریقہ کی

[1] کما فی صحیح البخاری وغیرہ احسنا صفحہ ۲۰۱ -

جو علیم تضاے نے اختیار کیا تھا یعنی بجائے سکوت اور تحمل کے، علیم تضاے پر جبکہ وہ خلیفہ قبول ہوچکے تھے، اون کی خلافت مین خلل ڈالنے کے لئے، اپنے آپکو حد کرنے والا بنایا۔

اگر امیر معاویہ کی طرح حضرت عمر بھی بمقابلہ بنو ہاشم رعب وداب قائم رکھتے تو اوس کے دو نتیجے لازمی تھے اور وہ دونون، مذہب اسلام کی بربادی کا باعث ہوتے۔

حضرت ابوبکر کے زمانہ مین در حقیقت بنو ہاشم کا سکوت باتباع رائے علیم تضاے کے تھا حضرت عمر کی سطوت نے بنو ہاشم کے ادعا کو نہین دبایا تھا، حضرت عمر اگر امیر معاویہ کی طرح حکومت کا رعب وداب بمقابلہ بنی ہاشم کے قائم رکھتے جس پر ذی علم مصنف کو چندان تعجب نہین ہے تو مجھکو بھی تعجب نہین ہے کہ بمقابلہ بنو ہاشم، یا خاندان رسالت، یا اہلبیت پیغمبر کے،

نتیجہ اول یا تو مدینہ مین وہی معرکہ پیش آجاتا جو کربلا مین واقع ہوا، جبکہ حضرت یزید نے بمقابلہ حسین ابن علی کے اپنا رعب وداب قائم رکھنا چاہا، جس مین خاندان نبوت اور بنو ہاشم کی ایک جماعت بھوکی پیاسی قتل کی گئی، اور اون کے خیمہ وبچالے گھر گئے تھے اور جس مین دختران فاطمہ اور دیگر ذریت رسول موجود تھی جلائے گئے۔ یا

نتیجہ دوم خلافت جس نوع پر قرار دی گئی تھی وہ درہم وبرہم ہوکر خلیفہ اور نئی خلافت کے بانی، اور حامی، اور دیگر مسلمانون کے خون سے مسجد نبوی اور قبر پیغمبر اور زمین مدینہ رنگین ہوجاتی۔

اوس خلافت پر حملہ، اور باہم اوس وقت جنگ وجدل کے وقوع کا نتیجہ گو وہ دونون صورتون مین سے کوئی شکل دکھاتا، قطعی مذہب اسلام کی تباہی

Marfat.com

اور بربادی پیدا کردیتا اور ہر کسی کی نظر میں مذہب اسلام کی سچائی پر طمع خلافت کا پردہ پڑ جاتا، اور دین اسلام کے نور کو تاریکی الیسا ڈھک لیتی کہ کسی کو نظر ہی نہ آتا۔

سوائے بنی ہاشم کے دوسروں پر فاروقی رعب وداب کا اصلی سبب

ہاں حضرت عمر کا رعب وداب سوائے بنو ہاشم کے جو دوسرے لوگوں پر تھا وہ اذکرا اوسی قوت مجتمعہ اور متفقہ سے حاصل ہوگیا تھا جس کے ذریعہ سے وہ خلیفہ قرار پاگئے تھے، اور علیحدہ تنہا اسکے کہ جن کی قوت بازو سے وہ طاقت قائم ہوئی تھی اوس میں خلل نہ ڈالنے سے عموماً وہ طاقت مجتمعہ اور متفقہ قرار پائی تھی

خالد کی معزولی پر کسی کے دم نہ مارنے کے وجوہ

خالد کی معزولی پر کسی کا مجتمع ہو کے خاموش ہو جانا، یا اون کی معزولی پر کسی کا دم نہ مارنا، یا خود حضرت خالد کو کسی قسم کے خیال کا دل میں نہ لانا نتیجہ اوسی اتفاق کا تھا کہ جسکو خود وہی لوگ قبول کرچکے تھے، اور خود کردہ را درمان نیست پر عمل کرتے تھے۔

لیکن جب ہم اصول فلسفہ تاریخی کے بموجب ان واقعات پر نظر ڈالتے ہیں کہ حضرت خالد، حضرت عمر کے ماموں تھے (بی بی حنتمہ مادر حضرت عمر اور خالد حقیقی چچازاد بہن بھائی تھے) اور وہ دوبارہ اپنے عہدہ پر بعد واقعہ قتل سعد بن عبادہ انصاری صحابی کے، بحال کئے گئے، اور پھر اون کو حضرت عمر نے قریب اپنی وفات کے، اس بنا پر کہ پیغمبر خالد کو سیف اللہ کہتے تھے، اپنے بالبعد خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یاد فرمایا، تو یہ نتیجہ صاف مرتب ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے اوس کارگذاری پر کہ جس کا تعلق سعد بن عبادہ انصاری کے واقعہ قتل سے ہی اپنے ماموں حضرت خالد کو ضرور متوقع کیا تھا کہ اپنے بعد کے لئے تم کو خلیفہ بناؤنگا اور یہی توقع ماموں کو بھانجے کے آگے دم نہیں مارنے دیتی تھی۔

معاویہ اور اون کے وزیر عمرو عاص کی مجبوریان -

"امیر معاویہ اور عمرو عاص جنکو حضرت عمر کے نام سے لرزہ آتا تہا،" جیسا کہ ذی علم مصنف نے کہا ہے، اون کی مجبوری ہی اوسی پالیسی کی شرکت تہی کہ حکومت خاندان رسالت سے اکہڑ کر جا بجا چلتی پہرتی نظر آنے لگے تا کہ کسی وقت اوس کا مقام اون کے محل پر بہی ہو -

فاروقی حکومت کی خصوصیتن اور اصول مساوات کی حکایتین

حکایت جبلہ بن الایہم غسانی،

فاروقی حکومتمین اصول مساوات کی کہانی مصنف کی زبانی -

حضرت عمر کے امتیاز کے لئے بہت ہی قابل غور ہے جسکو ذی علم مصنف بیان کرتے ہین کہ "وہ شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تہا اور مسلمان ہو گیا تہا کعبہ کے طواف مین اوس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤن کے نیچے آگیا، جبلہ نے اوس کے طمانچہ مارا، اوس نے برابر کا جواب دیا، جبلہ نے حضرت عمر سے شکایت کی، حضرت عمر نے کہا جو کچہ کیا اوس کی سزا پائی، اوس نے کہا کہ ہم اس رتبہ کے لوگ ہین کہ کوئی شخص ہمارے ساتہ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے، حضرت عمر نے کہا، جاہلیت مین ایسا ہی تہا لیکن اسلام نے پست و بلند کو ایک کر دیا، اوس نے کہا کہ اگر اسلام ایسا مذہب ہے جسمین شریف و رذیل کی کچہ تمیز نہین تو مین اسلام سے باز آتا ہون، غرض وہ چہپ کر قسطنطنیہ چلا گیا"، اوس کی نسبت ذی علم یہہ رائے رکہتے ہین کہ "حضرت عمر نے اون کی خاطر سے قانون انصاف کو بدلنا نہین چاہا"

حضرت عمر نے اسلامی قانون انصاف کی ناوانی سے ایک مسلمان کو مرتد کر دیا -

تجکو مذہب اسلام کا کوئی قانون انصاف و اخلاق ایسا نہین ملتا ہے کہ جس سے کوئی مسلمان مذہب اسلام کو

قرار دہ بد اخلاقی سمجھ کر، مرتد ہو سکے۔ بلکہ مذہب اسلام کے قانون انصاف، اور اوس کے منشار پر کامل عبور ہونے کی وجہہ سے حضرت عمر اس معاملہ اور اس شکایت کی تہ کو نہ پہونچ سکے جسکی وجہہ سے ایک مسلمان مرتد ہو گیا۔

مذہب اسلام مین آزادی کے مساویانہ حقوق کے ساتھ فضیلت اور عزت کے بھی مدارج مقرر کیئے گئے ہین

مذہب اسلام مین بے شک حقوق، آزادی کے ساتھ، مساوی مسلمانون کو دئے گئے ہین اور جو کوئی کسی کے ساتھ ذرا سی بداخلاقی کرے اوس کو قابل سزا قرار دیا گیا ہے۔ لیکن فضیلت جن وجوہ سے ہو اور اوس کے لئے جو عزت کسی کو ہو اوس فضیلت اور عزت کے مدارج بھی مذہب اسلام مین قرار دئے گئے ہین یہان تک کہ خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہے۔

"تلک الرسل فضلنا بعضہم علے بعض"۔ کہ "یہ اون رسولون مین فضیلت دی ہم نے بعض اون کے کو اوپر بعض اون کے کے"

اور آنحضرت نے بھی فضیلت کا لحاظ ہمیشہ رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ "جو کسی شخص کو ایسے گروہ پر مقرر کرے کہ جس گروہ مین اوس سے افضل شخص ہو تو اوس نے خدا اور رسول اور مومنین کی خیانت کی"۔ سلہ

اور دوسری روایت مین یہہ وارد ہوا ہے جس کے راوی حضرت ابوبکر ہین کہ "جو شخص دس شخصون پر بھی کسی ایسے شخص کو حاکم مقرر کرے کہ جو شخص منجملہ اون دسون کے ایک سے بھی کم درجہ رکھنے والا ہو گا تو اوس پر خدا اور رسول کی لعنت ہے"

اگر کوئی شخص مساوی درجہ والے کے ساتھ مین کوئی

سلہ ازالۃ الخفا بروایت ابن عباس،

Marfat.com

مساوی درجہ رکھنے والون اور اون سے افضل درجہ رکھنے والون کی جدا گانہ شان مذہب اسلام مین ہے۔

گستاخی کرے تو اوس کی اور شان ہوگی اور افضل کے ساتھہ گستاخی کرے تو اور شان ہوگی۔ جبلہ کی چادر کا کونہ کسی شخص نے اپنے پاؤن کے نیچے دبا دیا تو اوس نے خلاف ہزم و احتیاط کے کوئی فعل بداخلاقی کا کیا تہا یا ہنین؟ اور اوس بداخلاقی سے طیش مین آکر جبلہ نے جو اوس گستاخ کے طمانچہ مارا تو اوس گستاخ کو یہہ حق تہا یا ہنین کہ وہ ہی جبلہ کے خود طمانچہ مار دے؟ اس معاملہ اور شکایت کا قانون انصاف سے اوسی وقت فیصلہ سمجہا جا سکتا ہے کہ جب جبلہ مذہب اسلام کو بے تہذیبی کا دروازہ نہ سمجہکر اپنے اوپر اوس کو بند نہ کر لیتا۔

حضرت عمر مفضول و فاضل کو مساوی الدرجہ سمجہتے تہے۔

لیکن حضرت عمر نے پالیسی ہی یہہ قرار دی ہی کہ تمام مسلمان ہر امر مساوی درجہ رکہین اور افضل لوگ ہی، اسوہ من الناس، سمجہے جاوین حالانکہ مذہب اسلام کے حرکت، مسائل اخلاقی اس کے بالکل برخلاف ہین۔

حضرت عمر کا سرداران قریش سے آزاد شدہ غلامون کو اون حضوری مین ترجیح دینا

ایسے ہی یہہ قصہ کہ "حضرت عمر کی ملاقات کے لئے کچہہ لوگ آئے تہے، جہین سے صہیب، بلال، عمار وغیرہ ہی تہے، اور اکثر آزاد شدہ غلام تہے حضرت عمر نے اہنین لوگون کو بلایا اور سرداران قریش جنین حضرت ابو سفیان ہی تہے باہر بیٹہے رہے" لیکن عموماً سیرت پیغمبری یہہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی سردار قریش یا معزز کسی قوم کا جب آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا، باوصف اس کے کہ

Marfat.com

اوس نے اسلام ہی قبول نہ کیا ہو، حضرت اوس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، اپنی مسند پر یا اپنے پاس اوسکو بٹھا لیتے تھے۔

تعیین تنخواہ مین صرف اسلامی خصوصیت کا لحاظ اور اوسکی ذرہ

قبائل عرب اور صحابہ کی تنخواہین جب حضرت عمر نے مقرر کین تو اونھون نے دولت وجاہ، زور قوت، ناموری شہرت، اعزاز و امتیاز کی تمام خصوصیتون کو مٹا کر صرف اسلامی خصوصیت قائم رکھی، اور اسی اعتبار سے تنخواہین بیش و کم مقرر کین، جو لوگ اول اسلام لائے تھے یا جہاد مین کارہائے نمایان کئے تھے، یا آنحضرت کے ساتھ خصوصیت رکھتے تھے، اون کو غیرون پر ترجیح دی۔ جو ان خصوصیتون مین برابر درجے پر تھے اون کی تنخواہین برابر مقرر کین یہان تک کہ غلام اور آقا مین کچھ فرق نہ رکھا۔ لیکن

علمی تفضیل کی خصوصیتون قرار داد فاروقی مین منبر اول تھے اور پھر اون کی تنخواہ مین

یہ امر حیرت مین ڈالتا ہے کہ باوصف اس کے کہ صرف اسلامی خصوصیت کو قائم رکھا تھا تو سب مسلمانون کے مساوی حقوق قائم رکھنے ہی مبیا کہ وہ ہر امر مین مسلمانون کی مساوات کرتے تھے، اور اگر اونھون نے مسلمانون مین افضلیت کا خیال کیا تو علمی تفضیل کے لئے اون کی شان کے موافق کیون کوئی تنخواہ یا وظیفہ مقرر نہین کیا گیا؟ حالانکہ اون تمام خصوصیتون مین جن کی بنا پر حضرت عمر نے تنخواہین مقرر کی تھین، اس کا سب سے منبر اول تھا، وہ اول شخص ہین کہ جنھون نے رسول اللہ کے طریقے پر رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ اوس وقت تک بجز نبی و علی کے کوئی اور موحد اور مقلد اس دین کا نہ تھا، جہاد مین جو جو کار نمایان اونھون

سے کیے اور جو مافوق طاقت انسانی اون سے طاقت وقوت کا ظہور ہوا اوس
کو حضرت عمر خوب جانتے تہے، آنحضرت کے ساتہہ جو خصوصیت خاص وہ رکہتے
تہے یا آنحضرت کو اون کے ساتہہ جو خصوصیت خاص تہی اوس کو خود آنحضرت
نے بارہا بیان فرما دیا تہا اور جو حضرت عمر نے حضرت عبداللہ بن عباس کی
ایسی لیاقت میں بتصریح اوس خصوصیت والفت پیغمبر کو علم تفقہ کے ساتہہ
مین، تسلیم کیا تہا ـ ایسی حالت مین علم تفقہ کی کوئی تنخواہ یا وظیفہ اون کی شان
کے موافق مقرر ہونا دو حال سے خالی نہین، یا تو حضرت عمر علم تفقہ مین
کوئی خصوصیت اسلامی سمجہتے نہون گے یا یہہ سمجہتے ہون گے کہ کوئی وظیفہ یا
تنخواہ درحقیقت کوئی معاوضہ اون کی شان خصوصیت اسلامی کا ہو نہین
سکتا اور جو چیز اون کی خصوصیت اسلامی کا اگر حق ہو سکتی تہی، وہ خود حضرت
عمر کی مٹہی مین تہی اور اوس کو دینے کے لیے حضرت عمر اپنی مٹہی کہول نہین سکتے تہے،

حضرت عمر مین کسی کے لیے امتیاز پسند نہ کرنے کی مثال مین مسجد جامع مصر کے ممبر کا واقعہ ـ

ذی علم مصنف حضرت عمر کی نسبت یہہ رائے ظاہر کر کے کہ "وہ کسی شخص کے لیے امتیاز پسند نہین کرتے تہے" یہہ بیان کرتے ہین
کہ "عمرو عاص نے مصر کی جامع مسجد مین ممبر بنایا تو لکہہ بہیجا، کہ کیا تم یہہ
پسند کرتے ہو کہ اور مسلمان نیچے بیٹہین اور تم اوپر بیٹہو" ایسے امتیاز کی ممانعت
خالی تعجب سے نہین ہے مسجد اور خصوص مسجد جامع مین ممبر کا طریقہ اور
خطیب و واعظ اور حاکم اور امام جماعت کا امتیاز عہد پیغمبر سے قائم ہو چکا
تہا اور جو کوئی ایسا حق، بعد پیغمبر کے رکہتا تہا، اور اوس کی طرف سے جہان
جہان اضلاع و مقبوضات مین خطابت اور حکومت کا منصب رکہتے تہے،

اون کی طرف سے وہ امتیاز ضرور برقرار رہنا چاہیے تھا۔ چنانچہ ایسا امتیاز ابتک قائم ہے۔ کیا حضرت عمر مسجد نبوی مین ممبر پر جاکر خطبہ نہین دیتے تھے؟ اگر وہ ایسا کرتے تھے تو ضرور دوسرون کے لیے وہ مماثلت اور ہمسری کا دعوے مٹانے کے لیے تھی۔ اور اگر خود ہی ممبر رسول پر قدم نہین رکھتے تھے تو ہیبت حق، جانشینی کی مانع تھی اور جرأت نہین ہوتی تھی کہ پیغمبر کا اپنے آپکو جانشین قرار دین۔ لیکن کچھہ شبہ نہین ہو سکتا کہ حضرت عمر کے ایسے امتیاز کے مٹانے سے اون کی ذاتی وقعت بڑھتی۔ کیونکہ جب کوئی شخص ادنے درجہ سے دفعتًا اعلے درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور وہ اپنی شان عظمت دکھاتا ہے تو، لوگ اوس کی پچھلی حالت کو یاد کرکے نکتہ چینی پر زبان کھولتے ہین۔ مگر جب ایسا شخص اپنی اور برتاؤ اوسی طرز سے رکھتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو بجائے اس کے کہ اوس کی کسر شان ہو لوگون کی نگاہ مین اوسکی وقعت دونی ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسا امتیاز اگر حضرت عمر نے اپنے لیے ہی باقی نہ رکھا تو حضرت عمر کے لیے کوئی فخر پیدا نہین کر سکتا۔ ایسا انکسار اوس کسی کے لیے باعث افتخار ہو سکتا ہے جو حقیقی سربلند ہو۔

جاہلیت کی بیہودہ رسم مفاخرت عہد پیغمبر مین مٹ چکی تھی فاروقی پالیسی نے اوس نے پھر عود کرکے مسلمانون مین باہم کشت و خون کرایا۔

لیکن حضرت عمر کے اس امر کے عمل مین لانے سے یہ نہین ہوا کہ "قبائل عرب جو بیہودہ مفاخرت کی بنا پر آپس مین لڑتے رہتے تھے اور جس کی وجہ سے عرب کا سارا خطہ ایک میدان کارزار بن گیا تھا اون کی باہمی رقابت اور مفاخرت کا زور بالکل گھٹ گیا بلکہ وہ بے بیہودہ مفاخرت اور اوس کے ذریعے سے جنگ وجدل جو عرب

Marfat.com

کی سیرت مین داخل ہوگیا تہا وہ عہد پیغمبر مین ہی معدوم ہوگیا تہا جس کی آخری وجہہ یہہ ہوئی کہ جسقدر متعدد حکومتین قبائل عرب مین ہتین وہ سب معدوم ہوکر امارت قریش کے ساتہہ منضم ہوگئی ہتین اور مسلمانون کے حقوق ساوی بلحاظ تدرمراتب اور درجہ عزت کے قرار لیے گئے تہے۔ مگر حضرت عمر نے اون مراتب درجہ و عزت، خصوص حق و منصب امارت) اور استحقاق خلافت مین خلل ڈالکر، خلافت کو اوس کے محل سے، جہان پیغمبر کی مرضی اور منشا سے قرار پا چکی تہی ہٹایا اور ایسی ایسی افتیار کی جس کے سبب سے ہر ایک کو حوصلہ حصول خلافت اور بیہودہ مفاخرت کا جو زمانہ جاہلیت مین رائج تہا اور جو عہد پیغمبر مین مٹ چکا تہا، پہر تازہ ہوگیا، اور اوس سے واقعات تاریخ اسلام مین باہم مسلمانون کی خونریزی کی سرخ روشنائی سے تحریر ہین اور جو صفحہ روزگار پر طلائی حروف کی طرح چمک رہے ہین اور اوسکے نتائج آجتک مسلمان بہگت رہے ہین۔

فاروقی طرز بے امتیازی کا پہل

البتہ حضرت عمر سے جب کبہی ایسے امور سرزد ہوتے تہے جس سے رتبہ اون کو بے امتیازی کا حاصل ہو وہ اون کی ذات ہی کے واسطے بے شک مفید تہا۔ اون کی حالت ایسی ہی تہی باوصف اس کے کہ وہ اپنے آپ کو بے امتیازی کی حالت مین رکہتے تہے اور اگر کوئی واجبی حکم دیتے تہے تو بہی لوگ پچہلی حالت کے یاد کرنے سے باز نہین رہ سکتے تہے جیسا کہ عمرو عاص، عمر کے دوست نے حضرت عمر کے باپ کی حالت کو یاد کیا ہے جسکو ذی علم مصنف ابہی ذکر فرماچکے ہین۔

حضرت عمر کی اسی بے امتیازی کے برقرار رکہنے سے جو کچہ حالت

کا سبق یاد آتی تہی وہ دل کی دل ہی مین رہ جاتی تہی اور سوائے خاص لوگون کے عام لوگون کو ایسی بات کے یاد کرنے کا موقع ہی نہین رہتا تہا لیکن باوصف اس کے کہ حضرت عمر کی سیرت بے امتیازی کو کہولا جاتا ہے تعجب یہہ ہے کہ امیر المومنین کا پُر فخر لقب اونہون نے کیون اختیار کیا جسکو ذی علم مصنف خود بیان کرکے یہہ تاویل کرتے ہین کہ۔

حضرت عمر کو امیر المومنین کے لقب اختیار کرنے کی تاویل کی حقیقت۔

"یہہ لقب کوئی فخر کی بات نہین سمجہی جاتی بلکہ اس سے صرف عہدہ اور خدمت کا اظہار ہوتا تہا" اگر یہی بات ہے تو یہہ لقب پیغمبر علیہ تفضلاً کو دے چکے تہے [1]

اور اسی جگہہ سے سمجہہ لینا چاہیے کہ حضرت عمر نے یہہ لقب کیون اختیار کیا؟ اور اونکو اختیار کرنا جائز تہا یا نہین؟ اور وہ خدمت اور عہدہ اوس کے ہاتہ مین رہنا چاہیے تہا یا نہین کہ جسکو یہہ لقب آنحضرت نے عطا فرمایا تہا۔؟

بجز حضرت عمر کے اور کسی سے بارگران خلافت کا نہ اوٹہتا۔

ذی علم مصنف اس موقع پر یہہ ہی تعریض کرتے ہین کہ "ممکن ہے ایک کوتاہ نظر کو یہہ خیال ہو کہ حضرت عمر کو خلافت سے اگر کسی طرح کا اعزاز اور امتیاز منظور نہین تہا تو اونہون نے خلافت اختیار ہی کیون کی؟" اور اس کا جواب یہہ دیتے ہین کہ "دوسرا کون شخص تہا جو اس کو سنبہال لیتا وہ جانتے تہے کہ یہہ بارگران اون کے سوا اور کسی سے نہین اوٹہ سکتا تہا اگر لوگون کی بدگمانی کے خیال سے دست بردار ہوجاتے تو خدا کو کیا جواب دیتے"۔

اور خود حضرت عمر کے قول سے سند لاتے ہین "یعنی اگر مجکو یہہ امید ہوتی

[1] طراز المحدثین حافظ ابو بکر بن مردویہ متوفی ۴۱۶ھ در مناقب و فردوس الاخبار دیلمی متوفی ۵۰۹ھ

Marfat.com

کہ مین تم لوگون کے لئے سب سے زیادہ کارآمد، سب سے زیادہ قوی، اور مہمات امور کے لئے سب سے زیادہ قوی بازو ہون تو مین اس منصب کو قبول نکرتا"

حضرت عمر کا بیان کہ سوا میرے اور کوئی خلافت کے کام کے لئے مجھہ سے زیادہ قوت والا نہین

یا یہہ کہا کہ " اگر مین جانتا کہ کوئی شخص اس کام (خلافت) کے لئے مجھہ سے زیادہ قوت رکھتا ہے تو خلافت قبول کرنے کی بہ نسبت میرے نزدیک یہہ زیادہ آسان تہا کہ میری گردن ماردی جائے"

حضرت عمر اصول سیاست کے خوب جاننے والے اور اس فن مین جملہ صحابہ سے ممتاز تہے

ذی علم مصنف ظاہر کرتے ہین کہ " حضرت عمر کے الفاظ کا ایک لفظ ہی صحت و واقفیت سے ہٹا ہوا نہین ہے۔ حضرت عمر سیاست کے اصول سے خوب واقف تہے اور یہہ وہ خصوصیت تہی کہ جسمین وہ تمام اور صحابہ سے علانیہ ممتاز تہے"

مادح اور ممدوح دونون کے دعوون کی حقیقت

خلافت قبول کرنے کے لئے جو بیان حضرت عمر نے فرمایا ہے اور جس کی صحت پر ذی علم مصنف زور دیتے ہین ایک امر تعجب انگیز ہے۔ ذی علم مصنف کو پہلے یہہ امر طے کرنا تہا کہ حضرت عمر کو یہہ مادّہ کہ تمام مسلمانون امت رسول کے لئے سب سے زیادہ کارآمد اور سب سے قوی، اور مہمات امور کے لئے سب سے زیادہ قوت بازو رکہنے والے تہے اور اصول سیاست سے خوب واقف تہے اور اس خصوصیت مین تمام اور صحابہ سے اون کو امتیاز تہا، کہانسے آیا اور کیونکر اونمین پیدا ہوا؟

آیا قدرت نے البیادل و دماغ اون کا پیدا کیا تہا، یا کسی تعلیم

گاہ خاص، یا معلم مسلمہ اور مقبول سے، اونہون نے ایسی تعلیم پائی تہی، اور کسی
ایسی جگہہ سے کوئی سند اونہون نے حاصل کی تہی کہ جس سے اونکو بمقابلہ اور صحابہ
کے ایسا امتیاز علانیہ حاصل ہوا ہو؟ تاریخ اسلام اور اوس سوانح عمری حضرت
عمر سے کہ جو ذی علم مصنف نے لکہی ہے کسیطرح یہہ امر قرار نہین پا سکتا کہ حضرت
عمر مین قدرتاً ایسا مادہ موجود تہا۔

اگر حضرت عمر مین قدرتاً ایسا مادہ ہوتا تو بانی اسلام وہی ہوتے

اگر حضرت عمر مین ایسا مادہ موجود ہوتا تو مذہب اسلام کی بنا قائم
کرنے والے، جس سے قومی سلطنت سلمانون کی قائم ہوئی، اور جو تدبیرین
اور مشکلین اوس کے رواج اور تشریع مین پیش آئین اون کے حل
کرنے والے، اور اون کے حل کرنے مین جو تدبیر و فکر و عمل کا،

اوس زمانہ مین کوئی درسگاہ بالتعلیم اصول سیاست کی سکہائی کے لئے نہین تہا جہان حضرت عمر نے کچہہ سیکہا ہو۔

ایک قدرت خدا کا نمونہ
نظر آتا، اور جس سے زیادہ کوئی
معجزہ نہین ہو سکتا، حضرت عمر ہوتے
یہہ بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ اوس زمانہ
مین اصول سیاست کے سیکہنے کے لئے نہ کوئی تعلیم گاہ تہی، نہ معلم تہا۔

آنحضرت نے اپنے قدرتی دل و دماغ سے جمیع ارکان شریعت اور اوسکے طریق ظاہر کیا

قدرت خدا نے آنحضرت
صلعم کو ایسا شخص پیدا کیا کہ جنکا دل
و دماغ صانع عالم کی حکمتون اور قدرتون
کو پہچاننے والا تہا اور جس سے اونکو بہ آسانی علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا۔

حضرت عمر کی جوانی رنگ تربیت و تعلیم جاہلیت مین گذری۔

حضرت عمر کی نسبت یہہ امر
مسلمہ ہے کہ اونہون نے اپنے ابتدائی

سن سے نہ پیغمبر کی صحبت پائی نہ تربیت، بلکہ اونہون نے اپنی کامل جوانی زمانۂ جاہلیت کے رنگ تعلیم و تربیت مین صرف کی۔ اور وہ رنگ اون کے دل و دماغ مین رسوخ پا گیا تہا کہ جس مین وہ نہایت پختہ ہو گئے تہے۔

یہہ ظاہر ہے کہ وہ تعلیم اور رنگ اون کا خلاف اوس [illegible] اور رنگ قدرتی کے تہا، جو حضرت محمدؐ کی فکر و تدبیر سے، جو قدرتی تہی قائم ہوا۔ اور اوسی رنگ ولسن کے قائم کرنے کے جس کو شریعت کہتے ارکان قرار دیے، اور اوس مین تمام اصول سیاست کے، اور امور اہم کے طریقے ظاہر فرما دیے۔

تعلیم پیغمبری کی سند حضرت عمر سے نہ کوئی پیش نہین ہوئی ممدوح و مادح دونون تعلیم پیغمبری کی سند ثبوت مین نہ پیش کر سکے۔

ذی علم مصنف کو لازم تہا کہ وہ ان امور کو دکہاتے کہ حضرت عمر نے سب سے زیادہ قوت بہادری اور کی پیغمبر سے سیکہی تہی، اور اصول سیاست کی خوب واقفیت پیغمبر سے پیدا کی تہی، اوس خصوصیت مین وہ اور تمام صحابہ سے ممتاز تہے" (جس سے مراد فضیلت علم اور بے خطا قوت عمل سے ہے) بجائے اس کے کہ اوس کی سند خود قول حضرت عمر سے دکہائی، قول پیغمبر سے دکہاتے۔

علم تصفیے کی تعلیم و تربیت پیغمبری اور اوس تعلیم سے شرف و بزرگی کے اسناد پیغمبر اور استاد سے سب کا بے خبر ہونا

اور تیج اصول [illegible] کو بھی دیکہنے والا، اس امر کا انکار نہین کر سکتا کہ وہ شخص علم تصفیے ہی تہا کہ جس کو بچپن سے پیغمبر نے اوسی [illegible] پر تعلیم و تربیت دی کہ جس طریقے پر پیغمبر اوس قدرتی [illegible] تیز چلنے والے تہے، اور اوسی طریقے کو علم تصفیے کے دل و دماغ مین [illegible]

کیا، اور وہ تمام علوم کہ جو اوس طریقے کے لیے لازمی اور ضروری تھے، سکھا اور علیم تضٰے کے دل و دماغ نے جس کو قانون قدرت نے طریقۂ پیغمبری قبول کرنے کے لیے وضع کیا تھا، بغیر امیزش دوسرے رنگ کے قبول کیا۔ اور ابتدا ہی سے پیغمبر نے جس رنگ مین کہ اون کو غوطہ دیا اوسی مین وہ ڈوبے رہے، جس سے اون کو علم وشرف کی فضیلت حاصل ہوئی۔

اور اونہین کو مہمات امور طے کرنے کی قابلیت، اور سیاست کے اصول کی واقفیت کہ جو ایک جزو شریعت تھا، اور کل شریعت کی حقیقت، اور اوسکے تعمیل کرنے، اور کرانے کے اصول کی خصوصیت کا، کل صحابہ پر درجہ امتیاز حاصل کیا، اور ہر امر کی سندین پیغمبر سے اس درجہ پر حاصل کین کہ جس سے ہر کوئی سچا مسلمان عالم تحیر مین رہ جاتا ہے۔

کوئی صحابی ایسا نہین تھا کہ جو دل مین علیم تضٰے کے اوس شرف وفضیلت کا یقین نہ رکھتا ہو، یا پیغمبر نے جو ہر قسم کی سندین علیم تضٰے کو عطا فرمائین تھین اون سے بے خبر ہو، جس کے باعث علیم تضٰے کی اوس فضیلت علمی، اور قابلیت عملی کی صحت اور واقفیت سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا ہے بجز اوس کے جو طلائی کمانیون کی عینک حضرت عمر کی طرفداری مین لگاکر اون سندون کو ہی نہ دیکھتا ہو۔

اصول سیاست ومہمات امور مین علیم تضٰے کی رائے پر فاروقی عمل۔

خود حضرت عمر نے، جنکی نسبت ذی علم مصنف نے اپنی طبع آزمائی کا زور دکھایا ہے ایسے اصول سیاست اور مہمات امور کے طے کرنے کے لیے علیم تضٰے کی رائے لیتے تھے جیساکہ حملہ، یا دفاع حملہ شام وروم وایران کے وقت ظہور مین آیا،

اور علیم تفضلے کی رائون اور صلاحون پر عمل کیا - اگر حضرت عمرمین یہہ باتین بذاتہ موجود ہتین اور محض مشورے کی غرض سے پوچہتے تہے تو پہر یہہ کیون فرمایا کرتے تہے "لولا علیؓ لہلک عمر" -

فاروقی راستبازی اور خدا سے خوف کی حقیقت -

اگر حضرت عمرمین اوس قسم کی قابلیت تہی اور اون کی راستبازی کا تقاضا ہی تہا کہ "بارگران خلافت کا اون کے سوا کسی سے اوٹہہ نہین سکتا تہا اور بحالت دست برداری خدا کو کیا جواب دیتے"

اوہنون نے سقیفہ بنی ساعدہ مین بروز اول کیون نہ دیکہایا اور کیون اوس راستبازی اور خوف خدا کو ویسے بہلا دیا اور ایک کمزور ناتہون والی حضرت ابوبکر کو باوجہہ اور فلتۃً (یعنی بے اندیشہ و ناگاہ جیسا کہ خود حضرت عمر نے فرمایا ہے اور ذی علم مصنف نے قبول کیا ہے[1]) خلیفہ کیون بنایا اور باوجود اس کے کہ حضرت ابوبکر انکار کرتے تہے اور حضرت عمر کے خلیفہ ہونے پر اصرار کرتے تہے، حضرت عمر نے کیون بارگران خلافت کا نہ اٹہایا اور راستبازی کا تقاضا اور خدا کا خوف کیون نہ دکہایا اور کیون اشرونہ مرتکب اوس خطا کے ہوئے ؟

سقیفہ بنی ساعدہ کے روز حضرت عمر کی خلافت نہ قبول کرنے مین پالیسی -

مگر اوس روز پالیسی مقتضی بے شک اسی کی تہی کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے جائین اور حضرت عمر اوس بارگران کو نہ اٹہائین - جس سے دانشمندی حضرت عمر کی بہ خوبی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اول روز تہا امارت و خلافت کے اوس جگہہ سے ہٹائے جانے کا کہ جس جگہہ قائم ہو چکی تہی، اور خدا و رسول کے منشا کے خلاف جیسا کہ

[1] دیکہو الفاروق

Marfat.com

آیات صریح قرآنی، اور قول وفعل پیغمبر سے علانیہ ظاہر ہوتا ہے اور جس کو حضرت عمر خوب جانتے تھے خلیفہ مقرر کرنے کا۔

اور علیہ تقضا کی طرف سے، کہ جن کو پیغمبر بمقام غدیر حوالی جحفہ، مین، حجۃالوداع کی واپسی کے وقت، جس کو ابہی ایک پوری سہ ماہی بہی نہین گذری تہی اور واقعہ تازہ تہا، مسلمانون کے مجمع غفیر کے روبرو اپنا جانشین کر گئے تہی خوف تہا کہ وہ اس جدید خلیفہ کی درہمی برہمی کے لئے کچھہ نہ کچھہ کرین گے اور جو کچھہ علیہ تقضا کے ہاتہ سے آفت پہونچیگی وہ ادسی خلیفہ جدید کو پہونچیگی، اور زمانہ کا رنگ اور ابہی اس تدبیر کا نتیجہ، دیکھہ لیا جائے گا۔

جس کا تمرہ ہر حالت مین حضرت عمر کی ذات کے لئے مصرون ہوتا تہا۔

فاروقی ادعائے مفاخرت کی شان۔

حضرت عمر کا اپنی نسبت یہہ فرمانا۔ کہ ”تم لوگون کے لئے سب سے زیادہ کارآمد، سب سے زیادہ قوی، اور مہمات امور کے لئے سب سے زیادہ قوی بازو ہون۔ اگر مین جانتا کہ کوئی شخص اس کام (خلافت) کے لئے مجہہ سے زیادہ قوت رکھتا ہے، تو خلافت قبول کرنے کی بہ نسبت میرے نزدیک یہہ زیادہ آسان تہا کہ میری گردن ماردی جائے“۔ محض ادسی نوع کی مفاخرت کا اظہار ہے جیسی کہ اسلام سے قبل عادت عرب کی تہی۔ اون کے اس ادعا مفاخرت کے لئے معلم ربانی کی کوئی سند نہین تہی جس سے ظاہر ہو کہ کوئی زمانہ اون کے لئے ویسی قابلیت وجدانی کا آیا تہا۔ حضرت عمر کے وہ قول اور فعل، جن کا تعلق قبول روایون اور مشورون علیہ تقضا اور دیگر صحابہ سے ہے، اور جو واقعات مابعد سے ظاہر ہوتے ہین، اون کے ادعا مفاخرت کی،

Marfat.com

تصدیق نہین ہونے دیتے۔

علم مرتضیٰ کے فضل علمی و دیگر مراتب کی نسبت آنحضرت کے وقتاً فوقتاً ارشادات کے اشارہ کے بعد غدیر خم کے خطبہ اعلام جانشینی سے بطور یکجائی اون فضائل کا نشان۔

برخلاف اس کے شان علمیہ مرتضائیہ کی ہے جن کو پیغمبر وقتاً فوقتاً جتلاتے رہے ہین اور جسکا نشان جابجا کتب اہل سنت مین موجود ہے۔ خطبہ غدیر جو اہل سنت کے ہان منقول ہوا ہے اوس مین بہی کچہہ حصہ یکجائی اون نشانون کا موجود ہے جس کو بقدر ضرورت اس موقع کے، مین ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون۔ آن حضرت ارشاد فرماتے ہین۔

غدیر خم مین آنحضرت کا خطبہ[1] شکریہ انعام الٰہی۔

"ایہا الناس! پہلے مین خدا کی اون نعمتون پر، جو میری ذات مین پائی جاتی ہین شکر کرتا ہون، اور اوس کے بعد خدا ہی سے اوس امتحان و بلا پر، جو میری عترت اور اہلبیت پر پڑنے والے ہین،

مصائب پر خدا سے استمداد

اور دنیا کی ناگوار مصیبتون پر، اور روز آخرت کی مہلک زحمتون پر، مدد مانگتا ہون۔

شہادت وحدانیت خدا اور اپنی نبوت کی تصدیق اور تمام عالم جس مین اولین وآخرین شامل ہین اپنی برگزیدگی کا اقرار۔

پہر مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے پروردگار عالم واحد واحد کے کوئی خدا نہین ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی زوجہ یا فرزند یا مددگار قرار نہین دیا اور اوس کے تمام بندون مین سے

[1] توضیح الدلائل سید شہاب الدین احمد حنفی توریق شاہ سلامت اللہ صاحب اپنی کتاب معرکہ الدرا مین فرماتے ہین — ۱۲ منہ

مین بہی ایک بندہ ہون - لیکن اوس نے مجہے اپنی پیغامبری کے لئے تمام خلق مین بہیجا ہے تاکہ جو ہلاک ہونے والا ہے وہ ایک حجت کے ساتہہ ہلاک ہوجائے، اور جو نجات پانے والا ہے وہ ایک حجت مین نجات پاجائے، مجہے خدا نے تمام عالم پر کہ جن مین اولین وآخرین بہی شامل ہین برگزیدہ فرمایا ہے، اور کنجیان اپنے خزانہ کی مجہے عطا فرمائی ہین، اور جو عہد مجہہ سے کئے ہین اون کا بہت استحکام فرمایا ہے - اور اپنے راز میرے پاس امانت سپرد کئے ہین اور میری امداد فرمائی ہے - اس وجہہ سے مجہے اوس کی بصارت حاصل ہوئی ہے - پس مین ہی آغاز کرنے والا ہون اور مین ہی انتہا پر پہونچنے والا ہون - اور سوائے ذات اقدس الہی کے کسی ذریعہ سے قوت حاصل نہین ہوسکتی -

انحضرت کی پیشین گوئی کچھ اصحاب کے متعلق جو اون پر جہوٹ باندہینگے اور لوگ اسے قبول کرینگے

اے حاضرین ڈرو خدا سے جو کہ حق ڈرنے کا ہے، اور نہ لڑو کسی سے مگر دین اسلام پر اور یاد رکہو کہ خدا تمام چیزون پر احاطہ کئے ہوئے ہے - قریب ہے کہ میرے بعد کچہہ قومین ایسی ہونگی کہ جو مجہہ پر جہوٹ باندہینگی اور لوگ اون کے جہوٹ کو قبول کرینگے - مگر پناہ بذات خدا، اگر مین خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے کچہہ اور زبان سے نکالون، یا سوائے امر راست کی، اوس کے حکم سے خلاف اور کچہہ بات کہہ سکون، اور سوائے اوس کے جو حکم خدا نے مجہے دیا ہے، مین تمہین کوئی اور حکم کرون، اور سوائے خدا کے کسی اور چیز کی طرف مین تمہاری دعوت نہین کرتا اور جو لوگ کہ ظالم ہین بہت جلد جان لینگے کہ کیسی بازگشت اون کی ہونے والی ہے"

Marfat.com

عبادہ بن صامت کے سوالات اور آنحضرت کے جوابات

راوی کہتا ہے کہ اس مقام تک آنحضرت پہونچے تھے کہ عبادہ
ابن صامت کھڑے ہوئے اور عرض کیا،

عبادہ بن صامت ! یا رسول اللہ یہہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہیں ہمکو بتا دیجئے اور پہچنوا دیجئے تاکہ ہم اون سے حذر کریں ؟

پیغمبر صلعم - یہہ کچھہ لوگ ہیں کہ ابتدا سے ہی ہماری دشمنی کے لئے امادہ ہو رہے ہیں اور جب میری جان یہانتک (حلق مبارک پر انگلی رکھکر فرمایا) پہونچے گی اوسوقت یہہ لوگ ظاہر ہوں گے،

عبادہ - جب ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں - ؟

پیغمبر کی شہادت بابتہ اوصاف عترت، اور اپنا اور ان کا ایک نور سے ہونا -

پیغمبرؐ - تم ان لوگوں کی پیروی اور اطاعت کرنا جو میری عترت ہیں، سب سے پیش قدم ہیں، اور میری پیغمبری کے علم کے لینے والے ہیں، اور وہی تم کو گمراہی سے باز رکھیں گے، اور نیکی کی طرف دعوت کریں گے، یہ اہل حق ہیں، اور صدق و راستی کی کان ہیں کتاب وسنت کو تم لوگوں میں زندہ رکھیں گے، اور حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو پست کریں گے اور کسی جاہل کی طرف میلان نہ کریں گے -

صاحبو! خدا نے مجھے اور میرے اہلبیت کو ایک مٹی سے بنایا ہے، اور اوس سے سوائے میرے اہلبیت کے اور کسی غیر کو نہیں پیدا کیا - ہم اول وہ لوگ ہیں کہ جن کی سب سے پہلے خلقت ہوئی -

ہمارے نور سے خدا نے تاریکی کو روشن کیا اور ہمکو زندہ کیا اور ہمارے وصف کو سب سے ظاہر کیا

جب خدا ہمیں پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے تاریکی کو روشن کر دیا، اور پہر

Marfat.com

ہر ایک طینت کو زندہ کیا، اور فرمایا کہ یہہ لوگ بہترین افراد امت میری سے ہین، اور عاملان علم میرے ہین، اور خازنان اسرار میرے ہین، اور سردار اہل زمین ہین، اور حق کی طرف دعوت کرنے والے ہین، اور راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہین، اونکو شک کبھی نہین پیدا ہوتا، ریب کبھی عارض نہین ہوتا، کبھی راہ حق سے پاؤن پیچھے نہین ہٹتا اور خدا کے کسی عہد کو نہین توڑتے ہ

عترت کے اوصاف اور یہہ کہ خدا اولین و آخرین سے اوس کی اطاعت کرنے کا عہد لیتا رہا ہے اور اپنی کلام مین اونہین کی قسم دلاتا ہے۔

یہہ وہ ہادی ہین جو خود ہدایت یافتہ ہین، اور ائمہ راشدین ہین جو اون کی اطاعت اور ولایت کو لئے ہوئے میرے پاس آوے وہ ہدایت یافتہ ہے، اور جو ان سے منحرف ہو اور ان کی عداوت لئے ہوئے میرے پاس آوے وہ گمراہ ہے۔ ان کی محبت ایمان ہے، اور بغض ان کا نفاق ہے، اور یہی ائمہ ہدایت اور مضبوط رسیان احکام خدا کی ہین، اور اونہین کے طفیل سے اعمال صالح تمام ہوتے ہین، اور اونہین کی محبت کا خدا ہمیشہ اولین و آخرین سے عہد لیتا رہا ہے اور یہی وہ ارحام ہین کہ جن کی قسم خدا نے ہمکو اپنے کلام مین کھلائی ہے۔ آیت

مستدلہ آیات قرآنی آنحضرت کی زبانی

۱ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ | ترجمہ۔ اور ڈرو اللہ سے جن کے نام سے مانگتے ہو آپس مین۔ اور ڈرو قرابت دارون سے۔ (اے قطع ارحام سے) تحقیق کہ اللہ تمپر نگہبان ہے۔

۲ فقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فے القربے ہ" | پس کہا کہہ (اے محمدؐ) مین اجر رسالت سوائے اس کے کہ میرے قریبون سے محبت

کرد اور کچھ نہین چاہتا۔

اوصاف عترت

یہی وہ لوگ ہین جن سے خدا نے ہر عیب و نجاست کو دور کر کے طیب و طاہر کیا ہے، یہی وہ لوگ ہین جب گویا ہوتے ہین تب نہایت راست گو ہوتے ہین اور جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے اوس وقت بڑے عالم ہین اور جو چیز ان کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے اوسکی نگہبانی کرتے ہین

اہلبیت رسالت مین آنحضرت کی زبانی مخصوص دس خصلتون کا ہونا جو اون کی غیر مین نہین۔

اور میرے اہل بیت مین دس خصلتین ایسی ہین کہ سوائے اون کے اور کسی مین جمع نہین ہین۔ بردباری، علم، نبوت، بزرگی، سخاوت، شجاعت، راست گوئی، پاکیزگی، عفت، تقویٰ، یہی لوگ کلمہ تقوے ہین، یہی وسیلہ ہدایت ہین، حجت عظمیٰ ہین اور عروۃ الوثقیٰ ہین۔ یہہ بموجب ارشاد خدا کے تمہارے سردار ہین جو کچھہ مین کہتا ہون وہ میرے خدا کا حکم ہے۔

اعلام جانشینی علیمرتضےٰ

اے لوگو آگاہ ہو (علیمرتضےٰ کا ہاتھہ پکڑ کے) جس کا مین مولے ہون اوسکا علی مولے ہے خدایا دوست رکھہ اوسکو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھہ اوسکو جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اوسکی جو اس کی مدد کرے اور ذلیل کر اوسکو جو اسکو ذلیل کرے۔

تین مرتبہ وحی کا آنا اور اون کے مضامین کا اقتباس۔

اے لوگو میرے اہلبیت کی بارہ مین تین مرتبہ ایسے مضمون کی وحی خدا نے فرمائی ہے کہ یہہ سید المرسلین ہین اور امام نیکو کارون اور اور پرہیزگارون کے ہین اور اون لوگون کے پہچان نے والے ہین جنکی پیشانیان روشن ہین۔

آخری فقرہ خطبہ پیغمبر یوم غدیر کا

اے لوگو جو کچھ مجھے خدا نے میرے اہلبیت کے بارے میں حکم دیا تھا وہ میں نے تم کو پہونچا دیا اور میں تم لوگوں میں اون کو سپرد بخدا کرتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں "

خطبہ میں پیغمبر علیہ التحیۃ والثناء اہل بیت پیغمبر کے مناصب کے اسناد ہیں اور ان کے غیروں کے لئے کوئی سند نہیں ہے نہ حضرت عمر کے لئے کوئی سند ہے۔

خم غدیر میں جو خطبہ پیغمبر نے دیا ہے وہ آخری خطبہ پیغمبر کا ہے جبکہ حجۃ الوداع سے جو اخیر حج پیغمبر کا تھا اور پیغمبر جانتے تھے کہ اب زمانہ رحلت کا قریب ہے مکہ سے مدینہ کو واپس آتے ہوئے، راہ میں مجمع کثیر کے سامنے دیا گیا ہے اور جس کے لئے بہت بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔

درحقیقت یہ وقت ایسا تھا کہ پیغمبر اپنے عقبا کے لئے فرماجائیں جس جس امر کی وہ قابلیت رکھتا ہو اوس کو سند دیجائیں چنانچہ اوہنوں نے اپنے اس خطبہ آخری میں علیہ التحیۃ والثناء اور اہلبیت کے اور اون کے غیروں کے لئے سند عطا فرمائی ہے۔ اونہیں اہنیں کی نسبت جس کی وہ قابلیت رکھتے تھے۔ جبکہ تو حضرت عمر کے لئے، اوس معلم ربانی کی نہ اس خطبہ میں نہ کسی دوسرے مقام پر کوئی ایسی سند ملی نہ ذی علم مصنف نے کوئی ایسی سند دکھائی (باوصف اس کے کہ اوہنوں نے تقویر بگرمی حضرت عمر کو رنگ آمیزی اور صفتی روایتوں سے بہت کچھ رنگا ہے) جس سے حضرت عمر کے قول کی صحت اور واقفیت کی تصدیق ہوسکے، یا ذی علم مصنف کی رائے کی صداقت کا جو وہ حضرت عمر کی نسبت ظاہر کرتے ہیں اندازہ کیا جاسکے۔ پہر

Marfat.com

وہ کونسی چیز ہے جو اس امر کو قبول کرا سکتی ہو کہ "حضرت عمر خلافت سے ہاتھ اوٹھا لیتے تو دوسرا کون شخص تھا جو اوس کو سنبھال لیتا" یا "حضرت عمر قطعی طور پر جانتے تھے کہ یہ بار گران اون کے سوا کسی سے اوٹھ نہیں سکتا" یا "ایسے وقت مین اون کی راستبازی کا یہ تقاضا تھا کہ وہ دیدہ و دانستہ لوگون کی بدگمانی کے خیال سے خلافت سے دست بردار ہو جاتے تو خدا کو کیا جواب دیتے؟"

بلکہ خلاف اس کے معلم ربانی کے کلام مین ہم صاف و صریح پاتے ہیں کہ علی مرتضےٰ اور اہلبیت رسالت و نبوت کے دل و دماغ کو قدرتاً خدا نے اسی کار (خلافت) کے لئے خلق کیا تھا اور وہی اس کار خلافت کے لئے موزون تھے۔ پیغمبر کے ارشاد مین علی مرتضےٰ اور اہل بیت نبوت و رسالت کے غیر کے لئے جو کچھ موجود ہے اوس کا امتیاز کچھ دشوار نہین ہے اور وہی اون غیرون کے لئے پیغمبر کی سند ہے۔

علی مرتضےٰ کا ہر موقع پر اپنے آپکو مصداق ارشاد نبوت و رسالت ثابت کرنا۔

پیغمبر نے علی مرتضےٰ اور اہلبیت کو جس شان کی سندین عطا فرمائی ہین خو علی مرتضےٰ نے بھی اپنی اوس شان کو ہر موقع پر ظاہر فرمایا ہے۔ کیا اوس وقت جبکہ واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ پیش آچکا تھا جس مین حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے گئے۔ کیا اوس وقت جبکہ حضرت عمر کے لئے حضرت ابو بکر نے استخلاف کیا اور اونہون نے خلافت کو چلایا۔ کیا اوس وقت جبکہ اہل شورےٰ کا اجلاس ہوا اور حضرت عثمان خلیفہ قبول کئے گئے۔ کیا اوس زمانہ مین جبکہ علی مرتضےٰ خلیفہ قبول کئے گئے اور پہلا خطبہ اونہون نے دیا (جسکو محدث جمال الدین نے روضۃ الاحباب، اور ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل مین لکھا ہے) اور بعدہٗ اوس وقت جبکہ مقاتلہ اور مقابلہ بی بی عائشہ و حضرات

طلحہ و زبیر اور معاویہ، اور عمرو عاص سے پیش آیا۔

علی مرتضیٰ پر آنحضرت نے ہزار باب علم کھولدیئے۔

پیغمبر نے مرض موت مین علی مرتضیٰ کو جب بلایا ہے اور دونون نے اپنا موہنہ دیوار کی طرف کرلیا اور کپڑا اوڑھ لیا، اور پیغمبر علی سے کچھ راز کی باتین کرنے لگے اور دروازے پر لوگ روک دیئے گئے، تھوڑی دیر کے بعد علی مرتضیٰ نکلے تو لوگون کے دریافت پر فرمایا کہ "رسول خدا نے بطور راز کے، ایک ہزار ایسے دروازے علم کے مجھپر کھولدیئے کہ جنکے ہر دروازہ سے ہزار دروازہ علم کے کشادہ ہوتے ہین"

علی مرتضیٰ کو تعلیم و تربیت پیغمبری کے حالات۔

علی مرتضیٰ خود فرماتے ہین کہ "مین ہر دن اور ہر رات مین پیغمبر کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا، اور آنحضرت میرے لئے خلوت فرماتے تھے، اور مین خلوت مین پیغمبر کے ساتھ پھرتا تھا جس طرح کہ وہ پھرتے تھے،

علی مرتضیٰ کے لئے آنحضرت تعلیم علوم راز کے لئے خلوت کرتے تھے۔

اور اصحاب رسول نے جان لیا تھا کہ یہہ سلوک رسول نے سوائے میرے کسی اور سے نہین کیا ہے، اور ہمیشہ یہہ سلوک ہوتا تھا مجھہ سے میرے گھر مین، اور نیز خانۂ رسول مین، اور اکثر ہوتا تھا میرے ہی گھر مین، اور جب مین داخل ہوتا تھا منزل رسول مین، تو خلوت کیجاتی تھی، اور زنان رسول اٹھادی جاتی تھین، اور رسول اللہ کے پاس سوائے میرے اور کوئی نہین رہتا تھا۔ اور جب آنحضرت خود میرے گھر مین تشریف لاتے تھے۔ تو میری بی بی بچے نہین اٹھائے جاتے تھے، اور جب مین پوچھتا تھا تو آنحضرت جواب دیتے تھے، اور جب مین پوچھہ چکتا تھا

Marfat.com

یا خاموش ہوجاتا تہا، تو آنحضرت خود بات شروع کرتے تہے، اور میری تربیت مین آنحضرت نے بہت کوشش کی۔

تعلیم قرآنی اور پیغمبر کی دعا علی مرتضی کے فہم وحفظ کے لئے اور نہ بہولنا اون کا کسی آیتہ اور علم کو اور لکہہ لینا اوس کا۔

اور نہین نازل ہوی کوئی آیت قرآن مین مگر آنحضرت نے مجہے پڑہادی اور لکہوادی، اور مین نے اپنے خط سے لکہ لی اور آنحضرت نے اوس کی تاویل وتفسیر مجکو بتادی اور نیز اوسکا ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، خاص اور عام بتادیا، اور خدا سے میرے لئے یہہ دعا کی کہ الہی اس کو فہم اور حفظ عطا کر، پس نہ بہولا مین کوئی آیتہ کتاب اللہ سے اور نہ اوس کا علم جو کہ بتایا گیا مجکو، اور نہ لکہنا اوس کا جو پیغمبر نے مجپر پڑہا۔ اور لکہا مین نے جب سے کہ پیغمبر نے میرے واسطے دعا مانگی اور نہین چہوڑی مین نے کوئی چیز جو خدا نے سکہائی پیغمبر کو، حرام، حلال اور امر ونہی سے، یا کوئی چیز جو ہوگئی ہو، یا ہونے والی ہو، یا کوئی کتاب جو کسی پر پہلے نازل ہوی ہو، اوس مین طاعت بیان کی گئی ہو مگر سکہایا اوسکو مجہے مین نے، اور نہ بہولا مین اوسکو۔ پس نہ بہولا مین اوسمین سے ایک حرف بہی،

علی مرتضی کے سینہ پر ہاتہہ رکہکے دعا کرنے پیغمبر کی، علی مرتضی کا آنحضرت سے عرض کرنا کہ مین نے سب کچہہ لکہہ لیا ہے اور کچہہ ترک نہین کیا ہے آیا مجہہ پر گمان بہول جانے کا ہے؟ اور پیغمبر کا ارشاد کہ نہین

اور پہر پیغمبر نے ہاتہہ اپنا میرے سینہ پر رکہا اور دعا کی میرے لئے یہہ کہ "الہی اس کا دل علم، فہم، حکمت اور نور سے بہر دے" پس عرض کیا مین نے کہ یا نبی اللہ جب سے کہ آپ نے میرے لئے دعا فرمائی تہی، نہین بہولا ہون مین کسی چیز کو اور نہین چہوٹی ہے مجہہ سے کوئی

ہرگز گمان تجہپر ہول جانے کا ہنین ہے

چنیز کہ نہ لکہا ہرمن نے اوس کو، آیا آپ خوف کرتے ہین مجہپر اوس کے بعد ہول جانے کا ؟

پس فرمایا آنحضرت نے کہ ہنین " مین خوف ہنین کرتا ہون اوپر تیرے ہول اور نادان کا "

علیم تقضے کی دربار خلافت اول مین اپنے احق خلافت اور غیرون کے غیر مستحق ہونے کی تجنین

جب علیم تقضے خلافت اول مین بیعت کے لئے بلائے گئے تو اوہنون نے وہان ارشاد فرمایا کہ " مین بندہ خدا اور برادر رسول ہون اور تم سب سے زیادہ امر خلافت کا مستحق ہون، مین تمہاری بیعت نکرونگا بلکہ تم کو میری بیعت کرنا چاہئے، تم نے اس امر (خلافت) کو رسول خدا کی قرابت جتلا کر لیا، اب ہم اہلبیت سے ہی لیتے ہو۔ تم نے انصار سے یہہ ہنین کہا کہ ہم تم سے بوجہ قرابت رسول، خلافت کے واسطے بہتر اور اولے ہین ؟ اوہنون نے تمہاری اطاعت کی اور امارت سپرد کردی، مین بہی تمہاری ہی دلیل سے تمپر حجت لاتا ہون، ہم رسول اللہ سے قریب تر ہین اور اورون کی غیرون سے بہتر ہین " اس پر حضرت عمر نے جو کچہہ کہا اوس کے جواب مین علیم تقضے نے فرمایا۔

حضرت عمر کی بات کا جواب

یا ابن خطاب

" اجلب حلباً لک شطرہ اشدد لہ الیوم یردہ علیک غداً "[1]

دوہ دودہ کہ تجہکو بہی ملجاوے۔ آج اوس کے لئے مضبوط کرتا کہ کل وہ تجہکو پہیر دے "

پہر علیم تقضے نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین، خدا سے ڈرو، اور محمد مصطفے

[1] کتاب السقیفہ ابوبکر جوہری۔

صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی سلطنت عرب او نکے گھر سے نہ نکالو، اور اونکی گھرونسے نکالکر اپنے گھرون نہ لیجاؤ، اور اون کے اہل کو اس حق اور مرتبہ سے نہ دور کرو جو اون کو تم پر حاصل ہے ۔ خدا کی قسم، اے گروہ مہاجرین، جو این نیت اگر ہم عام لوگون کی نسبت زیادہ مستحق ہین، اور ہم اہلبیت ہین، اور ہم اس امر کے زیادہ احق تہے ہین، یاد رکہو کہ ہم لوگ کتاب خدا کے پڑہنے والے ہین، اور سنت رسول کے عالم ہین اور امر رعیت کے تحمل کرنے والے ہین، اور خرابی کو اون سے دفع کرنے والے ہین، اور عدالت کے ساتہہ تقسیم کرنے والے ہین، قسم خدا کی یہہ کام ہمین لوگون کا ہے، پس تم اپنی خواہش نفسانی کو دل مین راہ دو تاکہ خدا سے گمراہ ہوجاؤ ۔ اور حق سے دوری اختیار نہ کرو" ؎۱

حضرت ابوبکر کی طلبی پر قنفذ کی کلام کا جواب ۔

جب علی مرتضے کو خلافت اور ے مین بیعت کرنے کے لئے بذریعہ قنفذ بلایا گیا اور اس نے آکر علی مرتضے سے کہا کہ "خلیفہ رسول آپکو بلاتے ہین"، علی مرتضے نے سنکر کہا کہ کسقدر جلد تم لوگ رسول خدا پر جہوٹ بولنے لگے، قنفذ واپس گیا اور پہر آکر یہہ کہا کہ "آپکو امیر المومنین بلاتے ہین"، جناب امیر نے فرمایا ۔ سبحان اللہ وہ دعوے کیا جو اون کے لائق نہین ہے"

مجلس شورے مین علی مرتضے کی تقریر اپنے استحقاق خلافت مین ۔

مجلس شورے مین علی مرتضے نے فرمایا ایہا الناس! حمد و ثنا اوس خدا کے لئے زیبا ہے جس نے خاص ہم مین سے آنحضرت کو رسول قرار دیا، اور تم لوگون کی طرف رسول کرکے بہیجا، پس ہم لوگ اہلبیت نبوت ہین، اور معدن حکمت، اور امان اہل

؎۱ کتاب السقیفہ ابوبکر جوہری ۔

Marfat.com

لوگون کی ہین جو زمین پر بستے ہین (تمام اہل ارض) اور نجات اوس شخص کے لئے ہین جو طریقۂ حق کو ڈہونڈے، یہہ صحیح ہے کہ خلافت ہمارا حق ہے اگر ہمیں چہوڑ دوگے تو لے لین گے اور ہم کو علیحدہ رکہوگے تو اس مصیبت پر صبر کرین گے اگرچہ زمانہ کچہ طول پکڑے، اگر رسول خدا پہلے سے کچہ ارشاد کر جاتے تو ہم اوس کو ضرور پورا کرتے، اور اگر کہہ جاتے تو ضرور ہم جنگ کرتے یہانتک کہ ہم پر موت طاری ہوتی ہم سے قبل کسی نے دعوت حق کو قبول نہین کیا، اور نہ صلۂ رحم کو قبول کیا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) پس ہمارے کلام کو گوش دل سے سنو، اور یاد رکہو کہ اب بہت قریب زمانہ آنے والا ہے کہ امر خلافت کے لئے تلوارین کہچین گی، اور عہد وپیمان توڑے جائین گے یہان تک کہ تم اپنا ایک گروہ قرار دے لوگے اور بعض اون گروہ مین سے امامت اہل ضلالت کی کرین گے اور سب لوگ اہل جہالت کے پیرو ہو جائین گے۔

حدیث استشہاد

جب حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے تو،

علیہم تضئے نے فرمایا کہ "آج پہلا دن نہین ہے جو کچہ کہ تم نے ظاہر کیا اور آیۂ فصبر جمیل" واللہ المستعان علی ما تصفون "، پڑہی اور پہر جمیع اہل شوریٰ کو،

علیہم تضئے نے مخاطب کرکے فرمایا کہ " تم سب کو قسم دیتا ہون اس بات پر کہ سچ سچ کہنا۔ آیا درمیان اصحاب رسول اللہ کے کوئی ایسا شخص ہے کہ جب رسول اللہ نے عقد مواخات اپنے اصحاب مین باندھا تو سوائے میرے اور کسی سے یہہ کہا ہو کہ انت اخی فی الدنیا والاخرہ ؟"

اہل شوریٰ نے بالاتفاق کہا کہ نہین ہم مین کوئی ایسا شخص نہین ہے۔

علیہم تضئے ۔ آیا تم مین کوئی ایسا شخص ہے کہ جس کے حق مین رسول اللہ نے فرمایا ہو ۔ من کنت مولاہ فہذا علی" مولاہ ۔ ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین۔

علیمرتضٰے - آیا تم مین کوئی ایسا ہے جس کے حقمین آنحضرت یہہ فرمایا ہو - انت منی بمنزلت ہارون من موسےٰ "الا انہ لا نبی بعدی" ؟ -

اہل شورےٰ - نہین -

علیمرتضٰے - آیا تم مین بجز میرے کوئی ہے کہ جسکو پیغمبر نے دوبارہ جبریل کے یہہ پیغام لانے پر لا یؤدی عنی الا انت او رجل من عترتک، سورہ برات لیکر بھیجا ہو

اہل شورےٰ - نہین -

علیمرتضٰے - آیا تم مین بجز میرے کوئی ہے کہ جسکو پیغمبر خدا نے جبکہ سریون مین بھیجا ہو تو اوسی کو، سب پر امیر کیا ہو اور سب کو یہہ ہدایت کی ہو کہ اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور اوس کے اوپر کبھی کسی کو امیر نہ کیا ہو؟

اہل شورےٰ - نہین -

علیمرتضٰے - " آیا تم مین کوئی ہے بجز میرے کہ جس کے حق مین آنحضرت نے یہہ فرمایا ہو انا مدینۃ العلم وعلی بابہا، وانا دار الحکمۃ وعلی بابہا ؟ "

اہل شورےٰ - نہین -

علیمرتضٰے - آیا تم جانتے ہو اوس شخص کو کہ وہ کون ہے جسنے جنگ مین کبھی مونہہ نہ پہیرا ہو اور وہ اوس وقت جبکہ مقام مخاطرہ اور اعدا مین پیغمبر کو سب چہوڑ چہوڑ بہاگ گئے تہے، پیغمبر کے پاس مقام جنگ مین ثابت قدم رہا ہو؟ "

اہل شورےٰ - وہ آپ ہی ہین -

علیمرتضٰے - آیا تم مین بجز میرے کوئی ہی جو دائرہ اسلام مین سب سے اول آیا ہو - ؟ "

اہل شورےٰ - نہین -

علیمرتضٰے - آیا رسول اللہ سے از روے نسب کوئی قریب تر بجز میرے اور ہے " ؟

اہل شورےٰ - نہین - "

Marfat.com

مجلس شوریٰ مین علیمرتضیٰ کی تقریر و استشہاد بروایت دیگر اپنے استحقاق خلافت مین ۔

دوسری روایت کے بموجب علیمرتضیٰ نے یہہ فرمایا کہ لوگون نے ابوبکر کی بیعت کی، حالانکہ قسم خدا کی اون سے زیادہ مین خلافت کے واسطے مستحق تہا مگر مین نے صلح کرلی اس وجہہ سے کہ لوگ کافر ہوجائین، اور ایک دوسرے کی گردن تلوار سے نہ مارنے لگین اوسکے بعد ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی حالانکہ خدا کی قسم مین اس امر کے لئے زیادہ مستحق اور بہتر تہا۔ مگر مین نے یہہ اس اندیشہ سے کہ لوگ کافر ہوجائین منظور کرلیا اور چپ ہورہا۔ اب تم چاہتے ہو کہ عثمان کی بیعت کرلین اب نہ مین منظور کرونگا اور نہ پیروی کرونگا۔ عمر نے مجھکو پانچ آدمیون مین رکہدیا کہ جن مین چہٹا مین ہون۔ عمر کو کیا کوئی بزرگی میری معلوم نہ تھی؟ اور کیا تم لوگ میری بزرگی کو نہین مانتے ہو گو کہ ہم تم سب بحیثیت اسلام برابر ہین مگر خدا کی قسم اگر مین چاہون تو آج وہ باتین کرون اور وہ فضائل اپنے بیان کرون کہ کسی عرب یا عجم، یا ذمی یا مشرک کو مجال انکار ایک بات کی بہی ہو، اسکے بعد علیمرتضیٰ نے فرمایا کہ مین تمکو قسم دلاتا ہون اے اشخاص پنجگانہ (اہل شوریٰ) بتاؤ کہ آیا میرے سوا تم مین کوئی برادر رسول ہے؟

اہل شوریٰ نے کہا کہ نہین۔

علیمرتضیٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جس کا چچا، میرا چچا حمزہ بن عبدالمطلب جو کہ اسد اللہ اور اسد رسول تہے، ہو؟

اہل شوریٰ ۔ نہین۔

علیمرتضیٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسکا پسر عم مثل میرے پسر عم رسول اللہ کے ہو؟

Marfat.com

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جسکا بہائی مثل میرے بہائی کے ہو جسکو خدا نے دو پیرے زمرّد دی ہے اور جو ملائکہ کے ساتھہ جنت مین پرواز کرتے ہین ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جسکے دو فرزند مثل حسن و حسین سرداران جوانان بہشت اور ابن رسول اللہ ہون ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسکی زوجہ مثل میری زوجہ بنت رسول اللہ سردار نسوان امت ہو ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جس نے مجہہ سے بڑھ کے جہاد مین رسول خدا کے ساتہہ مشرکون کو قتل کیا ہو ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جو رسول خدا کے بستر خواب پر سویا ہو اور اوس نے اپنے نفس سے اونکی حفاظت کی ہو اور اپنی جان بازی کی ہو ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین بجز میرے اور سیدہ کے کوئی ایسا ہے کہ جسنے خمس لیا ہو ؟

اہل شوریٰ ۔ نہین ۔
علیؑ مرتضےٰ ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جس کا حصہ بجز میرے با تنفر و غائب دونون مین لگایا گیا ہو ؟

اہل شورےٰ۔ نہین۔

علیمرتضےٰ۔ آیا تم مین سوائے میرے کوئی ایسا ہے کہ قرآن مجید نے جسے پاک و پاکیزہ کیا ہو اور جبکہ رسول خدا نے مہاجر کے دروازے بند کردئے ہون اور میرا دروازہ کھلا رکھا ہو اور اون کے دونون چچا حمزہ اور عباس نے کہا ہو کہ یا رسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے تو بند کردئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا، اوس پر رسول خدا نے فرمایا ہو کہ مین نے خود ایسا نہین کیا بلکہ بحکم خدا کیا ہے۔؟

اہل شورےٰ۔ نہین۔

علیمرتضےٰ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسکا خدا نے آسمان سے نور پورا کیا ہو جبکہ آنحضرت کو خدا نے حکم کہ ذی القربیٰ کو اون کا حق دیدو۔؟ =

اہل شورےٰ۔ نہین۔

علیمرتضےٰ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسنے بموجب اس حکم ربانی، قل یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ کے، بارہ مرتبہ تصدق دیکر رسول خدا سے سرگوشی کی ہو؟۔

اہل شورےٰ۔ نہین۔

علیمرتضےٰ۔ آیا تم مین بجز میرے کوئی ہے کہ جس نے عہد رسالت آب کو تمام کیا ہو یہانتک کہ اونکو اونکی قبر مین رکھا ہو۔؟

اہل شورےٰ۔ نہین۔

علیمرتضےٰ کا اپنے زمانہ خلافت مین پہلا خطبہ اور اوس مین اپنے اور اپنی عترت کے فضائل	علیمرتضےٰ نے جو خطبہ سب سے اول اپنی خلافت مین دیا ہے اوس مین بعد اس حمد باری کے کہ "الحمد للہ

اور قابلیت خلافت - علی احسانہ فقد رجع الحق الی مکانہ، جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا[۱]، کے یہہ ارشاد فرماتے ہین کہ "آگاہ ہو - جو لوگ میری عترت سے نیکوکار ہین اور میرے خاندان مین پاک اور برگزیدہ ہین، وہ کم سنی مین سب آدمیون سے بڑہکر بردبار ہوتے ہین، اور جب بڑے ہوتے ہین تو سب سے بڑہکر عالم و دانا ہوتے ہین، اور ہم وہ اہلبیت ہین کہ جنکو علم خدا سے تعلیم ہوئی ہے، اور ہم خدا کے فیصلے کے موافق فیصلہ کرتے ہین، اور سچے شخص کی بات ہمین سنتے ہین، اگر ہمارے آثار کی پیروی کروگے تو ہماری روشنی سے ہدایت پاؤگے، حق کا علم ہمارے پاس ہے جو اوس کی پیروی کرے گا اوس کو حق مل جائے گا، اور جس کا قدم اوس سے پیچھے رہے گا وہ غرق ہو جائے گا، آگاہ ہو کہ ہماری وجہہ سے عفت ہر مومن کی اور عزت اوس کی، اوسکی طرف رد کی جاتی ہے، اور ہماری وجہہ سے قلادہ ذلت کا تمہاری گردنون سے اوتارا جائے گا اور ہمین سے یہہ کام شروع ہوا ہے اور ہمین پر یہہ کام ختم ہے"[۲]

ایک اور کلام علی مرتضٰی کا ہے جس مین وہ اپنے اور اپنے اہلبیت مین حق اور قابلیت خلافت کو ظاہر فرماتے ہین

علیہم نے اپنے ایک اور خطبہ مین یہہ فرماتے ہین کہ "ہم رازہائے الٰہی کے، اور اوس کی پناہ گہے، اور اوس کے علم کے محل ہین کہ جہان حذر اوس کا ہوتا ہے، اور ہمین خدا کی حکمتون کا مرجع، اور اوس کی کتب کے مخزن، اور اوس کے دین کے پہاڑ ہین، جن کے واسطہ سے سیدھا کر دیا گیا ہے اوس کی پشت کا جھکاؤ، اور اوس کے واسطہ سے دور ہو گیا ہے کانپنا اوس

---

[۱] روضۃ الاحباب -

[۲] کتاب عقد فرید از علامہ عبداللہ المغربی ۵

سے فرائض کاٹ[۱] (فریضہ اوس گوشت کو کہتے ہین جو درمیان پہلو اور شانہ کے ہوتا ہے) - پھر

پھر اسی خطبہ مین فرماتے ہین کہ "لوگون نے تخم نافرمانی بوکر، اور اوسکو فریب کا پانی دیکر ہلاکت (زیان کاری دنیا و آخرت) کی کہیتی کو کاٹا - آل محمدؐ کے ساتھ کسی کا قیاس نہین کیا جا سکتا اور نہ برابری کیجا سکتی ہے کسی کی اون کے ساتھ، جن پر کہ نعمات الہی ہمیشہ جاری رہتی ہین، وہی بنیاد دین اور ستون یقین کے ہین، اونہین کی طرف مو کرنے والے پلٹ آتے ہین اور اونہین سے پیچہے آئے ہوئے ملحق ہو جاتے ہین، اونہین کے واسطے ہین خصوصیتین حق ولایت کی، اور اونہین کے درمیان ہے وصیت اور وراثت، اب ہے وہ وقت کہ حق اپنے اہل کی طرف رجوع ہوا اور اوس جگہہ منتقل ہوا کہ جہان منتقل ہونا چاہئے تہا"

خطبہ شقشقیہ مین اپنی قابلیت خلافت اور دوسرون کی قوت و طرز خلافت کو علی مرتضےٰ بیان فرماتے ہین اور حضرت ابوبکر کی مقابلہ مین اپنی موزونیت حق خلافت اور اپنے صبر کا بیان۔

علی مرتضےٰ خطبہ شقشقیہ مین اپنی قابلیت خلافت، اور حضرت عمر کی طاقت اور طرز خلافت کو یون فرماتے ہین کہ "آگاہ ہو قسم خدا کی، ہر آئینہ بہ تکلف پہن لیا قمیص خلافت کو فلان (بعض نسخون مین لفظ "فلان" کی جگہہ ابن ابی قحافہ لکہا گیا ہے - مگر میرے نزدیک وہ شرح ہے) نے - درحالیکہ وہ جانتا تہا کہ محل میرا (علی) اوس خلافت کے لئے ایسا ہے جیسے کہ چکی مین کیلی کی جگہہ ہوتی ہے کہ ریزان ہوتی ہے مجہسے سیلاب (رود - دریا) اور نہین پہونچ سکتا ہے کوئی طائر بلندی مین مجہ تک، پس چہوڑ دیا مین نے نزدیک خلافت

---

[۱] شرح ابن میثم طبع طہران صفحہ ۹۲ جز الف، و شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۱۰۔

کے جامہ (صبر) اور لپیٹ لیا مین نے اوس سے تہی گاہ کو' (ایک جانب ہوگیا مین اور اعتراض کیا مین نے اوس سے) اور کہڑا ہوگیا مین اپنے امر مین فکر کرنے کو کہ آیا حملہ کرون مین اپس پر دست بریدہ سے' یا صبر کرون مین اندہون کی ایسی اندہا دہندہ پر کہ جس مین جوان بڑہاپے کو پہونچتا ہے' اور بچہ اوس مین جوان ہوجاتا ہے' اور مومن اوس مین رنج کہینچتا ہے جب تک کہ ملاقات کرے اپنے پروردگار سے (مراد طول مدت تاریکی سے ہے) پس دیکہا مین نے' تحقیق کہ صبر کرنا اون دونون امرون مین سے بہتر ہے' معقولاً' پس صبر کیا مین نے درحالیکہ میری آنکہہ مین تنکا پڑگیا اور میرے حلق مین پہندہ لگ گیا (مراد سخت اذیت اور تکلیف کے پہونچنے سے ہے اوس حالت مین) دیکہتا ہون مین کہ میراث میری لٹ گئی' یہان تک کہ چلاگیا پہلا اپنی راہ پر' اور نزدیک کیا اوس نے خلافت کو طرف فلان کے اپنے بعد (فلان سے مراد حضرت عمر ہین)" (پہر علیہم تفضلے نے مثال مین اعشے شاعر کا شعر پڑہا جسکا یہہ مطلب ہے)"

حضرت عمر کے استخلاف پر حضرت ابوبکر کی نسبت علیہم تفضلے کی استعجاب رائے۔

کہان ہے وہ دن میرا کہ بپشت ناقہ رہون مین (رنج ومشقت سفر کی ہوا سے گرم مین کہتا ہون مین)

اور دن حیان برادر جابر کا" (مراد علیہم تفضلے کی یہہ ہے کہ آج وہ دن ہے کہ درمیان قوم کے میری یہہ حالت رنج وتعب کی ہے اور ایک وہ زمانہ تہا کہ عہد پیغمبر مین اون کی صحبت مین خوش وخرم تہا) پس یہہ عجیب وقت ہے کہ وہ (ابوبکر) خواہش اقالہ اوس (عقد بیعت خلافت) کی کرتا تہا اپنی زندگی مین لیکن منعقد کر گیا اپنے بعد خلافت کو دوسرے کے لئے - مراد یہہ ہے کہ یہی دونون حالتین متبائین محل تعجب ہین) ہر آئینہ سخت ہوگیا جو کچہہ کہ پکڑا اون دونون نے جانب دونون

پستان خلافت کو، پس گردانا اوس (ابوبکر) نے اس خلافت کو درمیان طبع درشت کے اکاری تہی جراحت اوس طبیعت کی،

جناب امیر حضرت عمر کی قابلیت خلافت کو بیان فرماتے ہین۔

اور درست تہا مس کرنا اوس طبیعت کا، اور کثرت سے ٹہوکر کہاتا تہا ہر ایک بات مین، اور عذر کرتا تہا اوس سے، پس صاحب اوس طبیعت کا مثل سوار ناقہ سرکش کے ہے کہ اگر مہار ناقہ کو کہنچین تو بہنی اوس کی مجروح ہوئی جاتی ہے، اور اگر اوس کی مہار کو چہوڑ دیا جائے تو منہ کے بل گر پڑتا ہے، پس قسم بقا خدا کی، مبتلا ہوگئے لوگ ساتہ خبط کے اپنے آپ کو غیر طریق قائم مین ڈالنے سے، اور ساتہ بہاگنے کے راہ مستقیم سے، اور ساتہ تلون اور اعتراض کے، پس صبر کیا مین نے اوپر طول مدت اور سختی اندوہ کے، یہان تک کہ گذر گیا وہ بہی اپنی راہ پر،

اپنے قرابت اور اپنے دوست و دشمن کے اوصاف کا بیان۔

جناب امیر علیہ السلام اپنے ایک اور خطبہ مین اس طرح ارشاد فرماتی ہین کہ وہ ہم شجرہ نبوت، اور محل نزول رسالت، اور جای آمد و رفت ملائکہ، اور کان ہائے علم، اور سرچشمہ حکمت ہین، مددگار اور دوست ہمارا انتظار کرتا ہے رحمت کا، اور دشمن اور بغض رکہنے والا ہمارا انتظار کرتا ہے سطوت کا۔"

علی مرتضے اپنی شان اور ایک مسئلہ قرآنی کو بطور نظیر بیان فرماتے ہین جس سے اون کی اور اون کے اغیار کی شان معلوم ہو سکتی ہے۔

ایک اور خطبہ مین علی مرتضے نے یہہ فرمایا ہے کہ وہ ہم ہین شعار اور اصحاب، اور خزانہ دار اور ابواب، ہین آنا چاہئے گہرون مین مگر اون کے دروازون سے اور جو کوئی آئیگا گہرون مین غیر راہ دروازہ سے، نام رکہا جائے گا چور۔"

علی و نبی ہر دو نسبت باہم دوتا و سے کیجون زبان قلم کا مضمون بیان فرماتے ہین

علی مرتضےٰ اپنے ایک فرمان مین تحریر فرماتے ہین کہ "مین رسول خدا سے ایسا ہون جیسے دو شاخہ درخت ایک بیج سے چلا ہوا" اور جیسے ہاتھ بازو سے" اگر مجھکو فرصت ہو تو مین زمین کو پاک کردون شخص بازگون اور کالبد بیروح سے تا آنکہ نکل جائے کنکر دانہ میں سے"

نبی و علی کے ارشادات بہ حسب واقعہ ہی جرح نہین ہو سکتی

پیغمبر خدا نے جو شان علی کی جتلائی ہے، یا علی مرتضےٰ نے اپنی شان ظاہر فرمائی ہے مجال نہین کہ اوس کی صحت اور واقعیت سے جو نتائج واقعات صحیح پر مبنی ہین انکار کیا جا سکے، یا اوس کے کسی نقطہ پر حرف گیری ہو سکے۔

سیاستی اصول حضرت عمر کو کسی معلم ربانی نے سکھائے تھے یا قدرتاً اون کا دل و دماغ ہی خدا نے ایسا وضع کیا تھا؟

حضرت عمر کا سیاستی اصول سے خوب واقف ہونا، کہ اس خصوصیت مین ذی علم مصنف اون کو تمام اور صحابہ سے علانیہ "ممتاز" ظاہر کرتے ہین اوس وقت تسلیم ہو سکتا تھا کہ ذی علم مصنف پہلے یہہ بیان فرماتے کہ اونہون نے اصول سیاست کیونکر اور کس طرح پر آیا کسی معلم ربانی سے سیکھا تھا یا قانون الٰہی نے اون کا دل و دماغ ہی ایسا بنایا تھا جس کے سبب سے خود بخود یہہ وصف اون مین پیدا ہو گیا۔

فاروقی سیاستی اصول کی مثال

خود ذی علم مصنف قبول کرتے ہین کہ "دائرہ خلافت مین ممالک کی تین تقسیمین تھین۔ عرب۔ ایران۔ شام و مصر۔ ہر ایک کی حالت کے مناسب الگ الگ تدبیرین اختیار کین۔ کہین کے باشندون کی پولیٹکل تنخواہین مقرر کر دین، کہین کی

Marfat.com

باشندون کے ساتھہ مراعاتین کین، کہین کہین کے باشندون کے ساتھہ اون کی خواہش کے بموجب برتاؤ کئے"۔

مثال کی حقیقت

گر ہم دیکھتے ہین کہ مذہب اسلام مین ایک ہی خدا مانا جاتا ہے، ایک ہی رسول، اور کل مسلمانون کے لئے ایک ہی شریعت، جو اصول تمدن اور اصول سیاست مدن، دونون کو حاوی ہے۔ حضرت عمر نے جو ہر ایک ملک کے لئے جداگانہ طرز قرار دیا، اس سے صریح ظاہر ہے کہ اونہون نے سلطنت اسلامی کو اہل ملک کی خواہشات کے بموجب متفرق اور منتشر کیا۔ جس سے ضرور یہہ لازم آتا ہے کہ اونہون نے سلطنت اسلامی کے طرز مین نئی نئی ایجادین کین، اور مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرز جدید، موافق شریعت محمدی کے قرار پا سکے۔ ہان یہہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ اونہون نے لوگون کی خواہشات کو مقدم رکھکر، اوس اصول تمدن اور سیاست مدن سے بے پرواہی کی، کہ جو شریعت پیغمبر آخرالزمان مین قرار پائی تھی اور اونہون نے محض اس امر پر نظر رکھی کہ ہر ملک کے لوگ اون کی ذات سے خوشنود رہین گو مذہب اسلام کے اصول کی سچائی اون پر محقق ہو، اور گو، جو اصول سیاست شریعت محمدی مین سلطنت کے واسطے قرار پاگئے تھے اوسمین ترمیم اور تبدیل واقع ہو در حقیقت حضرت عمر کی دانائی اسی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ اون کا تعرض بانی اسلام علیہ السلام پر قرار پائے۔

فاروقی سیاست دیگر کی حقیقت

جب مسلمانون کی سلطنت کو عہد حضرت عمر مین وسعت ہوئی تو جنگی مقامات پر عرب کے خاندان آباد کرنا، یا فوجی چھاؤنیان قائم کرنا" ایسا امر اون کی دانائی کی خصوصیت کے لئے سمجھا نہین جا سکتا کہ جو کسی کم درجہ یا متوسط درجہ کی عقل والے کے

Marfat.com

لیے ہی سمجھا جا سکے۔

یہودی اور عیسائیون کا اخراج۔

خاص عرب مین یہودی اور عیسائیون کو جزیرہ عرب سے بالکل نکال دینا گو مختلف پولیٹکل تدبیرون کے لحاظ سے کہا جاوے کسی وقت مین دوسرے اہل ملک اور سلاطین کو پسند نہین ہو سکتا۔

اصول سیاست مدن کا اقتضا

اصول سیاست مدن کا مقتضے یہہ تہا کہ پولیٹکل تدبیرین ایسی قرار دیجاتین کہ یہودیون اور عیسائیون کے دل مین کبہی خیال بغاوت ہی پیدا ہوتا، اور قوت سیاست مدن کی اسیوقت سمجہی جا سکتی ہے کہ فاتح قوم کی سلطنت کی، ایسی حالت ہو جائے کہ سابق حکمران مفتوح قوم، بجائے اپنی حکومت کی فاتح قوم کی حکومت پسند کرنی لگی، باوصف اس کے کہ مفتوح قوم کی خواہش پوری پوری ہمیشہ پوری نہ کی جا سکین۔ ایسے اصول سلطنت کا منشا وہی عدل و انصاف ہے کہ جس سے ہر طبقہ کی رعیت کے دل مین یہہ امر بیٹہہ جائے کہ موجودہ سلطنت ہر قسم کی رعیت کی بہبودی اور ترقی کی خواہان ہے۔

گورنرون اور ملکی افسرون کی موقوفی کا اصول۔

گورنرون، اور ملکی افسرون کو جن کی نسبت زیادہ زور پا جانے کا خیال ہو سکتا تہا بدلتے رہنا یا علیحدہ کرتے رہنا ضعف سلطنت داری کا نشان ہے تبدیلی کا اصول یہہ ہے کہ جب ملک مین خانہ ملک کے متعلق افسر کی ضرورت ہو اوس کو وہان نہ بہیجا جاوے کسی افسر کا عہدہ سے علیحدہ کر دینا اوس وقت ہونا چاہیے کہ جس وقت جس کے ذمہ کوئی خطا ثابت ہو۔

جہاد مین جانیکی اجازت نہ دینے کا اصول

جہاد پر جانے کی اجازت

نہ دینا جس کو ذی علم مصنف وصف مصلحتی حضرت عمر مین قرار دیتے ہین ایک عجیب بات ہے اگر حضرت عمر کو اون لوگون کی طرف سے جیساکہ در پردہ منشا ذی علم مصنف کا ہے، یہہ اندیشہ تہا کہ وہ لوگ سلطنت سے باہر جاکر، دوسرے ملکون کو فتح کرکے، جداگانہ سلطنت، خارج از اطاعت حضرت عمر، قرار دے لین گے، تو اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی قوت مین ایسی لوگونکا کوئی علاج نہ تہا۔

اپنے قبیلہ والون کو ملکی عہدہ نہ دینے کا اصول۔

ایسے ہی اپنے قبیلہ کے لوگون کو اگر وہ ملکی عہدون کے لایق تہے ملکی عہدے نہ دینا، اپنی قوت سلطنت کو نقصان پہونچانا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہی کہ نعمان بن عدی کو جو ضلع کا حاکم مقرر کرکے موقوف کر دیا گیا، اون کے قبیلہ والے قابلیت ہی عہدون کی نہین رکہتے تہے۔ ایسی حالت مین حضرت عمر کی لئے دوسرے پہلو سے جیساکہ ذی علم مصنف کا منشا ہے کوئی وصف پیدا نہین ہو سکتا ہے۔ ہان بنو ہاشم کو ملکی عہدے نہ دینے سے ذی علم مصنف جو اسی مصلحت کو ملحوظ قرار دیتے ہین، ضرور حضرت عمر کی قوت سیاست مدن ضعف دکہلانے والی ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر، بنو ہاشم پر حکومت کرنے کی، مطلق طاقت نہین رکہتے تہے۔

حضرت عمر کے نزدیک تمام عرب مین مشہور اور صاحب ادعا لوگ

ذی علم مصنف اس وقت تمام عرب مین مشہور مدبر اور صاحب ادعا ہونے کا اسیر معاویہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ پر انحصار کرکے یہہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ مہمات ملکی کے انجام دینے کے لئے ان لوگون سے بڑہکر تمام عرب مین کوئی شخص ہاتہ نہین اسکتا تہا اس لئے حضرت عمر نے سب کو بڑے بڑے عہدے دئے، لیکن ہمیشہ اس بات کا خیال رکہتے تہی

Marfat.com

اور تدبیرین کرتے رہتے تھے کہ وہ قابو سے باہر نہونے پائین اون کی وفات
کے بعد کوئی ایسا شخص نہ تہا جو اون کو دبا سکتا تا حضرت عثمان اور حضرت علی کے
زمانہ مین جو ہنگامے برپا ہوا کے سب انہین لوگون کی بدولت تہے۔"

جن صاحبون کو مشہور مدبر اور صاحب ادعا ہونا اور مہمات ملکی کے
انجام دینے کے لیے اون لوگون سے بہتر کسی اور کو قرار نہ دینا ایک امر تعجب
انگیز ہے۔ اگر وہ ایسے قابل تہے تو آنحضرت صلعم کے عہد مین اون کے یہ اوصاف
کیون نمایان نہوئے؟ اور بہت افسوس ہے کہ آنحضرت نے کبھی اون لوگون کو
مہمات ملکی کے سر انجام کے لیے کیون منتخب نہین کیا؟ اور بعد پیغمبر مثل حضرت
اور حضرت عثمان کے کیون اونہون نے اپنی لیاقتون کو ظاہر نہ کیا؟ اور کیون ان
حضرات ثلثہ پر تفوق حاصل نہ کر سکے؟ اور کیون حضرت عمر کے دست نگر ہو کر بڑے
بڑے عہدے پائے۔ بہت تعجب کی بات ہے کہ بنی ہاشم مین سے کسی کو بہی
ذی علم مصنف نے مشہور مدبر اور صاحب ادعا اور مہمات ملکی کے انجام دینے
کے لیے لائق نہین بتایا ہے۔

فائدہ قلی صاحب ادعا اور مہمات ملکی کے سر انجام کے لیے مشہور لوگ خاندان رسالت و نبوت کے تباہ کنندہ تہے۔

تاریخی حالات اور واقعات پر نظر کرکے اگر کہا جا سکتا ہے تو البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرات زمرہ مخالفین بنی ہاشم اور خاندان رسالت کے
یکتا افراد مین تہے۔ اور کچہہ شبہ نہین ہے کہ حضرت عمر کو بہ نظر اوس پالیسی کے
جو بے محل خلافت کے قرار دینے مین اختیار کی گئی تہی عرب مین کوئی شخص اون
سے بڑھکر مشہور مدبر اور صاحب ادعا ہاتہ نہین آسکتا تہا اور اوس پالیسی
کے استحکام کے لیے حضرت عمر نے بڑے بڑے عہدے اون لوگون کو تمام

کر کے ملک خلافت پر اونکو قابو دیدیا۔

خاندان نبوت کے خلافتون مین خلل نہ ڈوالنے اور اون کی ناکامی نے مصنف کے عمداً ایہہ رائے دلوائی ہے۔

اون لوگون کے تابو سے باہر ہونے کے لیے حضرت عمر نے نہ کوئی تدبیر کی نہ کسی تدبیر کی ضرورت تھی جو پالیسی کہ اختیار کی گئی تھی کہ خلافت خاندان رسالت مین نہ جانے پائے اور مہار خلافت کی اوس کی گردن پر ڈالکر اوس کو شتر بے مہار بنایا جاوے کہ جہان اوس کا دل چاہے پانی پیئے، اوسی پالیسی کے یہہ سب مؤید رہے۔ اوسی پالیسی کی تائید اور خاندان نبوت کی ناکامی کی وجہہ سے زمانہ نے ذی علم مصنف کی زبان سے اون لوگون کو مشہور مدبر اور صاحب اوطا اور سب سے بڑھکر مہمات ملکی کا انجام دینے والا کہلوایا ہے۔

فاروقی دور کے بعد معاویہ وغیرہ مشہور لوگون کا کوئی دبانے والا نہ تھا۔

یہہ کہنا ذی علم مصنف کا کہ "حضرت عمر کی وفات کے بعد اون کا کوئی دبانے والا نہ رہا ٹھیک نہین، ورنہ" اور نہ حضرت عثمان اور حضرت علی، دونون کے زمانون کو شامل کرکے یہہ کہنا صحیح ہے کہ "ان دونون کے زمانون مین جو ہنگامے برپا ہوا کئے سب انہین لوگون کی بدولت تھے" حضرت عثمان کے زمانہ مین ان لوگون نے کوئی ہنگامہ برپا نہین کیا۔ حضرت عثمان کے زمانہ مین جو ہنگامہ کہ برپا ہوا جس مین اون کی جان ہی گئی، وہ دوسرے لوگون کی بدولت تھا۔ البتہ حضرت علی کے زمانہ مین جو ہنگامے برپا ہوئے، وہ انہین لوگون کی بدولت تھے۔ اور ان کے زمانہ مین ان لوگون کی طرف سے ایسے ہنگامے برپا ہونا نتیجہ اوسی پالیسی کا تھا کہ جو بعد وفات پیغمبر خلافت خاندان رسالت سے نکالنے کی اختیار کی گئی تھی۔ اور جس کو،

حضرت عمر نے بہت استحکام پہونچایا تہا۔ یہان تک کہ اعلیٰ حصہ خلافت کا بنی امیہ کے ہاتہہ مین دیدیا تہا' اور خلافت کی باگ کو اون کے حوالے کر دیا تہا' اور وقت اپنی رحلت کے وہ تدبیر کر گئے کہ آسانی سے خلافت ہاتہہ مین حضرت عثمان کے چلی جاوے اور اون کی قوم اور قبیلہ والے' اور اون کے دوست و ہمداستان جو محیط سلطنت تہے اون کو خوشی سے خلیفہ قبول کر لین۔ اور اوسی پالیسی اور تدبیر نے حضرت عثمان کے زمانہ خلافت کے ختم ہونے تک کسی کو اون لوگون مین سے سر اٹھانے نہین دیا۔

حضرت علی کے زمانہ مین ہنگامہ برپا کرنے والے دب سکے یا دب سکتے تہے کہ نہین؟۔

حضرت علی کے زمانہ مین، جبکہ خلافت اوس پالیسی سے جو اختیار کی گئی تہی، خلافت اپنے محل پر قائم ہوئی، تب اوسی پالیسی تہے اون لوگون سے جو ہنگامے برپا کرائے جو اونہین لوگون کی بدولت ہوئے۔ لیکن یہہ امر کہ علی مرتضیٰ کے زمانہ مین ہنگامے برپا کرنے والے دب سکے یا دب سکتے ہے یا نہین؟" ایک ایسی بحث ہے جو واقعات تاریخی پر نظر کرنے سے بہ آسانی طے ہو سکتی ہے۔

جو پالیسی کہ اختیار کی گئی تہی کہ خلافت خاندان رسالت سے، جو اوسکا محل تہا' اوس شان سے نکال جائے کہ وہ دوسرے محل پر دست بدست پہرتی رہے' اور اپنے محل پر قرار نہ پاسکے' اور اوس پالیسی کے استحکام کے واسطے بنی امیہ کو عموماً بمقابلہ بنی ہاشم اور خصوصاً اہلبیت پیغمبر کے تقویت دی گئی تہی' اور اوسی تقویت کو حضرت عثمان نے ترقی دے کر خلافت کو اپنے عزیز و اقارب کے ہاتہہ مین سپرد کر دیا تہا' اوسی پالیسی اور استحکام' اور ترقی کے بڑھ جانے پالیسی نے بلوہ' اور حضرت عثمان کو قتل' اور خلافت کو خاندان [illegible]

ابتری پر پہونچایا۔

جب علی مرتضٰے، اوسی حالت ابتری اور انتشار مین امر خلافت کے لئے خلیفہ قبول کئے گئے کہ جو خلاف اوس پالیسی کے تہا جو اختیار کی گئی تہی اور جسب کی قوت مین کچہہ فرق نہین آیا تہا اور جس نے ہر شخص کو صاحب ادعا بنا دیا تہا، علی مرتضٰے کی خلافت پر ہر پہلو سے بغاوت اور سرکشی پیدا ہوئی۔

بی بی عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر کی غلط اندازی خلافت کو علی مرتضٰے نے، اپنے مقابلین کو مغلوب کر کے دبا دیا جسکا نشان جنگ جمل ہے۔

حضرت معاویہ و عمرو عاص کی ہنگامہ پردازی قریب فرو ہونے کے تہی کہ نیزون پر قرآن باندھنے کی تدبیر نے حضرات معاویہ و عمرو عاص کو ناکامی سے بچا لیا جس کا نشان جنگ صفین مین ملتا ہے۔ غالباً اسی تدبیر کی وجہہ سے ذی علم مصنف نے مشہور مدبر حضرت معاویہ و عمرو عاص کو سمجہا ہے مگر اوسی تدبیر نے جو علی مرتضٰے کے لشکر مین تفرقہ ڈالا، وہ گروہ جس نے لقب خوارج کا پایا علی مرتضٰے کے مقابلہ مین مغلوب ہو گیا جس کا نشان جنگ نہروان ہے۔ اوس گروہ کی جو اپنے لشکر سے جدا ہو کر منحرف ہوا سزا اوہی مقدم تہی اور کوئی انکار نہین کرسکتا کہ وہ گروہ دب نہین گیا۔ حضرات معاویہ و عمرو عاص کے گروہ کی مغلوبی کا زمانہ قریب تہا کہ علی مرتضٰے حالت نماز مین زخمی ہو کر شہادت پا گئے۔ اگر یہہ واقعہ فرع اسی اصل تدبیر کی سمجہی جاوے کہ جو حضرت عمرو عاص اور حضرت معاویہ نے کی تہی اور اوسی کی طرف ذی علم مصنف کا اشارہ ہو، تو مین اوہی قبول کرتا ہون کہ وہ لوگ بڑے مدبر اور صاحب ادعا تہے۔ لیکن یہہ مقابلہ بمقابلہ علی مرتضٰے کے اوسی قسم کا تہا کہ جو پیغمبر کو بمقابلہ اپنی قوم کے پیش آیا تہا۔ صرف فرق یہہ تہا کہ پیغمبر تنزیل قرآن پر لڑے

Marfat.com

تھے اور علی مرتضےٰ قرآن کی تاویل پر۔

پیغمبرؐ کے مقابلہ مین ہی چند مرتبہ ایسے بندوبست کئے گئے کہ پیغمبر ہلاک ہو جائین۔ جیسے چند مرتبہ میدان جنگ مین بے یار و یاور کے پیغمبر کا رہجانا، یا آپ کے مرکب کے بھڑک جانے کی پہاڑ کی گھاٹی مین تدبیر کرنا، مگر یہہ اتفاق زمانہ ہے کہ آنحضرت کے قتل کی نوبت نہ آئی صرف اون کا قتل مشہور ہو کر رہ گیا، یا اون کا مرکب بھڑک جانے کے بعد روک لیا گیا، اور علی مرتضےٰ پر اون کے قتل کی تدبیر کارگر ہو گئی۔

اگر اوس موقعہ پر علی مرتضےٰ قتل ہو جاتے، تو اوس حالت مین، مین ہر ایک مسلمان سے پوچھتا ہون کہ علی مرتضےٰ حضرات معاویہ و عمرو عاص کو دبا دیتے یا نہین؟ اون کا طریقہ جنگ، اور تدبیر کارزار، کیا بعہد پیغمبر، اور کیا خود اپنے عہد مین، کیا شہادت دیتے ہین؟۔

حضرت عمر اور پالٹکس۔ ذی علم مصنف سیاست، اور پالٹکس کو حکومت اور سلطنت کا لازمہ قرار دیکر، اوس مین، تمام دنیا پر یہہ امتیاز حضرت عمر کو دیتے ہین کہ اور بادشاہون نے پالٹکس کی ضرورت سے جو جو کام کئے اون کا واقعی نام خدع، مکر و فریب، ناہمواری اور نفاق تھا، بادشاہون پر موقوف نہین بڑے بڑے رفارمر اس شائبہ سے خالی نہین ہوتے۔ لیکن حضرت عمر کی کسی کارروائی پر، فریب اور حکمت عملی کا نقاب نہین ہوتا تھا وہ جو کچھہ کرتے تھے علانیہ کرتے تھے[۱]۔

فاروقی پالٹکس کی حقیقت یہہ ایک ایسا وصف حضرت عمر کے ذی علم مصنف نے قرار دیا ہے کہ جب تاریخی واقعات

[۱] شواہد النبوۃ ملا جامی صفحہ ۱۰۸

Marfat.com

پر نظر کیجاتی ہے تو ایسی رائے ذی علم مصنف کی حیرت مین ڈالتی ہے اور طرہ یہہ ہے کہ سیاست اور پالٹکس حکومت اور سلطنت کے لوازمہ مین تمام دنیا کی بادشاہون کو (پالٹکس کی ضرورت، خدع، مکروفریب، اور ظاہرداری" واقعی نام رکھکر) اور بادشاہون سے گذرکر اوس عیب سے ریفارمرون کو جن میں حکمار زمانہ، اور مسلمانون کے پیغمبر آخرالزمان بہی شامل ہین، خالی نہین چھوڑا ہی لیکن جو کوئی وفات پیغمبر سے حضرت عمر کی وفات تک غور کرے گا وہ حضرت عمر کی مصلحتون اور تدبیرون کو، کیا خاندان رسالت سے خلافت کو ہٹانے، اور کیا خلافت کو حاصل کرنے، اور دوسرے محل پر قائم کرنے، اور کیا دوسرے ملکون پر ذریعہ فتح مندی قرار دینے، اور کیا ملکی انتظامون کے وسائل بہم پہونچانے، اور کیا خلافت کو اپنے محل پر واپس نہ آسکنے مین، پالٹکس کی ضرورت سے، (جس کا واقعی نام ذی علم مصنف نے خدع، مکروفریب، ظاہرداری اور نفاق رکہا ہے) کسی وقت خالی نہین پاوے گا۔

امور پالٹک مین حضرت عمر اعلے درجہ کے فیلسوف تھے،

بلکہ اون مین ایسے امور ہین پالٹکس کی اعلے درجہ کی لیاقت پائی جاویگی جس سے یہہ ظاہر ہوگا کہ اونہون نے اپنی ویسی دانشمندانہ کارروائیون سے کسی وقت کوئی موقع فروگذاشت نہین کیا، اور اپنی عاقلانہ مصلحتون اور اور تدبیرون مین کبہی غلطی نہین کی اور جس سے شبہ نہین رہے گا کہ اونہون نے علانیہ پیغمبر کی منشا کی مخالفت مین ازحد سرگرمی دکہائی اور اوسی مخالفت کے چہرہ سے نقاب اوٹہا دیا تہا اور اصلی چہرہ کو بے حجاب دکہاتے تہے جس کو ذی علم مصنف نے وصف قرار دیا ہے جن کو ایسا وصف حضرت عمر مین قرار دینے کی ضرورت ہوتی۔

علی مرتضے پر نکتہ چینی اور اوس کا جواب

ذی علم مصنف کے ہم خیال علی مرتضے پر یہہ نکتہ چینی کرتے رہے ہین کہ "علی مرتضے نے اپنے زمانۂ خلافت مین، مصلحت ملکی اور حکمت عملی کا برتاؤ نہین کیا،" اس پر وہ لوگ جو علی مرتضے کی نسبت یقین رکہتے تہے کہ قانون قدرت نے اون کا دل و دماغ ایسا وضع کیا تہا کہ فطرہ" علم، شجاعت، اور ہر قسم کے اخلاق کا خزانہ تہا اور پیغمبر کی تعلیم و تربیت کی وجہہ سے وہ اونہین اوصاف حمیدہ کے نمونہ ہوگئے تہے، یہہ جواب دیتے ہین کہ "علی مرتضے کا ملکہ اور قوت ملکوتیہ مانع اس سے تہی کہ وہ کوئی تدبیر ملکی یا حکمت عملی ایسی عمل مین لا سکین کہ جس کا واقعی نام "خدع، مکر، فریب، ظاہرداری، اور نفاق" ہو۔ جو شعبہ بداخلاقی کے ہین اور اون سے ایسی ملکی مصلحتین وقوع مین ہی نہین آسکتی ہتین۔

خالد کی معزولی مین فاروقی فلسفی۔

ذی علم مصنف نے اوسی وصف پالٹک کے لباس مین حضرت عمر کو آراستہ و پیراستہ کرکے دکہلانے کا قصد کیا ہے اور نہایت زور دیا ہے "خالد، کی معزولی کے وقت حضرت عمر کے اس قول پر کہ "اون کو ناخوشی یا خیانت یا شک کی وجہہ سے معزول نہین کیا بلکہ لوگ اون کی طرف زیادہ مائل ہوتے جاتے تہے، یا اون کی عظمت مانتے جاتے تہے اس لئے مین ڈرا کہ اون پر بہروسہ نکرلین"۔

لیکن حضرت کی نسبت کتب تواریخ مملو ہین کہ اون سے حضرت عمر کو رنج دیرینہ زمانہ جاہلیت کا تھا اور حضرت ابوبکر کے زمانہ مین مالک بن نویرہ کے قتل اور اوس کی زوجہ سے جو تصرف کرنے مین بجرد بدکلوئی اور بدسلوکی خالد نے کی تہی اس لئے حضرت عمر اوس وقت خالد کے قتل کے خواہان تہے۔ خود ذی علم مصنف نے جہان حضرت خالد کی معزولی کا ذکر کیا ہی

Marfat.com

زبان قبول کیا ہے کہ "عام مورخون کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے عنان خلافت ہاتھہ مین لینے کے ساتھہ پہلا جو حکم دیا وہ خالد کی معزولی تھی" اور پھر ذی علم مصنف اوس کی حقیقت یہہ بیان کرتے ہین کہ "حضرت عمر خالد کی بعض بے اعتدالیون کی وجہہ سے مدت سے ناراض تھے تاہم آغاز خلافت مین اون سے کچھہ تعرض کرنا نہین چاہا، لیکن خالد کا عادات حساب دربار خلافت کو نہین بھیجتے تھے اون کو حضرت عمر نے لکھا کہ فوج کے مصارف کا حساب ہمیشہ بھیجتے رہو، خالد نے نامنظور کیا" اور اس بنا پر وہ عہدہ سے معزول کردیے گئے - اور حضرت خالد نے ایک شاعر کو دس ہزار روپیہ انعام مین دیدیے، حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ خالد نے یہہ انعام اپنی گرہ سے دیا تو اسراف کیا، اور بیت المال سے دیا تو خیانت کی، دونون صورتون مین وہ معزولی کے قابل ہین" باین ہمہ حضرت عمر کا یہہ فرمان بھیجنا کہ "مین نے خالد کو ناراضی یا خیانت کے جرم مین نہین موقوف کیا بلکہ اس وجہہ سے کہ لوگ اون کی طرف زیادہ مائل ہوتے جاتے تھے اس لیے مین ڈرا کہ اون پر بھروسہ نکرلین" ہر ایک نکتہ سنج سمجھہ سکتا ہے کہ حضرت عمر کا کون سا قول واقعی ہے کہ کبھی کسی مضمون کا فرمان تقاضا حرمان صادر ہوتا تھا اور کبھی کسی مضمون کا؟ - اور اس کارروائی پر حکمت عملی کا نقاب تھا یا نہین؟ اور آیا جو کچھہ وہ کرتے تھے علانیہ کرتے تھے یا دل مین کچھہ تھا اور زبان پر کچھہ، اور اون کے سخن پر پردہ ہوتا تھا یا نہین؟ اور آیا ایسے امور کا مرتکب ہونا مسئلہ پالٹکس کی رو سے کہان تک روا ہو سکتا ہے؟ اور آیا اگر مسئلہ پالٹکس کا خون ہوگیا ہے تو ذی علم مصنف اوس پر خاک ڈالکر کسقدر چھپایا چاہتے ہین؟

مین نہین جان سکتا کہ، رفع حاجت کے لیے، ضرورتاً مہمات

Marfat.com

اور مشکلات پیش آنے کے وقت حضرت خالد سے انجام مرام ہونا۔ اور جب خالد
سے کارنمایان ظہور مین آچکے اور اوس نے مسلمانون کی نگاہ مین ایک عام رسوخ حاصل
کیا، اوس وقت حضرت عمر کا اوس رسوخ سے خائف ہوکر خالد کو، اوس کے منصب،
سے معزول کرنا، آیا حضرت عمر کی قابلیت بادشاہت اور خلافت پر کوئی دہبہ لگاتا
ہے یا ہنین؟ کہ کسی افسر ماتحت سے، کوئی بادشاہ و خلیفۂ وقت کسی امر سے خائف
ہوکر اپنے اوس کارگذار اور لائق افسر کو معزول کردے۔
اور آیا اصلی قابلیت کسی بادشاہ یا خلیفہ وقت کی اوس حالت مین ہی سمجھی جاسکتی
ہے یا ہنین کہ اپنے کسی ماتحت افسر رسوخ یافتہ کو، زیادہ قدر اور منزلت
کی نگاہ سے دیکہہ کر اوس کو مدارج اعلے پر پہونچادے اور اپنے قابو مین رکہے؟
اور آیا کسی خوف کو کسی اپنے ماتحت افسر لایق اور کارگذار کی طرف سے اپنے
قلب مین جگہہ دینا، لوگون کے قلوب پر، بے اطمنانی پہیلاتا ہے یا ہنین؟
اور اون کے دلون مین یہہ وسوسہ ڈالتا ہے یا ہنین کہ حضرت خالد کے ساتہہ
جس نے جو عمل کیا، وہ کسی دوسرے کے ساتہہ کیا کرے گا؟ اور اس بے
اطمنانی کا کیا نتیجہ ملک اور خلافت پر پڑسکتا ہے اور دوسرون کو کیا ہمت
اور حوصلہ ہوسکتا ہے؟—

مثنی کی معزولی مین فاروقی فلسفہ

ذی علم مصنف بعد ذکر معزولی خالد حضرت
عمر مین اوسی وصف کی دوسری مثال "مثنی" کی
معزولی کا واقعہ ظاہر کرکے یون تحریر فرماتے ہین کہ "مثنی کی معزولی کے وقت
بہی ایسے ہی خیالات حضرت عمر نے ظاہر کیے تہے" اور پہر یہہ قول حضرت عمر کا
لکہا ہے کہ "مین نے اون دونون کو معزول ہنین کیا کسی شبہ سے، لیکن لوگون
نے اون دونون کی عظمت مان لی، پس مین ڈرا کہ لوگ بہروسہ اون دونون

پر نکرین " مگر ہمکو کتب تواریخ مین صرف اسیقدر حالت "مثنی" کی معلوم ہوئی کہ "مثنی بن حارث الشیبانی عراق عرب مین غلبہ رکھتا تہا، ایرانیون نے چاہا کہ اوس پر لشکرکشی کرین، مثنی حضرت عمر کے پاس مدینہ مین آیا اور اون سے مدد چاہی اونہون نے فارسیون کے مقابلہ کے لئے ابوعبیدہ بن مسعود الثقفی کو امیر لشکر مقرر کرکے جانب عراق روانہ کیا، ابوعبیدہ نے باتفاق عمرو بن حزم انصاری وسلیط بن قیس ومثنی بن حارثہ، ایرانیون کا مقابلہ شروع کیا، ہنوز مہم ایران سر نہین ہوئی تہی، اور سعد وقاص جو بعدہ امیر لشکر مسلمانون کے قرار دئے گئے تہے قادسیہ مین پہونچے ہی نہ تہے کہ "مثنی" نے وفات پائی اور سعد وقاص اوسکی بیوہ سلمی کو اپنے نکاح مین لے آئے۔

یہہ حالت مثنی کی ایسی نہ تہی کہ جس سے یہہ سمجہا جاوے کہ اوس نے مسلمانون کے دلون مین ایسی اپنی عظمت بٹہادی تہی جس سے حضرت عمر کو یہہ خوف ہو کہ وہ اون کو خلافت سے ہٹاکر خود خلیفہ بن بیٹہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا ہی کہ مسلمان اوسکو اپنا خلیفہ بنالیتے تو کچہہ مضائقہ نہ تہا مسئلہ اجماع امت اوس سے متعلق ہو سکتا تہا۔ مگر حضرت عمر اپنی خلافت کو بہت عزیز رکہتے تہے وہ اوسنے اوس امر سے خائف ہوکر لایق افسرونکو معزول کرکے اپنے قدم کی خیر مناتے تہے۔

اسباب کامیابی خلافت ثانی مصنف کی زبان سے۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے حسن سیاست کا بڑا کارنامہ اور اون کی خلافت کی کامیابی کا بڑا سبب یہہ ظاہر کیا ہے کہ "اونہون نے حکومت وانتظام کی کل مین نہایت موزون پرزے استعمال کئے تہے" اور حضرت عمر کی جوہر شناسی کی صفت مسلمہ ظاہر کرکے اون پرزون کی تفتیش کی ہے کہ جس سے اونہون نے اپنی حکومت اور انتظام کی کل بنائی تہی۔ لیکن سوائے

مضمون شاعرانہ ہے اس بیان میں کچھ بھی نہیں ہے پہلے ہی ذی علم مصنف حضرت عمر کی جوہر شناسی کے سلسلہ میں ان پرزون کا ذکر فرما چکے ہیں اور یہ ہم بھی اوس کی نسبت وہیں کچھ کہہ آئے ہیں[1]۔ ولی را ولی می شناسد، کا مضمون ہے، اور بس۔

حضرت عمر نے کیون اون پرزون کو پسند کیا؟

تاریخ دانی کے فن میں جو کوئی مہارت رکھتا ہے وہ جان سکتا ہے کہ ذی علم مصنف کے بیان کی تصدیق جس نوعیت سے وہ کر رہے ہیں کہاں تک ہو سکتی ہے؟ البتہ حضرت عمر کے ایسے اوصاف کی تصدیق صرف اس قدر ہو سکتی ہے کہ انہون نے اپنی حکومت اور انتظام کی کل کو ایسے پرزون سے مرتب کیا کہ جو خاندان رسالت اور بنو ہاشم کی خلافت کو نہیں پسند کر سکتے تھے بمقابلہ اپنی اوس حالت تمتع کے، جو دوسری خلافت میں اون کو حاصل ہوئی اور جس کے وہ پہلے سے متوقع اور آرزومند تھے اور حضرت عمر کی جوہر شناسی بھی اسی کی شایان تھی کہ وہ خاندان رسالت اور بنو ہاشم سے کوئی پرزہ ایسے کہ اپنے انتظام اور حکومت کی کل میں نہ لگائیں۔

فاروقی بے لاگ عدل وانصاف کی حقیقت۔

حضرت عمر نے جو اپنے بیٹے ابو شحمہ، اور اپنے سالے، قدامہ، کو مے نوشی کے جرم میں سزا دی، انہیں دو واقعون کو ذی علم مصنف حضرت عمر کے بے لاگ عدل وانصاف کے لیے محدود کرتے ہیں۔ اور حاشیہ پر ابو شحمہ کے قصے میں جو مورخین نے حقیقت لکھی ہے، اوس کو افسانوں کی بڑی رنگ آمیزیاں قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت عمر کی ایسی کارروائی سے

---

[1] الفرق حصہ ہذا صفحہ ۳۴ و ۴۴۔

تاریخ کے جاننے والے، حضرت عمر کے نمائشی بے لاگ عدل و انصاف کا نتیجہ نکالتے ہین جس کو ذی علم مصنف نے واعظون کی رنگ آمیزیان ظاہر کیا ہے۔

حضرت عمر کے ایسے بے لاگ عدل و انصاف کا موازنہ بمقابلہ حضرات ابو بکر عثمان کے بے شک ہو سکتا ہے۔ جب ان حضرات خلفائے ثلثا کی تمام کارروائیون کو، اور اون واقعات کو جن سے نتیجہ عدل و انصاف کا نکل سکے یکجا جمع کر کے دیکھا جائے تو یہہ امر کُل جائے کہ کس کس موقع پر کس کس نے کیا کیا رعایتین کین اور کیا کیا بیجا سختیان کین، اور کس کس نے بنظر مصلحت زمانہ اپنے عدل و انصاف مین نمائش کی۔؟

فاروقی سیاست اور ملکی انتظامات کی قلعی خود مصنف کھولتے ہین۔

ذی علم مصنف پہلے ہی حضرت عمر کے سیاست اور انتظام ملکی کی بہت کچھ مدح سرائی کر چکے ہین لیکن اس موقع پر اون کی سیاست کے اصول بیان کرنے کے وقت خود ہی ان کی ساری قلعی کھولدی ہے ۔ وہ قبول کرتے ہین کہ "حضرت عمر کی سیاست کا ایک بڑا اصول یہہ تہا کہ وہ قدیم سلطنتون اور حکمرانون کے قواعد اور انتظامات سے واقفیت پیدا کرتے تہے خراج، عشور، دفتر، رسد، کاغذات حساب، ان تمام انتظامات مین اونہون نے، ایران اور شام کے قواعد پر عمل کیا، جو بڑے زمینداران عراق اپنے طلب ہوتے دریافت کیا کہ سلاطین عجم کے ہان مالگذاری کی تشخیص کا کیا طریقہ تہا؟ جزیہ حالانکہ مذہبی لگاو رکہتا تہا تاہم اوسکی تشخیص

مین وہی اصول ملحوظ رکہے ہیں جو نوشیروان نے اپنی حکومت مین قائم کیے تہے"

ذی علم مصنف اپنے بیان کی تصدیق کے لیے سند بہی لاتے ہین کہ "محمد بن جریر طبری نے جہان نوشیروان کے انتظامات اور بالخصوص جزیہ کا ذکر کیا ہے وہان لکہا ہے کہ، یہہ وہی قاعدے ہین کہ حضرت عمر نے جب فارس کا ملک فتح کیا تو ان کی اقتدا کی اور اس سے زیادہ صاف اور مصرح علامہ ابن مسکویہ نے جو حکیم اور فلسفی اور شیخ بو علی سینا کا معاصر و ہمپایہ تہا اپنی تاریخ تجارب الامم مین بہ سلسلہ حالات انتظامات ملکی حضرت عمر مین لکہا ہے کہ عمر، فارس کے چند آدمیون کو صحبت خاص مین رکہتے تہے، یہہ لوگ اون کو بادشاہون کے آئین حکومت پڑہ کر سنایا کرتے تہے، خصوصاً شاہان عجم، اور اون مین بہی خاصکر نوشیروان کے، اسلیے کہ اون کو نوشیروان کے آئین بہت پسند تہے، اور وہ اون کی بہت پیروی کرتے تہے"

ذی علم مصنف خود یہہ بہی کہتے ہین کہ "عموماً مورخون نے لکہا ہے کہ جب فارس کا رئیس ہرمزان اسلام لایا تو حضرت عمر نے اوس کو اپنے خاص درباریون مین داخل کیا اور انتظامات ملکی کے متعلق اوس سے اکثر مشورہ لیتے تہے"

مسلمان ذرا غور کرین —

اس موقع پر اہل نظر غور کر سکتے ہین کہ حضرت عمر کا جو عمدہ طریقہ سیاست اور انتظام ملکی کا ظاہر کیا جاتا ہے، اوس مین ذاتی حصہ حضرت عمر کا کسقدر تہا؟ اور پارسی، یہودی، ایران وشام مفتوحہ ملکون سے سیکہا ہوا حصہ کسقدر تہا؟ اور آیا مذہب اسلام کے لیے یہ امر شرمناک ہے یا نہین کہ مسلمانون کی بادشاہت مین ایسا

خلیفہ وقت جو اپنے آپ کو خلیفہ اور نائب رسول اللہ قرار دے، امور سیاست انتظام ملکی مین تقلید رسول اللہ اور اوس کی شریعت کی تو نہ کرے اور بجائے اوس کے، اون سلطنتون کے امور سیاست اور انتظام ملکی کو پسند کرکے اپنا اصول قرار دے کہ جہان قواعد اور قانون شرع، محمدی جاری نہ تھے۔

حضرت عمر کا غیر اسلامی سلطنتون کے قواعد پر عمل دو حال سے خالی نہین۔

حضرت عمر نے جو پیروی قواعد انتظامیہ ملکی مین غیر اسلام سلطنتون کی کی اور اون کے قواعد اور آئین سے واقفیت حاصل کی اور اوس کے بموجب سلطنت اسلامیہ کا انتظام کیا اوسے کوئی تعجب نہین ہو سکتا۔ حضرت عمر کا غیر اسلام سلطنتون کے قواعد اور آئین کو اپنا اصول سیاست قرار دینا اور اوس کے بموجب عمل کرنا دو حال سے خالی نہین ہو سکتا۔ یا تو

(۱) دین اسلام مین اصول سیاست اور انتظام ملکی مذکور اور موجود نہ تھے، مگر ایسا قبول کرنا مشکل ہے کہ اس صورت مین دین اسلام کا عہد رسول مین ناکمل اور ناتمام رہنا قبول کرنا پڑتا ہے، اور اوس کا مکمل ہونا بعد عہد رسول، غیر اسلامی سلطنتون کے اصول سیاست، اور قواعد و آئین سے لازم آتا ہے۔ یا

(۲) یہہ ماننا پڑے گا کہ دین اسلام مین اصول سیاست، اور آئین انتظام ملکی موجود تھے، مگر یہہ بحث پیش آئے گی کہ پیغمبر سے حضرت عمر نے ایسی تعلیم پائی تھی یا نہین؟

اگر یہہ قبول کیا جائے کہ پیغمبر سے ایسی تعلیم حضرت عمر نے پائی تھی تو یہ ہماری

Marfat.com

الزام وارد ہوتا ہے کہ باینہمہ حضرت عمر نے اصول آئین شریعت محمدی کو کیون ترک کیا، اور اصول و آئین سلطنتہائے غیر اسلامی کو قائم کر کے کیون اوسپر عمل کیا؟

سچی بات کے ہر پہلو سے حضرت عمر کی مادی لیاقت

لیکن سچ یہہ ہے کہ دین اسلام واسطے اصلاح روحانی اور جسمانی، انسانون کے قرار دیا گیا ہے، اور اسی وجہہ سے اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی کا وجود، دین اسلام مین لازمی ہے۔ مگر درحقیقت اوس کی تعلیم ہی حضرت عمر نے پیغمبر سے نہین پائی تھی۔ اور اسپر یہہ سخت اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت عمر نے اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی کی تعلیم پیغمبر سے نہین پائی تھی جس سے اون کا ناقابل ہونا سیاست، اور انتظام ملکی کے لئے، بہ حیثیت دین اسلام کے، لازم آتا ہے، تو اونھون نے خلافت دین اسلام یا بادشاہت مسلمانون کو قبول ہی کیون کیا؟ اگر یہہ کہا جاوے کہ کوئی دوسرا بھی اس صفت کا کہ جس نے پیغمبر سے اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی کو، سیکھا ہو، اور پیغمبر نے جس کو ایسے اصول اور قواعد کی تعلیم دی ہو، بعد پیغمبر، موجود نہ تھا، تو اس سے پھر نقص تبلیغ رسالت اور تکمیل دین اسلام کو لازم آتا ہے۔ مگر نہین۔ دین اسلام ہمیشہ ہمیشہ مین، جس کی خبر قرآن مین موجود ہے (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی) کامل ہو گیا تھا، اور خدا کی نعمتین مسلمانون کے لئے ہتین، جس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت ایسا شخص کو اپنی [illegible] ایسا نمونہ بنا جاتے کہ جو ہر قسم کے مشتبہ علم دین [illegible]

اور قواعد انتظام ملکی کو شامل ہو، واقف ہو، اور تعلیم پیغمبری سے تمام اون علوم کا عالم ہو کہ جس سے دین اسلام کے اصول و قواعد مقررہ کو عملاً قائم رکھنے اور اون کو شائع کر سکے۔ اسی بنا پر یہہ یقین کرنا چاہیے کہ پیغمبر ضرور ایسا شخص کہ جو پیغمبر کا نمونہ ہو بنا گئے تھے اور جیسا کہ پیغمبر پر ایسا نمونہ بنانا لازم تھا ویسے ہی اون پر یہہ لازم تہا کہ اوس نمونہ کو اپنے امت پر بتا اور جتا ہی جاویں تاکہ بعد پیغمبر امت محمدی مہمل نرہے جیسے کہ اونٹ بے ساربان کے۔ اور جیسا کہ پیغمبر کو اوس نمونہ کا بتانا اور جتانا ضروری تہا ویسے ہی یہ امر ہی لازم تہا کہ وہ بتانا اور جتانا خفیہ نہو، اور مجمع عام مین ہو، تاکہ کسی کو گنجائش انکار کی اوس تبلیغ رسالت اور اکمال دین، اور اتمام نعمت ربانی سے نہو سکے [illegible] یقین کرنا چاہیے کہ علاً اور فعلاً پیغمبر نے ایسا امر کیا اور تا اوس سے حضرت عمر نا آگاہ نہ تہے۔ اور کچہہ شبہہ نہین کرد وہی شخص ہو سکتا ہی جسنے بارہا یہہ دعوٰے کیا ہو کہ سلونی قبل ان تفقدونی"

اگر حضرت عمر نے پیغمبر سے اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی نہین سیکہے تہے اور باوصف اوس ناقابلیت کے، خلافت رسول، اور بادشاہت مسلمان کو قبول کیا تہا تو اون کو لازم تہا کہ اوس تعلیم یافتہ پیغمبری سے جسکو پیغمبر اپنا نمونہ بتا اور جتا گئے تہے، اور واقعات نے جسکو نمونہ پیغمبری ثابت کر دیا تہا۔ اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی سیکہتے اور ادہر اودہر، غیر اسلامی سلطنتون کی طرف نہ بہٹکتے۔ حالانکہ شام و ایران کے حملون اور فوج کشی کے وقت حضرت عمر نے اوسی نمونہ پیغمبری سے مشورے کئے تہے اور اوسی کی رائے اور اصلاح

سے بموجب عمل کیا تھا اور جس کا نتیجہ شام وایران کی تسخیر تھا" لیکن حضرت عمر کا اوس نمونہ پیغمبری سے اصول سیاست اور قواعد انتظامیہ ملکی سیکھنا' اور اوس کے بموجب عمل کرنا' خلاف اوس مصلحت کے تھا کہ جو حضرت عمر نے اختیار کی تھی - اگر حضرت عمر اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی بھی اوسی نمونہ پیغمبری سے سیکھتے' اور اوس کے بموجب عمل کرتے تو وہ خود مختار خلیفہ رسول یا بادشاہ مسلمانون کے کیسے ہو سکتے - اور ایسا امر اون کو نہایت شرمندہ کرنے والا تھا جس سے یہہ لازم آتا کہ وہ کسی قسم کی قابلیت ذاتی خلافت کی نہین رکھتے ہین - مگر اون کو دراصل اوس امر سے شرم کرنی چاہئے تھی کہ غیر اسلامی سلطنتون مفتوحہ سے' اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی سیکھتے اور امت رسول' اور غیر اسلامی سلطنتون مفتوحہ پر ثابت کرتے کہ دین اسلام مین نہ اصول سیاست ہین نہ آئین و قواعد انتظامات ملکی !!!

مذہب اسلام کی سچائی کی تاریخی نظیر

مرتکب تو جنگ و جدل کے مسلمان نہین تھے' مسلمانون کی سلطنت بغداد کو تباہ' اور آخری خلیفہ بنی عباس کو قتل کرکے) فاتح قوم نے مفتوح قوم کا مذہب اختیار کیا اوس سے حقیقت اور سچائی مذہب اسلام کی بے شک ثابت ہوتی ہے - لیکن حضرت عمر نے جو غیر اسلامی سلطنتون کو مفتوح کرکے اون کے اصول سیاست اور قواعد انتظام ملکی کو اون سے سیکھا' تو اوس میں کچھہ شبہہ نہین کہ اگر فعل حضرت عمر سے اہانت مذہب پاک اسلام کی لازم آتی ہے -

فاروقی تدابیر تحقیق حالات مین اور طریقے سے منافقون کا دریافت حال کرنے کا قصہ

ذی علم مصنف حضرت عمر کی تدبیر و واقفیت حالات مین ایک یہ قصہ

Marfat.com

بھی لکھتے ہیں کہ "حذیفہ بن الیمان آنحضرت کے محرم راز تھے اور صاحب السر کہلاتے تھے، حضرت عمر نے اون سے پوچھا کہ منافقین کا جو گروہ ہے اون میں سے کوئی شخص میرے عمّالون اور عہدے دارون میں بھی ہے؟ اونھون نے کہا ہان ایک شخص ہے، حضرت عمر نے نام پوچھا، لیکن اونھون نے رازداری کے لحاظ سے نام نہین بتایا، حذیفہ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمر نے اوس کو معزول کر دیا"[۱]

اس مین شبہ نہین ہے کہ حذیفہ بن الیمان کو علم منافقون کا تھا، اور آنحضرت نے اون کو صفات نفاق بتا دئے تھے اور وہ ذوات اور اشخاص منافقین، اور اون کے نامون کو جانتے تھے اور اس مین بھی شبہ نہین کہ حضرت عمر کو بھی منافقون پر علم حاصل کرنے کا شوق تھا اور وہ شبہ نفاق کا رکھنے والے تھے۔ چنانچہ علامہ ذہبی جو بڑے محقق اور کثیر التصانیف عالم مذہب اہل سنت مین گذرے ہین اور جن کو ذی علم مصنفون نے بھی "حافظ ابن حجر وسخاوی وغیرہ کا شیخ الشیوخ" لکھہ کر ظاہر کیا ہے کہ اون سے بڑھ کر اون کے بعد کوئی محدث نہین گذرا"[۲]

اپنی کتاب "مغنی" مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر نے اپنی نسبت بھی حذیفہ سے ایسا سوال کیا تھا، مگر یہہ ظاہر ہے کہ حذیفہ بن الیمان جیسا علم حضرت عمر کی نسبت رکھتے تھے اوس سے کم علم اپنی نسبت حضرت عمر کو نہین ہو سکتا تھا چنانچہ حضرت حذیفہ نے رازداری پیغمبر کے لحاظ سے ویسا ہی جواب حضرت عمر کو دیا جو اون کے شایان تھا جسکو سنکر حضرت عمر نے کہا "باللہ انا منہم انا من المنافقین" اور انہین علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین بھی بذیل

[۱] بحوالہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ [۲] الفاروق صفحہ ۲۲۳

ترجمہ زبیر بن وہب یہی قول حضرت عمر کا لکھا ہے۔

اور ایسی حالت مین حضرت عمر کو اپنی حالت سے، کسی دوسرے کی حالت کو منطبق کر کے کسی منافق و غیر منافق کو پہچان لینا کچھہ دشوار نہین تہا۔ درحقیقت حضرت عمر کی طبیعت کسی منافق یا غیر منافق کی پہچان کے لئے کسوٹی تہی۔

حضرت عمر اور اون کی بی بی بچون کا روٹی کپڑا بیت المال سے۔

حضرت عمر بیت المال کا جو کچہہ خیال رکھتے ہون وہ اس سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ خود چہیاسی ہزار دینار کے مقروض بیت المال کے تہے جبکہ اونہون نے وفات پائی۔

اہی بیت المال کے ذکر مین ذی علم مصنف لکہتے ہین کہ "صحابہ کے ساتہ حضرت عمر نے یہہ امر پیش کیا کہ بیت المال سے کسقدر اپنے مصارف کے لئے لے سکتے ہین، حضرت علی نے کہا صرف معمولی درجہ کی خوراک اور لباس، چنانچہ اون کا اور اون کے بچون اور بی بی کا بیت المال سے کہانا اور کپڑا مقرر ہو گیا۔

اصحاب بدر کا بیت المال سے وظیفہ۔

فوجی روزینہ دارون مین جب بدریین کے لئے تنخواہین مقرر ہوئین تو اور لوگون کے ساتہہ پانچہزار درہم سالانہ اون کے بہی مقرر ہو گئے"

جو صحابہ جنگ بدر مین شریک تہے اون کا حق اوس غنیمت مین ہو سکتا ہے جو اوس جنگ مین حاصل ہوئی۔ اور جو آمدنی ملک کی آوے، حد غایت یہہ ہے کہ وہ آمدنی اون کو بہ شمول دیگر مسلمانون کے، جو حق آمدنی کسی ملک کا رکہتے ہون، تقسیم کی جا سکتی تہی، روزینہ مقرر ہونا خاص بدریین کے لئے

Marfat.com

خالی از علت نہیں ہو سکتا۔

اتفاقیہ کسی بڑی رقم کا اکثر حضرت عمر کا اوسکو بیدریغ خرچ کرنا۔ ذی علم مصنف یہہ بہی ظاہر کرتے ہین کہ وہ کبہی کبہی اتفاقیہ کوئی بڑی رقم آجاتی تہی تو وہ بے دریغ خرچ کی جاتی تہی۔ چنانچہ حضرت ام کلثوم سے جب نکاح ہوا تو اون کے شرف اور خاندان نبوت کے تعلق کی وجہہ سے چالیس ہزار درہم مہر باندہا اور اوسی وقت ادا بہی کر دیا۔"

جب کوئی بڑی رقم بیت المال کی بیدریغ حضرت عمر صرف بہی کرتے تہے حالانکہ وہ اون کا حق ہوتی تہی، تو غیر ق کے تصرف پر ذی علم مصنف جواب ہو سکتے ہین جو حضرت عمر کو داغ دہبے سے پاک دکہا رہے ہین۔ لیکن یہہ امر کہ ام کلثوم کا دین مہر اون کے شرف اور خاندان نبوت سے تعلق کی وجہہ سے ادا کیا گیا، بیت المال کی آمدنی بے دریغ خرچ کرنے کی وجہہ نہین ہو سکتی۔ دین مہر ادا کرنا حضرت عمر کی ذات پر تہا اوس کا بار بیت المال پر نہین ہو سکتا۔

عقد ام کلثوم۔ یہہ بحث کہ ان ام کلثوم کا خاندان نبوت سے کیا تعلق تہا، آیا وہ بطن جناب سیدہ سے تہین یا بطن ام الولد سے، مفصل در رسالہ روشنی، بین کی گئی ہے۔ لیکن اس ریویو مین بہی اوس موقعہ پر کسیقدر تفصیل سے ذکر آئے گا، جہان ذی علم مصنف نے بہ سلسلہ ذکر ایام حضرت عمر ان ام کلثوم کی شادی کا ذکر کیا ہے، اور اوسی سے یہہ بہی ظاہر ہو جاوے گا کہ ان ساٹہہ برس کے شخص کو ایک کم سن ۵، پانچ برس کی دنیا ہمر والی لڑکی کے ساتہہ ایسی کیا ضرورت پیش آئی تہی کہ جس سے لئے

Marfat.com

بے دریغ ایک رقم بیت المال کی صرف کرڈالی گئی۔

بنی ہاشم کی طرف سے خوف

ذی علم مصنف بنو ہاشم کو ملکی عہدہ نہ دینے کی یہ وجہ ظاہر کرتے ہیں کہ "حضرت عمر کو خوف تھا کہ بنو ہاشم خمس میں اپنا حصہ شرعی حق سمجھتے ہیں، اس لئے خمس میں سے، اپنا حصہ لے لیں گے، حالانکہ حضرت عمر کے نزدیک درخمس، کے مصارف امام وقت کی رائے پر منحصر ہیں چنانچہ اس کی مفصل بحث آگے آئے گی۔ انہوں (حضرت عمر) نے بنو ہاشم کی نسبت اپنی اس بدگمانی کا اظہار بھی کردیا، حمص، کا عامل جب عبداللہ بن عباس کو مقرر کرنا چاہا تو ان سے کہا کہ مجھکو ڈر ہے کہ تم محاصل ملکی پر تصرف نہ کرو" ذی علم مصنف حضرت عمر کے سوء ظن کو وقوع میں آجانے کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ "حضرت علی نے اپنے عہد خلافت میں جب حضرت عبداللہ کو عامل مقرر کیا تو انہوں نے بیت المال میں سے بہت سی رقم لے لی اور جب حضرت علی نے باز پرس کی تو لکھ بھیجا کہ میں نے ابھی پورا اپنا حق نہیں لیا۔"

بیت المال میں کفایت شعاری

ذی علم مصنف بیت المال میں، کفایت شعاری، اور تنگ دریزی کو حضرت عمر کی خلافت کی کامیابی کا بہت بڑا سبب، گردانکر اوس کا مقابلہ حضرت عثمان سے کرتے ہیں کہ "حضرت عثمان کی خلافت میں لوگوں نے اخیر میں جو شورش برپا کی لیکن اوس کی ایک بڑی وجہ یہ ہوئی کہ جناب موصوف نے بیت المال کے متعلق فیاضانہ برتاؤ کیا اپنے عزیز و اقارب کو ذوی القربیٰ کی بنا پر بڑی بڑی رقمیں ادا کیں۔"

ذی علم مصنف نے جو واقعات لکھے ہیں اونہیں واقعات

Marfat.com

بنو ہاشم کو ملکی عہدے نہ ملنے کی واقعی حقیقت

کی شان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کو ملکی عہدہ نہ دینے کی وجہہ خالی منفعت طمع سے نہین ہے ۔

محاصل ملکی پر کسی کے تصرف کر لینے کا خوف باعث اس کا نہین ہو سکتا کہ ایسے مستحق کو جو قابلیت کسی عہدے کی رکہتا ہو، اوس عہدے سے اوس کو، قبل وقوع کسی امر کے محروم رکہا جاوے، ایسا خوف خلیفہ وقت کی طبعیت مین آنا اوسکی قابلیت مین داغ لگاتا ہے ۔

اگر عبد اللہ بن عباس محاصل ملکی پر ناحق تصرف کر لیتے، تو اوس کا تدارک اوسی طور پر ہو سکتا تہا جیسے کہ کوئی ایسا عہدہ دار تصرف کرے جس کی نسبت، وقت اوس کے تقرر کے، کوئی اندیشہ نہو ۔

بنو ہاشم کے لئے خمس، اون کا شرعی حق تہا ۔

ذی علم مصنف نے، جیسا بیان کیا ہے اوسی سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر کو کسی بنی ہاشم، یا عبد اللہ بن عباس کو، کوئی ملکی عہدہ نہ دینے کی وجہہ یہہ تہی کہ خمس مین وہ اپنا شرعی حصہ سمجھتے تہے، وہ خمس مین سے اپنا حصہ لے لین گے، اور اسی باعث سے اون کو ڈر تہا کہ محاصل ملکی پر تصرف کر لین گے، جس کی صاف مراد یہہ ہے کہ محاصل ملکی پر تصرف کی وجہہ ہوتے شرعی حق خمس، اگرچہ حضرت عمر کے نزدیک خمس کے مصارف، امام وقت کی رائے پر منحصر تہے ۔

خمس کے مصارف کا انحصار حضرت عمر کے نزدیک کیون امام وقت کے رای پر تہا ۔؟

لیکن درحقیقت حضرت عمر اپنی اس رائے پر مستقل نہین تہے بلکہ ایسی رائے رہنے کا جو پہلو اون کی ذہن مین تہا، وہ دوسرا تہا ۔ اگر حضرت

Marfat.com

عمر اپنی اس رائے پر مستقل ہوتے، اور اپنی اوس رائے کو کامل جانتے ہوتے تو وہ اپنے خوف کو یون رفع کر سکتے تھے کہ وقت مقرر کرنے کے حضرت عبداللہ بن عباس کو یہہ ہدایت کرتے کہ تم محاصل ملکی پر بہ حیلہ شرعی حق خمس، تصرف مت کرنا۔ لیکن ایسی ہدایت کرتے ہیے دراصل حضرت عمر کو خوف یہہ تہا کہ شرعی حق خمس پر یہہ بحث پیش آتے سے کہ کون اوس کا مستحق ہے؟ اور اوس کے مصارف کسی کی رائے پر منحصر ہونے چاہئین؟ خمس پر تصرف، حضرت عمر کے دست قدرت سے نکل جاوے گا، اور وہ حق دعویداران وستحقین خلافت کے ہاتہہ مین چلا جاوے گا، جس سے قوت دعوے داران سلطنت کو پہونچے گی، اور وہ قوت غیر خاندان رسالت مین خلافت کے قرار پانے پر خلل انداز ہوگی

خصوص اوس حالت مین کہ جب بنی ہاشم کو ملکی عہدے ہی دئے جائین، اور خمس کی آمدنی سے اون کی تقویت ہی ہو، ایسی حالت مین بہ آسانی سمجہہ مین آسکتا ہے کہ ایسے دعوے داران سلطنت، غیر کی بنیاد کو کہان تک تزلزل مین ڈال سکتے ہین۔

بخوف نکل جانے خلافت کے صرف خمس کو اپنی اختیار مین حضرت عمر نے خلاف شرع کیا۔

ہم کو اس موقع پر اس امر سے بحث نہین ہے کہ بہ حیثیت پالٹکس امور کے، ایسی حکمت عملی کہ جس سے دعوے داران سلطنت کمزور ہوجاوین، حضرت عمر کو اختیار کرنی چاہئے تہی کہ نہین؟ بلکہ بحث یہہ ہے کہ شرعی حق خمس جن لوگون کا تہا، اون کو حضرت عمر نے محروم کرکے، صرف بخوف نکل جانی خلافت کے اپنے ہاتہہ سے، اوس حق کو اپنے دست اقتدار مین نا جائز

رکھا یا نہین ؟

اگر حضرت عمرؓ نے خلافت و امارت مسلمانون و جانشینی پیغمبرؐ کو بغیر حق و صلاحیت کے، قبول کر لیے، اور سپر قبضہ کیا، تو دعوے داران حق سلطنت سے ضعیف کرنے کے لیئے، اون کے شرعی حق خمس کو اپنے اختیار مین لینا ہی موافق اوسی پالیسی کے تہا جو اختیار کی گئی تہی ۔

یہہ امر کہ شرعی حق خمس کس کا ہے ؟ اور اوس کے مصارف کس کی رائے پر ہونے چاہئین ؟ ہم اوسی موقع پر دکہائینگے جہان ذی علم مصنف اوس پر مفصل بحث کرینگے، اس موقع پر صرف ہم کو اسیقدر دکہانا مقصود تہا کہ ذی علم مصنف نے حضرت عمرؓ کی نسبت جو یہہ ظاہر کیا ہے کہ گروہ بنو ہاشم کی نسبت اپنی بدگمانی کا اظہار بہی کر دیا، کہ وہی بدگمانی اون کی بنو ہاشم کو ملکی عہدے نہ دینے کے لیے، بڑی وجہہ تہی وہ صحیح ہے، یا حضرت عمرؓ نے اصلی وجہہ کو، جو وہ اپنے دل مین، بنی ہاشم کو، ملکی عہدے نہ دئے جانے کی رکہتے تہے، اوس پر پردہ ڈال کر، دوسرے پہلو سے ظاہر کیا ہے اور وہ وجہہ اوسی پالٹکس کی ضرورت سے تہی جس کا واقعی نام ذی علم مصنف نے "خدع، مکر، فریب، ظاہرداری، اور نفاق" رکہا ہے ۔

عبداللہ بن عباس پر فاروقی سوء ظن کی حقیقت ۔

حضرت عمرؓ کے سوء ظن کا، بعہد علی مرتضےٰ وقوع مین آجانا، نسبت عبداللہ بن عباس کے، جو ذی علم مصنف نے بیان کیا ہے اوس کا حال بہی اوسی وقت باآسانی کہل جائیگا جب وقت آئیندہ اس امر پر بحث ہوگی کہ شرعی حق خمس کس کا تہا،

اور اوس کے مصارف کس کی رائے پر منحصر تھے؟ لیکن اسوقت ہم کو صرف اوس نتیجہ پر نظر کرنی چاہیے کہ جو اوس واقعہ سے نکلتا ہے۔ میں اوس واقعہ کو اوسی نوع سے تسلیم کئے لیتا ہوں کہ جس طور پر ذی علم مصنف نے بیان کیا ہے یعنی جب عبد اللہ بن عباس نے بیت المال سے بہت سی رقم لے لی، اور علی مرتضے کے بازپرس پر لکھ بھیجا کہ ابھی میں نے اپنا پورا حق نہیں لیا، اس واقعہ کے بعد یہہ دیکھنا چاہیے کہ علی مرتضے نے عبد اللہ بن عباس کو وہ سزا شرعی دی یا نہیں جو بیت المال کے تصرف پر کسی متصرف کو شرعاً ملنی چاہیے۔ کسی مورخ کے بیان اور کسی روایت سے ہرگز یہہ نہیں پایا جاتا کہ عبد اللہ بن عباس کو بیت المال کے تصرف ناجائز پر جو سزا دینی چاہیے تھی وہ دی گئی۔

ایسی حالت میں کہ، بنظر اوس سیرت و حالت علی مرتضے کے، جو وہ عدل و داد اور تقسیم مساوات کی، خواہ وہ متعلق کسی فرزند کے ہو یا حقیقی بھائی کے، یا اور کسی کے، رکھتے تھے، جس کا ذکر کتب تواریخ و احادیث میں کثرت سے موجود ہے، ممکن نہیں تھا کہ علی مرتضے عبد اللہ بن عباس کو شرعی سزا دینے سے کسی طرح پر باز رہ سکتے۔ جس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ علی مرتضے نے، بعد ملاحظہ جواب تحریری کے، عبد اللہ بن عباس کو قابل سزا نہیں سمجھا۔

اور اسی سے لازم آتا ہے کہ علی مرتضے نے یہہ سمجھ لیا کہ عبد اللہ بن عباس کا تصرف بیت المال پر نہیں تھا بلکہ حق خمس پر تھا، اور اسی وجہ سے تصرف بیت المال کی سزا ان کو نہیں دی، اور یہہ امر کہ حق خمس بھی داخل بیت المال ہوتا تھا اور اوس میں عبد اللہ بن عباس کچھہ حق رکھتے تھے یا نہیں؟ بمقابلہ مستحقان خمس طے ہونے کے قابل تھا، اور اسی سے یہہ امر پیدا ہوتا ہے کہ جو واقعہ عبد اللہ

بن عباس کا عہد خلافت علیہ تفضلے میں پیش آیا، وہ سوء ظن حضرت عمر کو یقین سے بدلنے والا نہیں تہا، بلکہ یہہ ظاہر کرنے والا تہا کہ حضرت عمر نے، بنو ہاشم کو ملکی عہدے نہ دئے جانے کی جو یہہ وجہہ ظاہر کی کہ وہ، بوجہہ شرعی حق خمس کے حاصل ملکی پر تصرف کرینگے محض اون کا ایک حیلہ تہا، جس حیلہ کو واقعہ عبداللہ بن عباس، جو علیہ تفضلے کے عہد خلافت میں رقم سے لینے کی نسبت پیش آیا، ثابت کرنیوالا تہا

حضرت عمر نے جو سوء ظن اپنا عبداللہ ابن عباس کی نسبت ظاہر کیا اور جس کی حقیقت میں نے ظاہر کی وہ سوء ظن ایسا ہی تہا جس کا آیتہ قرآنی میں ذکر ہے ۔

"یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن، ان بعض الظن اثم" "الحجرات"

اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو پرہیز کرو بہت ظن کرنے سے تحقیق کہ بعض ظن گناہ ہے" ذی علم مصنف نے عبداللہ بن عباس کو اپنی تصنیف میں کہیں حضرت عمر کا خاص تربیت یافتہ کہیں حضرت عمر کے دامن تربیت میں پلا ہوا، اور اون کو شیوخ بدر کے ساتہہ زمانۂ نوعمری میں بٹہانا، اور شیوخ بدر کے اعتراض پر اونکی قابلیتوں کو جتانا، اور اون کو اپنی مجلس میں تقریب دینا، اور اون کی تربیت کے وقت اون کی ہمت کا بڑہانا ظاہر کرتے ہیں ۔ اگر حضرت عمر کے، عبداللہ ابن عباس تعلیم اور تربیت یافتہ تہے تو اون کی رائے ویسی ہی خمس کے بارہ میں کیوں نہیں تہی جیسے کہ اوستاد اور مربی کی تہی، اور جبکہ اون کی ایسی رائے نہیں تہی، جس سے حضرت عمر کو ظن پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس مقلد کسی دوسرے کے یا خود مجتہد تہے اور شاگرد حضرت عمر کے نہ تہے اور نہ اون سے اونہوں نے تعلیم اور تربیت

Marfat.com

پائی تہی اور ایسے شاگرد کی نسبت جس کی تعلیم اور تربیت خود حضرت عمرنے کی ہو اور جسکی قابلیت شیوخ بدر پر ثابت ہو، سوء ظن کرنا، یا سوء ظن کے وقوع مین آنے کا قیاس کرنا اگر صحیح ہوسکے تو مشکل ضرور ہے اور کم سے کم استاد کی تعلیم پر خراب اثر ڈالنے والا امر ہے۔

حق خمس کی بابتہ دستور کی غلطی۔

درحقیقت اصلی غلطی، حق خمس کو بیت المال مین جمع کرنے کی تہی، اور یہہ دستور ہی ناواجب قرار دیا گیا کہ خمس کے مصارف، اوس کسی کی رائے پر منحصر ہون جو خلیفہ یا بادشاہ وقت قرار پا جاوے۔ بلکہ چاہئے یہہ تہا کہ خمس داخل بیت المال کرنے کا دستور نہ مقرر کیا جاتا کہ وہ حق بیت المال کا نہین ہوسکتا تہا۔
بیت المال مین وہ روپیہ داخل ہونے کے قابل تہا، عموماً جسمین مسلمان حق دار تہے۔

حق خمس کے متعلق کیا عمل ہونا چاہئے تہا؟

خمس تو محض خاندان رسالت کے لئے نذرانہ شاہی تہا، تمام مسلمان، کہ جن جن پر وہ حق واجب الادا تہا، ذمہ دار تہے، کہ اوس کو خود مستحقین کو پہونچاتے، یا اون کے سردار امام صحیح کے حوالہ کرتے، خواہ وہ سردار، اور امام صحیح، خلیفہ وقت اور سلطان زمانہ قبول کیا گیا ہو یا نہو۔ اور اگر بیت المال مین جمع کرایا جاتا تو بہی لازم تہا کہ بیت المال پر جسکا قبضہ ہو، اور وہ منجملہ مستحقین خمس کے ہو نہین، تو وہ خود اوس حق کو مستحقین کے سپرد کردے، یا اون کے سردار، صحیح امام زمانہ کے اسے کردے۔ اور اگر بیت المال خود مستحق خمس کے قبضہ مین ہوتا تو وہ حق خمس خود لے لیتا۔ اور ملکی محاصل پر اوسکا تصرف نہ سمجہا جا سکتا۔

علیمرتضیٰ کا ارشاد بابتہ خمس اور اوس کا نتیجہ -

اسی قسم کی غلطیون کے سبب سے، علیمرتضیٰ اپنے ایک خطبہ مین، جو اونہون نے اپنے عہد خلافت مین دیا ہے، یہہ ارشاد کرتے ہین کہ "نہ نافذ کرو دیئین خمس رسول اللہ صلعم کو جیسے کہ نازل کیا اللہ نے، اور فرض کیا اوسکو اللہ نے" جس سے ظاہر ہے کہ علیمرتضیٰ سے عہد سے پہلے، عہود خلافت ماسبق مین، جو کچھہ نفاذ خمس کے متعلق کارروائیان ہوئی تہین وہ موافق حکم خدا نہ تہین - لیکن حضرت عمر اگر ایسا کرتے، کہ خمس کو، جو ضرور نہ، تمہاری خاندان حضرت رسالت پناہی کے لئے تہا، اوسی خاندان کے سردار امام زمانہ کے اختیار مین دیدیتے، تو زمام خلافت بہی اوسی خاندان، اور اوسی خاندان کے سردار امام زمانہ کے ہاتہہ مین سپرد کرنا لازم آجاتا -

حق خمس کے متعلق فاروقی دستور کے نشانات آج کسی سلطنت اسلامی مین نہین ملتے -

حضرت عمر کا دستور، حق خمس کو داخل بیت المال کرانے کا، اور مصارف اوس کے اپنی رائے پر رکہنے کا، اسقدر غلط تہا کہ وہ مستمر طور پر مسلمانون مین قائم نہ رہا - چنانچہ مسلمانون کی سلطنتون مین اوس کا کچھہ نشان باقی نہین ہے، نہ کسی سلطنت کے خزانہ مین، حق خمس داخل ہوتا ہے، نہ کسی بادشاہ کی رائے پر اوس کے مصارف کا انحصار ہے، بلکہ جب مسلمان کو توفیق ہوتی ہے وہ کسی سید کو، جو خاندان شاہی رسالت پناہی سے ہوتا ہے، حوالے کر دیتا ہے، یا کسی ایسے سردار جامع الشرائط، جس کو نائب امام زمانہ سمجہتا ہے سپرد کر دیتا ہے کہ وہ مستحقین کو تقسیم کر دے -

Marfat.com

فاروقی عہد کی کامیابی کا خلافت ثالث کی شورشون سے موازنہ مصنف کی حقیقت

ذی علم مصنف حضرت عمر کے عہد مین بیت المال کے بارے مین، کفایت شعاری و تنگ ورزی کو بڑا سبب کامیابی خلافت خیال کرکے، حضرت عثمان کی خلافت کی شورشون کا سبب اون کے عہد مین، بیت المال کے متعلق فیاضانہ برتاؤ، اپنے عزیز و اقارب کے ساتھہ ظاہر کرکے جو موازنہ کرتے ہین وہ موازنہ حیرت مین ڈالتا ہے۔ اگر حضرت عثمان کا برتاؤ فیاضانہ عزیز و اقارب کے ساتھہ، ذوی القربیٰ کی بنا پر تھا، جیسا کہ ذی علم مصنف نے ظاہر کیا ہے، تو صریح ہے کہ موافق آیۃ قرآنی کے تھا، اور حضرت عمر کی کفایت شعاری، و تنگ ورزی مخالف آیۃ قرآنی کے ٹھیرے گی جس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون صاحبون نے افراط تفریط کی اور ٹھیک عمل کسی نے نہ کیا۔

غربا و مساکین کے روزینے فقرار المساکین کی تعیین فاروقی۔

غربا اور مساکین کے روزینے مقرر کر دینے کے ذکر مین، ذی علم مصنف لکھتے ہین کہ "بلا تخصیص مذہب حکم تھا کہ بیت المال سے اون کے روزینے مقرر کر دئے جائین۔ اور بیت المال کے عامل کو لکھہ بھیجا کہ خدا کے اس قول سے کہ۔ انما الصدقات للفقرار والمساکین فقرا سے مسلمان اور مساکین سے اہل کتاب مراد ہین،" فقرار اور مساکین کی جو مراد حضرت عمر نے قرار دی ہے یہہ ایک ایسی مراد ہے جو اسلامی دنیا مین تو کسی نے ایسی مراد لی نہین۔

علمار اور مفسرین نے فقرار اور مساکین سے کیا مراد لی ہے

علمار اور مفسرین اہل اسلام نے جو تجہہ اختلاف کیا ہے،

Marfat.com

اور فقرا اور مساکین میں جو کچھہ فرق بیان ہوا ہے، وہ صرف یہہ ہے کہ بعض نے یہہ کہا ہے کہ دو فقیر و مسکین صنف واحد ہیں اور آیت میں جو دو صنفیں کر کے ظاہر کیا گیا ہے وہ صرف تاکید امر کے لئے ہے "اور بعض نے یہہ کہا ہے کہ فقرا اور مساکین دو صنفیں ہیں۔ فقیر وہ ہے جو سوال نہیں کرتا ہے، اور مسکین وہ ہے جو سوال کرتا ہے اور ایسا ہی حدیث پیغمبر میں آیا ہے" بعضوں نے یہہ کہا ہے کہ فقیر بدترین حال ہوتا ہے مسکین سے، فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھہ نہو، اور مسکین وہ ہے جس کو معیشت پہونچنے سے کفایت نہ کرے، اور بعضوں نے اس کے عکس کہا ہے"

بہرحال حضرت عمر نے فقیر اور مسکین کی جو مراد لی ہے، وہ مراد نہ کسی نے لی، اور نہ بیان کی۔ اون کا فقرا سے مسلمان اور مساکین سے اہل کتاب مراد لے نا جبکہ ایسی مراد کے لئے کوئی حدیث پیغمبر نہ پایا گیا ہے جسکو کسی نے قبول نہیں کیا۔

بیان مہمان خانوں ولنگر خانوں قحط کے انتظام جزیات پر توجہ کا اور رعایا کی خبرگیری میں چند حکایات کا۔

ذی علم مصنف نے، حضرت عمر کے مہمان خانے، اور لنگر خانے لاوارث بچوں اور بیوہوں کی خبرگیری اور قحط کے انتظام، اور جزیات پر توجہ اور رعایا کی شکایتوں پر واقفیت کے وسائل، اور رعایا کی خبرگیری، اور ان کی چند حکایتوں کا جو ذکر کیا ہے اس پر ہم کو کوئی تازہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے ماخذ ان کا، کتاب کنز العمال ہے کہ جسکی قدح ذی علم مصنف کر چکے ہیں علاوہ اس کے بیشتر ایسے امور کو حضرت عمر نے مفتوحہ ممالک سے سیکھا، اور اگر اون واقعات کو اوسی حیثیت سے صحیح مان ہی لیا جائے۔ تو کیا آنحضرت کی،

صحبت، اور علیم تقضاء کی سیرت کا، اور نیز اسیقدر بھی اثر نہ پڑتا۔

امامت اور اجتہاد

امامت نبوت کا شائبہ ہے۔

ذی علم مصنف نے قبول کیا ہے کہ "امامت کا منصب درحقیقت نبوت کا ایک شائبہ ہے اور امام کی فطرت قریب قریب پیغمبری فطرت کے واقع ہوتی ہے" اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کا حوالہ دیتے ہیں کہ "درمیان امت کے ایک جماعت ہوتی ہے کہ جو ہر نفس اس جماعت کا قریب ہوتا ہے جوہر انبیا کے مخلوق ہوتا ہے اور یہ جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیاء امت میں ہیں"

درحقیقت امامت اور امام۔

درحقیقت امامت ایک ایسی چیز ہے کہ جو خود نبی میں بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں حضرت ابراہیم سے اپنے خطاب کا ذکر فرمایا ہے "إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا، قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي؟ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ" ذریت حضرت ابراہیم میں منصب امامت سے، خدا نے اپنے ارشاد میں جن کو محروم رکھا ہے وہ "ظالمین" ہیں۔ اور جہاں حضرت لقمن نے اپنے بیٹے کو پند کی ہے (سورہ لقمن) وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ "إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ" جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مشرک ظالم ہیں اور وہ عہد خدا (منصب امامت) کو نہیں پہونچ سکیں گے۔

امام کی فطرت قریب قریب فطرت پیغمبر کے ہوتی ہے اور ہونی چاہئے تھی۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ فطرت امام قریب قریب فطرت پیغمبر کے ہوتی ہے، اور ایسا ہونا چاہئے

چاہیئے ہی۔ اس لئے کہ جب پیغمبر مین وصف امامت بہی ہوتاہے تو ضرور ہے کہ ایسے شخص کی فطرت کہ جس مین امام ہونے کی قابلیت ہو، قریب قریب فطرت پیغمبر کے واقع ہو اوس کو وہی کام کرنا پڑتاہے جو پیغمبر کو، سوائے کار نبوت کے بہ حیثیت کار امامت ہی کرنا پڑتاہے۔ لیکن یہہ فطرت اوسی حالت مین پیدا ہو سکتی ہے جب قانون قدرت کسی کے دل و دماغ کو، اوسی فطرت پر وضع کرے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب بہی قائل ہوئے ہین کہ "ایک گروہ امت مین ایسا مخلوق ہوتاہے کہ جن کا جوہر نفس قریب جوہر انبیا کے ہوتاہے اور وہی خلفاء انبیا امت مین ہین"۔ اور اسی اعتبار سے کہا جاتاہے کہ نبی اور امام منجانب اللہ ہوتاہے' اور اسی کا قائل ہی ہونا چاہیئے۔

نبی اور امام کی فطرت ایک وضع کی کیون ہونی چاہیئے۔

نبی اور امام کی فطرت ایسی وضع ہونے کی، اس لئے ضرورت ہے کہ خلافت الٰہی پر وہی تصرف کرنے والے ہین جیسا کہ خدا نے آدم کو فرمایا ہے کہ مین اوس کو زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہون۔ آدم کو کسی چیز کے پیدا کرنے کا اختیار نہین ہے، وہ اختیار تو خدائے قادر نے اپنے قبضۂ قدرت مین رکہا، لیکن انسان کو ایسی عقل دی کہ وہ اوس قوت سے خدا کی بنائی ہوئی چیزون پر تصرف کرے اور اوس کو کام مین لائے۔ اور اسی اعتبار سے فطرتاً نبی اور امام مین ایسی عقل وضع کی کہ جس کی وجہہ سے وہ فکر اور عمل مین ممتاز ہو کر خلافت الٰہی پر تصرف کر سکین اور یہی معنی ہین آیہ قرآنی "ان الارض یرثہا عبادی الصالحون،، کے۔ (جو لوگ صلاحیت رکہتی ہین وہی وارث ارض ہین)

اب ہم کو اسی اصول سے تفریع کرنی چاہیے کہ جب فطرت

امام کا ماننا اور پہچاننا منجانب خدا ہونا چاہیے یا منجانب الناس؟

اب ہم کو اسی اصل سے تفریع کرنی چاہیے کہ جب فطرت امام کی قریب قریب فطرت نبی کے ہوتی ہے تو امام کا ماننا اور پہچاننا منجانب خدا قرار پانا چاہیے یا منجانب الناس؟

ذی علم مصنف قبول کرتے ہیں کہ "مسائل مذہبی میں اشتباہ اور ابہام اس قدر ہے کہ اگر نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی سے کام نہ لیا جائے تو اون کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے" اس سے ظاہر ہے کہ جیسے مسائل مذہبی میں نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی سے کام نہ لیا جائے اور اوس کی حقیقت بدل جائے، ویسے ہی امام کے ماننے اور پہچاننے میں جب نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی نہ کی جائے گی تو امام کی شناخت میں ہی حقیقت بدل جائے گی۔ پس لامحالہ ضرور ہے کہ امام کا ماننا اور اوس کی شناخت منجانب خدا ہو کہ جس نے فطرت امام قریب قریب فطرت نبی کے مخلوق اور وضع کی ہے۔ اور جب نبی کو مان لیا گیا کہ اوس کو خدا نے خاص فطرت پر مخلوق کیا ہے تو لازم ہے کہ نبی نے جس کسی کو امام بتایا ہو، اوسی کو امام، اوسی نبی کی امت قبول کرے، اس لئے کہ سوائے نبی کے، جس کی فطرت سے قریب قریب فطرت امام کی ہے، امام کو دوسرا نہیں پہچان سکتا۔ جیسا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ "میں علی اور میں ایک نور سے ہیں" یا یہ فرمایا کہ اے علی تیرا گوشت میرا گوشت ہے، تیرا خون میرا خون ہے" یا یہ فرمایا کہ میں اور علی ایک جڑ سے دو شاخہ درخت ہیں" جس سے بخوبی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وضع فطرت نبی اور علی کی قریب قریب ہے، اور ایسی فطرت کو خدا، اور اوس کے رسول سے بہتر جاننے والا کوئی نہیں

ہو سکتا تھا چنانچہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ "علی کو کسی نے نہین پہچانا مگر مین نے اور خدا نے، اور خدا کو کسی نے نہین پہچانا مگر علی نے اور مین نے، اور مجھکو کسی نے نہین پہچانا مگر خدا نے اور علی نے"

نبی پر امام کا بتانا واجب ہے

جب نبی سے بہتر امام کو کوئی دوسرا ہو نہین سکتا اور خدا کے جاننے والا نہین ہو سکتا تو نبی پر لازم ہے کہ وہ امام کو بتا دے، اور امت کو مہمل نہ چھوڑے - اگر اوس نے امام کو نہ بتایا خصوصًا اوس حالت مین جبکہ رسالت ختم ہو جائے اور دین خدا قیامت تک باقی رہنے والا ہو، تو اوس نے تبلیغ رسالت مین قصور کیا -

خدا و نبی کے ہی بنائے اور بتائے ہوئے امام پر اعتماد اور یقین کیا جا سکتا ہے،

پیغمبر کے بتائے ہوئے امام پر یقین کلی ہوگا کہ وہ امام نیابتًا خدمت خلافت کو، اور اون کے اسباب کو ضرور جانتا ہے، اور اوسی کا کام ہے کہ وہ مذہب اسلام کی طرف دعوت کرے اور غیر مذہب والے جو اعتراضات اسلام پر وارد کرین، یا جو شبہات پیدا ہون اون کو دفع، اور فرائض مذہبی اور اون کے مقاصد کی حفاظت کرے، اور لوگون کو اوس کی تعلیم دے اور مذہب کو فطرت سے مطابق کر کے دکھائے - ایسی قدرت اوسی شخص مین ہو سکتی ہے کہ خدا نے جس کی فطرت، نبی کی فطرت کے قریب قریب مخلوق کی ہو، اور پیغمبر سے اوس نے ابتدا سے عام اور خاص طور، بغیر کسی دوسری تربیت اور تعلیم کے، تعلیم و تربیت پائی ہو، جس سے وہ شریعت کے اندرونی اسرار اور حکمتین بیان کر سکے ایسے ہی امام کی نسبت اعتماد ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی نکتہ سنجی اور دقیقہ

رہی ہے کام لینے والا ہے کہ جس سے حقیقت مسائل مذہبی کی بدل نہ جائے ورنہ

امت کے بنائے ہوئے امام سے ضرر پہونچے گا

اگر محض امت اپنے اجماع سے، بغیر سند خدا اور رسول کے کسی کو امام قرار دے لے، تو یہ امر ضرور مشتبہ رہے گا کہ آیا وہ امام حقیقی ہے؟ اور ایسا امام مشتبہ، جبکہ وہ علم الاسباب، ظاہری و عمیق نہ رکھتا ہوگا، جن کے سبب سے اختیارات وسیع اور مرتبہ اوس کا بلند ہوتا ہے، تو ضرور ہے کہ مذہب اسلام مین، کہ جس مین دین و دنیا، دو علیحدہ علیحدہ چیزین نہین ہین، اور اصلاح جسمانی اور روحانی دونون کے لیے نازل ہوا ہے، بدعتین جاری ہو جائین گی۔ اور وہ رسم و رواج جس پر وہ مفتون ہوگا پسند کئے جائین گے، اور ایسے امور کے قرار دینے کے لیے قرآن کے معنی مین اپنی رائے سے تاویل اور تحریف کرنے والا ہوگا، اور جس سے مذہب اہل مذہب دونون کو سخت صدمہ پہونچے گا،

اجماع صحت امام و خلیفہ کے لیے حجت نہین ہے

اگر یہی اصول تسلیم کر لیا جائے کہ اجماع سے صحیح امام، جو خلافت کا کام کرنے والا ہوتا ہے، پایا اور پہچانا جا سکے، تو خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کو، اوسی اصول کے بموجب کیون خلیفہ اور امام قرار نہ دیا گیا؟ اور کیون اس زمانہ مین، سلطان ٹرکی، یا بادشاہ ایران، یا سلطان مراکو، یا خلیفہ زنجبار، یا امام مسقط، اور امیر صاحب کابل کو، یا اون مین سے کسی ایک کو، کل مسلمانون مین خلیفہ، یا نائب رسول، یا امام نہین مانا جاتا؟ - اگر اجماع امت اور گروہ سے کوئی امام، یا خلیفہ صحیح مانا جا سکے، تو دوسرے ملکون، اور غیر قومون پر کیا حجت ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

ہر ملک اور ہر قوم والے، اپنے اجماع سے اپنا اپنا خلیفہ اور امام مقرر کر سکتے ہیں، مگر ایک کو دوسرے پر ترجیح کیا ہوگی؟ اور کیا وجہ ہوگی کہ ایک دوسرے کی اطاعت کرے؟ البتہ جب خدا کی طرف سے کوئی امام مخلوق ہوا ہو، اور جس کی فطرت قریب قریب نبی کی فطرت کے ہو تب تمام جہان پر اوس کی اطاعت لازم آئے گی، اور اوس حالت میں تمام دنیا کے لئے ایک امام اور خلیفہ ہو سکے گا۔

مذہب اسلام مسلمانوں کے گروہوں کا نتیجہ نہیں ہے

بلکہ حقیقت مذہب اسلام کی وہ ہے، جس کو پیغمبر لا دے، اور جس کو وہ امام کہ جس کی فطرت قریب پیغمبر کے ہو، کام میں لا کر دکھا دے یہ اصول کہ "لیس شیءٍ فی کتاب اللہ فہو باطل" مسئلہ اجماع کی صحت کو باطل کرتا ہے۔ اس لئے کہ مسئلہ اجماع، امام یا خلیفہ قبول کرنے کے لئے قرآن میں یا کسی صحیح حدیث پیغمبر میں، کہ جو درحقیقت تفسیر قرآن کی ہوتی ہے، موجود نہیں ہے۔

مسلمانوں کے تنزل کا سبب

ہمارے اس زمانہ میں یہ مسئلہ نہایت زور و شور سے زیر بحث ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کا باعث خود مذہب اسلام ہے، یا مذہب اسلام پر مسلمانوں کا قائم نہ رہنا اور مذہب اسلام سے انحراف کرنا ہے؟۔

دین اسلام کی تعریف

یہ بحث اس بنا پر شروع ہوئی ہے کہ دین اسلام کی تعریف کی گئی ہے کہ "دین اسلام ایک وضع الٰہی ہے جو عقل سلیم رکھنے والوں کو انہیں کے اختیار سے ایسی امور کی جانب مائل کرتا ہے جن کے باعث سے وہ حالت موجودہ میں

کامیاب رہینا اور آئندہ مین بہبودی حاصل کرین۔ اور مین مختصر الفاظ
مین یہہ کہتا ہون کہ دین اسلام دنیا اور آخرت کے لیے نکوئی پہچانے
والا ہے۔ لیکن اس زمانہ مین کل مسلمانون پر یہ تعریف منطبق نہین ہوتی ہے

ایک محقق کی تحقیق قوم کے اسباب تنزل مین۔

ایک محقق عالم اس زمانہ کا اس امر بحث طلب کی نسبت
یہہ ظاہر کرتا ہے کہ بالعموم یورپین عالمون، اور اکثر مسلمان فاضلون
کی یہہ رائے ہے کہ مسلمانون کے عام قومی تنزل اور انحطاط کا اصل سبب
صرف اون کا مذہب ہے۔ اس سے اون عالمون اور خصوصاً مسلمان فاضلون
کا ہرگز یہہ منشا نہین ہے کہ حقیقی مذہب اسلام مسلمانون کے تنزل کا باعث
ہے۔ کیونکہ مسلمانون سے قطع نظر اجنبی قومون کے اشخاص بھی جو اسلام سے
واقف ہین وہ اوس کو نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے اور اوس
کی نہایت قدر و منزلت کرتے ہین اور اس امر کا اعتراف کرتے ہین
کہ مذہب اسلام کے گذشتہ تاریخی آثار سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
انسان کی ترقی اور بہبودی کے اعلے مدارج پر پہونچانے کے لیے، قوی
ترین اور بہترین ذریعہ ہے۔ بلکہ اون کا مقصود یہہ ہے کہ جس چیز کو
آجکل مسلمان دین سمجھتے ہین، اور جس کو عام مسلمان، بلکہ اکثر علما مذہب
اسلام کے نام سے موسوم کرتے ہین، اور جو ایسے بیشمار عقائد، اخلاق
اور عادات پر مشتمل ہے، جو سراسر بدعت ہین، اور جن کو حقیقی مذہب
اسلام سے کچھہ بھی علاقہ نہین ہے، وہ بیشک ترقی کا مانع اور مسلمان
کے تنزل کا اصلی سبب ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار نہین کر سکتا کہ
مذہب اسلام اپنے ابتدائی اصول سے بالکل بدل گیا ہے، اور سوا +

Marfat.com

چند روشن خیال بزرگون کے، اکثر علما اور فقہا اپنی خواہشات کے موافق اوس کے ساتھ لہو لعب اور تمسخر کر رہے ہین اور قرآن مجید کی یہ آیت اون اون پر صادق آ رہی ہے وہ واتخذوا دینہم ہزوا ولعبا وغرتہم الحیوۃ الدنیا[1]

مسلمانون کے تنزل کی ابتدائی بنیاد کی تاریخ۔

مین اس رائے سے اتفاق کلی رکھنے والا ہون، لیکن درا صل غور کرنے سے قابل یہہ امر ہے کہ یہہ خراب حالت مسلمانون کی، اور مسلمانون کے تنزل کی ابتدائی بنیاد کب سے اور کیونکر شروع ہوئی؟ - یقین کرنا چاہیے کہ اوس کی ابتدا ار بعد وفات رسول صلعم، پیدا ہوئی ہے، جبکہ ایسے امام، خلافت یعنی نیابت رسول کا کام کرنے والے، قبول نہین کئے گئے کہ جن کی فطرت، نبی کی فطرت سے قریب ہو اور جنہون نے خاص پیغمبر سے ہر قسم کی تعلیم پائی ہو، اور اسرار شریعت اون پر کھولدئے گئے ہون، اور جن کو پیغمبر نے بتا اور جتا دیا ہو، اور جو حقیقی خلاصہ ربانی تہے -

کیا اصلی مقصد اسلام کا فائدہ اب بہی حاصل ہو سکتا ہے -؟

شروع شروع مین کہ وفات پیغمبر کا زمانہ قریب تہا، اور قوت اسلام جو قائم ہو چکی تہی، وہ تازہ تہی یہہ نقص محسوس نہین ہوا، لیکن غیر ایسے امام کے قرار پا جانے اور اون کے ہاتہہ مین کار نیابت نبی، سپرد ہو جانے سے، ایک غلط

---

[1] انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈھ مطبوعہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۰۱ء ماخوذ از کتاب المرات والامامت طبع مصر ۱۲ منہ -

Marfat.com

اصول قائم کر دیا، جس نے آہستہ آہستہ، مخالف اصلی اصول کے، قوت پاکر، مسلمانون کو صورت، باہم نزاع، فساد، جنگ وجدل، اور خونریزی کی دکھائی، اور حالت تنزل پر پہونچا دیا۔ یاد رکھنا چاہیے جب تک گراہی غلطی کو تبدیل کرکے اصلی اصول مذہب اسلام پر، پھر از سر نو، مسلمان قائم ہونگے۔ تب تک ممکن نہین کہ مسلمان دین اسلام سے وہ فائدہ حاصل کر سکین جو دین اسلام کا اصلی مقصد ہے۔

درحقیقت مسلمانون نے اپنے افعال سے، اپنے نفسون کو اصلی اصول مذہب اسلام سے منحرف کرکے درجۂ تنزل پر پہونچایا ہے۔ مذہب اسلام باعث تنزل مسلمانون کا نہین ہے۔ مسلمان خود اپنے افعال سے کوشش کرکے، راہ انحراف کو چہوڑکر، صراط مستقیم پر قائم ہو جائین، تو دنیا مین اون کی وہی عزت قرار پا سکتی ہے کہ جو عہد پیغمبر مین قائم ہوئی تہی، اور جو بعد پیغمبر بہی بوجہ تازہ ہونے قوت اسلام کے، اور محسوس ہونے صورت انحراف کے، وہ اپنی عزت کو وسعت دے سکتے تہے۔

شروع تصنیف سے ذی علم مصنف کا موضوع حضرت عمر کے لئے۔

ذی علم مصنف نے امامت اور اجتہاد کے بیان مین یہہ تعہد کیا ہے کہ حضرت عمر کی ایسی حالت دکہائین کہ اون سے بہتر کوئی شخص امام اور مجتہد ہونے کی قابلیت ہی نہ رکہتا ہتا۔ شروع اس تصنیف سے ذی علم مصنف کا موضوع اس تصنیف کے لئے یہی پایا جاتا تہا کہ وہ حضرت عمر کے حالات کو ایسا خوشنما کرکے دکہائین اور اون کے معائب سے چشم پوشی کرکے اپنے درجہ افضلیت پر پہونچائین حضرت محمد پیغمبر صلعم، اور حضرت علی امام زمانہ، بغرض مقابلہ اور موازنہ کرنے

والے کی نظر مین مساوی یا کم درجہ پر نظر آنے لگین ۔ اگرچہ جن یوروپین
لائف نویسون کی تقلید ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی لائف نویسی
مین کی ہے اور حضرت عمر کو ہیرو قرار دیا ہے' اون کا اعتقاد یہہ ہے کہ جب
ہیرو کی خوبیون نیکیون کے ساتھہ اوس کے عیبون اور برائیون کو بھی
درج کیا جائے اوس کی زندگی کے واقعات، دوسرون کی زندگی کے لئے
رہنمائی کا کام نہین کرسکتے ہین لائف نویس کا فرض ہے کہ جس شخص کی زندگی
کے حالات قلمبند کرے' اوس کے عمدہ اور مفید کامون کے ساتھہ'
اوس کے عیوب' اور قابل نفرت افعال کو بھی تشریح کردے' اور
بالمقابل دونون قسم کے افعال کے نتائج بیان کرے تاکہ پڑہنے والے
جہان اوس کی خوبیون اور بھلائیون سے متاثر ہون اوس کے عیبون
اور بدیون سے بھی متنفر ہون ۔ مگر ذی علم مصنف نے خلاف اوس کے
ارادہ کیا ہے ۔ اور جو کوئی ایسا ارادہ کرتا ہے کہ کسی ادنے کو اعلے درجہ
پر پہونچا دے' وہ یہی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اعلے کو اوس کے درجہ سے
کہینچ کر درجہ تنزل پر لاتا ہے یا اوس ادنے کو ایسا فروغ دیتا ہے کہ
وہ کسی اعلے درجہ کے مقابلہ مین نظر آنے لگے۔

ذی علم مصنف اپنے اِس ارادہ مین اول اول تو
شبل چوٹی کے رنگے تھے لیکن اِس موقعہ امامت و اجتہاد کے بیان مین
تو وہ اپنے منشا اور مقصد کے ظاہر کرنے مین بغلین کشادہ کرکے
اوڑرہے ہین ۔

زیارات قبور و مزارہاے مقدسہ ذی علم مصنف حضرت عمر کے اجتہاد
اور امامت کا' مسائل مشتبہ دنازک مین'

جلوہ دکہانے سے پہلے یہہ کہتے ہین کہ "اسلام نے شرک کو کس زور و شور سے مٹایا، لیکن غور سے دیکہو تو قبرون اور مزارون کے ساتہہ عوام ایک طرف، خواص کا جو طرز عمل ہے اوس مین اب بہی کسقدر شرک کا مخفی اثر موجود ہے، گو استفادہ عن القبور، اور حصول برکت کے خوشنما الفاظ نے اون پر پردہ ڈال رکہا ہے۔ حضرت عمر نے ان نازک اور مشتبہ مسائل مین جسطرح اصل حقیقت کو سمجہا، اور جس جرأت اور دلیری سے اوس کو لوگون کے سامنے ظاہر کیا اوس کی نظیر صحابہ کے زمانہ مین بہی کم ملتی ہے"

بے شک اسلام نے شرک کو بہت زور سے مٹایا بلکہ درحقیقت اسلام آیا ہی اس لئے ہے کہ شرک کو مٹائے۔ لیکن اس امر کا طے کرنا کہ کس شعار اور طرز عمل عام و خاص مسلمانون مین کس حالت مین شرک خفی یا جلی سمجہا جا سکتا ہے؟ کام اوسی بانی اسلام کا تہا کہ جس نے اوامر و نواہی شریعت اسلامی مقرر کی، اور اوامر و نواہی کی تعمیل کے لئے، شعار اور طرز عمل مسلمانون کے واسطے قرار دیا۔

جو طرز عمل اور شعار بانی اسلام نے قرار دئے ہین اوس پر نکتہ چینی کرکے یہہ سمجہنا کہ "شرک مخفی اوس مین موجود ہے یا اوس پر استفادہ عن القبور اور حصول برکت کے خوشنما الفاظ نے پردہ ڈال رکہا ہے" اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے کہ جو حضرت محمد صلعم کی رسالت مین شک کرنے والا، یا اون کو اس درجہ پر نہ سمجہنے والا ہو جو اون کا مرتبہ ہے، اور اس وجہہ سے اون کے شعار اور طرز عمل مقررہ کو مٹانا اور اپنی

زینت بالا تر بانی اسلام سے لوگون کی نگاہ مین جلوہ گر کرنا چاہتا ہو۔

آنحضرت کے ارشادات اور طرز عمل و زیارات قبور کے متعلق۔

ہم کو یہہ دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت نے زیارت قبور کے متعلق کیا فرمایا تہا اور کیا طرز عمل اختیار کیا تہا؟ اور آیا وہی طرز عمل عام و خاص مسلمانون مین جاری ہے یا کیا؟

پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ "جب مقابر مین داخل ہو کر اہل مقابر پر استغفار کے لئے یہہ کہنا چاہئے۔ السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون" اور یہہ بہی فرمایا کہ "مین نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے واسطے خدا سے اذن مانگا اور خدا نے اذن دیا" اور آپ علی مرتضیٰ کو ہمراہ لے کر قبر پر گئے اور فاتحہ پڑہا" لہ

اور یہہ بہی روایت ہے کہ آنحضرت نے جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور راوت لوگون کو بہی رولایا جو اون کے گرد تہے اور اوسی وقت یہہ بہی فرمایا کہ زیارت کرو قبور کی، بے شک وہ تم کو موت یاد دلانے والی ہے" پیغمبر صلعم نے یہہ بہی فرمایا کہ "پہلے مین نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تہا، اب تم زیارت کرو قبور کی" اور اس حدیث کی بہت توثیق کی گئی ہے لہ حضرت صلعم کا گذر مدینہ مین قبور

لہ و ۲ لہ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۱۴ طبع دہلی ۱۳۰۹ء فصل الذہاب الی زیارۃ القبور، و عبر ابن خلدون جزو ثانی صفحہ ۲۲ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ و خمیس امام دیاربکری و تدریب للحافظ سیوطی بحث نسخ حدیث۔ منہ ۔

پھر ہوا آپ نے اپنا موہنہ اون کے سامنے کرکے فرمایا، سلام ہو تمپر اے اہل قبور، خدا ہمین اور تمہین بخشے تم پہلے چلے گئے اور ہم پیچھے سے آنیوالے ہین، جو شب کہ پیغمبر صلعم کے نکلنے کی ہوتی تھی تو آخر شب مین بقیع (مقبرہ مدینہ) کی طرف نکلتے تھے اور فرماتے تھے۔ سلام ہو تم پر اے قوم مومنین، آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ جس کے لئے کل (قیامت) تم وقت مقررہ کے لئے وعدہ دیے گئے تھے، اور بے شک ہم اگر خدا نے چاہا تم سے ملنے والے ہین، اے خدا بخش دے بقیع غرقد (نام شجر) والون کو"

" آنحضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی اپنے والدین کی قبر کی جمعہ کو زیارت کرے یا اون مین سے ایک کی وہ شخص بخشا جاتا ہی اور اوس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے " آنحضرت نے فرمایا مین نے تم کو منع کیا تہا زیارت قبور سے، پس زیارت کرو تم اوسکی کہ وہ بے شک دنیا سے بے رغبت کرتا ہے (مشکوۃ شریف)

علمائے اہلسنت نے لکہا ہے کہ پیغمبر نے ابتدای اسلام مین قبرون کی زیارت سے منع فرمایا تہا اس لئے کہ زمانہ جاہلیت قریب تہا کہ مبادا ایسی باتین قبرون پہ نہ کرین کہ باعث کفر کے ہون جب دیکہا کہ اسلام دلون مین مضبوط ہوگیا تو اجازت دی۔ پس زیارت قبور مستحب ہے سب علماء کے نزدیک اس لئے کہ اس سے ... ہوتا ہی اور موت یاد آتی ہے اور جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے اور اور بھی بہت فائدے ہین " (مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوۃ)

پیغمبر کی ارشادات اور عمل کا پتہ قرآن سے	پیغمبر صلعم کا ہر قول

Marfat.com

اور صدق دل سے زیارت

حضرت نے ارشاد فرمایا ہے

سورۂ التکاثر کی ہے الہٰکم التکاثر

ڈالدیا ہے تم کو کثرت مباہات اور

کرو تم مقابر کی علماء اور مفسرین

ہین او احادیث اور معنی کے

ظاہر ہوتا ہے کہ زیارت قبور کے متعلق جو ارشاد

وہ واسطے تعمیل مقاصد اس آیتہ اور سورۂ کے

کسی نبی یا اکابرین کی زیارات قبور سے فوائد

یا کسی اکابر

تو اوس کو اوس کی سوانح عمری، کہ جس مین اوس نے

کے قایم کرنے اور قایم رکھنے مین صرف کی ہے اور

کوشش کرنے مین اوٹھائی ہین، اور اوس کی

سب یاد آجاتے ہین اور جو موعظے اوس نے فرمائے

جاتے ہین اور اون پر عمل کرنے کی قوت

صدق دل سے زیارت قبرون کی کرے اور

کسقدر نفع ہو سکتا ہے۔ مگر جو کوئی زیارت

والا ہوگا وہ یقینی اکابرین کی مخلوق کی

کچھہ تعجب نہین کہ اسی واسطے خود آنحضرت

بیت اللہ کو آیا، یا آئی اور میری زیارت کو نہ آیا

عام زیارات مقابر سے منافع

کی زیارت سے ہی بے انتہا نفع ہے جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ تم کو موت یاد دلانے والی ہے " بے شک جب انسان موت کا تصور کرتا رہے گا تو دنیا میں غفلت سے بسر نہ کرے گا - موت کی یاد بہت سے افعال قبیحہ کو انسان سے ترک کرا سکتی ہے - اور موت کی یاد سے تمام بداخلاقیوں اور اوصاف ذمیمہ کی مثل تکبر افسق و فجور کے بنیاد اوکھڑ جاتی ہے -

مخالفت طرز عمل نبوی میں شیخ نجدی کی واردات

لیکن جو لوگ کہ خلاف اس طرز عمل رسول کے رائے رکھنے والے ہیں' اور خوبی اس طرز عمل کی' اون کے قلب مین ہرگز نہین بیٹھ سکتی وہ بجائے نفع' اس عمدہ طرز عمل کے بے حقیقت چیز کو نافع جانتے ہین جیسے کہ شیخ نجدی' عبد الوہاب' جب قبر آنحضرت پر پہونچے' تو اونہون نے اپنے عصائے مبارک کو قبر حضرت پر رکھکر فرمایا کہ " ہذا انفع لی من ہذا " یعنی یہہ میرا عصا مجھکو اس قبر سے زیادہ نافع ہے " ایسے ہی اونہون نے کربلائے معلے جاکر ہی اپنے ادسی سونٹے کے زور سے' قبر امام حسین' فرزند رسول اللہ کو' تمام سامان چاندی اور سونے سے خالی' اور قبر کو ویران کر دیا تھا' اور اپنا نفع حاصل کر لیا تھا -

شیخ نجدی کے مجتہد کے مصنف مقالہ رشاد -

ذی علم مصنف اونہین کی تقلید مین یہہ کہتے ہین کہ " قبرون اور مزارون کے متعلق یہہ طرز عمل میت اب ہی کسقدر شرک مخفی کا اثر موجود ہے اور استمداد عن القبور اور حصول برکت کے خوشنما

Marfat.com

الفاظ نے اون ادنپر پردہ ڈال رکھا ہے" لیکن جو لوگ کہ بموجب ارشاد
اور طرز عمل رسول کے زیارت قبور کرتے ہین اور اون پر سلام بھیجتے ہین
اور نزول رحمت خدا کے خواہش مند ہوتے ہین، اور زیارات قبور
سے نفع حاصل کرنے مین ساعی ہین وہ خلاف آیتہ قرآنی اور ارشاد
وطرز عمل رسول کے کسی دوسرے کا قول نہین مان سکتے لیکن جو لوگ
قبور، یا اہل قبور کو معبود مانتے ہون اور طرز عمل اون کا قبور اور مزارون
کے ساتھ ایسا ہو جیسے معبود کے ساتھ اون کا شرک بے شک صریح
ہوگا اور وہ بنفسہ خلاف قرآن اور ارشاد اور طرز عمل نبوی
کے ہے۔ مگر

مصنف اپنی رائے سے قرآن اور سنت رسول کا بطلان کرتے ہین۔

ذی علم مصنف عموماً ہر خاص وعام کے طرز عمل کو قبور اور مزارون کے ساتھ شرک
مخفی سمجھتے ہین اور خوشنما الفاظ استفادہ عن القبور اور حصول برکت
کا پردہ اوسپر ڈالتے ہین۔ یہہ وہی رائے ہے جسکو خود پیغمبر منسوخ
فرما چکے ہین اور خلاف اوس کے حکم اور طرز عمل قرار دے چکے ہین
اب ایسی رائے سے بطلان قرآن اور سنت رسول لازم آتا ہے
ذی علم مصنف آیتہ قرآنی اور طرز عمل رسول پر جس
کی رو سے سلسلۂ زیارت قبور قائم ہوا ہے، یا خوشنما الفاظ کا پردہ
ڈالنا چاہتے ہین، یا شیخ نجدی نے جو اس مسئلہ کا خون کیا ہے،
اوسپر ذی علم مصنف خاک ڈالکر اوسکو چھپانا چاہتے ہین۔

قرآن واسلام وبانی اسلام کی شان

غور کرنا چاہیے کہ خود

بانی اسلام کے عمل سے جو یہ ہدایت، تعمیل آیۂ قرآنی سمجھا جا سکے، اور اوس کے برعکس عام اور خاص مزاروں کے ساتھ جو طرزِ عمل کیا جائے اوس کو یہ کہنا کہ "اوس میں شرک کا مخفی اثر موجود ہے اور استغاثہ عن القبور اور حصول برکت کے خوشنما الفاظ کا اسپر پردہ ڈالا جاتا ہی" کسقدر بے ادبی قرآن اور بانی کی شان میں ہے؟ -!!!

نازک مسائل میں فاروقی نظائر کا کسی عہد میں نہ ملنا اگر حضرت عمر نے ایسی نازک مسائل میں خلاف شعار، اور طرزِ عمل پیغمبر کے اپنی سمجھ کیمر، اون کا تغیر کیا یا اون کو مشتبہ قرار دیا اور اوس کی اصل حقیقت کو نہ سمجھکر جس جرأت اور دلیری سے اوس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اوس کی نظیر بے شک صحابہ کے زمانہ میں یا کسی زمانہ میں ملنا غیر ممکن ہے ہاں اسی زمانہ میں اوس کی نظیر مل سکتی ہے کہ جس میں بطلان دین محمدی کا کوشش یا انہدام کسی رکن دین کا کیا گیا ہو۔

قضا و قدر طاعون عمواس ذی علم مصنف اونہیں مسائل نازک اور مشتبہ سے حضرت عمر کا الہیات کے ایک بڑے نازک مسئلہ قضا و قدر، کو حل کرنا یوں ظاہر کرتے ہیں کہ "طاعون عمواس میں جب حضرت عمر نے شام کا سفر کیا تو مقام سرغ میں پہونچکر معلوم ہوا کہ وہاں وبا کی نہایت شدت ہے، حضرت عمر واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ نے اس خیال سے کہ جو ہوتا ہے قضائے الہی سے ہوتا ہے نہایت طیش میں آکر کہا کہ افراراً من قدر اللہ، یعنی قضائے الہی سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمر نے اس نازک مسئلہ

کو ان مختصر اور بلیغ الفاظ مین حل فرمایا "نعم نفر من قدر الله الی قدر الله" ہان خدا کے حکم سے خدا کے حکم کی طرف بھاگتے ہین "

مسئلہ قضا و قدر مین فاروق حل کی حقیقت -

قضا و قدر، دو جداگانہ چیزین ہین - ذی علم مصنف نے قضا و قدر کے جدا جدا کچھہ معنی نہین بیان کئے اور نہ یہہ بیان کیا کہ درمیان قضا اور قدر، کے کچھہ فرق ہے یا نہین؟ بلکہ حضرت ابوعبیدہ کے کلام مین جو "قدر الله" کا لفظ آیا ہے اوس کا ترجمہ ذی علم مصنف نے "قضائے الٰہی" کیا ہے، اور حضرت عمر کے کلام مین جو دونون جگہہ قدر الله کا لفظ آیا ہی اوس کا ترجمہ دونون جگہہ حکم خدا، کیا ہے - جس سے یہہ ظاہر ہے کہ ذی علم مصنف نے اصل لفظ "قضا" اور اصل لفظ "قدر" کے معنی یا ترجمہ ظاہر کرنے سے گریز کی ہے - اگر وہ اصل ترجمہ قدر الله" کا کرتے، یا اوس کے معنی بیان کرتے تو حضرت عمر کا کلام خبط ہوجاتا - یعنی وہ فرماتے ہین کہ ہم بھاگتے ہین قدر خدا سے طرف قدر خدا کے" جس کا مفہوم صریح یہہ ہے کہ ہم ایک حالت مقام سے، اوسی حالت دوسرے مقام کو بھاگتے ہین - جب دونون مقام ایک ہی حالت مین ہین تو ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھاگنے سے کیا مطلب ہوسکتا ہے؟

ہان البتہ جب دونون مقام کی حالتین مختلف ہون تو یہہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے کہ ہم ایک حالت کیطرف سے دوسری حالتین جاتے ہین -

ممدوح اور مادح دونون اس مسئلہ کو نہین سمجھے -

اس کلام حضرت عمر سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسئلہ قضا و قدر کو کچھہ نہین سمجھے اور جب وہ اس مسئلہ کو سمجھے ہی نہین تو وہ اوس سے

Marfat.com

اوسے حل کیا کرسکے - اگر ذی علم مصنف اس کلام حضرت عمر سے حل ہوجانا اس مسئلہ کا سمجھتے ہین تو وہ مصداق اوسی مقولہ لافیضی کے ہوتے ہین "

"شعر فہمی عالم بالا معلوم شد"

علی مرتضٰے اور مسئلہ قضا و قدر

حقیقت یہہ ہے کہ "علی مرتضٰے ایک جھکی ہوئی دیوار کی طرف سے دوسری طرف کو نیچے تو کسی نے پوچھا کیا آپ قضائے الہی سے بھاگتے ہین؟ آپ نے فرمایا کہ مین قضا سے بھاگ کر قدر کی طرف کو جاتا ہون" یہہ واقعہ اور کلام ایسا صاف و صریح ہے کہ جس سے قضا و قدر دونون کے معنی باسانی سمجھہ مین آجاتے ہین -

امر جاری کو قضا کہتے ہین اور امر اندازہ کئے ہوئے کو قدر کہتے ہین - علی مرتضٰے کے اس کلام سے ہر کوئی جان سکتا ہے کہ اونہون نے اس مسئلہ قضا و قدر کی اصل حقیقت کو کس خوبی سے بیان فرمایا اور سمجھایا -

یہہ سنا حضرت عمر نے سنا ہوگا -

کچھہ عجب نہین ہے کہ حضرت عمر نے اس بیان واقعہ علی مرتضٰے کو کہین سنا ہوگا اور اوسی سُنے سنائے کے بموجب بغیر اصل حقیقت کے سمجھے ہوئے اپنے قصور حافظہ کے بدولت اس موقع پر بجائے اس کے کہ "قضا سے طرف قدر کے بھاگتا ہون" یہہ فرمادیا کہ قدر سے طرف قدر کی بھاگتا ہون "

تعظیم شعائر اللہ مماثل صنم پرستی -

دوسرا مسئلہ حجر اسود کے متعلق ذی علم مصنف نے

ظاہر کیے کہ "اسلام کا ایک اصول شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور اسی بنا پر کعبہ، اور حجر اسود وغیرہ کے احترام کا حکم ہے۔ لیکن اسکی صورت صنم پرستی سے بہت ملتی جلتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں اسی اصول سے رفتہ رفتہ صنم پرستی قائم ہوگئی"

حضرت عمر نے صنم پرستی کی غلطی میں پڑنے سے لوگون کو باز رکھا۔

لوگون کو اس غلطی مین پڑنے سے باز رکھنے کے لئے، حضرت عمر کی یہہ گفتگو بیان کرتے ہین کہ "ایک بار حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر علانیہ کہا۔ مین جانتا ہون تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہونچا سکتا ہے نہ نقصان" اور اس واقعہ پر یہہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر کا یہہ فعل مذاق عام سے جسقدر الگ تھا اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ محدثین نے جہان حضرت عمر کا یہہ قول نقل کیا ہے وہان یہہ روایت بھی اضافہ کی ہے کہ اوسی وقت حضرت علی نے اون کو ٹوکا اور ثابت کیا کہ حجر اسود فائدہ اور نقصان دونون پہونچا سکتا ہے کیونکہ وہ قیامت مین لوگون کی نسبت شہادت دے گا، لیکن یہہ اضافہ محض غلط اور بناوٹ ہے ناقدین نے اسکی تصریح کردی ہے"

مصنف کے بحث تعظیم شعائر اللہ مین دو اصلی مقصد

اس بحث مین ذی علم مصنف کے دو مقصد معلوم ہوتے ہین۔ ایک وہ یہہ قرار دیتے ہین کہ "اسلام مین جو اصول شعائر اللہ کی تعظیم کا ہے اوس مین صنم پرستی کی صورت جھلکتی ہے" اور اسی اصول سے صنم پرستی قائم ہوگئی اور حضرت عمر نے لوگون کو اس غلطی مین

Marfat.com

چومنے سے باز رکھا۔ دوسرے وہ یہہ دکھاتے ہین یہہ فعل حضرت عمر کا مذاق عام کے خلاف ہے۔ اور مذاق عام مین خاصۃً علی مرتضےٰ کے مذاق کا متعلق فعل حضرت عمر سے کرتے ہین جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ حضرت عمر ایسے اصول تعظیم شعائر اللہ سے جس کی صورت صنم پرستی سے بہت کچھہ ملتی جلتی ہے اور اوسی اصول سے رفتہ رفتہ صنم پرستی قائم ہوگئی، لوگون کو باز رکھتے تھے اور حضرت علی کا (معاذ اللہ) مذاق یہہ تہا کہ حجر اسود مین صنم پرستی کا جو جلوہ ہے وہ فروغ پاوے اور صنم پرستی کے قائم ہونے کی تائید ہو۔

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

اصل روایت سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

ہم کو یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی سے جو روایت محدثین نے ضمانہ کی ہے اوس کا پورا ترجمہ اس موقع پر پہلے دکھائین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ آیا علی مرتضےٰ کا ارشاد تفسیر آیۃ قرآنی اور شرح حدیث نبوی کی ہے اور اوس سے تائید توحید باریتعالیٰ کی ہوتی ہے یا صنم پرستی کے قائم ہونے کی تحریص و ترغیب؟

ترجمہ اس روایت و آیۃ و حدیث کا۔

جس وقت حضرت عمر حجر اسود کے آگے کھڑے ہوکر جو کچھہ کہنا تھا کہہ چکے اور اوسے چوم چکے تو اوس پر علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ " یہہ نفع اور نقصان پہونچا سکتا ہے، اور اگر تم جانتے اوس بات کو تاویل کتاب اللہ سے تو ہر آئینہ جانتے تم بے شک اوس کو جو کچھہ کہ مین جانتا ہون۔

ترجمہ آیۃ متن روایت مین

(سنو) خدا فرماتا ہے "

جب ترے رب نے بنی آدم سے اُن کی پشتون سے عہد لیا، اونکے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ - اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(سورهٔ اعراف پارهٔ نہم بعد نصف)

فرزندون سے، اور گواہ کیا اون کو اون کے نفوس پر، آیا مین ہون پروردگار تمہارا؟ کہا اونہون نے - ان، گواہ ہوئے ہم ایسا نہو کہ تم یہہ کہو قیامت کے دن کہ ہم اس سے غافل تہے، یا یہہ کہو کہ تحقیق یہہ بات ہے کہ شرک کیا ہمارے باپون نے پہلے سے، اور ہم فرزند تہے اون کے پیچہے - آیا پس ہلاک کرتا ہے تو ہم کو ایسی بات پر کہ کیا ہے تباہ کارون نے " اور ایسے ہی ہم مفصل بیان کرتے ہین نشانیونکو شاید کہ وہ پہر جائین " پس تب خداے پاک نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اون کی پشت پر ہاتہ پہیرا - پہر اونہون نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اوس کے بندے ہین، اور خدا نے اون سے عہد و میثاق لے کر ایک ورق پر لکہا اور اوس ورق کو اِس (حجر اسود) کے موںہہ مین ڈالدیا اور بے شک وہ قیامت کے دن اوٹہے گا اور اوس کے دو آنکہین اور دو ہونٹ اور زبان ہوگی اور وہ شہادت دے گا اوس کی جو اوس سے عہد پورا کرنے کی وجہہ سے ملے -

حدیث متن روایت مین - اور مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے رسالت مآب صلعم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود آئے گا اور اوس کی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دے گا

Marfat.com

اوس شخص کی جو توحید کے ساتھ اوس کو بوسہ دے گا' پس وہ امین اللہ ہے اوس کتابت کا' حضرت عمر نے سنکر کہا الہی مین ایسے وقت کے لئے زندہ نہ رہون کہ ابوالحسن نہون "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت اور مصنف کی جرائت -

جس شخص نے کہا پس برس کی عمر تک صنم پرستی کی ہو اور بتون کے سامنے سر نہوڑا کر ڈنڈوت کی ہو اور شرک اوس کی طبیعت مین ایسا رسوخ پاگیا ہو کہ تنہا قتل پیغمبر کے لئے' جو بانی توحید تہے' چلا ہو اوس کی نسبت یہہ کہنا کہ "وہ اوس نے صنم پرستی کی غلطی مین پڑنے سے لوگون کو روکا" اور اوس شخص کی نسبت کہ جس نے کبہی صنم کو نہ پوجا ہو' اور کسی بت کو کبہو سجدہ نہ کیا ہو' اور جس سے ایک چشم زدن ہی کفر نہ سرزد ہوا ہو جس نے خدا کے گھر اور اپنے مولد سے نوسلون کے خداؤن کو اون کی آنکھون کے سامنے زمین پر ٹیک ٹیک کر توڑا ہو اور وہ دیکہا کئے ہون' یہہ کہنا کہ "وہ صنم پرستی کی رغبت دلاتا تہا یا اوسکی تائید کرنے والا تہا' یا اوس کا نداق صنم پرستی سے باز رکہنے کے خلاف تہا" ذی علم مصنف ہی کی جرائت ہے -

حضرت فاروق کی سمجھہ کا فرق -

حقیقت مین' اون شعار اللہ کے جو قرآن اور عمل رسول سے قرار پائے ہین' یا پیغمبر نے وہ شعار قائم کئے ہین' اور اپنے ارشاد اور عمل سے اون کی عظمت دکہائی ہے حضرت عمر اپنی غلطی اور غلط فہمی کی وجہہ سے اونکی تعظیم نہین کرتے تہے اور اون کو اپنی کم علمی کی وجہہ سے یہہ سمجہتے کہ وہ حقیر ہین اور قابل مٹانے کے جانتے ہین اور یہہ نہین سمجہ سکتے

تھے کہ وہ شعائر اللہ واسطے قیام توحید باریتعالیٰ کے قرار دئے گئے ہین اُسی اپنے غلط خیال اور کم علمی کی وجہہ سے حجر اسود کی نسبت کہا ہے جو کچھہ کہ کہا اور جب علیمرتضٰے نے اون کو تنبیہہ کی اور آیتہ قرآنی سے صاف تشریح کردی اور جو حدیث کہ آنحضرت کی تہی اوس کی صحت کو اپنی شہادت سے قوی کردیا تب حضرت عمر نے اوس کے نفع اور ضرر پہونچانے کو قبول کیا جس کا ذکر روایت مین موجود ہے۔

حضرت عمر حجر اسود کو پہنکوا دیتے اگر علے مرتضٰے اوس کا ضرر و نفع اون کو ثابت نہ کردیتے۔

اگر ایسا ہوتا تو یقین کرنا چاہیئے کہ حضرت عمر حجر اسود کو علیمرتضٰے کے روبرو اوس کو اوس کی جگہہ سے اوکہڑوا کر تڑوا دیتے جیسے کہ نبی و علی نے حضرت عمر کے سامنے اون کے اصنام کعبہ کو نکال کر خانہ کعبہ کو پاک کردیا تہا۔ مگر وہ فعل پیغمبر و علی علیہ السلام واسطے مٹانے شرک کے تہا اور یہہ فعل حضرت عمر کا واسطے مٹانے توحید کے ہوتا۔ کیونکہ تمام شعائر اللہ واسطے قیام توحید کے قرار دے گئے ہین اور اسیوجہہ سے اونکی تعظیم رکہی گئی ہے۔

حضرت عمر کا خیال خانہ کعبہ کی نسبت۔

جیساکہ حجر اسود کی نسبت کہا گیا کہ وہ ایک پتھر ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ ضرر، حضرت عمر کے مذاق کے موافق ویسے ہی خانہ کعبہ کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک کوٹھری ہے، اور اوس مین سوا اینٹ پتھر اور مٹی کے کچھہ نہین، وہ کچھہ نفع اور ضرر نہین پہونچا سکتا اوس مین رکہا ہی کیا ہے؟ اوس کے اندر نماز پڑہنا، یا اوس کے باہر اوس کی طرف کو نماز پڑہنا، یا اوس کا طواف کرنا، جوازروے قرآن اور قول و فعل

Marfat.com

رسول کے، شعائر اسمعہ قرار پائے ہین سب صنم پرستی ہے، یا صنم پرستی سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت عمر کے خیالات خانہ کعبہ کی نسبت ہی ایسے ہی تھے۔ گو ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے ایسے خیالات کو، خانہ کعبہ کی نسبت نہین ظاہر کیا اور اندیشہ کیا کہ خانہ کعبہ کی نسبت ایسے خیالات ظاہر کرنے سے ایک تہلکۂ عظیم دنیا مین پڑ جائے گا اور مسلمانی کی اوٹ مین جو کچھ کہدیا جاتا ہے وہ اوٹھ جائے گا مگر مین حضرت عمر کے ایسے خیالات کی ایک نظیر، پیش کرتا ہون جسکو علما نے نقل کیا ہے۔

حضرت عمر کے خیالات کا، خانۂ کعبہ کے متعلق پتہ، ایک نظیر سے۔

حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ زیور خانۂ کعبہ کے اوتار کر اون کو لشکر مین صرف کر دین اور خانہ کعبہ کو زیورات کی کوئی ضرورت نہین ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ ایسا کرتے اونہون نے علی مرتضے سے پوچھا تو انھی نے فرمایا کہ خدا نے پیغمبر پر قرآن نازل کیا اور اوس مین چار قسم کا مال قرار دیا، ایک مسلمانون کا مال ہے جس کو ذوالفرائض اور ورثہ مین تقسیم کیا ہے، اور ایک جرمانہ ہے اوس کو اوس کے مستحقون پر بانٹا ہے اور ایک مال خمس ہے وہ خدا نے اون کو دیا جنکا اوسے حق قرار دیا تھا، اور ایک زکوۃ ہے وہ بھی جنکا حق تھا اون کے دینے کا حکم دیا۔ پس اُس زمانہ مین بھی کعبہ کا زیور موجود تھا مگر خدا نے اوس کو اوسی حال پر چھوڑ دیا اور اوس کو خدا نے بھول کر نہین چھوڑا، پس تم بھی اسے اسی طرح پر رہنے دو جسطرح پر کہ خدا نے اور اوس کے رسول نے اسے رہنے دیا حضرت عمر (بطور شکریہ جیسے کہ اون کی عادت تھی) کہنے لگے یا علی

Marfat.com

اگر تم ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی ۔

شعائر اللہ کے قیام کی ضرورت ۔

یقین کرنا چاہیے کہ تمام شعائر اللہ جو قرار دئے گئے ہیں وہ واسطے قیام توحید کے قرار دئے گئے ہیں ۔ ہر قانون اور امر و نواہی کے نفاذ کے واسطے کسی ضابطہ کا مقرر ہونا ضروری ہے، شعائر اللہ جو کچھ قرار دئے گئے ہیں خواہ وہ حجر اسود ہو، یا خانہ کعبہ یا دیگر مساجد، وہ قوانین ضابطہ واسطے تعمیل امر قانون توحید کے ہیں ۔ اوس کے خلاف جو کوئی رائے رکھے، یا بجائے اونکی عظمت کے اون کی حقارت و استخفاف کرنے والا ہو وہ ضرور ضابطہ توحید کا مٹانے والا ہوگا گو وہ کتنا ہی زبان سے مسئلہ توحید کا پسند کرنے والا ہو ۔

آیۃ قرآنی و علے مرتضے کے مضمون کا توافق فلسفۂ جدیدہ سے

علے مرتضے نے جو اپنے ارشاد میں بیان کیا ہے کہ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اوس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اون سے اپنی ربوبیت اون کی عبودیت کا اقرار لے کر اور اوس کو لکھ کر پتھر کے مونہہ میں ڈالدیا اور وہ اوس کو نگل گیا اور پھر فرمایا کہ قیامت کے دن جو اوس سے عہد پورا کرنے کی وجہہ سے ملے گا اوس کی شہادت دے گا ۔ یہ ایک ایسا بیان ہے کہ بلحاظ علوم جدیدہ اس زمانے کے اوس کا سمجھنا مشکل ہے لیکن جیسا کہ مضمون بیان علے مرتضے میں ہے ویسا ہی آیۃ قرآنی میں بھی موجود ہے یعنی خدا نے بنی آدم اور اون کی ذریت سے اقرار لیا اور اون کو گواہ کیا اون کے نفسوں پر کہ میں ہوں تمہارا پروردگار کہا اونہوں نے کہ ہاں ۔ گواہ ہوئے ہم ۔ ایسا نہو کہ تم یہہ کہنے لگو قیامت

Marfat.com

کے دن کہ ہم اس سے غافل تھے، یا یہ کہنے لگو کہ ہمارے ماں باپ شرک کرتے تھے اور ہم ذریت اون کی بعد تھے ۔ آیا تباہ کرتا ہے تو ہم کو اوس بات سے کہ کی تباہ کاروں نے ۔ پس اس زمانہ کے جدید فلسفہ کے لحاظ سے خدا اور اوس کے بندوں کے درمیان جبکہ وہ پشت مین تھے، ایسی گفتگو، اور عہد و مواثیق، اور اوس اقرار پر گواہی کا سمجھنا اور اوس پر اعتقاد کرنا یہ بہی مشکل ہے ۔ لیکن نہین ۔ جو کچھ کہ علم الہی مین گذرا ہے اوس کا بیان ہے اور فطرت انسانی اور ہر چیز کی، اوس کے مخلوق ہونے کے وقت جو علم الہی مین قرار پائی تہی اوس سے جو کچھ لازم آتا ہے اوس کا اظہار ہے ۔ مگر خدا نے اس مضمون کو محاورہ انسانی مین ادا کیا ہے تاکہ آسانی سے لوگون کی سمجھ مین آجاوے ۔

علیہ تغفلے نے اپنے ارشاد مین تفسیر اس آیہ کی فرمائی ہے جس محاورہ مین کہ آیہ قرآنی ہے ضرور تہا کہ اوسی محاورہ مین اوسکی تفسیر ہو ۔

حجر اسود کے کلام کرنے کی تائید احادیث تفسیری سے

علیہ تغفلے نے اپنے ارشاد مین یہ بہی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود آوے گا اور اوس کی زبان ہوگی جس سے گواہی دے گا اوس شخص کی جو توحید کے ساتھہ اوسکو بوسہ دے گا ۔ ایسی احادیث قرآن حضرت سے بہی منقول ہوئی ہین "انہ یاتی یوم القیامۃ ولہ لسان ذلق یشہد لمن استلمہ بالتوحید" (صحیح بخاری مطبوعہ کانپور کے حاشیہ صفحہ ۲۱۷/۲۱۸ پر قسطلانی کا حاشیہ)

"عن ابن عباس قال رسول صلعم فی الحجر واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیامۃ | ابن عباس کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حجر اسود کے باب مین فرمایا

Marfat.com

"لہ عینان یبصر بہما، ولسان ینطق بہ، یشہد علی من استلمہ بحق" رواہ الترمذی، وابن ماجہ والدارمی۔ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲

و اللہ خدا اوس کو قیامت کے دن، اوٹھاوے گا، اوس کے دو آنکھین ہونگی اون سے وہ دیکھے گا، اوس کے زبان ہوگی اوس سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اوس شخص کی جس نے اوس کو بحق بوسہ دیا ہوگا۔

اجسام اور اعضائے انسانی کے کلام کرنے کی خبر آیات مین۔

جیساکہ ان احادیث مین حجر اسود کی گواہی دینے کا ذکر ہے ایسے ہی اجسام اور اعضاء مُردہ کے بولنے اور گواہی دینے کا آیات مین ذکر ہے۔

یوم تشہد علیہم السنتہم وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون۔ (سورہ نور)

اوسدن گواہی دینگے اونپر زبان مین اونکی ہاتھ اونکے پیر اونکے اون کی اعمال پر۔

الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانوا یکسبون۔ (یٰسین)

آج کے دن مہر کردینگے ہم اونکی موہنوں پر، اور کلام کرینگے ہم سے ہاتھ اون کے اور گواہی دینگے پاؤن اون کے جو کچھ کہ وہ کسب کرتے تھے۔

"یعرف المجرمون بسیماہم فیؤخذ بالنواصی والاقدام۔" (سورہ رحمان)

پہچانے جاوینگے گنہگار ساتھ علامت اپنی کے پس گرفتار کیے جاوینگے بہ سبب پیشانیون، اور قدمون اپنے کے۔

حدیث پیغمبری ارشاد مرتضوی مین حجر اسود کی گواہی کے وہی معنی ہو سکتے ہین جو ان آیات قرآنی مین مُردون کے

اجسام اور اعضاء سے گواہی اور بولنے کی مراد ہو سکتی ہے اور کچھ شبہہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ان آیات اور احادیث میں وہ امور محاورہ انسانی میں بیان ہوئے ہیں۔

اس زمانہ کی ایجادیں

اس زمانہ میں علماء مغربی (یورپ) نے جو تحقیقاتیں تازہ، اور تجربے قوت کیمائی کے لئے ہیں تو یہہ امر ثابت ہوا ہے کہ ہر انسان جو کسی مکان میں داخل ہوتا ہی یا زمین پر چلتا پھرتا ہے، یا جو کچھہ واقعات اوس سے سرزد ہوتے ہیں، اوس کی تصویر در و دیوار پر یا عالم بالا پر کھچ جاتی ہے۔ اسی تجربے اور علم سے عمل عکسی تصویر کھینچنے کا ایجاد ہوا ہے جسکو فوٹوگراف کہتے ہیں پس یقین کرنا چاہئے کہ جو کوئی حجر اسود کو بوسہ دے گا اوس کی تصویر اوس پر کھچ جائے گی اور جس نیت و ارادہ سے اوس نے بوسہ دیا ہے وہ حیثیت بشری سے اوس سے ظاہر ہو جائے گی پس حجر اسود کو بمنزلہ شہادت مادی کے سمجھا جا سکتا ہے جیسے کہ پتھروں پر کچھہ مضامین اور عبارتیں کندہ ہوتی ہیں اور وہ شہادت مادی بن شمار ہوتی ہیں۔ اور پھر مغربی اور فخرہ اوسی علم وعمل نے طریقہ، ہر شخص کی آواز و لہجہ کے بند کر دینے کا ایجاد کر دیا ہے جو ایک قسم کے پرزہ کی مدد سے آواز و لہجہ کو محفوظ اور بند کیا جاتا ہے اور جسکو فونوگراف کہتے ہیں۔

اس آلہ میں ہر کسی شخص کی آواز بند کر لی جاتی ہے اور اوس آلہ میں ایک مصنوعی چیز مادی کسی قدر نخشہ ہوتی ہے جس پر اوس آواز سے نقش ہو جاتے ہیں اور پھر اوس آلہ سے وہ آواز جتنی مرتبہ چاہو نکال لو وہ آواز بعینہ ویسے ہی نکلتی ہے جیسے کہ وہ بند ہوئی تھی۔ اوس مصنوعی چیز پر جو نقش

وازکے ہو جاتے ہین انہین نقوش سے بعینہ وہی آواز نکلتی ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ وہ نقش ہی توپ کی زبان ہے۔ حجراسود پر جو نقش آواز افعال انسانی کے ہو جاتے ہون گے، انہین سے وہ آواز فعال نمایان ہوگی۔

سورۂ زلزال سے استدلال

آیات سورۂ زلزال (پارہ ۳۰) پر نظر کرنا چاہئے کہ جس کا ترجمہ یہ ہے "جس وقت کہ زلزلہ مین لائی جائے گی زمین اوس کی زلزلہ مین اور باہر نکالے گی زمین اپنی بوجھل چیزون کو، اور کہے گا انسان کیا ہوا ہے اوسکو، اسیے دن کہتی ہے چیزین اپنی"؟

اس واسطے کہ تیرے ربّ نے وحی کی ہے اوس کو۔ قابل غور ہے کہ زمین خود اپنی چیزین دے گی۔ وہ کیونکر دے گی؟ اور خدا نے جو اوس پر وحی کی وہ کیونکر کی؟ اور اوس نے وحی کو کیونکر سمجھا؟ اوس کے معنی فہم انسانی مین یہی آسکتے ہین کہ زمین پر جو واقعات اور حادثات کہ جس کو ہر قسم کی مخلوقات اور نباتات شامل ہے، زمین پر گذرے ہین وہی صانع عالم کی طرف سے وحی ہے اور وہی اوس سے ایک وقت مین ظاہر اور منکشف ہو جاوین گے اور یہی اوس کا خبر دینا ہے۔

حجراسود توحید کے قائم اور برقرار رکھنے کے لئے ایک رکن قرار دیا گیا

حجراسود ایک خاص پتھر ہے کہ جس کو حضرت ابراہیم نے علامت پرستش گاہ اپنے معبود حقیقی کے لئے قرار دیا تھا۔ اور جب خانہ کعبہ کی بنا حضرت ابراہیم نے واسطے پرستش اوسی معبود حقیقی کے ڈالی، وہ پتھر خانہ کعبہ مین نصب کیا، اور اوس کے ساتھ ایک خاص طرز عمل واسطے عبادت خدائے واحد

Marfat.com

سے قرار دے کر اسکو ایک رکن ٹھیرایا۔

حضرت عمر کا ارشاد بمقابلہ حجر اسود منافی توحید تھا

حدیث پیغمبری اور بیان مسرتضوی سے ظاہر ہے کہ طرز عمل جو حجر اسود کے ساتھہ قرار دیا گیا ہے اوس مین شرط توحید ادا حق کی ہے - اس لئے کچھہ شبہ نہین ہے کہ استلام حجر اسود کا واسطے قیام توحید کے ہے - اور حضرت عمر نے جو محض اپنی طرف سے حجر اسود کے مقابلہ مین کہا ہے وہ منافی اوس شان کے ہے کہ جو پیغمبر خدا اور علی مرتضے روحی لہم الفداء نے حجر اسود کی قرار دی اور بیان فرمائی ہے۔

قسطلانی کی روایت متعلق حجر اسود۔

لیکن علمار اہلسنت نے جب سے یہہ یقین کیا ہے کہ حضرت عمر نے حجر اسود کو تین مرتبہ چوما اور کہا کہ "بے شک تو پتھر ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ ضرر اگر مین نہ دیکھتا رسول اللہ کو کہ وہ تجھہ کو چومتے تھے تو مین تجھہ کو نہ چومتا" ویسے ہی قسطلانی نے ایک یہہ روایت نقل کی ہے جو ابن ابی شیبہ نے آخر مسند ابی بکر مین درج کی ہے کہ "ایک شخص نے دیکھا آنحضرت صلعم کو حجر اسود کے پاس ٹھہرے ہوئے، اور فرمایا (آنحضرت نے) بے شک مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے نہ ضرر پہونچاتا ہے نہ نفع، پھر اوس کو بوسہ دیا، پھر حج کو آئے ابوبکر اور نزدیک حجر کے ٹھیرے اور کہا بے شک مین جانتا ہون کہ تو حجر ہے نہ ضرر پہونچا سکتا ہے، نہ نفع، اگر نہ دیکھتا مین نبی کو کہ چومتے تھے تجھہ کو، نہ چومتا مین تجھکو" [1]

---

[1] عون الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۶۰۳ مطبوعہ صدیقی پریس بھوپال - ۱۲ منہ

Marfat.com

قسطلانی کی روایت کے بموجب قول فاروقی مذاق عام کے خلاف نہ تھا۔

اگر یہ روایت صحیح ہے تو حضرت عمر کا وہ قول اور فعل مذاق عام کے خلاف نہین ہوسکتا وہ بادی اوس امر کے ہوسکتے ہین جو ذی علم مصنف اون کی نسبت قرار دیتے ہین، بلکہ وہ قول ہی اون کا سنت رسول اور سیرت حضرت ابو بکر سمجھا جاوے گا۔

ذہبی نے قسطلانی کی روایت کی باستدلال قدح کی۔

مگر ذہبی نے اپنی مختصر مین اس روایت کو ساقط کیا ہے اس بنا پر کہ علیہ مرتضٰے نے جو فرمایا ہے کہ حجر اسود ضرور بھی پہونچا سکتا ہے اور نفع بھی اوس سے صورت معارضہ قول پیغمبر سے پیدا ہوتی ہے۔

قدح ذہبی سے قول مرتضوی کی توثیق اور قول فاروقی کی تکذیب ہوتی ہے۔

اگر اس روایت کو ساقط سمجھا جائے تو توثیق ارشاد علی مرتضٰے کی لازم آتی ہے اور قول، حضرت عمر کا غلط، اور اوس اعتبار سے، جو ذی علم مصنف نے اوس کا ظاہر کیا ہے ساقط سمجھا جائے گا اور یہ ماننا پڑے گا کہ ذی علم مصنف حضرت عمر کے غلط قول کو، غلط اعتبار سے خوشنما کر کے بہ صورت حسن دکھاتے ہین کہ جو دراصل قبیح ہے۔

حضرت عمر کو نفع و ضرر کی کہان سے سوجی؟

حضرت عمر نے جو حجر اسود کے سامنے یہ کہا کہ "تو پتھر ہے نہ ضرر پہونچا سکتا ہے نہ نفع" میری سمجھ مین حضرت عمر نے سورہ حج کی اس آیة پر نظر کی۔

Marfat.com

"یدعو من دون اللہ ما لا یضرہ وما لا ینفعہ ط ذالک ہو الضلال البعید ؕ"
پکارتے ہین غیر خدا کو جو نہ ضرر پہونچا سکتا ہے اوس کو نہ نفع، وہ ہے وہ گمراہی بعید"

اس آیتہ مین جو الفاظ لا یضرہ ولا ینفعہ" ہین، وہی الفاظ حضرت عمر کے ارشاد مین ہین - انہی نے یہہ خیال کیا کہ حجر اسود بھی غیر خدا ہے اوس کو پکارنا نہین چاہئے، وہ نہ ضرر پہونچا سکتا ہے نہ نفع لیکن اسی سورہ حج مین جو مناسک اور شعائر واسطے پرستش اپنی کے خدائے واحد نے بیان کئے ہین اور جنکو علامت عبادت خدائے واحد کی قرار دیا ہے اون مضامین اور احکام پر نہ حضرت عمر نے نظر کی اور نہ اون کی مداح ذی علم مصنف نے کہ ادائے مناسک اور شعائر اللہ سے تصدیق توحید ہوتی ہے، شرک لازم نہین آتا ہے"

دیگر آیات سورہ حج اور اون کے استدلال اور اثبات غلطی فاروقی -

خدا فرماتا ہے، کہ آیا نہین دیکھتا ہے تو کہ خدا کو سجدہ کرتے ہین جو کچھ کہ زمین و آسمان مین ہے، اور سورج چاند، ستارے، پہاڑ، اور درخت چلنے والے، بہت لوگون مین سے"

یعنی یہ سب چیزین جو زمین و آسمان مین ہین اوسی کی حکمت سے پیدا ہوئی ہین، اور اوسی کے حکم کی مطیع ہین، پس حجر اسود بھی ایک ٹکڑہ پہاڑونکا ہے اور وہ اطاعت ایزدی سے باہر نہین ہی۔ پھر فرماتے ہین - جو لوگ کہ کافر ہوئے اور باز رکھا راہ خدا اور مسجد حرام سے، ایسے کہ گردانا ہمنے اوسکو واسطے لوگون کے، برابر اوس مین

اوس مین مقیم کو یا باہر سے آنے والے کو' اور جو کوئی ارادہ کرے اوسمین دین سے برگشتہ ہونے کا ظلم کے ساتھہ' (قانون ادب اور قواعد شرعی سے) چکھائین گے ہم اوس کو عذاب دردناک" حجر اسود کی تقبیل جو خانہ کعبہ مین نصب ہے مناسک اور شعائر اللہ سے ہے' اوس کی نسبت یہہ کہکر کہ "وہ ایک پتھر ہے نہ ضرر پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع" کہ جس سے لوگ ادائے رکن عبث سمجھنے لگین' درحقیقت باز رکھنا راہ خدا اور مسجد حرام سے اور ضنم پرستی ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے "جس وقت کہ معین کر دی ہم نے واسطے ابراہیم کے جگہہ اوس گھر کی کہ شریک مت گردان میرا کسی چیز کو' اور پاک کر دان گھر میرا واسطے طواف کرنے والون کے اور کھڑے ہونے والون کے (یعنی نماز مین) اور رکوع کرنے والون اور سجدہ کرنے والون کے"

یہہ ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ جہان اب ہے یہہ زمین حضرت ابراہیم کو خدا نے اپنا گھر اپنی عبادت کے لئے بتائی ہے اور اوسی کے ساتھہ یہہ بھی بتایا ہے کہ میرا شریک کسیکو نکر' اور میرا گھر پاک رکھہ واسطے طواف کرنے والون اور نماز پڑہنے والون کے' ایسے گھر مین جسمین حجر اسود بھی نصب ہے ارکان عبادت بجالانا خدائے واحد کی پرستش کے سوا ضنم پرستی سمجھی ہی نہین جا سکتی بلکہ خود اپنے مالک اور صانع کو سجدہ کرنا ہے۔

پھر فرماتا ہے "اور ندا دے تو لوگون کو حج کے لئے آکر آئین وہ تیرے پاس پیادہ' اور دبلے اونٹون پر کہ وہ اونٹ

آوین گے ہر راہ دور سے، تاکہ حاضر ہون منافع کو جو اون کے واسطے ہے اور یاد کرین خدا کے نام کو جانتے ہوئے دلون مین۔"

اور چاہیے کہ طواف کرین خانہ آزاد یا دیرینہ کا۔ یہہ ہین (مناسک حج) اور جو کوئی تعظیم کرے حرمتون خدا کی، پس وہ بہتر ہے واسطے اوسکے اور اجتناب کرو بتون کی پلیدی سے، اور اجتناب کرو قول زور سے، یہ ہین مسلمان سچے دین والے، واسطے خدا کے، نہ شرک کرنے والے ساتھہ اوس کے، اور جو کوئی تعظیم کرے شعائر اللہ کی، پس بیشک وہ پرہیزگاری والون سے ہے۔ اور تمہارے لئے اوس مین منافع ہین وقت مقررہ تک، پھر محل اوس کا بیت العتیق ہے، اور واسطے ہر امت کے گردانی ہم نے جگہہ قربانی اور عبادت کی، تاکہ اللہ کے نام کا ذکر کرین۔

اور موٹے اونٹ کو کیا ہمنے تمہارے واسطے شعائر اللہ، اوس مین تمہارے لیے بہتری ہے۔" •

واسطے ہر امت کے مقرر کیا ہم نے ایک طریقہ، وہ قبول کرنے والے ہین اوس کو، پس نہ جھگڑا کرین تجھہ سے بیچ امر کے، اور پکار لوگ طرف پروردگار اپنے کے، تحقیق کہ تو اوپر آئینہ اوپر ہدایت مستقیم کے ہے اور اگر جھگڑا کرین وہ تجھہ سے پس کہہ تو کہ اللہ خوب جانتا ہی اوس چیز کو کہ تم کرتے ہو۔ خدا حکم کرے گا درمیان تمہارے قیامت کے دن اوس چیز مین کہ اوس مین اختلاف کرتے ہو تم۔" (ختم ہوا ترجمہ آیات)

ظاہر ہے کہ خدا نے اپنی عبادت کے لئے بلا شرکت غیرے یہ سب ارکان اور مناسک بیان فرمائے اون کو شعائر اور

Marfat.com

اور عالمتقین قرار دیا ہے اور اوسکی تعظیم لازم کی گئی ہے اور یہہ بھی فرما دیا ہے کہ اوس مین نفع ہے اور اوس مین جھگڑا کرنے کی ممانعت کی ہی پس طواف خانہ کعبہ مین جو حجر اسود کو بوسہ دینا ایک رکن اعظم ہے پورا کرنا اوسکا لازمی ہے۔ اور اوس کے ترک سے اور اوس کے قایم نہ رہنے سے نقصان عبادت ہوتا ہے بوجہ مخالفت اوس طریقہ کے جو خدا نے قرآن مین واسطے قایم کرنے توحید کے قرار دیا ہے اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر کہانتک قابلیت مناسب امامت کی رکھتے تہے اور اونکا اجتہاد کس قسم کا تہا۔ حضرت عمر کا شرک مین امتیاز نہ کرنا اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد پیغمبر خدا نے اون تصاویر کے مٹانے کا حضرت عمر کو حکم دیا جو خانہ کعبہ کی دیوارون پر کھچی ہوئی تہین حضرت عمر نے حضرت ابراہیم کی تصویر کو نہ مٹایا جسپر پیغمبر خدا ناخوش ہوئے، جو شخص کہ امتیاز اس امر کا نکر سکے کہ شرک کیا چیز ہے اور توحید کیا چیز ہے، اور جس شخص نے بمقابل حکم پیغمبر تصویر حضرت ابراہیم کو نہ مٹایا کہ جسکا باقی رہنا اور اوسکی پرستش ہونا شرک تہا وہ کیا اور کب تمیز کر سکتا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا تصدیق توحید ہے اور ایسے امور مین ایسے شخص کا اجتہاد مطلق قابل ماننے کے نہین ہو سکتا۔

لوگون کو غلطی مین پڑنے سے باز رہنے کی دوسری مثال فاروقی کی حقیقت

دوسرا موقع

ذی علم مصنف حضرت عمر کی نسبت، لوگون کو غلطی مین پڑنے سے باز رہنے کا یہہ دکہاتے ہین کہ:

Marfat.com

ایک دفعہ آنحضرت نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر یہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا تھا اور لوگ اوسکی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے یہ دیکھکر اوس کو جڑ سے کٹوا ڈالا۔

تاریخ اسلام مین ایک بزرگ واقعہ ہے جسکا ذکر قرآن مین موجود ہے۔ اوس واقعہ کی یادگار ہمیشہ مسلمانون مین برقرار رہنے چاہیئے تھی۔ مگر حضرت عمر نے جو اس یادگار پیغمبری کو مٹایا ہے، اسلئے ذی علم مصنف اس واقعہ کو خفیف کرکے دکھاتے ہین اور درخت کے کٹ جانے پر متبرک ہونے کا سایہ ڈالتے ہین۔

درخت کے متعلق واقعہ تاریخی

تاریخ اسلام مین یہ وہ واقعہ ہے کہ پیغمبر خدا اہل بیت کے ہمراہ اردہ حج اور طواف بیت اللہ کے مقام حدیبیہ پہونچے تو کفار اور مشرکین مکہ نے مزاحمت شروع کی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آنحضرت کو کفار اور مشرکین مکہ کی طرف سے سخت اندیشہ جنگ و جدل کا پیش آیا۔ اس سے قبل پیغمبر نے مومنون پر دیکھ چکے تھے کہ اون کے یار و یاور سوائے علی مرتضیٰ اور چند دیگر لوگون کے میدان جنگ مین ثابت قدم نہین رہتے تھے۔ اس سلئے پیغمبر کو اپنے اصحاب سے تجدید بیعت کی ضرورت ہوئی۔ وہ جنگل تھا بیعت لینے کے وقت آنحضرت ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھے۔

اوس درخت کا ذکر قرآن مین۔

اس بیعت کا ذکر خدا سورہ فتح مین اس طرح کرتا ہے "تحقیق کہ خوش ہوا

خدا مومنین سے، جسوقت کہ بیعت کی اونہون نے تیرے درخت کے نیچے پس جانا اللہ نے جو کچھ کہ اون کے دلون مین تھا، پس آرام بھیجا اوپر اور ثواب مین دی اونکو فتح نزدیک"۔ اگرچہ جنگ وہان واقع نہین ہوئی اور صلح ہوگئی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے، اور یہی صلح کنجی مکہ کی ہوئی چنانچہ اوسیوقت یہ آیتہ شروع سورۂ فتح کی نازل ہوئی "انا فتحنا لک فتحا مبینا" یعنی بیشک دی ہم نے تجھکو فتح آشکارا"۔ پس وہ درخت یادگار ایک واقعہ عظیم الشان تاریخ اسلام کا تھا۔ اور اوسی یادگار کا ہمیشہ کے لئے قائم رکھنا ضرور رہی تھا۔ تمام مذہب سلطنتین ہمیشہ پرانی یادگارون کو قائم رکھتی ہین یہہ تو خدائی اور قرآنی یادگار تھی"۔

یہ درخت اوس واقعہ کے سبب سے ضرور متبرک تھا۔

اوس درخت کو اگر لوگ متبرک سمجھنے لگے تھے، یا اوس کی زیارت کو آتے تھے، بہت اچھا کرتے تھے اور ایسا ہی ہونا چاہئے کہ واقعہ تاریخ اسلام مین ایک بہت بڑا واقعہ متبرک ہے، اور وہ واقعہ متبرک اوس درخت کے نیچے پیش آیا تھا، ایسے افعال جو پیغمبر سے کسی موقعہ پر سرزد ہون وہ بے شک متبرک ہین اور اوسکی یادگار بھی متبرک ہے، وہ برکت اوسی واقعہ سے پیدا ہوئی تھی"۔

"جس نے مکہ کو فتح کرادیا، اور فتح مکہ مسلمانون کے حق مین متبرک ہوئی"۔ اور غلبہ اسلام اوسی برکت کے سبب سے ہوا، ایسی یادگار متبرک کے دیکھنے کے واسطے تمام ملکون

اور سلطنتون مین زیارت کے لئے لوگون کا جانا مرسوم ہے اور قدیم سے ایسی ہی رسم چلی آتی ہے۔

اوس درخت کا قایم رکھا جانا ضروری تھا

خدا نے مذہب اسلام مین جو شعائر اور علامتین اور طریقے قرار دئے ہین اور اون کی تعظیم کا حکم دیا ہے وہ ہی قول اور عمل رسول سے قرار دے گئے ہین۔ بہ سبب ایک عمل بزرگ پیغمبر کے اوس درخت کا، اوس متبرک واقعہ کی یادگار کے لئے قایم رکہا جانا، اور اوسکی عظمت ہونا، نہایت ضروری تھا۔ لیکن

درخت کٹوانے پر حضرت عمر مجبور تہے۔

حضرت عمر اوس درخت کے، جو یادگار واقعہ متبرکہ اسلام تہا مٹانے پر مجبور تہے۔ اوس یادگار کی زیارت (دیکھنے) کے وقت تمام واقعات جو اوس موقع پر پیش آئے تہے، ہر کسیکو سب یاد آجاتے تہے۔ حضرت عمر سے جو حرکات اس موقع پر سرزد ہوئے ہین وہ مسلمانون کی نگاہ مین لغزت کے قابل نہین۔ اسی موقع پر اونہون نے تعمیل حکم پیغمبری سے انکار کیا، اسی موقع پر انہی نے آنحضرت کی نبوت پر ایسا بہاری شک کیا کہ اوس سے پہلے کبہی ایسا وزنی شک نہین کیا تہا۔ اسی موقع پر وہ اوس صلح کے بگاڑ دینے پر آمادہ ہوگئے تہے، جو قرار پا ئی تہے، اور جو کنجی تہی فتح مکہ کی اور اسی موقع پر حضرت عمر پیغمبر سے درشتی کے ساتھ پیش آئے تہے۔ چنانچہ ان واقعات کا ذکر خود ذی علم مصنف نے بھی دوسرے موقع پر کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت عمر کو کیا کرنا چاہئے تہا اور کیون نہ کیا۔

اگر لوگ اوس درخت کو معبود سمجھنے لگتے، اور اوس کی پرستش اسی عنوان سے ہونے لگی ہوتی جیسے کہ معبود حقیقی کی، تو ہی اوس درخت کا کٹوا دینا، اور اوس یادگار بزرگ کا مٹا دینا لازم نہین آتا تہا۔ بلکہ حضرت عمر کو چاہئے تہا کہ لوگون کو تنبیہ کرتے اور سمجہاتے کہ اوس درخت کو معبود مت قرار دو، اور اوسکی پرستش مت کرو۔ لیکن ایسا کرنے سے جو مکروہ خیال حضرت عمر کی نسبت پیدا ہوتا تہا وہ نہین مٹ سکتا تہا اوس خیال سے باز رکہنے کی عمدہ تدبیر بھی تہی کہ اوس درخت کو کٹوا کر اوس یادگاری کو مٹایا جائے۔

نتیجہ اس یادگار کے مٹانے کا حضرت عمر کی اوس سیرت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہان ذی علم مصنف نے یہہ دکہایا ہے کہ حضرت عمر کے فتوحات مین کبہی سر موٗ قانون انصاف سے تجاوز نہین ہو سکتا تہا، آدمیون کا قتل عام تو ایک طرف، درختون کے کاٹنے تک کی اجازت نہ تھی۔" [1]

کسقدر تعجب کی بات ہی کہ کفار اور مشرکین کی ممالک مفتوحہ مین تو درختونکی کاٹنے تک کی اجازت نہو، لیکن ایک ایسے درخت کو خلاف رسول پر قدم رکہنے ہی قطع کر ڈالین جو یادگار واقعہ عظیمہ اسلام کی تہی اور جسکو ایک خاص تعلق پیغمبر سے تہا جس سی یہ امر بخوبی پیدا ہوتا ہی کہ پیغمبر کی یادگار کا مٹانا ایک حیلہ ناواجب سے دلی مقصود حضرت عمر کا تہا۔"

[1] الفاروق حصہ ۲ صفحہ ۸

صنم پرستی سے باز رکہنے کی تیسری فاروقی مثال

صنم پرستی کی غلطی مین پڑنے سے باز رکہنے کے لئے تیسری مثال ذی علم مصنف یہہ دیتے ہین کہ " ایک دفعہ سفر حج سے حضرت عمرؓ واپس آرہے تہے راستہ مین ایک مسجد تہی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑہی تہی اس خیال سے لوگ اوس کی طرف دوڑے حضرت عمرؓ نے لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اہل کتاب انہین باتون کی بدولت تباہ ہوئے کہ انہی نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادت گاہ بنالیا "

تیسری مثال کی حقیقت

جس کسی مسجد مین، یا کسی جگہہ کسی نبی نے نماز پڑھی ہو، اوس مسجد یا اوس جگہہ اوس نبی پر ایمان لانے والے کو نماز پڑہنا مسنون ہوتا ہے اور جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نماز پڑہنے والے اوس نبی کے پیرو ہین، اور جو راہ دین کہ اوس نبی نے قایم کی ہے اوس پر چلنے والے ہین۔

ایسے موقون پر نماز پڑہنے سے یہہ نہین سمجھا جا سکتا ہے کہ پیغمبر کی یادگارون کو عبادت گاہ بنالیا ہے جو نبی جس وقت کسی جگہہ پر نماز پڑہتا ہے وہ مقام اوسی وقت خدا کی عبادت گاہ ہو جاتی ہے اور اوسکی امت کے لوگ اوس خدا کی عبادت گاہ مین باتباع اوس نبی کے نماز ادا کرنے لگتے ہین۔ چنانچہ بیت المقدس اور خانہ کعبہ کو دیکھو کہ وہ عبادت گاہ خدا قرار دئے گئے اور جس نبی نے جس مقام پر اون مین نماز پڑہی ہے اوس مقام پر تمام وہ لوگ جو اون

Marfat.com

انبیا کو مانتے ہین، اب بہی نماز پڑہتے ہین مثلاً کعبہ مین مقام ابراہیم پر اگر حضرت عمر اپنی طبیعت وطینت دیرینہ سے مجبور تہے وہ کوئی نہ کوئی پیرایہ ظاہر کرکے جو امور کہ ذات پیغمبر سے تعلق رکہنے والے تہے اون کو مٹانا چاہتے تہے۔" مگر ہمین اور ذی علم مصنف اور ہمارے اور اون کے ہم خیالون کو اس موقع پر جو حضرت عمر نے صرف اپنی ایسی رائے کے اظہار ہی پر بس کی اوس سے یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ جیسے اونہون نے بیعت والے درخت کو یادگار پیغمبری سمجہکر کٹوا ڈالا تہا ویسے ہی وہ اس مسجد کو بہی یادگار پیغمبری سمجہکر ڈہا سکتے تہے۔ لیکن اقدام کسی فعل کا برابر ارتکاب کے ہوتا ہے۔

صنم پرستی سے باز رکہنے کے لئے ذی علم مصنف کو ایک خاص یادگار پیغمبری سے فاروقی عمل کی نظر اور پیش کرنی تہی

ذی علم مصنف کو حضرت عمر کے صنم پرستی سے لوگون کے باز رکہنے کے سلسلہ مین کسی موقع پر ایک وہ واقعہ بہی بہین بیان کرنا چاہئے تہا کہ " بعد وفات پیغمبر لوگ علمی تقنے یادگار پیغمبر کے پاس خانہ سیدہ مین جو خانہ کہ یادگار پیغمبری تہا اور جس کا دروازہ بحکم خدا مسجد نبوی مین کہلا رہنے کی وجہ سی خاص شرف اور بزرگی اوس گہر کو منجانب خدا عطا ہوئی تہی اور اس وجہ سے وہ گہر یادگار ایک واقعہ عظیمہ اسلامی کا بہی تہا، اور جس گہر مین پیغمبر کی پیاری بیٹی اور پیارے نواسے یادگاران پیغمبر بہی موجود تہے، تعزیت پیغمبر کے لئے آتے تہے جس مین یہہ امر بہی داخل تہا کہ بعد وفات پیغمبر خلاف ناحق دوسری جگہہ قرار پاگئی "

اور ایسا امر قابل افسوس تہا حضرت عمر نے اس متبرک خانہ یادگار پیغمبر کو جلایا یا جلا دینے کا قصد کیا۔

اس یادگار کے مٹانیسے حضرت عمر کے مقصود اصلی۔

حضرت عمر کا جہان اصلی مقصود یہہ تہا کہ لوگ جو اوس گھر اور اوس گہر والون کی۔ دولتکدہ یادگار پیغمبری اور متبرک سمجہ کر ادب اور تعظیم کرتے ہین اس لئے اوس گہر کو جلایا جائے یا جلا دینے کا قصد کیا جائے تاکہ وقعت اوس گھر اور گھر والون کی لوگون کی نظرون مین باقی نہ رہے وہان اونکا مقصود اوس گھر کے جلا دینے یا جلا دینے کا قصد سے یہہ بھی تہا کہ لوگون کا علیم مرتضے کے پاس تعزیت پیغمبر کو آنا اور حضرت ابو بکر کے پاس جن کو حضرت عمر نے سقیفہ مین خلیفہ بنایا تہا تعزیت پیغمبر کو نہ آنا علیم مرتضے کے حقیقی جانشین پیغمبر ہونے کی تصدیق اور حضرت ابو بکر کے حقیقی جانشین پیغمبر ہونے کی چونکہ تکذیب کرتا ہے اس لئے لوگون کو علی مرتضے کے پاس جانے سے روکا جائے اور اوپر اور علی مرتضے پر یہ الزام کہ سب مل جل کر خلافت حضرت ابو بکر مین خلل ڈالنے کے مشورے کرتے ہین اوس گہر کے جلانے یا جلا دینے کا قصد ظاہر کرنے کا فقط ایک بہانہ تہا۔

منصب نبوت کا تعلق اور اقوال و احکام پیغمبری سے نبوت کی حقیقت حضرت عمر سمجہے۔

ذی علم مصنف ناظرین اور مشتبہ مسایل الہیات کی حقیقت کو جیسا کہ حضرت عمر نے سمجہا [illegible] چکنے کے بعد اب وہ نبوت کی طرف اس تمہید سے جہکتے ہین کہ "نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے

اتے ہیں اسلام کے زمانہ میں بھی ...
خیال ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ...
نے زیادہ ہمت کی تو صرف معاشرت کی باتوں ...
حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے ...
وہ بے شبہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے باقی امور وقت ...
کے لحاظ سے ہوتے ہیں تشریعی اور مذہبی نہیں ہوتے ...
جسقدر حضرت عمر نے صاف اور واضح کہدیا کسی نے نہیں کہا

حضرت عمر کی قدح دلیری سے امام شافعی کرتے ہیں اور امام شافعی کی غلطی مصنف پکڑ لیتے ہیں۔

... اسی کے ساتھ ... مصنف یہ کہتے ہیں کہ خراج کی تشخیص، جزیہ کی تعین، ام ولد کی خرید و فروخت وغیرہ وغیرہ مسایل کے متعلق امام شافعی نے اپنی کتابوں میں نہایت ادعا کے ساتھ احادیث سے استدلال کیا اور ان مسایل میں جہاں حضرت عمر کا طریق عمل مختلف ہے بڑی ... سے اون پر قدح کی ہے۔ لیکن امام شافعی نے یہ نکتہ نظر انداز کیا کہ یہ امور منصب نبوت سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے ان مسائل میں خود شارع علیہ السلام کی طرف سے ہر شخص کو اجتہاد کی اجازت ہے چنانچہ اس بحث کی تفصیل آگے آتی ہے۔

منصب نبوت کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کی کی حیثیت ...
کرتے آئے ہیں اور اسلام کے زمانہ میں بھی ...

Marfat.com

نے منصب نبی کو نبی کے درجہ سے بڑہا دیا اور اوس کو وحدہٗ لاشریک کا شریک گردان دیا، اور بعضون نے نبی کو اوس کے منصب سے گرادیا- یہہ دونون غلطی کرنے والے ہین- ان دونون کے درمیان۔

نبوت کی حقیقت اور اوس کی نسبت اعتقاد صحیح۔

حقیقت نبوت مثل خط مستقیم کے ہے جسکو اصطلاح شرع مین صراط مستقیم کہتے ہین- اوس کے فوق اور تحت جسطرف کوئی جائیگا- وہ بداخلاقی اور گمراہی ہے۔

... اکثرون کا یہہ خیال نہین- بلکہ اعتقاد اور ایمان ہے کہ نبی کا ہر قول اور فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے- مذہب اسلام مین دین اور دنیا دو چیزین علیحدہ نہین ہین- مذہب اسلام اصلاح روحانی اور جسمانی کے لئے آیا ہے- اور دونون کی اصلاح لازم و ملزوم اور ضروری قرار پائی ہے- یہہ بہی قبول کیا جاتا ہے کہ نبی معصوم ہوتا ہے، خدا اوس کو اوس کے ہر قول اور فعل مین جو کچہہ اوس سے سرزد ہون، خطا سے بچاتا ہے- اس لئے ہر قول اور فعل پیغمبر کا لازم ہے کہ خدا کی طرف سے سمجہا جائے؛ اوس کا کوئی قول اور فعل اصلاح روحانی و جسمانی کے سوا کچہہ نہین ہو سکتا ہے اور نہ دین و دنیا کی ضرورتون سے جدا، کوئی امر و نہی، قولاً و فعلاً، ہو سکتا ہے جو لوگ کے نبی کے ہر قول و فعل کو خدا کی طرف سے سمجتے ہین وہ خیال اور اعتقاد اون کا نہایت صحیح ہے۔

جنہون نے احکام نبوت مین تشریعی اور غیر تشریعی کا تفرقہ

جن لوگون نے زیادہ ہمت کرکے صرف معاشرت

ڈالا سب نے غلطی کی

جن لوگون نے زیادہ ہمت کر کے صرف معاشرت کی باتون کو مستثنے کیا اونہون نے ہی غلطی کی اور جو ذی علم مصنف جو صفت نبوت کے ساتھہ بیان کرتے ہین کہ " نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتی ہین تشریعی اور مذہبی نہین ہوتے" وہ اون سے زیادہ غلطی کرتے ہین۔

لوگون کی غلطی کرنیکا ثبوت

کوئی امر ایسا نہین ہوتا ہے جو وقت اور ضرورت کے لحاظ سے نہوتا ہو۔ تمام امور اصلاح، خواہ وہ دین کی حیثیت سے ہون خواہ دنیا کی اون کا تعلق خواہ روح سے ہوگا خواہ جسم سے، وقت اور ضرورت کی لحاظ سے ہوتے ہین اور جو تشریعی اور مذہبی دائرے سے خارج نہین ہوسکتے۔ منصب نبوت، وصف عین ذات اوس شخص کا ہوتا ہے کہ جس مین وہ وصف قدرتاً پیدا ہو۔ اوس مین یہہ تفریق کہ نبی کے قول اور فعل کچھہ تو بہ حیثیت منصب نبوت کے ہوتے ہین اور کچھہ اوس کے خلاف عقلاً بالکل غیر ممکن ہے اور جس کسی مین کہ وصف نبوت نہو وہ کیسے امتیاز کرسکتا ہے کہ کون قول فعل بہ حیثیت منصب نبوت کے ہے اور کون قول فعل بہ حیثیت غیر منصب نبوت کے۔

حضرت عمر، امام شافعی اور ذی علم مصنف؟

خراج کی تشخیص، جزیہ کی تعین، ام ولد کی خرید و فروخت وغیرہ وغیرہ مسایل کے متعلق جیسا کہ ذی علم مصنف بیان کرتے ہین کہ " امام شافعی نے اپنی کتابون مین مذاہب اد عا کے ساتھہ احادیث سے

استدلال کیا ہے، اور مسایل مین جہان حضرت عمر کا طریق عمل مختلف ہے بڑی دلیری سے اون پر قدح کی ہے، بمقابلہ اون کے ادعا اور استدلال اور قدح کے نسبت اون کی ذی علم مصنف کا یہہ کہدینا کہ "اونہون نے نکتہ تفریق قول و فعل پیغمبرؐ کا نظر انداز کیا" کافی نہین ہوسکتا اور نہ اون کے ادعا اور استدلال و قدح پر جرح ہوسکتی ہی بمقابلہ امام شافعی کے جن کا زمانہ آنحضرت صلعم سے قریب تہا ذیعلم مصنف کے قول کو، کوئی نہین مان سکتا۔

ذی علم مصنف نے یہہ بہی نہین دکہایا کہ اوس بحث کی متعلق بلقیہ تین، ائمہ اربعہ، اہلسنت سے کیا کہتے ہین۔

مصنف نے اپنی رائے کی کوئی سند نہین دی ہی

ایسے ہی عموماً یہ کہنا ذی علم مصنف کا کہ "ان مسایل مین خود شارع علیہ السلام کی طرف سے ہر شخص کو اجتہاد کی اجازت ہے" قبول نہین کیا جاسکتا، ذی علم مصنف کو، ایسی کوئی سند شارع علیہ السلام کی پیش کرنی چاہیے تہی، یا اوس کا ماخذ بتانا تہا کہ کہان سے وہ ایسی اجازت عام پیدا کرلیتے ہین۔

امام زمانہ کو پیغمبر نے بعض بعض امور مین حکم کرنے کا مجاز کیا ہی

البتہ شارع علیہ السلام کیطرف سے بعض بعض امور مین صرف امام زمانہ مجاز رکہا گیا ہے کہ وہ تشخیص یا تعین یا خود حکم کرے لیکن ایسی اجازت شارع علیہ السلام کی طرف سے خود تشریعی اور مذہبی سمجہی جاوے گی۔ مگر جن امور متعلق امام زمانہ کو ایسی اجازت ہے اون امور مین اجتہاد سے کوئی تعلق

نہین ہوسکتا۔

ایسے موقع پر ذی علم مصنف نے جو "اجتہاد" کا لفظ استعمال کیا ہی اوس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ذی علم مصنف سمجھے ہی نہین ہین کہ اجتہاد کہتے ہین کسے؟ اور اجتہاد کی بنا کیا ہوئی ہے۔

آگے ذی علم مصنف اس بحث کی جہان تفصیل کرین گے اوسی موقع پر ہم بہی زیادہ تفصیل سے کچہہ لکہین گے۔

کیا حضرت عمر احکام کو اصول عقلی پر ماننے والے اور علم اسرار الدین کی بنیاد ڈالنے والے تہے۔

ذی علم مصنف شریعت کے احکام کے متعلق۔ بہت بڑا یہہ اصول کہ "شریعت کے تمام احکام مصالح عقلی پر مبنی ہین" حضرت عمر کا قایم کیا ہوا ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ "مذہبی احکام کے متعلق شروع سے دو خیال چلے آتے ہین ایک یہہ کہ اون مین عقل کو دخل نہین دوسرا یہہ کہ اوسکے تمام احکام اصول عقلی پر مبنی ہین۔ یہی دوسرا خیال علم اسرار الدین کی بنیاد ہے، تاہم ہر زمانہ مین بہت کم لوگ اس اصول کو تسلیم کرتے تہے کہ دقیق فن تہا، عام طبائع کی دسترس سے باہر تہا۔ مذہبی محویت اور دلدادگی کی بظاہر شان یہی ہی کہ ہر بات بغیر چون وچرا کے مان لیجائے، اور رائے، اور عقل کو کچہہ دخل نہ دیا جائے، لیکن حضرت عمر اسی دوسرے اصول کے قایل تہے اور وہ سب سے پہلے شخص ہین جن سے علم اسرار الدین کی گویا بنیاد ڈالی"

مذہبی احکام کے متعلق

یہہ خیال بالکل صحیح

شروع سے دو خیال ہرگز نہ تھے۔

نہیں ہے۔ ہرگز مذہبی احکام کے متعلق شروع سے یہ دو خیال نہیں چلے آتے ہیں کہ اول ان میں عقل کو دخل نہیں۔ یا اس کے تمام احکام اصول عقلی پر مبنی ہیں الخ

شروع سے اسلام نے تمام احکام کو صرف اصول عقلی پر مبنی بتایا۔

دین اسلام جب سے شروع ہوا اور قرآن نازل ہوتا رہا اوسی ہی اصول بتایا گیا کہ تمام احکام اصول عقلی پر مبنی ہیں۔

بعض آیات تمام احکام کے اصول عقلی پر مبنی ہونے کی تائید ہیں۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ

لآیات لقوم یعقلون ٭ کذالک یبین اللہ لکم آیات لعلکم تعقلون ٭ وما یذکر الا اولی الالباب ٭ (البقر)

٭ وما یذکر الا اولوا الالباب ٭ قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ٭ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب٭ (آل عمران)

ذالک بانہم قوم لا یعقلون، فاتقوا اللہ یا اولی الالباب، واکثرہم لا یعقلون ٭ (المائدہ) ولکن اکثرہم یجہلون، وللدار الآخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون ٭ (انعام) ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون ٭ (انفال) افانت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون ٭ ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون ٭ (یونس) لکنی اراکم قوما تجہلون (ہود) انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ٭ (یوسف)

انما یتذکر اولوا الالباب ۝ (الرعد) ولیذکر اولوا الالباب ۝ (ابراہیم) ان فی ذالک لآیات لاولی النہیٰ ۝ (طٰہٰ) کذالک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تعقلون ۝ (النور) ان فی ذالک لذکریٰ لاولی الالباب ۝ (الزمر) ہدیً وذکریٰ لاولی الالباب، ولعلکم تعقلون ۝ (مومن) آیات لقوم یعقلون (الجاثیہ) اکثرہم لایعقلون ۝ (الحجرات) قد بیّنا لکم الآیات لعلکم تعقلون (الحدید) ذالک بانہم قوم لایعقلون (الحشر)

مسئلہ حسن وقبح اشیاء کا عقلی قرار پانا اور اوس ہی وائمہ کا رفرقہ۔

اسی اصول کے متعلق پیغمبر وعلی مرتضیٰ اور ائمہ اہلبیت سے احادیث کثیر وارد ہین اور اونہین احادیث سے یہ مسئلہ قرار دیا گیا ہی کہ وہ حسن قبح اشیاء کا عقلی ہی۔ اس مسئلے سے خاص وہ گروہ ہمیشہ واقف اور آگاہ چلا آتا ہے جو متبع اور پیرو علی مرتضے اور آئمہ اہل بیت کا ہے۔

یہہ اصول دقیق تہا اور عام طبایع کے دسترس سے باہر تھا۔

یہہ سچ ہی کہ یہ اصول نہایت دقیق تہا اور عام طبایع کے دسترس سی باہر تہا۔ اور اس اصول کی تعلیم پانے کی قابلیت اور دوسرونکو تعلیم دینے کی قابلیت اوسی دل دماغ مین ہوسکتی تہی کہ جسکو قانون قدرت سنے اوسکا قابل بنایا ہو۔ اسی لئے عامہ اس اصول کو تسلیم نہین کرسکتے تہے۔

امام ابوحنیفہ نے امام اہلبیت سے اس اصول کی سیکھنے کی کوشش کی مگر نہ سیکھ سکے۔

لیکن منجملہ آئمہ اربعہ اہل سنت کے، خواہ وہ صحابۂ رسول مین داخل ہون یا نہون، حضرت

Marfat.com

ابو حنیفہ نے جو کبھی کبھی صحبت امام جعفر صادقؑ مین حاضر ہوتے تھے اور اون سے اس مسئلہ کے سیکھنے کی کوشش کی مگر سیکھ نہ سکے اور اسی وجہ سے وہ عامہ مین اس مسئلہ کو پھیلا نہ سکے اور اون کے مقلدین اوسی اصول کی قایل رہے کہ مذہبی احکام مین عقل کو دخل نہین ہے۔

مصنف نے کیون صفت عامہ کو دلفریب الفاظ مین بیان کیا؟

اور اسی وجہ سے ذوالعلم مصنف عامہ کی صفت ان خوشنما الفاظ سے ظاہر کرتے ہین کہ مذہبی مجموعہ اور دلدادگی کی اظہار شان اسی بہ ہے کہ ہر بات بغیر چون وچرا کے مان لی جائے اور راستے اور عقل کو کچھ دخل نہ دیا جائے مگر ایسے اصول کے ماننے والے ایک شخص زدن مین ڈگمگا جاتے ہین جس وقت کہ علم فلسفہ اپنی تحقیق کی شمشیر لے کر اونکے سامنے آتا ہے اور اون کو اپنے دین سے فوراً منحرف کر دیتا ہے۔ ذوالعلم مصنف اس اصول کی خرابی کو جس کی دلفریب الفاظ سے نعت کی ہے جانتے تھے اسی لیے انھی نے حضرت عمر کو اوس اصول کی خرابی سے بچانے کے لیے یہہ ظاہر کیا کہ حضرت عمر اسی اصول کے کہ تمام احکام اصول عقلی پر مبنی ہین قایل تھے۔ اور وہ سب سے پہلے شخص ہین کہ جن سے علم اسرار الدین کی گویا بنیاد ڈالی۔"

حضرت عمر نے نہ پیغمبر سے تعلیم پائی اور نہ پیغمبر اون کے دل و دماغ کو قابل تعلیم علم اسرار الدین کے سمجھتے تھے

یہہ بھی صریح تہمت ہے بلکہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے اونکو اس اصول کے سیکھنے کا اور علم اسرار الدین کا حاصل کرنے کا پیغمبر

سے کبھی بھی موقع نہین ملا ہے اور نہ پیغمبرؐ اون کے دل و دماغ کو اس قابل سمجھتے ہیئے کہ اون کو اس اصول، یا علم اسرار دین تعلیم دین جس کا نشان آئندہ خود بخود موقع بموقع ملے گا۔

حدیث از امام اہل بیت باہتمام کرنے کے اور انبیا کو لوگون سے بقدر اون کی عقول کے کلام کرنے کی بابت حدیث نبوی از امام اہلبیتؑ

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین کہ رسول اللہ نے کسی بندگان خدا سے بقدر اپنی عقل کے کلام نہین کیا اور فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا مامور ہین کہ لوگون سے بقدر اون کی عقل کے کلام کرین۔

حضرت عمر کے متعلق ایسی رائے کا ماخذ بجائے سند پیغمبری کے شاہ ولی اللہ کی ایک رائے کو ذی علم مصنف نے قرار دیا ہے۔ پیغمبری سند کوئی نہین۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے اس اصول کی قابل ہونے اور علم اسرار دین کی بنیاد ڈالنے کی کوئی ایسی سند کہ جسپر پیغمبر کی مہر ہو پیش نہین کی اور نہ اپنی اس رائے کا کسی سند پیغمبری کو ماخذ قرار دیا البتہ یہہ ظاہر کیا ہے کہ "شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ نے اس علم سے بحث کی اور اوس کے وجوہ ظاہر کیے"

حضرت عمر کی علم اسرار الدین مین اولیت پر مصنف کا قیاس۔

ان لوگون مین اولیت کا منصب حضرت عمر کو اس قیاس پر دیتے ہین کہ "ان لوگون مین عبد اللہ بن عباس کی عمر آنحضرت کی وفات کے وقت ۱۳ برس کی تھی حضرت علی کا سن جناب رسول اللہ کی بعثت کے وقت دس گیارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔ زید بن ثابت کا سن حضرت کی ہجرت کے وقت گیارہ برس کا تھا۔ حضرت عائشہ آنحضرت کی وفات کے وقت اٹھارہ برس کی تھین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گو یہ سب بزرگ اس علم کی ترقی دینے والے ہونگے لیکن اولیت کا منصب حضرت عمر ہی کو حاصل ہوگا۔

دونون نے نہ بتایا کہ یہ پانچون علم اسرار الدین کی موجد تھی یا مقلد؟ اگر مقلد تھی تو کس کی؟

شاہ صاحب نے جن حضرات کے نام اس علم اسرار الدین سے بحث کرنے مین ظاہر کیے ہین، یا مصنف مخاطب نے اس علم مین اولیت کا منصب حضرت عمر کو دیا ہی، ان دونون مین سے کسی صاحب نے یہ نہین بتایا کہ وہ ان حضرات کو علم اسرار الدین کا موجد قرار دیتے ہین یا مقلد، اگر مقلد قرار دیتے ہین تو یہ بتانا تھا کہ وہ کس کے مقلد تھے۔

اگر موجد تھے تو دین اسلام سے بحث علم اسرار الدین خارج سمجھی جائے گی۔

اگر ان دونون مصنفون کا یہہ منشا ہے کہ علم اسرار الدین کے یہ صاحب موجد تھے، اور اس

ایجاد مین اولیت کا منصب حضرت عمر کو ہے تو اس ایجاد علم اسرار الدین کی بحث دین اسلام سے خارج ہو گئی۔ اس لئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور مصنف مخاطب، دونون بزرگ، دین اسلام مین بحث کر رہے ہین اور

دین اسلام سے متعلق ہونے کی صورتون مین کون موجد ہو سکتا ہے اور کس کو اولیت کا فخر مل سکتا ہے۔

اگر یہ بحث دین اسلام کے متعلق ہے تو ان صاحبون اور نیز وجہ معقول کسیطرح موجد نہین مانا جا سکتا ہے۔ دین اسلام مین تمام علوم و فنون کا موجد پیغمبر ہی مانا جا سکتا ہے۔ اس کے خلاف جو کوئی رائے رکھے تو وہ مسلمان نہین سمجھا جا سکتا ہے۔ ایسی حالت مین لامحالہ مسلمانون کو یہ ماننا پڑے گا کہ اس علم اسرار الدین کی بنیاد خود آنحضرت نے ڈالی ہے، اور جب کسی نے اس علم کو پیغمبر سے سیکھا فضیلت اوس علم کے حاصل کرنے کی اوس شخص کو ہو سکتی ہے کہ جس نے اوس علم کو شایع اور رائج کیا اور دوسرون کو سکھایا۔

علم اسرار دین کے حاصل کرنے کی قابلیت کس شخص مین قبول کیجا سکتی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ علم اسرار دین کے حاصل کرنے کی قابلیت اوس کسی شخص مین قبول کی جا سکتی ہے کہ جسکا دل و دماغ قانون قدرت نے اوس کے قابل وضع کیا ہو،

علم اسرار دین ماخذ اور اوسکا نشان قرآن ہے۔

علم اسرار دین کا ماخذ حکمت ہے، جس کو دوسری اصطلاح مین فلسفہ کہتے ہین، اور مذہبی احکام موافق قوانین الٰہی کے یا دوسرے محاورہ مین کہو کہ موافق قانون قدرت کے ہوتے ہین۔

Marfat.com

خدا نے قرآن مین ایسے علم کی خبر دی ہے "من اوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا
جن کو حکمت دی گئی ہے اوسے خیر کثیر دی گئی"
پس وہی افضل سمجھا جائے گا جسکو علم حکمت دیا گیا۔

علم اسرار دین مسئلہ رازداری کا ہے آیا پیغمبر نے کسکو اپنا رازدار بنایا۔

یہ ہی ظاہر ہے کہ علم اسرار حاصل کرنے کی قابلیت ہر کسی مین نہین ہوسکتی۔ اور نہ یہہ علم عموماً ہر کسی کو بتایا جا سکتا ہے۔ یہہ مسئلہ درحقیقت رازداری کا ہے جیسے کہ تمام سلطنتین اور بادشاہ، اپنے راز کو فاش نہین کرتے ہین اور اپنے خاص معتمدون کو کہ جنمین وہ قابلیت رازداری کی پاتے ہین اپنا راز دار بناتے ہین، ویسے ہی ہم کو اس بحث مین یہ دیکھنا چاہئے کہ بانی اسلام نے کسکو اپنا رازدار بنایا؟ اور کسکو اسرار دین سکھائے؟ اور کسکو ایسا موقع زیادہ ملا ہے جو پیغمبر سے اپنے اسرار سیکھ سکتا تھا؟

علم اسرار دین حضرت عمر کو آنحضرت نے اول درجہ پر سکھایا یا علی مرتضی کو افضل بنایا اور اون مین سے کس کو زیادہ موقع تخلیہ کا پیغمبر سے ملا اور مل سکتا تھا۔

اس موقع پر ہمکو نہ زید بن ثابت سے کام ہے اور نہ عبد اللہ بن عباس سے غرض ہے اور نہ بی بی عائشہ سے مطلب ہے جو کچھ ضرورت ہے وہ یہہ ہے کہ علم اسرار دین پیغمبر نے حضرت عمر کو اول درجہ کا سکھایا یا علی مرتضی کو اوس علم مین افضل بنایا اور ان دونون مین سے کسکو زیادہ موقع پیغمبر کے ساتھ تخلیہ اور

راز داری کا ہوسکتا تہا اور نہوا؟

علی مرتضےٰ کی یوم ولادت سے صغر سنی کے زمانہ تک کی حالت۔

جب علی مرتضےٰ پیدا ہوئے تو اون کی والدہ نے اون کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر رکہا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلعم نہ آوین تب تک اس مولود کو نہ کہولنا، وہ آکر خود اپنے حق کو لے لین گے اتنے مین آنحضرت صلعم تشریف لے آئے اور اوس کپڑے کو کہولا۔ اور اوس مین سے ایک خوبصورت لڑکے کو نکالا، اور اپنے ہاتہہ سے غسل ولادت دیا، اور علی نام رکہا، اور اوس کے مونہہ مین اپنا لعاب دہن ڈالا وہ لڑکا آپ کی زبان چوسنے لگا، اور چوستا چوستا سوگیا اوس روز دودہ پلانے والی عورت بلائی گئی۔ مگر اوس لڑکے نے اوس عورت کی چہاتی کو مونہہ مین نہ لیا۔ آنحضرت نے آکر پہر اپنی زبان اوسکی مونہہ مین دیدی، وہ حضرت کی زبان چوستا چوستا پہر سوگیا۔ اسی طرح خدا نے جب تک چاہا وہ بچہ آنحضرت کی زبان کو چوستا رہا (راحۃ الصلاتیہ فی مجمہ الصحابہ)

علی مرتضےٰ کو آنحضرت کا اپنی فرزندی مین لے لینا

" اہل مکہ کو جب دور ذناک قحط پیش آیا تو رسول اللہ صلعم نے علی کو لے لیا۔ علی ہمیشہ پیغمبرؐ کے پاس رہتے رہے یہان تک کہ پروردگار نے آنحضرت کو نبی مقرر کیا، علی نے پیغمبر کا اتباع کیا، اور ایمان لائے اور اون کی تصدیق کی " (مطالب السؤل وارباض النضرۃ للمحب طبری)

علی مرتضیٰ کب ایمان لائے

ے دوشنبہ کو آن حضرت مبعوث برسالت ہوئے اور سہ شنبہ کو علی مرتضیٰ ایمان لائے ؎۱

علی مرتضیٰ خود اپنی حالت بیان فرماتے ہیں

خود علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ گود میں رکھا مجھے آنحضرت نے در آنحالیکہ میں طفل تھا اور چھپا لیتے تھے مجھکو اپنے سینہ سے اور سلا لیتے تھے مجھکو اپنے بستر پر اور مس کرتے تھے مجھے اپنے جسم شریف سے اور سنگھاتے تھے مجھکو اپنے پسینہ کی بو، اور لقمہ دیتے تھے مجھکو اپنے موہنہ میں چیز کو چبا کر، اور مجھ سے کوئی بات دروغ کلام میں پائی نہیں گئی اور نہ کوئی خطا میرے کردار میں ہوئی۔ بتحقیق کہ قرین کیا خدا نے بڑا فرشتہ مجھے پیغمبرؐ کا اوس وقت سے کہ وہ دودھ چھڑایا گیا اور بزرگ ترین ملائک سے جو پیغمبرؐ کو مکارم اور محاسن اخلاق عالم پر شب و روز پکارتا تھا، میں جب ہی سے پیغمبرؐ کی پیروی اوسی طرح کرتا تھا جیسے اونٹ کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے جاتا ہے، اور بلند کرتے تھے آنحضرت ہر روز میرے لئے ایک نشان اپنے اخلاق سے اور حکم دیتے تھے مجھکو اپنی پیروی کا، اور ہر آئینہ مجاورت کرتے تھے وہ حضرت ہر سال کوہ حرا کی پس دیکھتا تھا میں اونکو اور نہیں دیکھتا تھا اونکو کوئی سوائے میرے، اور نہیں جمع کیا ایک گھر میں اوس دن اسلام نے غیر رسول اللہ

؎۱ البغوی، و الترمذی، و الطبرانی ۱۲ منہ

Marfat.com

صلعم اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کے اور اون کا مین تیسرا تھا، دیکھتا تھا مین نور وحی کو، اور سونگھتا تھا مین بوے نبوت کو، پھر آئینہ سنی مین نے آواز اندوہ ناک شیطان کی جس وقت کہ نازل ہوئی وحی آنحضرت صلعم پر، پس عرض کیا مین نے کہ یا رسول اللہ یہہ آواز اندوہناک کس کی ہے؟ پس فرمایا کہ یہہ شیطان ہے، بتحقیق ناامید ہو گیا اپنی پرستش سے، اور بتحقیق کہ سنتا ہے تو جو کچھہ کہ سنتا ہون مین، اور دیکھتا ہے تو جو کچھہ کہ دیکھتا ہون مین، لیکن تو نبی نہین ہے تو وزیر ہے اور بے شک تو اوپر خیر کے ہے۔

اسلام مین سب سے پہلی دعوت قریش مین علی مرتضےٰ کا امر پیغمبری مین امداد کا وعدہ کرنا

شروع بعثت پیغمبری

جب آیۃ "وانذر عشیرتک الاقربین" (اور ڈراؤ (اے محمد) اپنے کنبہ کے لوگون کو) نازل ہوئی تب آنحضرت نے اپنے سب کنبہ والون کی دعوت کی، اور اہتمام دعوت علی مرتضےٰ کے سپرد کیا، جب وہ رشتہ دار جمع ہو چکے تب پیغمبر نے اون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھکو خدا نے حکم دیا ہی کہ تم کو اوس کی طرف بلاؤن، پس تم مین سے میرے امر مین میری وزارت کون کر سکتا ہی تاکہ تم مین سے وہی میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو؟ سب قوم والی چپ رہی، مگر علی مرتضیٰ نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین قبول کرتا ہون یا حضرت، اوسپر آنحضرت نے فرمایا کہ تو میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ اور حاضرین جلسہ سے کہا کہ اس

Marfat.com

اسکی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو[۱]

آیۃ نجویٰ کی تعمیل صرف علی مرتضیٰ کیلئے

جب آیۃ نجوے نازل ہوئی جس مین یہہ حکم ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اگر وہ تخلیہ مین پیغمبر سے بات کرنا چاہین تو وہ صدقہ دین جسکو بمنزلہ فیس کے سمجھنا چاہیے۔ کل مفسر اور مورخ اور محدث متفق ہین کہ اس آیۃ کی تعمیل سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی نے نہین کی[۲]

علی مرتضیٰ سے پیغمبر کا تخلیہ

بعد فتح طائف کے جب علی مرتضیٰ قوم ہوازن اور بنو ثقیف کے بتون کو توڑکر اور اون کے دربار کو برباد کرکے واپس آئے تو پیغمبر خدا نے خلوت کرکے علی مرتضیٰ سے بطریق راز کے بہت باتین کین اس قدر دیر تک

---

[۱] یہ واقعہ تفسیر در منثور سیوطی اور مسند امام احمد حنبل اور ریاض النضرہ و تاریخ الرسل و الملوک علامہ ابن جریر طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۰ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۳ و تاریخ علامہ ابو الفدا صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و خصائص امام نسائی چھاپہ کلکتہ صفحہ ۵۵ و ۵۶ و علامہ بغوی در تفسیر معالم التنزیل بحث تفسیر آیۃ مذکورہ بالا و مدارج النبوۃ صفحہ ۲۴ و ۲۵ رکن سوم مین جو مفسرین و محدثین و مورخین علما کے اہل سنت کی کتب مین مفصل درج ہے اور علماے یورپ مین سے ایڈورڈ گبن نامور مورخ نے عروج و زوال رومن امپائر کی جلد پنجم صفحہ ۳۸۵ مین اسکا ذکر کیا ہے [illegible]

[۲] تفسیر مدارک و ثعلبی و ارجح المطالب ۱۲-

Marfat.com

تاک کہ دیگر صحابہ کو شاق گذرا، اور بعض صحابہ اور حسب تحقیق صاحب معارج النبوۃ بالخصوص حضرت عمر نے پیغمبر سے پوچھا کہ آج آپ نے اپنے ابن عم سے بہت دیر تک راز کی باتین کین، اسپر آنحضرت نے فرمایا کہ مین نے علی مرتضےٰ سے خلوت مین خود راز کی باتین نہین کین بلکہ بحکم خدا کین ۱؎

شب و روز مین علی مرتضےٰ کے لئے تخلیہ پیغمبری کو معین وقت۔

شب و روز مین علی مرتضےٰ کے لئے پیغمبر نے ایک خاص وقت تخلیہ کے واسطے مقرر کر دیا تہا ۲؎

مرض موت مین آن حضرت کا علی مرتضےٰ سے تخلیہ۔

پیغمبر خدا نے مرض موت مین فرمایا کہ میرے بہائی کو بلاؤ، لوگون نے حضرت ابوبکر کو بلایا، آپ نے اونہین دیکہکر موہنہ پہیر لیا۔ اونہون نے پوچہا، آپ نے مجہے بلایا ہے؟ آپ نے کچہہ جواب نہین دیا، اسی طرح نمبروار حضرت عمر، اور حضرت عثمان، بلائے گئے اور اوسی طرح واپس چلے گئے، پہر حضرت ام سلمہ نے کہا کہ سوائے علی ابن ابی طالب کے تمہارے نزدیک کوئی اور بہائی بہی رسول اللہ کا ہے تب علی بلائے گئے، اور حضرت نے اونہین دیکہہ کر فرمایا کہ ہاں تم ہی کو بلا رہا تہا۔ یہہ کہکر دونون نے اپنا موہنہ

۱؎ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰ و ترمذی شریف ۱۲۔ منہ

۲؎ خصائص امام نسائی بطرق متعددہ۔

دیوار کی طرف کو کر لیا، اور ایک کپڑہ اوپر سے اوڑھ لیا پاپیغمبر نے علی مرتضےٰ کو کپڑے میں ڈہک کر فرمایا کہ تم مجھ پر جھک جاؤ اور پھر علی مرتضےٰ سے آنحضرت نے کچھ راز کی باتیں کیں، اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی، دروازہ پر لوگ رک دئے گئے تھے اور ازواج پیغمبر اور ہماری گئی تہیں جب علی مرتضےٰ باہر تشریف لائے تو کسی کے دریافت پر کہا کہ ہاں رسول اللہ نے بطور راز کے مجھے ایک ہزار دروازے علم کے ایسے کہولدئے کہ جس کے ہر دروازے سے ہزار دروازے علم مجھ پر کشادہ ہو گئے۔"

(لالی مصنوعہ علامہ سیوطی)

(وزین الفتے علامہ ناصحی)

علی مرتضےٰ کا علم قرآن

خود علی مرتضےٰ فرماتے ہیں کہ "مجھ سے کتاب اللہ کی بابت پوچھو کوئی آیۃ ایسی نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں رات میں نازل ہوئی یا دن میں یا زمین ہموار پر یا پہاڑ پر" ۱؎

ابن سعید کہتے ہیں کہ "میں نے علی کو کہتے ہوئے سنا ہی کہ کوئی آیتہ ایسی نہیں مگر میں اوس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی، اور کہاں پر نازل ہوئی، اور کس پر نازل ہوئی تحقیق کہ خدا نے مجھے دل دانا، اور زبان ناطق کی ہی" (تاریخ الخلفاء سیوطی)

حضرت عمر کی شہادت علی مرتضےٰ کی بابت

حضرت عمر خود مقر ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا "کسی

۱؎ اخرجہ ابو عمر در اصح المطالب صفحہ ۱۴۳۔

کسی شخص نے علی کے مثل فضل کا اکتساب نہین کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکہاتا ہے اور برائی سے بچاتا ہے؎ ۵

روایات واحادیث ان مختصر حالات سے کافی طور پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ روز پیدایش سے وقت وفات رسول تک علی مرتضےٰ برابر ایام و تربیت رسول اللہ مین رہے اور ہر قسم کا علم انہون نے پیغمبر سے حاصل کیا۔ برخلاف اسکے حالت حضرت عمر کی ہے۔

حضرت عمر کی حالت اور حضرت علی مرتضےٰ کی حالت کا موازنہ خود ذی علم مصنف اپنی تصنیف کے پہلے حصہ مین قائل ہوے کہ اون کے بچپن کے حالات نامعلوم ہین جن رشد کے حالات بہی بہت کم ملتے ہین؎ اور جو کچہ کہ ذی علم مصنف نے لکہے ہین اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچہ عرصہ تک وہ اپنے شدید القلب باپ کے اونٹ چرایا کرتے تہے۔ جب کبہی وہ تہک کر بیٹہ جاتے تہے تو ڈنڈے سے باپ اونکی خبر لیتے تہے پہر جوانی کی حد پر پہونچے تو عکاظ کی اکہاڑہ مین کچہ فنون پہلوانی اور شہسواری کے سیکہے جسمین کسی اخلاقی تعلیم کا ذکر نہین ہے غرضکہ ادہیڑ ہونے تک زمانہ جاہلیت کے مجمع کفار ومشرکین مین تعلیم و پرورش پاتے رہے اور اسی تعلیم و پرورش کا اسقدر رسوخ اون کی طبیعت مین ہوگیا تہا کہ جون جون لوگ مسلمان ہوتے جاتے تہے یہ بزرگ اون کے پکے دشمن بنتے جاتے تہے اور آخرکار خود

؎۵ اخرجہ الطبرانی ۱۲۔

آنحضرت ہی کے قتل کا بیڑا اوٹھا کر نہا گئے تھے ۔ یہ نتیجہ اوسی رسوخ بددین
تعلیم جاہلیت کا تہا ۔ ایک وہ نتیجہ تعلیم و تربیت پیغمبری کا تہا
کہ جسنے علی مرتضے کو آنحضرت کی ابتدائی ایسی دعوت قریش مین
ہی باوجودیکہ علی مرتضے مخاطب پیغمبر کے نہ تھے آنحضرت کی امداد پر
برانگیختہ کردیا تہا جیسا کہ ابھی اوپر لکہا جا چکا باوصف اس کے کہ ابھی علی مرتضی
پورے جوان بھی نہین ہو سکتے تھے دس بارہ برس سے زیادہ کا سن نہ تہا
ہان اس مین شک نہین کہ وقت بعثت کے حضرت عمر اسلامی دنیا مین
پیدا ہی نہین ہوتے تھے ۔ اسلامی دنیا مین اون کے پیدا ہونے کے
وقت سے روز وفات پیغمبر تک جو قلیل زمانہ اون کا اسلام کا سمجھا جاوے
اوس مین بھی اون کو خلوت یا رازداری کی صحبت مین تو حاضر ہونا کہان ملا
ہان عام جلسون مین اس بات کے وہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی عرب صحرائی
آوے اور کوئی مسئلہ پوچھے تو ہم بھی اوس سے فائدہ اوٹھالین ورنہ اپنی
اوقات زیادہ تر یا معاملات خرید و فروخت بازاری مین صرف کرتے تھے
یہان تک کہ بعض احادیث کی تحقیق کے وقت بعض صحابہ نے اون کے منہ پر
صاف کہا ہے کہ تم لوگ گردن مین ٹھیکہ ڈالے ہوئے بازارون مین پہرا
کرتے تہے اور ہم صحبت رسول مین رہکر اخذ حدیث کرتے تھے یا حضرت
عمر کا حیات پیغمبر مین وہ تہوڑا اسلامی زمانہ خود پیغمبر کی کبھی عدول حکمی
مین کبھی اون کی نبوت کے شک کرنے مین کبھی شدید تر مواقعہ
جنگ مین پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر میدان سے فرار کر جانے مین گزرا ہے
یہہ تمام واقعات تفصیل سے ہر دور کی کتب تواریخ و احادیث
مین موجود ہین جن کا ذکر کچھ کچھ پہلے ہو چکا ہے اور کچھ کچھ

Marfat.com

آیندہ آئے گا۔

دونون کی حالت سے موازنہ کیجیے

جب پیغمبر سے علی مرتضیٰ کو تعلیم و تربیت حاصل ہونے کی وہ حالت ہو اور حضرت عمر کی یہ حالت، اور تمام صحابہ رسول، دوست اور دشمن، موافق اور مخالف، سب برابر قائل چلے آتے ہون کہ علی مرتضیٰ سے زیادہ کوئی علم پیغمبر کا جاننے والا اور پیغمبر سے حاصل کرنے والا اور اوس کو کبھی نہ بھول نے والا۔ وتعیہا اذن واعیہ[1] سے مخطوب نہین ہے۔ جیسا کہ کتب تواریخ و احادیث مین درج ہے اور واقعات اون اوصاف کی ذات علی مرتضیٰ مین تصدیق کرنے والے ہین، تو پھر کیونکر سمجھ مین آسکتا ہے کہ علم اسرار زمین، کا پیغمبر نے حضرت عمر کو، اول یا کسی درجہ مین بھی سکھایا؟ یا خود اون کو موقع سیکھنے ایسے علم کا ہوسکتا یا ہوتا تھا؟ اور جب حضرت عمر کے منصب اولیت کی، جیسا کہ مصنف مخاطب قرار دیے ہین۔

---

[1] ثعلبی نے تفسیر مین، امام واحدی نے اسباب النزول مین، حافظ ابونعیم نے ما نزل من القران فی علی مین، اور دیلمی نے فردوس الاخبار مین، و نیز علامہ ابن صریر، و ابن ابی حاتم نے بریدہ اسلمی سے اور پھر دوسری سند سے دیلمی نے مکحول سے، اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا، اور ابن مغازلی نے مناقب، و ثعلبی نے تفسیر مین ابن عباس سے یہہ روایت کی ہے کہ رسول خدا نے جناب امیر کے لیے دعا کی کہ اوس کے کان ایسے کردے کہ وہ جو سنے یاد رکھے، جناب امیر فرماتے ہین، کہ پیغمبر کی دعا قبول ہوئی اور جو کچھ حضرت نے مجھے تعلیم کیا ہے ... نہین بھولا مجکو سب یاد ہے (سورۃ الحاقہ)

Marfat.com

قرار دیتے ہین، یہہ حالت ہو، تو بمقابلہ علی مرتضے کے عبد اللہ بن عباس، زید بن ثابت اور بی بی عائشہ کی علم اسرار دین مین کیا حقیقت سمجھی جا جا سکتی ہے۔

حضرت عمر پیغمبر سے علم اسرار دین سیکھنے کی قابلیت ہی نہین رکھتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ علم اسرار دین، آنحضرت، حضرت عمر کو سکہا ہی نہین سکتے تھے، پیغمبر کے نزدیک حضرت عمر مین قابلیت ہی اسرار دین اسلام کے سمجھنے کی نہین تھی، اگر پیغمبر اون کو اون کی عقل کے موافق جیسے کہ انبیا مامور کیے گئے ہین کہ لوگون سے بقدر اون کی عقل کے کلام کرین، کچھ بتاتے اور سمجھاتے بھی تھے تو چند واقعات ایسے ظاہر ہوئے ہین کہ سمجھانے سے بھی اون کی سمجھ مین نہین آتا تھا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

اور اس موقعہ پر بھی جو ذی علم مصنف نے یہہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت عمر مسایل شریعت کی نسبت ہمیشہ مصالح اور وجوہ پر غور کرتے تھے اور اگر اون کی جناب مین کوئی مسئلہ خلاف عقل ہوتا تھا تو رسول اللہ سے دریافت کرتے تھے، جس مسئلہ کو نظیراً پیش کرتے ہین اوس سے ظاہر ہے کہ پیغمبر نے اون سے کنہ اور اسرار اوس مسئلہ کے ظاہر نہین کیے۔

پہلی نظیر، مامون حالت مین، قصر نماز کے حکم کو حضرت عمر کا خلاف سمجھ کر پیغمبر سے پوچھنا۔

ذی علم مصنف نے نظیراً ایک یہہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ سفر مین جو قصر نماز کا حکم دیا گیا ہے وہ اس بنا پر تھا۔

کہ ابتدا ئے اسلام مین راستے محفوظ نہ تہے اور کافرون کی طرف سے ہمیشہ خوف کا سامنا رہتا تہا چنانچہ قرآن مجید مین خود اس کا اشارہ ہے ولیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ۔ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا لیکن جب راستے مامون ہو گئے تب بہی قصر کا حکم باقی رہا حضرت عمر کو اس پر استعجاب ہوا۔ اور آنحضرت سے دریافت کیا کہ اب سفر مین قصر کیون کیا جاتا ہے؟

آنحضرت نے فرمایا کہ یہہ خدا کا انعام ہے" یہہ امر کہ بحالت خوف کے جو حکم تہا وہ حالت امن مین بہی کیون قایم رہا اس کا اسرار پیغمبر نے حضرت عمر سے کچہ بیان نہین فرمایا صرف اون کی عقل کے موافق کہدیا کہ " خدا کا انعام ہے" لیکن مجہکو یہہ تعجب ہے کہ حضرت عمر کے نزدیک تو صرف کتاب اللہ کافی ہے۔ پہر اون کو آیتہ قرآن کے بارے مین تردد کیون ہوا؟ اور پیغمبر سے پوچہنے کی کیا حاجت تھی؟ اور اپنے تردد کو جو اوس آیتہ کے حکم مین پیدا ہوا تہا خود ہی رفع کیون نکرلیا۔ اگر بعد پیغمبر حضرت عمر کو ایسا تردد ہوتا تو وہ کیا کرتے؟ غالبا وہ اس آیتہ کو منسوخ فرمادیتے۔

گر حسبنا کتاب اللہ جس وقت حضرت عمر نے فرمایا ہے اوس وقت پیغمبر جو کچہ لکہدینا چاہتے تہے اوس مین حضرت عمر مزاحمت نکرتے تو بعد پیغمبر بہی اگر ایسا تردد کسی آیتہ مین پیدا ہوتا تو وہ اور ہر کوئی اوس کتاب پیغمبر کے بموجب تردد کو رفع کرسکتا تہا جیسا کہ بارہا ایسی مشکلات کو کتاب مبین، قرآن ناطق علیم المرتضیٰ نے حل کیا ہے اور اس آیتہ کے اوس خدشہ کو جو حضرت

عمر کو پیدا ہونا تہا امام اہلبیت نے جسکو سینہ بسینہ علم اسرار دین پیغمبرؐ سے پہونچا تہا رفع کر دیا ہے [۱]

رمل کو حضرت عمر کے غیر ضروری جاننے کی حقیقت

ذی علم مصنف دوسرے مسایل کی نظیر حج کے ارکان کے متعلق یہہ پیش کرتے ہین کہ "رمل ایک رکن ہی طواف کرنے وقت پہلے تین دورون مین آہستہ آہستہ دوڑتے چلتے ہین۔ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ مین تشریف لائے تو کافرون نے مشہور کیا کہ مسلمان ایسے کمزور ہوگئے کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کر سکتے" آنحضرت نے یہہ سنکر رمل کا حکم دیا اس کے بعد یہہ فعل معمول بہ ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اوسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین۔ لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض؟ اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تہا۔ تو اونکو خدا نے ہلاک کر دیا۔ حضرت عمر نے رمل کے ترک کا ارادہ بھی کر لیا تہا لیکن پہر آنحضرت کی یادگار سمجھکر رہنے دیا۔ عبد اللہ بن عباس جو حضرت عمر کے خاص تربیت یافتہ تہے اون سے جب کہا گیا کہ لوگ رمل کو سنت سمجھتے ہین تو کہا کہ غلط سمجھتے ہین"

یہہ مثال درحقیقت منجملہ اون مسایل کے نہین ہے کہ جو حضرت عمر نے رمل کو مسئلہ خلاف عقل سمجھکر رسول اللہ سے دریافت کیا ہو۔ البتہ یہ مثال ایک ایسے امر کی منجملہ اون امور کے ہے کہ جنکا حضرت عمر محض اپنے خیال سے باقی رہنا غیر ضروری سمجھتے تہے لیکن جیسا کہ قصر نماز کا مسئلہ اونہون نے پیغمبرؐ خدا سے پوچھہ لیا اور اپنے فہم کی صحت یا غلطی پر اطمینان کر لیا افسوس ہے کہ رمل کا مسئلہ حضرت عمر نے خود پیغمبرؐ خدا سے صاف نہ کیا اسلئے کہ مشرکون کو رعب کا دلانا اور اونکو

---

[۱] دیکھو تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی۔ ۱۲

خدا کا ہلاک کرنا عہد پیغمبرؐ میں ہو چکا تہا۔ تعجب ہے کہ بعد وفات پیغمبرؐ کے حضرت عمرؓ نے اپنی رائے اور ارادہ رمل (رکن حج) کے ترک کا اظہار کیا۔ اور زیادہ تعجب اس امر پر ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے ارادہ ترک رمل سے' اسوجہ سے باز آئے کہ اوسکو اونہی نے آنحضرت کی یادگار سمجہا۔ لیکن جب رمل رکن حج' حضرت عمرؓ کے نزدیک غیر ضروری ہو گیا تہا اور قابل قایم رہنے کے نہین رہا تہا تو اونکو اپنی عادت کے موافق رسول اللہ' کی اس یادگار کو مٹا دینا چاہئے تہا جیسا کہ ذیعلم مصنف ابہی قبول کر چکے ہین' کہ "حضرت عمرؓ نازک اور مشتبہ مسایل مین کس طرح اصل حقیقت کو سمجہکر کس جرات و دلیری سے لوگون کے سامنے ظاہر کرتے تہے' ایکدفعہ آنحضرت نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تہی اس بنا پر یہ درخت متبرک سمجہا جانے لگا تہا اور لوگ اس کی زیارت کو آتے تہے' حضرت عمرؓ نے یہ دیکہکر اوسکو جڑ سے کٹوا دیا۔ ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تہے۔ راستہ مین ایک مسجد تھی جسمین ایک دفعہ آنحضرتؐ نے نماز پڑھی تھی۔ اس خیال سے لوگ اوسکی طرف دوڑے حضرت عمرؓ نے اونکو روک دیا"

عبداللہ ابن عباس حضرت عمرؓ کے شاگرد نہ تہے۔

ذی علم مصنف عبداللہ بن عباس کو حضرت عمرؓ کے' خاص تربیت یافتہ ظاہر کرتے اون کے اس مقولہ کو کہ" اونسے جب کہا گیا کہ لوگ رمل کو سنت سمجہتے ہین تو کہا کہ غلط سمجہتے ہین" حضرت عمرؓ کے ترک رمل کے ارادہ کی تائید مین لائے ہین مجہکو نہایت افسوس ہے کہ ذی علم مصنف نے جو عبداللہ بن عباس کو' خاص تربیت یافتہ حضرت عمرؓ ظاہر کیا ہے اوسکو کوئی بھی قبول نہ کر سکے گا"

عبداللہ بن عباس چچا زاد بہائی' آنحضرت اور علی مرتضےٰ کے تہے' اور جیسا کہ ذی علم مصنف نے ابھی قبول کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت عبداللہ

بن عباس کی عمر تیرہ برس کی تہی کسیکی سمجھ مین نہین آسکتا کہ آپ۔ ارنؐ سے تیرہ برس کی عمر تک اونہون نے سوائے اپنے خاندان کے کہ جسمین خود رسول اللہ موجود تہے حضرت عمر سے خاص تعلیم یا تربیت پائی ہو کہ جس سول سے خود حضرت عمرؓ اپنی زمانہ میں مسلمان ہونیکی بعد تعلیم پانیکا ارادہ ظاہر کیا ہو۔ تاریخی واقعات اسلام کی بیشک یہ دکہاتے ہین کہ عبد اللہ بن عباس نے جسقدر تعلیم اور تربیت پائی وہ علی مرتضےٰ سی پائی اور تابع اونہین کے فرمان کے رہے اور خلاف اون کے کسی امر مین اونہون نے جرات نہین کی۔

روایات سے عبد اللہ بن عباس کا علی مرتضےٰ کا شاگرد ہونا۔

چنانچہ عبد اللہ ابن عباس خود فرماتی ہین کہ " آنحضرت صلعم کا علم' علم خدا سے ہے اور جناب علی کا علم' آنحضرت کے علم سے ہے' اور میرا علم' علی کے علم سے ہی' اور میرا علم اور تمام صحابہ کا علم علی ابن ابی طالب کے مقابلہ مین ایسا ہے جیسا کہ ۷ دریاؤن کے مقابلہ مین ایک قطرہ ہوگا" (حموینی بسندہ عن کلبی)

جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی رجال مشکوۃ مین حضرت عبد اللہ ابن عباس کی زبانی روایت کرتے ہین کہ علم کے دس حصہ ہین اونمین سے ۹ حصے خدا نے خاص علی مرتضےٰ کو عطا فرمائے ہین اور خدا کی قسم علی باقی کے دسوین حصے مین بھی سب لوگون کے شریک ہین (اور تاج الاسلام نے اپنی اربعین مین یہہ بیان کیا ہے کہ علی اوس دسوین حصے مین بہی سب سے زیادہ عالم ہین) اور جب ہم کو کوئی امر علی علیہ السلام سے ثابت ہو جاتا ہے تو ہم کسی اور کی طرف رجوع نہین کرتے"۔ اور یہی مضمون فصل الخطاب اور استیعاب امام عبد البر مین بہی ہے۔

ابن عباس کہتے ہین کہ ایک شب جناب امیر میرے لئے بائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لفظ کی شرح فرمانے لگے صبح ہوگئی اور وہ تفسیر پوری نہوئی۔ مین

اونکی پاس ایسا معلوم ہوتا تہا جیسے بحر زخار کے مقابل مین ایک فوارہ ہو۔"
(مناقب ابن مغازلی المالکی)

محدثین ومعتزین کا اجماع ہے کہ "حضرت عبد اللہ بن عباس جو رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہین وہ جناب علی علیہ السلام کے شاگرد تہے" اور ائمہ اربعہ مین سے امام شافعی کے فقہ مین دو سلسلے مین ایک مین اونکا سلسلہ منتہی ہوتا ہی جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام کی طرف' اور دوسرا سلسلہ منتہی ہوتا ہے امام مالک بن انس کی طرف لیکن مالک ربیعہ الرائے کے شاگرد تہے' اور ربیعہ الرائے نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا اور عکرمہ نے جناب عبد اللہ بن عباس سے تلمذ پایا ہے' اور حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت علی علیہ السلام کے تلامذہ مین سے ہین' (مولوی عبد اللہ امرتسری از جح المطالب و کتاب صائف از علامہ شمس الدین محمد بن اشرف السمرقندی) ان تمام روایات سے ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰ کے شاگرد حضرت عبد اللہ بن عباس تہے اور حضرت سے اونہون نے کچہہ نہین حاصل کیا تہا البتہ حضرت عمر کے ساتہہ عبد اللہ بن عباس کا ایک طرح کا برتاؤ بالکل اوسی شان کے رہا جو علی مرتضےٰ کی شان تہی چنانچہ یعقوب بن زید کہتا ہے کہ حضرت عمر ابن عباس سے مشورہ طلب کرتے تہے جبکہ امر اہم اونکو پیش آتا تہا اور کہتے تہے کہ ابن عباس دریائے زخار ہین" (کنز العمال) خود ابن عباس کہتے ہین کہ مین ایک دن حضرت عمر کے پاس گیا اونہون نے مجہسے وہ مسئلہ پوچہا جو یعلی بن امیہ نے مین سے لکہکر اون سے دریافت کیا تہا مین نے جب اوسکا جواب بتا دیا تو کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم خاندان نبوت سے گویائی کرتے ہو۔
کنز العمال

Marfat.com

مذہب اہلبیت رمل کے متعلق

شروع سے مذہب اہلبیت برابر یہہ رہا ہی کہ طواف کیوقت چلنے مین نہ تیزی کرنی چاہیئے اور نہ سستی، خدا کو سکینہ اور وقار کے ساتہہ پکارا جائے، اور چال متوسط درجہ کی ہو، اور یہہ قوی مذہب رمل، یعنی تیز چلنے کے خلاف ہے؛

حضرت عبد اللہ بن عباس نے جو یہہ کہا ہے کہ رمل سنت نہین ہے، اوسکی یہہ غرض نہین ہے کہ حضرت عمر نے جو ارادہ ترک رمل کا کیا تہا، حضرت ابن عباس اوسکی تائید کرنے والے ہون بلکہ ابن عباس نے وہ مسئلہ بیان کیا کہ جو مذہب اہلبیت کا تہا، یعنی غیر لوگ رمل کو سنت جانتے تہے، اور مذہب اہلبیت مین وہ سنت نہین مانا جاتا تہا، ابن عباس نے ہی اوسی مذہب کو بیان کیا ھی:۔

حضرت عمر نے اگر رمل کو آنحضرت کی یادگار سمجھکر رہنے دیا تو صریح ہے کہ، حضرت عمر یہہ سمجھتے تہے کہ رمل فعل رسول اللہ ہے جسکو سنت کہتے ہین، ایک عجیب اتفاق، اختلاف کا درمیان حضرت عمر اور ابن عباس کے ہے؛ ابن عباس اگر تعلیم و تربیت یافتہ حضرت عمر کے ہوتے تو باہم اون کے ایسا اختلاف پیش آنا قطعی ناممکن تھا؛

صحیح بخاری مین یہ روایت بھی خود ابن عباس سے منقول ہوئی ہے؛ کہ رسول اللہ جب مکے سے مدینہ مین آئے تو کافرون نے کہا کہ مسلمان سست ہوگئے ہین، پیغمبر نے رمل کا حکم دیا؛

ایسا واقعہ پیش آنا اگر صحیح ہی تو تعلیم و تربیت خاندانی کیوجہ سے ضرور ابن عباس کو یہہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ پیغمبر صلعم نے وہ حکم خاص اوسیوقت کے لئے دیا تہا اور پیغمبر نے خود وہ فعل نہین کیا ہی۔ اور اسی سبب سے ابن عباس نے ظاہر کیا کہ

Marfat.com

رمل سنت نہین ہے۔

حضرت عمر نے کیون رمل کو ترک نہ کیا

اصل حقیقت یہہ معلوم ہوتی ہی کہ ابن عباس ہی حضرت عمر کو معلوم ہوا ہوگا کہ "رمل کا حکم مسلمانون کو ایک وقت خاص کے لئے دیا گیا تہا اور پیغمبر نے خود رمل نہین کیا اور اسلئے وہ سنت نہین ہی" باتباع قول ابن عباس کے حضرت عمر نے اول یہہ چاہا کہ رمل ترک ہوجاوے۔ لیکن پہر حضرت عمر نے یہہ سمجہکر کہ خلاف مذہب اہلبیت کے لوگ (رمل کو سنت سمجہتے ہین اور اوسپر عمل کرتے ہین کہ جیساکہ ابتک دستور چلا آتا ہے) مصلحت نہین ہے کہ مذہب اہلبیت کے بموجب رمل کو ترک کراوین ایسا نہو کہ لوگون کو خاندان رسالت کی طرف گرویدگی ہوجائے یا جیسی لولا علی لہلک عمر کہنا پڑتا ہی۔ اس مسئلہ مین ابن عباس کی شاگردی کا اقرار کرنا پڑے۔

ذی علم مصنف نے اس بہت بڑے اصول فاروقی کو کہ "شریعت کے تمام احکام مسایل عقلی پر مبنی ہین" قایم کرنے کی صرف وہی مثالون کا جن کی حقیقت ظاہر ہوئی ذکر کرکے یہ عام رائے اپنی بیان کی ہی کہ "حضرت عمر نے فقہ کے مسایل اس کثرت سے بیان کئے ہین کہ ایک مستقل رسالہ تیار ہوسکتا ہی" ان تمام مسایل مین یہہ خصوصیت صاف نظر آتی ہے کہ وہ مصالح عقلی کے موافق ہین اس سے بداہتًا ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر اس علم (اسرار الدین) کے بہت بڑے اوستاد اور ماہر تہے۔

یہہ بیان ذی علم مصنف کا اوسی قسم کا ہی کہ جو وہ محض مبالغہ سے حضرت عمر کی نسبت اون کے اوصاف ظاہر کرتے چلے جاتے ہین ورنہ جو رائے کہ ذی علم مصنف نے اسوقت تقریبًا ساڑہی بارہ سو برس کے بعد ظاہر کی ہے آجتک کسی نے ایسی رائے حضرت عمر کی نسبت ظاہر نہین کی اور نہ بعد

Marfat.com

وفات حضرت عمر کے قریب زمانہ مین کوئی مستقل رسالہ حضرت عمر کے مسایل مُبَیّنہ کے بموجب تیار کیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر ایسا رسالہ تیار ہوسکتا، تو حاوی تمام مسایل شریعت کا ہوتا تو امہ اربعہ اور دیگر علماے اہلسنت کو فقہ اور دیگر مسایل شریعت کے تصنیف کی ضرورت نہوتی اور نہ باہم اون کے اختلاف کی صورت پیدا ہوتی اور اسی سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ حضرت عمر علم اسرار الدین کے بہت بڑے اوستاد اور ماہر نہ تہے ابھی جوذی علم مصنف سے حضرت عمر کی اوس خصوصیت کے متعلق جو فقہ کے مسایل کی دو مثالین ظاہر کی ہین اہل نظر جان سکتے ہین کہ کس قسم کی خصوصیت حضرت عمر کی اون مثالون سے ظاہر ہوتی ہے:-

علی مرتضیٰ کی طرف ہی تمام علوم منتہی ہوسکتے ہین

علی مرتضے کا تجربہ علمی مین جو سندی پایہ تہا اوس کے متعلق پہلے لکہا جاچکا ہی لیکن اسموقعہ پر ہم یہہ بھی دکہانا چاہتے ہین کہ تمام فرقے علوم اصول مین علی مرتضیٰ کی طرف ہی منتہی ہوتے ہین۔

علامہ شمس الدین محمد بن اشرف سمرقندی صحایف مین تحریر کرتے ہین کہ "حسب کی حیثیت سے یہہ ہے کہ کل صفات حمیدہ وخصایل شدیدہ مین سے اعلیٰ درجہ کی صفتین زُہد، اور علم، اور شجاعت ہین پس یہہ صفات جمیلہ علی مین علی وجہ الکمال اسی طرح پائی گئی ہین کہ اور کسی شخص کے لئے صحابہ مین سے نہین ہین، اول علم کو دیکہو، تو جو کچہہ علی بن ابی طالب نے اپنی خطبون مین اسرار توحید، عدل، نبوت قضا وقدر، احوال قیامت کا بیان فرمایا ہے، اور صحابہ مین سے کسی کے کلام مین وہ مضامین عالیہ ہرگز نہین پائے جاتے، اور کل اہل اسلام کے فرقے علم اصول مین علی ہی کی طرف منتہی ہوتے ہین۔

دیکھو معتزلہ اپنے آپکو علی ہی کی طرف منسوب کرتے ہین، اور ابو الحسن اشعری بہی
علی ہی کی طرف منتسب ہے کیونکہ وہ جبائی کا شاگرد ہی اور جبائی علی کیطرف
منتسب ہی۔ اور فرقہ شیعہ کا علی کی طرف منسوب ہونا ظاہر و بیّن ہی، اور
خوارج، باوجودیکہ وہ علی سے نہایت ہی دوری اور بعد رکہتے ہین، لیکن
اون کے بڑے سب علی ہی کے شاگرد تہے، اور ابن عباس رئیس المفسرین
علی ہی کے شاگرد تہے۔ اور علی ہی سے معلوم ہوئی تفسیر اون علوم کی جو سخت مشکل
اور دقیق ہین مثل علوم حکمت، حساب، شعر، رمل، نجوم اور اسرار غیب کے، اور
علی علم فقہ اور فصاحت مین بڑا بلند درجہ رکہتے تہے، اور علم نحو انہین سے ہے
کیونکہ اونہی کے ارشاد و اصلاح سے ابو اسود نے علم نحو مین کتاب تصنیف
کی اور علی عالم تہے علم سلوک، اور تصفیہ باطن کے۔ اور علوم سلوک و تصفیہ باطن
کو سوائے انبیاء اور اولیا کے اور کوئی نہین جان سکتا۔ یہان تک کہ کل
مشایخ نے علم سلوک اور تصفیہ باطن علی سے سیکہا ہی اور علی کی اولاد امجاد
سے اخذ کیا ہی یا اون کے شاگردوں سے لیا ہے، اور علی خود فرماتے تہے
کہ اگر میرے لئے مسند بچہائی جائے، یعنی مجہے تمکن حاصل ہو اور مجہسے لوگ
دریافت کرین اور میری طرف رجوع کرین تو میں البتہ فیصلہ کر سکتا ہون
اہل توریت مین توریت کے موافق، اور اہل انجیل مین انجیل کے مطابق، اہل
زبور مین زبور کے دستور پر، اہل فرقان مین فرقان کے موافق، قسم خدا کی
جو آیتہ نازل ہوئی ہے، جنگل مین یا دریا مین یا صاف و ہموار زمین مین،
یا پہاڑ پر زمین مین یا آسمان مین، رات کو یا دن کو، مین سب کو جانتا ہون،
اور یہہ جانتا ہون کہ کس شخص کے بارہ مین نازل ہوئی اور کس بات کیلئے
نازل ہوئی۔ پہر اسی سلسلہ مین احادیث و آیات کا جنکا بدرجہ تواتر علی مرتضیٰ

Marfat.com

سے کے فضایل علمی سے تعلق ہی کرکے فرماتے ہین کہ " ابوحنیفہ و مالک رحمتہ اللہ علیہما نے امام جعفر صادق سے فقہ حاصل کی اور باقی اور لوگون نے ان دونون (ابوحنیفہ و مالک) سے اور ابویزید بسطامی کہ جو مشایخ اسلام مین سے مشہور ہے وہ امام جعفر صادق کے گھر کا سقہ تہا، اور معروف کرخی امام علی بن موسے الرضا کے ہاتھ پر اسلام لایا اور وہ اوس جناب کے گھر کا دربان تہا اور بڑے بڑے اکابر علما، اور فرقہ شیعہ کا اجماع، اس امر پر دال ہی کہ علی کل امت محمدؐ ہی مین سب سے افضل ہین اور عوام کے قول کا کچہہ اعتبار نہین، انتہا بقدر حاجت (کذا فی ارشاد مرشد)

ذی علم مصنف اخلاق اسلامی کا محفوظ رکہنا اور ترقی دنیا حضرت عمر کی نسبت اسطرح ظاہر کرتے ہین کہ " منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ یہہ تہا کہ انحضرت نے دنیا کو جس قسم کی برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی ہتی، حضرت عمر کے فیض سے وہ اخلاق قوم مین محفوظ رہے اور نئی قومین جو اسلام مین داخل ہوتی گئین اوسی اثر سے متاثر ہوتی گئین :-

ذی علم مصنف کا یہ سخن بھی حد درجہ مبالغہ کا ہے۔ اس مین منصب امامت سے حضرت عمر کی نسبت، خلاف واقعہ ہے، آجتک کلیتہً اونکو امام تسلیم نہین کیا گیا نہ اونین قابلیت منصب امامت کی قبول کی گئی ہے سچ ہی کہ جب وہ ہمیشہ دوسرون سے مسایل شریعت دریافت کیا کرتے تہے، اور منصب امامت کے مسئلون کو غیرون سے حل فرمایا کرتے تہے، جیسا کہ ذی علم مصنف نے بھی اپنے اپنے محل پر قبول کیا ہے، تو کیونکر مانا جا سکتا تہا کہ حضرت عمر امام تہے یا منصب امامت کی قابلیت رکھتی تہی؟

Marfat.com

امامت کی تعریف

امامت ریاست عامہ ہے کسی شخص کیلئے اشخاص میں سے امور دین و دنیا میں، جسکے تعبیر خلافت رسول سے کیجاتی ہی قایم رکہنے مین قوانین شریعت، اور حفظ حلقۂ ملت کے، اس طور پر کہ اتباع اوسکا کافۂ امت پر واجب ہو۔

حضرت عمر مین قابلیت منصب امامت تہے مسلمہ تھی ؟

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ایسی امامت اور خلافت کی قابلیت حضرت عمر مین مسلمہ تھی یا نہین اسوقت کہ جب قومی سلطنت حضرت عمر کے ہاتہہ مین آئی ؟

یہ ظاہر ہے کہ قومی سلطنت مسلمانان تابع امامت ہی، امامت تابع قومی سلطنت کے نہین ہے، امامت شامل ہی امور دین و دنیا کو، اور منصب امامت کا تقاضا یہ ہی کہ قومی سلطنت بموجب امور دین کے چلائی جاوے کہ مذہب اسلام مین دین و دنیا دو علیحدہ علیحدہ چیزین نہین ہین، اس بنا پر یہ دیکھنا لازم آتا ہی کہ منصب امامت کا مستحق کون شخص ہوسکتا ہی؟

کن لوگون مین قابلیت امامت کا اطمینان ہوسکتا ہی۔

یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ منصب امامت کی وہی شخص قابلیت رکہہ سکتا ہی کہ جو عالم علوم پیغمبری ہو، اور جسکو خاصتہ تمام راز دین کے پیغمبر نے بتائے ہون اور خود پیغمبر نے اوس کی اوصاف امامت بیان کردے ہون۔

کن مین قابلیت امامت کا اطمینان نہین ہوسکتا۔

ایسے لوگون کی نسبت قابلیت منصب امامت کا اطمینان نہین ہوسکتا کہ جو بغیر کسی اصول صحیح استحقاق سلطنت کے کسی شخص کی ہاتہہ مین کوئی سلطنت آجائے۔

خلاف اصول سلطنت کے جو کسی شخص کے ہاتھ مین سلطنت آجاے اور اوسکے بعد وہ کچھہ امور شریعت کے، جنکو اوسنے اپنے نزدیک صحیح سمجھا ہو، حفاظت یا ئی تو مون کو اوس سے متاثر کرے، یہ قرار نہین دیا جاسکتا ہی کہ اوسنے اخلاق پیغمبری کو محفوظ رکھا، یا ئی تو مون کو جو مسلمان ہو ئین اوسنے متاثر کیا۔

غیر مستحق سلطنت پر انجام کار سلطنت مین عدم اطمینان کی مثال

مثلاً کسی قالون سلطنت کے بموجب ایک شخص کسی سلطنت کا مستحق نہین ہی، اور وہ خلاف قالون کسی منصب کو کسی تدبیر سے حاصل کرے، اور اوس منصب کا کام انجام دینے لگے، تو اوسکا وہ انجام کار قطعی ناواجب ہوگا، اگرچہ وہ یہہ دعوی کرے کہ بموجب قالون اوسی سلطنت کے، وہ انجام دہی کار اوس منصب کی، کرتا ہی۔ یا بالفرض وہ اوسی قالون کی تعمیل اپنی سمجھہ کے موافق کرتا ہو لیکن چونکہ اصل منصب، خلاف حق قالون اوس کے ہاتھہ مین آیا ہی اسلئے یہ اطمینان نہین ہو سکتا کہ درحقیقت وہ تعمیل قالون کی صحیح کرتا ہی، اور نہ کوئی اوسکی سمجھہ کو ٹھیک مان سکتا ہے اس لئے کہ وہ دراصل قالون کی رو سے اوس منصب کی قابلیت رکھنے والا نہین ہے۔ گر ایسا منصب دار جن امور شریعت کو وہ اپنے نزدیک، کسی حیثیت اور وجہ سے صحیح سمجھتا ہو، اور اون امور شریعت سے وہ اختلاف رائے اور مخالفت رکھتا ہو صریح ہے کہ اون امور شریعت کو وہ رایج اور شایع نہین کر سکتا بلکہ خلاف امور شریعت کے اپنی رائے پر عمل کرنے والا ہوگا، اور ایسی شخص کی نسبت ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ وہ قابلیت منصب امامت کی

Marfat.com

رکہتا ہے"

حضرت عمر کی نسبت مقدم بحث

حضرت عمر کی نسبت سب سے مقدم بحث یہہ ہے کہ اونہون نے اصل امر خلافت اور قومی سلطنت کے مسئلہ شریعت کو قبول کیا یا نہین ؟ اور اوس سے اختلاف کر کے خلاف مقصود اور منشاء پیغمبرؐ کے اوس حق کو اوس کے محل سے ہٹایا یا نہین ؟ اور جس کسی کی نسبت، قابلیت منصب امامت کے، صریح ارشادات پیغمبری موجود تہے، اوسکو عمداً ترک کر کے کسی دوسرے کو، یا خود اپنے آپکو خلیفہ قبول کیا، تو اس سے بنیاد اصل شریعت مین خلل واقع ہوا یا نہین ؟ اور اس فعل سے قومی سلطنت اور مسلمانون کو کچہہ نقصان پہونچا یا نہین ؟

اس بحث کو جو مسئلہ امامت کے متعلق تھی، ذی علم مصنف کو لازم تہا کہ پہلے وہ طے کرکے، حضرت عمر کی نسبت قابلیت منصب امامت کا اطلاق قرار دیکر یہ ظاہر کر لیتے کہ منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر نے، اخلاق شریعت کو محفوظ رکہا۔ اور نئی قومون کو اوس ہی متاثر کیا،

مصنف نے خود حضرت عمر کی نسبت خلاف شریعت امور کا ظہور مین آنا تسلیم کیا ہے"

خود ذی علم مصنف نے اپنی تصانیف مین چند موقعون پر حضرت عمر کی نسبت ایسے بیانات کیے ہین کہ جن سے خلاف شریعت محمدی کے کہ جسکی بنا عقل اور اخلاق پر ہی ظہور مین آنا قرار دیا گیا ہے، اور جو الزام کہ حضرت عمر پر لگائے گئے ہین اون کے دفع کرنے کے لئے ذی علم مصنف نے بہت کوشش کی ہی، اور اون اعتراضات کی متعلق

اصلاح کی نظر سے بہت کچھہ ایجادین دکھائی ہین"

حضرت عمر کی نسبت کیا کہنا چاہیے تہا؟

ایسی حالت مین مابعد قبول خلافت کے جو کچھہ کارروائیان حضرت عمر سے ظہور مین آئین اون کے لحاظ سے یہہ کہنا مناسب تہا کہ قومی" سلطنت مسلمانون کی حضرت عمر کے ہاتہہ مین آگئی تہی، اوس کے لحاظ سے اونہی نے اخلاق تعلیم پیغمبری کو جہانتک اون کی رائے سے موافق تہا محفوظ رکہا، یا جدید مسلمانون کو اوس سے متاثر کیا۔ اور جن امور شریعت سے وہ اختلاف یا مخالفت رکہنے والے تہے وہان اونہی نے اپنی رائے کے بموجب عمل کیا اور وہ رائے اونکی صحیح تہی"

حضرت عمر اسلامی اخلاق کی مجسم تصویر تہی؟

ذکر اخلاق پیغمبری کی حفاظت اور نئی قومون کے متاثر ہونے کے بعد اس خیال سے کہ حضرت عمر مین ایسا مادہ قبول کیا جا سکے، ذی علم مصنف نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ" حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کی مجسم تصویر تہے اونکا خلوص انقطاع الی اللہ لذائذ دنیا سے اجتناب، حفظ لسان، حق پرستی، راست گوئی، یہہ اوصاف خود بخود لوگون کے دلون مین اثر کر جاتے تہے اور ہر شخص جو اونکی صحبت مین رہتا تہا کم و بیش اس قالب مین ڈہل جاتا تہا"

حضرت عمر جیسے اسلامی اخلاق کی مجسم تصویر تہے وہ کتب تواریخ ... اسلام سے ظاہر ہے"

مصنف نے فاروقی پہڑکتی ہوئی روغنی تصویر بنائی ہے؟

ذی علم مصنف نے جو دانع اور رو تہے اوس مجسم تصویر کے

جس پر وہ پڑھی اون مین سے بعض کو صاف کرنے کی کوشش کرکے، اپنی اس تصنیف مین بے شک اونکی بھڑکتی ہوئی روغنی تصویر رنگ امیزی کرکے بنائی ہے"

فاروقی اسلامی خلاقی کی تفصیل کیلئے ایک دفتر درکار ہی

اس موقع پر ذی علم مصنف نے جو اوس مجسم تصویر کے اوصاف اسلامی اخلاق کے قرار دئے ہین اوس کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے اون کے اقوال اور افعال کو اگر تفصیل سے بیان کیا جائے جو خود کتب مین اون بزرگوار دن کی موجود ہین جو اون سے حسن عقیدت رکھتے ہین (مگر ایسا حسن عقیدت نہین جیسا کہ ذی علم مصنف کو ہے) تو اوس کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ مگر مین بعض خاص واقعات کی طرف اشارہ کرونگا"

فاروقی اسلامی اخلاق کے بعض کارنامے

ایک واقعہ جنگ حدیبیہ کا ہی جس مین حضرت عمر کو سخت شک سے آنحضرت کی نبوت پر شک ہی ہوگیا تہا۔ دوسرا واقعہ خم غدیر کا ہے جہان پیغمبر نے علی مرتضے کو مولی المومنین مثل اپنی قرار دیا تہا۔ اور حضرت عمر نے اپنی قول مین علی مرتضے کو مولے کل مومنین و مومنات کا قبول کرکے اونکو مبارکباد دی جو بجائے بیعت اور اتباع کے ہے اور برخلاف اوس کے سقیفہ بنی ساعدہ مین عمل مین لائے"

تیسرا واقعہ وہ ہے کہ جب اپنی مرض موت مین آنحضرت نے دوات اور قرطاس طلب کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ "مین تم کو ایک ایسی کتاب لکھدون کہ تم بعد میرے گمراہ نہو" تو حضرت عمر نے پیغمبر کو ہجر یعنی ہذیان، اور پریشان

Marfat.com

گوئی کی نسبت دی اور ارشاد پیغمبر کی مخالفت کرکے اور حسبنا کتاب اللہ فرما کے ایسا نزاعی غل غپاڑہ کیا کہ آنحضرت نے اون سب صحابہ کو رنجیدہ ہوکر اپنے پاس سے اوٹھا دیا جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ پیغمبر اپنے ارادہ کے پورا ہونے مین کامیاب نہو سکے اور خود حضرت عمر نے اسی واقعہ کی نسبت حضرت عبد اللہ ابن عباس سے بیان فرمایا ہی کہ "پیغمبر کبھی کبھی علیہ السلام کی طرفداری سے کچھہ کہدیتے تھے اور مرض موت مین تو علی مرتضی کی نام کی تصریح خلافت کے لئے کرنی چاہتے تھے اور مین جانتا تھا کہ عرب اونکی خلافت کو قبول نہ کرین گے اس لئے مین نے اعتراض کیا اور آنحضرت سمجھہ گئے اور اپنے ارادہ سے باز آئے۔"

چوتھا ایک واقعہ وہ ہی کہ پیغمبر کے دفن وکفن کی کچھہ پرواہ نہ کی اور سقیفہ بنی ساعدہ مین حصول خلافت کے لئے دوڑے گئے۔

پانچوان ایک وہ واقعہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کرنا چاہا تو چند صحابہ نے حضرت ابو بکر کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا کہ عمر سخت مزاج اور غلیظ الطبع تند رگ ہین۔ اور پھر جب خود حضرت عمر نے دار فانی سے رحلت فرمائی حسب تحقیق خود مصنف بیت المال کے چھیاسی ہزار کے مقروض مرے کہ جو بہ حیلہ قرض اپنی ذات پر صرف کیا تھا۔

کارنامونکے نتیجہ پر اشارہ

کہان تک بیان کیا جائے انہین واقعات کو پیش نظر رکھکر ہر اہل نظر آزاد رائے رکھنے والا باسانی سمجھہ سکتا ہے کہ اوصاف خلوص، انقطاع الی اللہ، زہد دنیا سے اجتناب، حفظ لسان، حق پرستی اور راست گوئی جنکو ذی علم مصنف سیرت فاروقی مین مشتمل فرماتے ہین کہانتک اونکی ذات شریف مین صادق آسکتے ہین

اور اسلامی اخلاق کی مجسم تصویر کہانتک ہوسکتی ہین؟ ہان ہر شخص جو اونکی صحبت مین رہتا تہا وہ اوس قالب مین ضرور ڈہل جاتا تہا جو اصلی اور واقعی فاروقی قالب تہا، مگر اس قالب مین وہی لوگ ڈہل جاتے تہے جو اوسی قسم کے مقصود کا مادہ رکہتے تہے"

فاروقی اوصاف بالا کے لیے بعض شہادتین؟

پہر ذی علم مصنف اون اوصاف کی جو حضرت عمر مین قرار دیے ہین ثابت کرنے کے ارادہ سے کچہہ شہادتین ایسے لوگون کی پیش کرتے ہین جو معصوم نہین ہین۔ مسور بن مخرمہ کا بیان نقل کیا جاتا ہے کہ "ہم اس غرض سے حضرت عمر کے ساتھ رہتے تہے کہ پرہیزگاری اور تقوی سیکہہ جائین" ہم کو اس سے اختلاف کرنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے، مسور بن مخرمہ مین ایسا ہی مادہ ہوگا کہ وہ اس پرہیزگاری اور تقوی کو سیکہین جو حضرت عمر مین تہی۔ نہ ہم کو اسپر بحث کی حاجت ہے کہ مورخ مسعودی نے لکہا ہے کہ "حضرت عمر مین جو اوصاف تہے وہ تمام افسرون اور عہدہ دارون مین پہیل گئے تہے۔ ہم خود قبول کرتے ہین کہ حضرت عمر کے اوصاف کے قبول کرنے کا مادہ جن لوگون مین تہا اون مین اون کے اوصاف پہیل گئے تہے، اگر مورخ مسعودی کی تحریر نمونہ کے طور پہ جو ظاہر کیجاتی ہی کہ "اوسنے حضرت سلمان فارسی، ابو عبیدہ، اسید بن عامر، وغیرہ کے نام اور اون کے اوصاف لکہے ہین" اوس فہرست مین حضرت سلمان فارسی کا نام داخل ہونے کے قابل نہین؟

فہرست مسعودی مین حضرت سلمان کے نام کی حقیقت

حضرت سلمان فارسی عالم اور پیشوا اپنے دین سابق کے کیا ایران

اور کیا ملک شام مین رہی ہین، وہ علوم ادیان سابقہ کی رو سے، منتظر اور تلاش پیغمبر آخرالزمان مین تہے، جب حضرت محمد صلعم کے ظہور کا اون کو علم ہوا اور ملک شام سے خدمت آنحضرت مین حاضر ہوے اور کتب دیرینہ مین جو اوصاف انبیا اونکو معلوم تہے اون کے امتیاز کا امتحان کر کے آنحضرت پر ایمان لائے اور اوسی خلوص سے آنحضرت کی صحبت مین بسر کی کہ آنحضرت سے "السلمان منا اہل البیت" کی سند پائی۔ ایسی سند وہی شخص پا سکتا ہی کہ جو اوصاف مذہب اسلام کی تعلیم، پیغمبر اور اون کے اہلبیت سے پاوی چنانچہ

السلمان منا اہل بیت کی تفسیر

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تفسیر اوسی حدیث "السلمان منا اہل البیت" مین فرماتے ہین کہ "سلمان عالم علم ہم اہلبیت کا تہا" کیا کسی کی سمجھ مین آسکتا ہی کہ ایسا شخص محتاج سیکہنے اون اوصاف کا ہو کہ جنکو حضرت عمر اپنی صحبت سے سکہا دین۔

سلمان خود حضرت عمر کو تحریری ہدایات کرتے تہی

حضرت سلمان مین درحقیقت وہ قابلیت ہی نہین تہی کہ حضرت عمر کے اوصاف کا نمونہ بن سکتے حضرت عمر نے جب اونکو حاکم اور عامل مداین کا مقرر کیا، اور بہ رخصت علی مرتضےٰ اونہون نے کام اپنے عہدے کا لیا، تو حضرت عمر کے احکام اور منشا سے برابر مخالفت کرتے رہے اور خود حضرت عمر کو تحریری ہدایتین لکہتے رہے، مین اس مقام پر حضرت سلمان کے ایک خط کا انتخاب لکہتا ہون جس سے واضح ہوگا کہ حضرت عمر حضرت سلمان کو کیا اخلاق تعلیم کرتے تہے اور حضرت سلمان اوس کے خلاف پر کیا لکہتے تہے۔ حضرت سلمان جواباً تحریر فرماتے ہین کہ "

Marfat.com

جناب سلمان کا خط بنام حضرت عمر

یہ جو تمنے لکھا ہی کہ مین زنبیل بنتا ہون۔ یہ ایسی بات نہین ہے کہ مومن کو اوسپر کوئی سرزنش کرے اور اوسکا تغیر کردے، خدا کی قسم اے عمر جو کا کہانا، زنبیل کا بننا، اور زیاں کی کہانے پینے سے بے نیاز ہونا، کسی مومن سے اوسکا حق نہ لینا، یا ایسی چیز کا جسمین اپنا حق نہین ہی دعوے کرنا، بہتر اور محبوب تر ہے خدا کے اور پرہیزگاری کے نزدیک، تحقیق مین نے خود جناب رسول اللہ کو دیکہا ہے کہ جسوقت نان جوین آپکو میسر آتی تہی تو اوسکو بڑی خوشی سے تناول فرماتے تہے اور کبہی آزردہ نہوتے تہے اور یہ جو تمنے ذکر کیا ہی کہ مجہی جو کچہ ملتا ہی وہ مین لوگون کو دیتا ہون۔ پس مین اوسکو پہلے بہیجدیتا ہون اپنی روز فقر اور احتیاج کے لئے، اور عزت پروردگار کی قسم کہا کر کہتا ہون مین ای عمر کہ جسوقت طعام میرے دہن مین پہونچے اور گلے سے اوتر جاے تو مین پروا نہین رکہتا کہ وہ مغز گندم ہو یا مغز قلم ہر غلہ ہو یا جو کی بہوسی ہو، اور جو تمنے لکہا ہے کہ مین نے ضعیف اور سست کیا حکومت خدا کو، اور خوار کیا اپنی نفس کو، اور خدمتگار بنایا لوگون کا اپنی آپکو، یہانتک کہ اہل مداین نہین جانتے کہ مین اونکا امیر ہون، اور یہ امور سستی سلطنت خدا کی ہوتے ہین، اور اوسکو ذلیل کرتے ہین۔ پس جاننا چاہئے کہ ذلیل ہونا طاعت الہی مین مجہکو محبوب تر ہے معصیت خدا مین عزیز ہونے سے، اور تم خود جانتے ہو کہ رسولخدا لوگون کی تالیف قلب کرتے تہے اور اون سے نزدیکی ڈہونڈتے تہے، اور لوگ اونکی طرف تقرب ڈہونڈتے تہے اور اون کے نزدیک بیٹھتے تہے، اور باوصف جلالت نبوت اور بادشاہی کے پیغمبر اس درجہ اون کے ساتہ گہل ملکر بیٹھے تہے کہ گویا وہ خود اون مین سے

Marfat.com

ایک تھی، اور تحقیق کردہ نہایت ناگوار طعام کہاتے تہے اور موٹے کپڑے پہنتے تھے، اور تمام لوگ اون کے نزدیک قریشی عربی، سفید وسیاہ، دین مین سب مساوی تہے، پس مین لوگون مین رفتار پیغمبرؐ کے بموجب راہ چلتا ہون اور انہین (پیغمبرؐ) کی سیرت کے موافق سلوک کرتا ہون "

حضرت سلمان کا کوئی مکان نہ تہا

حضرت سلمان کا کوئی گہر نہ تہا یا در رسالت پر پڑے رہتے تہے یا درختون کے سایہ مین لبسر کرتی تہی ایک دن اونسے کسی نے کہا کہ مین چاہتا ہون، کہ تمہارے لئے ایک گہر بنا دون اور تم اوسمین رہو- اونہون نے کہا کہ مجھکو احتیاج اوسکی نہین، وہ شخص مبالغہ کرتا تہا- یہانتک کہ اوسنے کہا مین جانتا ہون جیسا گھر تم کو چاہئے، سلمان نے پوچہا کیا گھر میرے لئے چاہئے؟ اوسنے کہا کہ ایسا کہ جب تم کہڑے ہو تو سر تمہارا چہت کو لگے اور اگر پاؤن پہیلاؤ تو دیوار کو لگین، حضرت سلمان نے کہا کہ مین ایسا ہی گھر چاہتا ہون " ظاہر ہے کہ یہ گہر سوائے قبر کے اور کچہ نہین ہوسکتا- اسی قسم کی سیرتون اور خصلتون کے اختلاف کی وجہ سے بالآخر حضرت عمر کو جناب سلمان کا علیحدہ کرنا پڑا "

جو اوصاف کہ ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی نسبت فرض کئے ہین وہ اوصاف حقیقتاً بہ نفس نفیس حضرت سلمان کو تعلیم اور صحبت نبیؐ و علیؑ سے حاصل ہوئی تھی اگر اونکی پرچھائین بھی کسی پر پڑجائے تو وہ پاک ہوجاتا اسلئے یہہ کہنا کسیطرح ٹہیک نہین ہوسکتا کہ حضرت سلمان حضرت عمر کے اوصاف کے نمونہ تہے "

لڑائیون مین فخریہ رجز کا رونکی مناہی

نسب کے فخر اور غرور کی

علامت کو جو لڑائیون مین قبایل اپنی قبیلون کی جے پکارا کرتے تہے، اگر اوسکو حضرت عمر حکماً بند نہ کرتے، تو کیا کرتے، حضرت عمر ایسے فخر کی دوسری قومون کی آوازون کو جس سے میدان جنگ گونج جاتا تہا کب گوارا کرسکتے تھے جسمین کوئی دہیمی آواز بھی اونکی نسب پر فخر اور جے پکارنے کی نہین ہوتی تہی اور ہوسکتی تہی ایسا غرور اور فخر نسب پر، اور قبیلہ کی جے پکارنا، خلیفہ وقت کو بے شک قابل ناگواری کے ہوسکتا ہے جبکہ خلیفہ (بادشاہ وقت) کے لئے ایسی آواز نہو اور دوسرے قبایل کے لیے ہو"

عہد پیغمبری مین بھی جنگ مین جے بولی جاتی تھی؟

عہد آنحضرت مین جو لڑائیان ہوئی تہین اونمین صرف، قبایل، اپنی قبیلون کی جے نہین پکارتے تہے بلکہ اپنی معبودون کی بھی جے پکارتے تہے، عہد پیغمبر کی جنگون مین جو رجز پڑھی جاتی تھی اوسمین نسب پر فخر اور اپنی اوصاف کا ذکر ہوتا تہا اور اسی کا نام اپنی قبیلہ کی جے پکارنا تہا"

اپنی اپنی معبودون تک کی جے بولی جاتی تھی اور احد مین خود آنحضرت کا فخریہ جے پکارنا

اپنی اپنی معبودون پر فخر کرکے، اور جے پکارنے کی مثال جنگ احد مین موجود ہے، حضرت ابوسفیان نے یہ آواز دی کہ اعلے الہبل" تو پیغمبر صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کے جواب مین کہو" اللہ عزوجل" یہ اپنی معبود نپر فخر کرنا اور اونکی جے پکارنا نہین تہا تو کیا تہا۔ اسی جنگ احد مین آنحضرت نے خود رجز پڑھا ہے"

انا النبی لا اکذب ✤ انا ابن عبد المطلب

جسمین پیغمبر نے اپنے وصف نبوت کا بھی ذکر کیا اور اپنی نسب اور قبیلہ پر بھی فخر کیا۔"

علی مرتضےٰ بھی جنگ مین فخریہ رجز پکارا کرتے تھے۔

علی مرتضےٰ نے بھی عہد پیغمبرؐ مین لڑائیون کے وقت رجز پڑہی ہین اور جنکو علامہ میبذی نے بالتفصیل فواتح مین نقل کیا ہی۔ یہان ہم صرف اون رجزون کو نقل کرنے پر اکتفا کرتی ہین کہ جو اوہنون نے جنگ خیبر مین پڑہے تہے:۔

علی مرتضےٰ کا خیبر مین بمقابلہ مرحب رجز

جب علی مرتضیٰ حارث کو قتل کر چکے تو اسکا بہائی مرحب مقابلہ مین آیا آپ نے بجواب اوس کے یہ رجز فرمایا کہ" مین وہ شخص ہون کہ جسکی مادر گرامی نے اوسکا نام حیدر رکہا ہی، مین وہ شیر بیشۂ جنگ و جدال ہون کہ جو شکار کو چیر ڈالتا ہی، میرے بازو نہایت ہی زبردست اور مضبوط ہین میری گردن نہایت موٹی اور قوی ہے، جسطرح کے شیران بیشہ کی صورتین نہایت ہی ہولناک اور ڈراؤنی ہوتی ہین ایسا ہی مین ہون، مین شمشیر ابدار سے تم کفار کو اسطرح ناپونگا جسطرح کہ غلہ کے انبار کسی بہت بڑے پیمانہ سے ناپے جاتے ہین (سبکو صاف کردونگا) مین تم کو ایسی کاری کاری ضربین لگاؤنگا جو تمہاری پشتونکی ہڈیون تک کو توڑ ڈالین گی اور جو میدان جنگ مین مقابلہ کو آئیگا اوسے جانورون کے آگے کہانے کو ڈالدونگا مین کفار پر وہ ضربین لگاؤنگا جو ایک نوجوان عالیخاندان قوی دست، اور بہت بڑے پہلوان کے شایان ہو، جو شخص راہ حق چہوڑے گا اوسکی کجی کو درست کردونگا۔" اس کے بعد مرحب قتل کیا گیا تو تمام فوج یہود کو

مخاطب کرکے فرمایا"

کل یہود خیبر کے مقابلہ مین مرتضوی رجز

اے قوم مین عبد المطلب کا فرزند ہون تہذیب وسطوت وحسب رکہتا ہون وہ شجاع یکتا ہون کہ جب کسی پہلوان سے سابقہ پڑتا ہی تو مجکو کسی قسم کا خوف وہراس نہین ہوتا، جو پہلوان میرے سامنے آتا ہی وہ میرے سامنے نہین آتا، بلکہ اپنی موت اور مصیبت کے سامنے آتا ہی" یہ رجز سنکر" قابوس بکری" مقابلہ کے لیے آیا اور اوسکے جواب مین آپنے اسطرح فرمایا۔

قابوس بکری کے مقابلہ مین رجز

تجہپر خدا کی پہٹکار اگر تو اسلام نہ لائے۔ اس تیغ آبدار کی ضرب کے لئے ذرا ٹہر تو جسکا پانی بہت گہرا ہے اور جسے مین اپنی کلائی کی انگلیون سے پکڑے ہون اور جس سے مین اپنی فوج کی حمایت اور حفاظت کرتا ہون قسم ہے حجر اسود کے پیدا کرنے والے کی کہ مین نے اپنا خون اور گوشت خدا کی راہ مین نذر کردیا ہے"

سردار قلعہ قموص کے مقابلہ رجز

اس کے قتل کے بعد "ربیع بن الحقیق" سردار قلعہ قموص کے مقابلہ مین آپ نے یہ رجز فرمایا، مین فرزند عبد المطلب ہون، جن جسندن کی شجاعون کو حمایت کرنا لازم ہے اونکی حمایت کرتا ہون اور اپنی حسب پر کوئی الزام نہین آنے دیتا، جوان آدمی کے لیے بہاگ جانے سے مرجانا نہایت بہتر ہے"

عنتر کے مقابلہ مین رجز

اس کے قتل کے بعد عنتر" کے مقابلہ مین

Marfat.com

آپ نے یہ رجز فرمایا "مین علی ہون اور ہمیشہ مظفر و منصور رہا ہون، شجاع اور شیر دل ہون، اور اسی طرح لوگ مجھے یاد کیا کرتے ہین میرے داہنے ہاتھ مین وہ شمشیر آبدار چمک رہی ہے جسکی باڑہ بجلی کی مانند ہے مین نیزہ بازی اور سخت شمشیر زنی کے واسطے موجود ہون اور اوس پیغمبر پاک کے ساتھ ہون جوکہ پاک اور پاکیزہ ہے جسے پروردگار بزرگ و برتر نے برگزیدہ کیا ہے، آج خدا اوسکو راضی اور خوشنود کریگا اور عنتر ذلیل ہوگا"

مرہ کے مقابلہ مین رجز

اس کے قتل کے بعد بمقابلہ مُرّہ بن مروان دارمی کے علی مرتضےٰ نے یہ رجز پڑھا "مین علی فرزند عبد المطلب ہون اور نبی برگزیدہ و بزرگ کا بھائی ہون وہ رسول رب العالمین ہے جو ہمیشہ غالب رہتا ہے، اور پروردگار آسمان نے اوسکا ذکر کتب سماویہ مین کیا ہے، سب لوگ جانتے ہین، یہ کوئی جھوٹی بات نہین ہے جسوقت کہ اوسکا ذکر بنام ونسب ہوتا ہی اوسکو سب جان جاتے ہین، اوسکی جلد نہایت صاف اور اوسکی پیشانی مانند کھرے سونے کے ہے، آج مین اوسکو اپنی ہتولی اور غیظ سے خوش کرونگا اور آج ایسے وار کرونگا، جو عرب کے ایک جوان دانشمند کہ جو بوقت مصیبت کسی طرح ہنین دبتا ہی کرنا چاہئین، اے مُرّہ اس تلوار کی ضرب کے لئے تیار رہ، جوکہ مثل شعلہ آتش چمک رہی ہے"

کل فوج یہود کے مقابلہ مین رجز

اس کے قتل پر "یاسر" مقابلہ کے لئے آیا اور علی مرتضےٰ نے ابتدائً بمقابلہ کل فوج یہود یہ رجز فرمایا اے گروہ کفار، یہی ضرب اور قضائے مبرم تمہارے

لئے اوس جوان کی طرف سے ہی جو غالب رہنے والا ہی، سرداروں کو
اوڑا دیا کرتا ہے، اور بڑے بڑے گروہ ہائے لشکر کا حامی ہو جاتا ہے،

یاسر کے مقابلہ مین رجز

اور پھر بمقابلہ وجواب رجز "یاسر" کو
یون رجز پڑہا، مرجا اور ہلاک ہو اے
پسر کافر مین علی ہون جو لشکرون کو پا کر دینے والا ہے اور مین وہ شخص
ہون کہ تلوار سے ضربت لگاتا ہون اور میرا مددگار، میرا پروردگار برحق
ہے، اور اوسکے لئے مین نے ہجرت کی ہے، مین تجھے بہت ہی ذلت سے
قتل کرونگا، اور نیزہ بازی اور تیغ زنی سے کبھی بخل نہ کرونگا، مین اپنے
پسر عم اور شمع روشن کے ساتھ ہون اور جب تک تم سب لوگ پروردگار
قاہر وبرتر کی اطاعت نہ کروگے جہاد کئے جاؤنگا اور ایسی ایسی ضربتین،
لگاؤنگا جو دشمنون کی کاٹ ڈالنے والی اور ماہر فن حرب کی ضربتین ہونگی

پھر تمام فوج کی مقابلہ مین رجز

"یاسر" کو قتل کرکے آپ نے
پھر تمام فوج کو مخاطب کرکے یہ رجز پڑہا
اے گروہ پروردگار جو بہترین مددگار ہے، میری مدد کرتا ہی، مین پروردگار
پر ایسے سچے دل سے ایمان لایا ہون جو اوسکا شکر گذار ہے اور نبی برگزیدہ
اور ہجرت کنندہ کے ساتھ پہلوانون کے مغز و سر پر تلوارین لگایا کرتا ہون

ضیح کو قتل کرنے کی بعد پھر رجز

اس رجز کو سنکر ضیح خیبری
مقابلہ کو نکلا اور اوسی جناب امیر نے
قتل کرکے یہ رجز پڑہا "اے گروہ اشقیا مین علی ہاشمی ہون، معرکہ ہائے
حرب کا شیر ہون پہلوانونکا قتل کرنے والا ہون۔ میدان جنگ مین
جب پہلوانون کے مقابلہ سے تتق گرد اوڑنے لگتا ہے، اوسوقت مین

Marfat.com

اپنی اوسی مقام پر اوسی مین جما رہتا ہون اور جو میرے سامنے آتا ہی وہ اپنی مرگ مفاجات کے سامنے آتا ہی"

اس رجز کو سنا جب بہت دیر تک کوئی مقابلہ کے لئے نہین نکلا تو علی مرتضے نے یہود پر شدید حملہ کیا اور اون کے پاؤن میدان سی اوکھڑ گئے تب علی مرتضے نے پھر یہ رجز پڑھا :

"کہان بہاگتے ہو! تمہارے لئے مفر نہین ہے ہاتھ کی ضرب پڑا چاہتی ہے، اوس جوان کے ہاتھ سے جو ہاشمی ہے، ایسی ضرب جو سر کے بالون تک کو کہنچ لاتی ہے، اوس تیغ آبدار کی ضرب بھی جو نہایت تیز ہے اور سفید رنگ ہے، ذرا مڑ کر دیکھو تو کہ کیسی تلوار ہے"

ان رجزون سے ظاہر ہے کہ اون مین سوائے فخر نسب اور اپنی اوصاف کے ذکر کے اور کچھ نہین ہے، جو رواہم فخر نسب اور بیان ذکر اوصاف جنگ بر عہد پیغمبر مین جاری رہے اور اوسنے رتبہ سنت رسول کا حاصل کیا، ایسے اوصاف مسنونہ نبوی کا اخلاق ذمیمہ مین قرار دینا اور اوسکا استیصال کرنا، اوس اوصاف فاروقی مین داخل نہین ہوسکتا کہ جو ذی علم مصنف نے اون مین قرار دئے ہین کہ "آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کی برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی، حضرت عمر نے اوسکو محفوظ رکھا، اور آیندہ نئی قومون کو اوس سے متاثر کیا، یا حضرت عمر خود اخلاق اسلام کی مجسم تصویر تھے"

رجزونکا پڑھنا عقلاً درست ہی؟ درحقیقت جنگون مین رجز کا پڑھنا

ملہ علامہ میبذی نے فواتح (مطبوعہ نبار د پریس) مین بالتفصیل علی مرتضے کے جنگ ہای دیگر کے رجز بھی لکھی ہین - منہ ۱۲

Marfat.com

یعنی نسب پر فخر، اور اپنے اوصاف کا ذکر عقلاً ٹہیک ہی، وہ امر فتحمندی اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے جوش دلانے والا ہوتا ہی ایسی رسم کو وہی کوئی موقوف کرسکتا ہی کہ جسمین قابلیت اس فخر کی نہو، یا جسکو ایسی جوشیلی آوازون سے بھی جوش نہ آوے۔

رجز کا رواج ابتک مسلمانون مین ہے

گو حضرت عمر نے اس رسم کو بند کیا لیکن عرب مین بھی جب کوئی سخت مشکل مسلمانون کو پیش آتی تھی تو "لا ابالحسن" کی آوازین بلند ہوتی رہین، اور ایران و ہندوستان مین جب کوئی معرکہ پیش آتا ہے تو مسلمانون مین "علی علی" کے نعرون سے زمین گونج گونج گئی ہے، اور ابتک علی کے نام کی جے پکارنا بند نہین ہوا ہے"

صفوان کی دعوت پر حضرت عمر کے اصلاح کے وجود؟

ذی علم مصنف صفوان بن امیہ کا قصہ لکھتے ہین "جبکہ معزز لوگون کی دعوت کی تہی اور نوکرون کو ساتھ کہانے پر نہین بٹھایا، تو حضرت عمر نے نہایت برافروختہ ہوکر کہا کہ خدا ان سے سمجھے، نوکرون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین"

حضرت عمر کو اس شیوہ کی مخالفت ضروری تھی، اگر یہی شیوہ ترقی پا جاتا تو غالباً ایسا وقت آجاتا کہ خلیفہ وقت کو بہی لوگ اپنے ساتھ کہانے پر نہ بٹہاتے، اور آزادی خیال سے، ایسے خلیفہ کو جسے لوگ محض اپنی طرف سے مقرر اور قبول کرین قومی وملکی نوکر سمجھنے لگے"

ابی بن کعب کی ساتھ حضرت عمر کا اسلامی اخلاق سے آنحضرت کی اخلاق کا موازنہ

اسی قصہ کے ساتھ ذی علم مصنف ایک اور قصہ "ابی بن کعب" کا لکھتے ہین

کہ" وہ بڑے رتبہ کے صحابی تہے لوگ اونسے ملنے کو گئے، جب وہ مجلس
سے اوٹہے تو ادب و تعظیم کے لئے لوگ اون کے ساتہہ ساتہہ چلے، حضرت
عمر نے یہہ دیکہکر ابی بن کعب، کے ایک کوڑا مارا اور اون کے تعجب پر
فرمایا تم نہین جانتے یہہ امر متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت ہے"
ادب اور تعظیم کو متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت قرار دینا
خلاف فعل رسول ہے، پیغمبر خدا کفار اور مشرکین کے سرداران قوم، اور
معززین ملک عرب کی تعظیم فرمایا کرتے تہے، اونکی تعظیم کے لئے کہڑے
ہو جاتے تہے، اور اپنی برابر بٹہا لیتے تہے، اور مسلمانون مین سے منجملہ اونکی
جنکی تعلیم اور تربیت خود آنحضرت نے شروع سے دین اسلام پر فرمائی تہی
اور جنہون نے ایک لمحہ کو کفر اختیار نہین کیا تہا، اپنی خورد اور دختر، جناب
سیدہ صلوات اللہ علیہا کی جب وہ خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوتی تہین
تعظیم دیتے تہے،

جناب سیدہ کی تعظیم کی چند وجوہ

یہہ دختر پیغمبر ایک ایسی بی بی کے بطن سے تہین کہ جنکی قوم، اور
کل ملک عرب نہایت عزت و عظمت کرتا تہا، اور پیغمبر صلعم کے دل مین
اون معظمہ بی بی کی زیادہ تر عزت و عظمت ہونے کی انتہا آنحضرت کا
اونکی ملازمت قبول کرنے کے علاوہ یہہ وجہہ بہی ہو سکتی ہے کہ وہ معظمہ سب
سے پہلی وہ بی بی ہین کہ جنہون نے نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم
کی ایسی حمایت فرمائی ہے کہ مورخین بلا اختلاف اونکے انتقال پر مکہ میں
کمی حمایت پیغمبر کے مقر ہین"
پیغمبر جناب فاطمہ اپنی دختر کی جو عزت اور تعظیم کرتے تہے وہ باعث اونکی

Marfat.com

مادر گرامی قدر کے محترم ہونے کا بھی تھا اگر پیغمبر احترام اور تعظیم جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی نہ کرتے کہ جو پیغمبر کی آقازادی ہونیکی بھی حیثیت رکھتی تھین، تو پیغمبر کے اخلاق پیغمبری مین بہت شبہہ واقع ہوتا۔

آنحضرت نے جناب فاطمہ کو، اپنی تعلیم و تربیت سے نمونہ ہدایت بنایا تھا اور اون کے رتبہ مادری و پدری پر نظر کرکے لقب "سیدۃ النساء العالمین" کا دیا تھا حضرت پیغمبر صلعم صرف "رجال" کے لئے مبعوث نہین ہوئے تھے بلکہ رجال و نساء دونون کے لئے اور دونون پر تبلیغ رسالت کی ہے۔ پیغمبر خود صنف رجال سے تھے اس لئے بہت ضرور تھا کہ ایک عورت کو نمونہ واسطے ہدایت نسوان کے بنائین، کہ جسکی سیرت امت کی عورات اختیار کرین، اور اسی نظر سے پیغمبر نے جیسا کہ لقب "سید العالمین" کا اختیار کیا تھا ویسا ہی لقب حضرت فاطمہ کو "سیدۃ النساء العالمین" کا عطا فرمایا کہ جس کے وہ شایان تھین۔ جب دو سردار، یا معزز، ایک دوسرے کے پاس ملاقات کے لئے جائین تو اخلاق انسانی مقتضی اسکا ہے، کہ ایک دوسرے کی تعظیم کرے اور اوسکی عزت و عظمت کے لئے کھڑا ہوجائے، جب پیغمبر صلعم، کفار معزز اور سرداران قوم، اور اپنی خاص دختر معزز سیدۃ النساء العالمین کی تعظیم دین اور استقبال کے لئے کھڑے ہوجائین تو امر تعظیمی کو جو اخلاق محمدی مین داخل اور سنت نبوی مین داخل ہوگیا تھا بہ قرار دینا کہ متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کی لئے ذلت ہے، ایک عجیب امر ہے، درحقیقت ایسی تعظیم اور ادب

Marfat.com

متبوع اور تابع دونون کے لئے سیرت حسن اخلاق پیدا کرتا ہی کہ جو فتنہ کو فرو کرنے والا ہوتا ہے، اور اپنی محل پر دونون کے لئے باعث عزت ہے،

مسلمانون کی تنزلی کی ایک وجہ

مسلمان اسی وجہ سے درجہ تنزل پر پہونچکر ذلیل ہوئے جاتے ہین کہ اون کا خلاف اخلاق محمدی یہہ شیوہ ہوگیا ہے۔ کہ قوم کی عزت نہین کرتے اور جو شخص جس مرتبہ کا ہوتا ہے اوسکی قدر نہین کیجاتی اور ہمیشہ وصف ذمیمہ رشک وحسد کا اختیار کرکے معزز قوم کو اوسکے مرتبہ سے گرانے کی کوشش کرتے ہین"

حضرت عمر نے ابی کیساتہہ یہہ برتاؤ کیون کیا۔

حضرت عمر نے ابی بن کعب کے ساتہہ جو برتاؤ کیا وہ حضرت عمر کی ہی شایان ہوسکتا ہی نہ یہہ کہ ابی بن کعب اوس کے لایق تہے۔ اصلی عزت اور تعظیم حضرت عمر کی لوگون کی نگاہین اس درجہ ہی نہین تہی جس درجہ ابی بن کعب کی تہی، اور عرب حضرت عمر کی عزت و تعظیم اوس قدر بہی نہین کرتے تہے جسقدر دوسرے معززون و محترمون اور معظمون کی۔ حضرت عمر کو ایسی عزت و تعظیم اور برتاؤ کا دوسرون کے ساتہہ لوگون کا کرنا، کسی طرح گوارا نہین ہوسکتا تہا اور یہی وجہ تھی کہ اونہی نے ابی بن کعب کے کوڑا مارا حالانکہ ابی بن کعب کا کوئی قصور نہ تہا اگر کوئی قصور تہا تو اون لوگونکا تہا جنہون نے ابی بن کعب کی تعظیم کی تہی گو لوگ محض امر خلافت کیوجہ سے کہ حضرت عمر کے ہاتہہ مین آگیا تہا، اونکی شدت اور غلظت طبع کے باعث، اونکی اطاعت سے سرتابی نہین کرتی تہی،

Marfat.com

لیکن لوگون کے دلون مین جو کچھہ اونکی عزت تہی وہ اکثر موقعون پر ظاہر ہو چکی ہے جنمین سے بعض کا تذکرہ خود ذی علم مصنف نے ہی کیا ہے کہ "حضرت عمر نمدہ کا کرتہ پہنے ہوئے اونٹ چرایا کرتے تھے۔ جب تھک کر بیٹھہ جاتے تھے تو باپ انکے ہاتھہ سے مار کھایا کرتے تھے لہ

اور قبیلہ عدی اور بنو عبد الشمس مین مدت سے عداوت چلی آتی تھی اور عبد الشمس کا خاندان بڑا تھا غلبہ اونہین کو رہتا تھا۔ عدی کے تمام خاندان نے جنمین خطاب بھی شامل تھے مجبور ہوکر بنو سہم کے دامن مین پناہ لی اور مکانات بھی اونہی کے ہاتھہ فروخت کرڈالے" لہ

حضرت عمر کی وجاہت

جس شخص کی ذاتی منزلت اور خاندانی وجاہت یہہ ہو اوسکا مرتبہ اوس سے زیادہ لوگون کی نگاہمین نہین ہو سکتا جیسا کہ اوس واقعہ سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو حضرت عمر کو خولہ بن حکیم" کے ساتھہ راہ مین پیش آیا تھا جو پیشہ مشاطہ کا کرتی تہی اور ایسے پیشہ ورکو ہر ایک کے حسب ونسب اور شرافت وجاہت ومنزلت خاندانی سے ضرور آگاہی ہوتی ہے جسکا ذکر صاحب ازالۃ الخفا کرتے ہین کہ "خولہ بنت حکیم کو حضرت عمر نے خود سلام کیا اور اوسنے جواب مین کہا کہ اے عمر کچھہ اور کہا مین تجھے پہچانتی ہون تیرا نام عکاظ کے بازار مین عمیر اتھا اور تھوڑے دنون بعد تجھے عمر کہنے لگے اور اب بہت عرصہ نہین ہوا کہ تو امیر المومنین کہانے لگا"

شاعری کی متعلق اخلاق فاروقی کی ایک اور نظیر

ذی علم مصنف ایک نظیر اخلاق اسلامی کی حفاظت اور نئے مسلمان جو

لہ حصہ اول الفاروق صفحہ ۲۶ و ۲۸-

جو اوس سے متاثر ہوئے یہ پیش کرتے ہین کہ "ہجو بدگوئی کا ذریعہ شعروشاعری تھا۔ حضرت عمر نے ہجو کو ایک جرم قرار دیا۔ اور حطیہ شاعر سودا کیطرح فن ہجو مین کمال رکھتا تھا۔ حضرت عمر نے اوس کو قید کیا اور اس شرط پر چھوڑا کہ کبھی کسی کی ہجو نہ لکھے، قریش نے مسلمانون اور خود آنحضرت کی شان مین، ہجو کہنی شروع کین تو آنحضرت نے حسان کو جواب دینے کی اجازت دی تھی۔ یہہ اشعار قریش کے اسلام لانے کے بعد متداول تھے۔ حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اونسے پرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین"

افسوس ہے کہ ذی علم مصنف نے باوصف اس کے کہ فن شعر کے ماہر مین یہ غور نہین کیا کہ فن شاعری کیا چیز ہے، اور نہ یہہ امتیاز کیا کہ فحش اور بدگوئی جو نفس الامر مین جرم ہے، فن ہجوگوئی سے کیا فرق رکھتا ہے، اور حضرت عمر نے جو اپنے عہد مین اوس فن کو بند کیا وہ طریقہ عمل رسول خدا کے خلاف تھا

فن شاعری کے کہنے مین اور اصلی غرض اوسکی۔

فن شاعری کہتے ہین کسی نثر کے مضمون کے نظم مین ادا کرنے کو، یہہ فن جب سے ایجاد ہوا ہے جبکو سیکڑون برس گذر گئے ہر زمانہ اور ہر ملک شائستہ اور مہذب مین عقلاً مفید اور عمدہ مانا گیا ہے،

چنانچہ ہندوستان مین بھی اس زمانہ کا اہل الرائے یہ کہتا ہے کہ "اعلیٰ درجہ کی شاعری خیالات کو جس فصاحت اور موثر طور پر بیان کرتی ہے، نثر مین وہ بات حاصل نہین" (رسالہ عصر جدید صفحہ ۵۲ جلد ۱ نمبر ۲ بابتہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع)

اصل غرض اس فن کی یہہ ہے، کہ واقعات کا بیان نظم مین کیا جائے جس سے بیان زوردار ہو جائے اور اوسکو بطور واقعات تاریخی کے یاد رکھنے مین آسانی ہو۔ جو واقعات متعلق سیرت اور افعال انسانی کے ہوتے ہین وہ خالی مدح اور قدح سے، نہین ہوتے، یہہ ہی ضرور ہے کہ جس کسی کی کو سیرت یا افعال ظاہر ہون اوسپر لوگ مختلف الرائے ہون کچھہ لوگ کسی سیرت اور افعال کو ممدوح اور ستودہ سمجھتے ہین اور کچھہ لوگ کسی سیرت و افعال کو مقدوح اور مذموم جانتے ہین۔ کسی سیرت و افعال کو جب اون لوگون کے خیال کے بموجب کہ جو اوسکو ممدوح سمجھتے ہین نظم کیا جائے اوسکو قصیدہ مدح کہتے ہین، اور اگر اون لوگون کے خیال کے بموجب نظم کیا جائے جو کسی سیرت و افعال کو مذموم سمجھتے ہین اوسکو قصیدہ ذم کہتے ہین، اور اوسی کا نام ہے ہجو، ہجا کے معنی خلاف مدح اور ذکر معائب کے ہین۔ لیکن اگر کوئی شخص ہجو گوئی مین اس درجہ پر پہونچ جائے کہ جو دشنام دہی اور فحش اور بدگوئی خلاف تہذیب کے درجہ پر ہو یعنی امور خلاف واقع کی نسبت کی گئی ہو اور وہ بیان خلاف، محل نزاع اور تحقیق کسی حق کے ہو قطعی ایک جرم ہے جسکا قصیدہ ذم یا ہجو منظوم سے تعلق نہین ہے۔

ہجو کی خود آنحضرت نے اجازت دی ہی

فن شاعری کا شعبہ ہجو، ناروا نہین ہو سکتا خود پیغمبر خدا نے اس فن ہجو کی اجازت دی ہے اور اوس فن کی رو سے، جو اشعار کہ عہد آنحضرت مین نظم ہوئے تھے، قریش کے

Marfat.com

اسلام لانے کے بعد بہی متداول رہے جنکو حضرت عمر نے اپنے عہد مین بڑھے پڑھائے جانے سے بند کیا اگر وہ فن ناروا اور جرم ہوتا تو آنحضرت صلعم اپنے عہد مین تو اوسکی اجازت دیتے نہ اوس کو روا رکھتے۔ درحقیقت اس فن کو بند کرنا، علم ادب کی ایک شق کو خلاف طریقہ پیغمبری کے مٹانا ہے۔ جو مانع قابلیت انسانی اور باعث تنزل مسلمانوں کا ہوسکتا ہی مگر حضرت عمر کا اصلی مقصود یہہ تہا کہ اونکی ذات کے متعلق ہجو گوئی کا شیوع ہوجائے، چنانچہ اونکی نسبت اون لوگون کے مذاق کے موافق جو اونکو امیر نہین جانتے تہے، یا خیالات ذم رکہتے تہے، اشعار کہے گئے ہین الیکن اونکا شیوع علانیہ قوم مین اونکی سختی و مانعت کیوجہ سے نہین ہوسکا۔ بجائے اسکے کہ حضرت عمر شاعری مین فن ہجو کو مٹائین اونکو یہہ مناسب تہا کہ اگر کوئی بارد الطبع فن ہجو کو خراب کرتا اور ہجوگوئی مین دشنام دہی اور بیان فحش کا مرتکب ہوتا، یا اصلی فن ہجو سے تجاوز کرکے بے محل بدگوئی اختیار کرتا، تو اوسی کو سزا دیتے!!

مرزا رفیع سودا پر طعن کی حقیقت

مرزا رفیع سودا شاعر ہندوستان مین مدح و ذم کی قصیدہ گوئی مین نامور گذرا ہے، جو شیعہ مذہب تہا۔ ذی علم مصنف نے حمایت حضرت عمر بن خطیہ کے کمال کو فن ہجو مین کمال سودا کے بیان کرکے اوس طعن مین جو خطیہ پر کیا گیا ہے [illegible] کرکے اپنا دل خوش کرلیا ہے، یہ بہی ایک طرفہ سودا ہے، حضرت عمر کے عمل خلاف رخصت پیغمبری نہ حطیہ پر کوئی عیب لگ سکتا ہے، اور نہ

ذی علم مصنف کے سودا کو خطیہ کے مماثل کرنے سے، سودا کا فنِ کمال محجوب ہو سکتا ہے،

حضرت عمر نے رندی و آوارگی سے لوگون کو روکا۔

ذی علم مصنف عشق و ہوا پرستی کا بڑا ذریعہ اسی شعر و شاعری کو ظاہر کرکے یہہ کہتے ہین کہ یہ شعرا زیادہ تر رندانہ اور اوباشانہ اشعار لکھتے تھے[1] اور اونہین اپنے معشوقون کے نام تصریح سے لیتے تھے، مذاق کے ناملائم ہونیکی وجہ سے یہہ اشعار بچہ بچہ کی زبانپر چڑھ جاتے تھے اور اسی وجہ سے رندی و آوارگی ان کے خمیر مین داخل ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر نے قطعی حکم دیا کہ شعرا عورتون کی نسبت عشقیہ اشعار نہ لکھنے پائین[2]۔

رندی و آوارگی سے روکنے کی حقیقت

بے شک طرز معاشرت عرب کا بھی تھا کہ بحیثیت ازدواج عورتونکا جھمگٹ بنائے رہین، اور بادہ کی ہر مجلس مین جام پر جام چلتے رہین۔ وہی مضامین شاعرانہ لباس مین رندانہ اور اوباشانہ نوع سے کہے جاتے تھے جس سے قومی عبادت اور خصلت تاریخانہ حیثیت سے محفوظ رہے، لیکن اس طرز معاشرت کو بانی اسلام نے تبدیل کیا اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی تعلیم دی، اور اوس طرح کے مضامین رندانہ اور اوباشانہ کا کہا جانا بند ہوتا گیا۔

اوس سلسلے کے بند کردینے کی نسبت ذی علم مصنف حضرت عمر کی نسبت نہین

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

دیتے بلکہ اونکا صرف یہ حکم بتاتے ہین کہ ’’شعرا عورتون کی نسبت عشقیہ شعر نہ لکہنے پائین‘‘

عرب مین عورتونکی نسبت عشقیہ اشعار کہی جانیکا سبب کیا تہا

عرب مین اشعار عشقیہ عورتونکی نسبت کہا جاتا ضرور تہا اونہین شعرا پر محدود نہین تہا جو خاص فنِ شاعری مین نامور ہو جاتے تہے بلکہ عموماً ملک عرب مین شعرگوئی کا گہر گہر چرچا تہا اسکی وجہ سے ملک عرب اپنی فصاحت مین ممتاز ہے۔ جو کوئی کسی عورت کی نسبت عاشقانہ شعر کہتا تہا وہ دراصل اوس عورت پر عاشق ہوتا تہا۔ اور شمع اوسکی محبت کی اپنے دل مین روشن کرکے اوس سے لو لگاتا تہا اور جس سے معشوق ہو اوسکے ساتہ ازدواج کا ہوتا تہا‘‘

عرب اور ہند کے مذاق شاعری مین فرق۔

یہی وجہ ہے کہ ملک عرب مین مرد کا عشق عورت کی طرف باندہا جاتا ہے جو کسی طرح مذموم نہین ہو سکتا جیسا کہ اوسی ازدواج کی نظر سے ہند مین عورت کی طرف سے خواہش اور عشق مرد پر بہاکا زبان ہند مین باندہے جانیکا معمول قدیم ہے جو زیادہ مستحسن ہے۔

معاہدہ نکاح مین قاعدہ اسلامی

عرب مین جو منظر ازدواج ابتداً عشق کی مرد کی طرف سے ہوتی ہی اور نظم مین اظہار محبت کسی عورت سے کیا جاتا تہا تب عورت اوسکی جانچ کرکے ازدواج پر راضی ہوجاتی تہی اور اسی

بنا برکہ خواہش عورت مقدم ہے، مذہب اسلام مین معاہدہ نکاح کے وقت ایجاب عورت کی طرف سے اور قبول مرد کی طرف سے قرار دیا گیا ہے۔

عورت کا نام لیا جانا مذموم نہین ہوسکتا

ایسی عشق و اظہار محبت مین جو بنظر ازدواج تہا نام معشوقہ اور محبوبہ کا آنا ہرگز معیوب نہین ہوسکتا نکاح کیوقت بہی جلسہ عام مین نام عورت کا علانیہ لیا جاتا ہے۔ اگر نکاح کے مقدمہ مین، جو محبت و عشق ہے، عورت کا نام لیا جائے تو کیونکر مذموم ہوسکتا ہے۔ لیکن۔

فاروقی حکم کی نقائص

مسئلہ "حجاب" کے اثر نے قبل نکاح، اظہار عشق و محبت کے وقت، عورت کا نام لیا جانا بند کردیا تہا۔ حضرت عمر کا یہ حکم کہ عورتون کی نسبت عشقیہ اشعار نہ لکھے جائین" خلاف فطرۃ انسانی کے ہے، اور بر محل جذبات انسانی کو روکنے والا ہے۔

ایران کی شاعری کو حضرت عمر نے روکنے سے جایز رکہا۔

ایسے اشعار کا جسمین عشق و محبت مرد کا مرد کی طرف ہو جیساکہ ملک ایران مفتوحہ حضرت عمر کی شاعری مین دستور تہا، اونکی نسبت حضرت عمر کو قطعی حکم دینا کہ ایسے اشعار عشقیہ نہ کہے جائین، کہ جو عشق و محبت قطعاً خلاف فطرۃ انسانی کے ہی اور اوسمین جذبات انسانی بے محل ہین لیکن تعجب ہے کہ حضرت عمر نے اپنے اوس حکم کو، ایسی قید سے، جسکی روسے اوس گندہ عمل کی

Marfat.com

مخالفت ہو پاک رکھا۔

شراب خواری کی روک

ذی علم مصنف اسی مخالفت اشعار عنیقہ کے ساتھ حضرت عمر کی نسبت یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ "شراب پینے کی جو سزا پہلے سے مقرر تھی اوسکو زیادہ سخت کردیا، پہلے چالیس دُرّے مارے جاتے تھے، انھون نے اسّی کردئے"

اصل حقیقت کی بیان سے مصنف نے کیون گریز کیا۔

ذی علم مصنف نے اس واقعہ کے بیان مین اس امر سے گریز کیا ہے کہ شراب پینے کی سزا ۴۰ دُرّے جو پہلے سے مقرر تھی وہ کس کی حکم سے مقرر تھی؟ اور چالیس دُرّے کسکے حکم سے مارے جاتے تھے؟ اگر پیغمبرؐ نے چالیس دُرّے کی حد مقرر کی تھی تو حضرت عمر نے کس بنا پر، حد مقررہ پیغمبرؐ سے تجاوز کیا اگر پورا واقعہ ذی علم مصنف بیان کرتے اور ایک محققانہ رائے تعین چالیس دُرّون کی، لکھتے۔ تو حضرت عمر کا کوئی وصف اوس امر کے متعلق پیدا ہوتا۔ بلکہ لاعلمی مسئلہ شریعت سے حضرت عمر کی ظاہر ہوتی۔

بیان واقعہ حقیقی

اون واقعات و روایات سے جو کتب اسلام مین مرقوم ہین یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اصحاب پیغمبر کے ذہن مین یہ امر صاف طور پر نہین تھا کہ عہد پیغمبر مین شراب پینے کی حد کیا قرار پاچکی ہے؟ اور جو سزا کہ عہد پیغمبرؐ مین دی گئی اوسکی کیا حد تھی۔

حضرت عمر اور دیگر صحابہ حد شرب خمر سے لاعلم تھے علیؑ مرتضیٰ نے بتائی۔

Marfat.com

عہد حضرت ابو بکر مین غلطی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ ؎ شراب پینے
کی سزا چالیس دُرّے ہیے لیکن جب حضرت عمر کو اپنے عہد مین تردد ہوا
اور وہ اپنے علم یا دیگر صحابہ کی معلومات سے تعین اس حد کا نہ کرسکے تب
اونہون نے علی مرتضےٰ کی طرف رجوع کی، انہون نے فرمایا کہ ؎ جب
کوئی شراب پیتا ہے، نشہ مین ہوجاتا ہے، اور جسوقت کہ نشہ مین ہوجاتا ہی
افترا باندھتا ہے، پس شراب پینے کی حد وہی ہے جو مفتری کے لئے ہے،
یعنی اسّی دُرّے مارے جانے کی؛ یہ واقعہ منجملہ اونہین واقعات کے ہے
جہان جہان حضرت عمر نے ؎ لولا علی لہلک عمر؛ فرمایا ہے۔

دو لبڑا دُرّہ چالیس لگائے جائین۔

علی مرتضےٰ کے امر، اور عمل سے، عہد حضرت عمر، اور حضرت عثمان مین، یہ امر بہی صاف ہوگیا کہ جو کوڑا دوشاخہ ہو، وہ چالیس ہی لگائے جائین۔

بعہد فاروقی مسلمان کے عیش و نشاط مین مبتلا ہونیکی حقیقت۔

ذہی علم مصنف نتیجہ ان باتونکا، حضرت عمر کی مدح سرائی مین یہ نکالتے ہین کہ ؎ باوجود اسکے کہ اس زمانہ مین، دولت کی کثرت
اور فتوحات کی وسعت کی وجہ سے، عیش وعشرت کے بے انتہا سامان
مہیا ہوگئے تہے تاہم لوگ عیش وعشرت مین مبتلا نہونے پائے اور جس
پاک اور مقدس زندگی کی بنیاد شارع ؑ نے ڈالی تہی وہ اوسی استواری
سے ساتہہ قایم رہی؛ لیکن یہ نتیجہ بہی خلاف واقعات تاریخی کے ہے،
جس کثرت دولت، اور فتوحات کی وسعت کی وجہ سے عیش وعشرت کے

سامان مہیا ہو جانے سے، ذی علم مصنف کی مراد ہے، اوسکا آغاز بے شک عہد حضرت عمر مین ہوا۔ لیکن اس کثرت دولت، اور وسعت فتوحات سے، عرب کے مسلمان صرف کسیقدر اپنی تنگدستی، اور افلاس کو رفع کر سکے تھے۔

مسلمانون مین تعیش کی بنیاد اور اوسمین عروج کا زمانہ

انسان کی یہ طبعی بات ہے کہ جب حالت مصیبت اور افلاس کے دور ہو جانے کو کچھہ زمانہ گذر جاتا ہے تب وہ عیش و نشاط کی طرف متوجہ ہوتا ہے، عہد حضرت عمر مین اسوائی ملک شام کے جہان عموماً لوگ عیش و نشاط مین مبتلا ہو گئے تھے، وقت اسکا ہنین آنے پایا تھا کہ لوگ عموماً عیش وعشرت مین مبتلا ہوتے۔ البتہ مسلمانون کی تاریخ دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ دولت کی کثرت، اور فتوحات کی وسعت کیوجہ سے عیش و نشاط مین بالعموم مبتلا ہو جانیکا زمانہ عہد خلافت حضرت عثمان مین شروع ہو کر، جنھون نے بموجب شرائط وصیتی حضرت عمر کے حضرت عمر کی خلافت پر قدم رکھا اور جنھون نے یہہ عہد کر لیا تھا کہ سیرت شیخین پر عمل کرین گے۔ دیگر خلفائے بنی امیہ و عباسیہ کے عہد مین کہ جو اسی خلافت پر بموجب تصنیف معینہ حضرت عمر کے جانشین ہوتے چلے آئے۔ اس درجہ ترقی پر پہونچا کہ خود خلفائے عہد اور ابنائے زمانہ اس اس طرح عیش و نشاط اور رنگ رلیون مین اپنی زندگیان بسر کردین اور اون تمام دلفریب سامان تعیش کا اندازہ ہر زمانہ کی مناسب حالت خلافت پر نظر کرنے سے نہایت آسان ہے۔

بعض عہد کی سامان تعیش کا خاکہ بطور نمونہ از خروارے،

پر فضا عمارت، عمارتون مین اور خوشنما جنت گلستان و چمنستان

اور موازون اور نہرون کی ساخت اور روانگی اور مہ لقاعورتون، اور پرستارون کا جہمگٹ، پرستان کا سمان، اور میکشی کے سامان نشاط اور قدم پر قدح، جام شراب کے دور، اور فن موسیقی کے کمال، اور غنا یا راگ اسماع کی صحویت، اور خود بعض خلفاء کے پر مذاق اشعار عاشقانہ کی ایجاد لذت خیز اور شہوت انگیز اور ایسی عیش و نشاط مین زندگی کا بسر کرنا جسکا عکسی نقشہ کہینچنا غیر ممکن ہین ہے

عہد حضرت عثمان اول خلیفہ بنی امیہ مین عیش و نشاط کی ایک مثال۔

اگرچہ عہد حضرت ابوبکر و عمر مین کہ جنہین بالعموم عیش و نشاط کی گرم بازاری شروع نہین ہوئی تہی مگر اوسکی بنیاد پڑ چکی تہی جسکی طرف ہم عرب کی تاریخ جاننے والون کے لئے اوپر اشارہ کر آئے ہین۔ اور دیگر خلفاء بنو امیہ و عباسیہ کے عہود کے عیش و نشاط کا خاکہ ہی دکہائی مین اور جسکا نتیجہ ہی مختصر یہ ہے کہ بکثرا شراب آدہے کا آدہا تاہم عہد حضرت عمر سے قریب تر عہد حضرت عثمان اول خلیفہ بنو امیہ کا ہے کہ جنکے عہد مین مسلمان بالعموم کے بے کہٹکے عیش و نشاط مین مبتلا ہونے شروع ہوگئی تہے ایک مشہور واقعہ تاریخی یاد دلایا جاتا ہے " ولید بن مغیرہ کوفہ کے گورنر تہے، جن کی شب بزم، نشاط مین صبح کیا کرتی تہی، اونہون نے ایک روز بوقت نماز صبح، جبکہ مسجد کوفہ مین نماز کی امامت مین مصروف تہے شراب کی قئے مصلے پر کردی، جو اون کی ریش مقدس و مبارک سے ٹپکتی تہی اور نچوڑی گئی، اور بعد ختم دو رکعت نماز، مقتدین نماز سے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو ان دو رکعتون پر کچہہ اور زیادتی کردون "

بجز حضرت عمر آزادی و خودداری سے تعرض نہ کرکے حکومت کے جبروت کو کوئی خلیفہ قایم نہ رکھ سکا

کیا ذی علم مصنف کی اسی دولت کی کثرت، اور فتوحات، کی وجہ سے عیش و عشرت کے بے انتہا مہیا ہو جانے، اور عیش و نشاط مین مبتلا ہونے سے، اور پاک اور مقدس زندگی کی استواری سی، جو شارع علیہ السلام نے ڈالی تھی، مراد ہے؟ لیکن نہین! خود ذی علم مصنف نے اسی اندیشہ سے کہ اون کے نکالے ہوئے نتیجہ پر، استواری سے تاریخ اسلام حملہ کرسکتی ہے، یہ اصول قایم کرکے "کہ اخلاق کی پختگی اور استواری کا اصلی سرچشمہ آزادی اور خودداری ہے" خلفار کی نسبت یون رائے ظاہر فرماتے ہین کہ "حضرت عمر نے اسپر بہت توجہ کی اور اون کے سوائے ـ خصوصیت اور خلفار کی تاریخ مین نہین ملتی ـ بنوامیہ تو شروع سے ہی آزادی کے دشمن نکلے ـ یہان تک کہ عبد الملک نے قطعی حکم دیا کہ کوئی شخص اوس کے احکام پر زبان نہ کہولنے پائے ـ حضرت عثمان و حضرت علی نے البتہ آزادی سے تعرض نہین کیا ـ لیکن اوسکی خطرات کی روک تہام نہ کرسکے ـ جسکی بدولت حضرت عثمان کی شہادت کی نوبت پہونچی ـ اور جناب امیر کو جمل اور صفین کے معرکے جہیلنی پڑی، برخلاف اس کے حضرت عمر نے نہایت اعلیٰ درجہ کی آزادی قایم رکہنی کے ساتھ حکومت کے جبروت مین ذرا کمی نہ آنے دی"

لیکن اس رائے کے خلاف رفتار زمانہ نتیجہ دکہاتی ہے کہ

نہ اوس پاک اور مقدس زندگی کا، جسکی بنیاد شارع علیہ السلام نے ڈالی تھی، استواری کیساتھ قایم رہنے کا سراغ ملتا ہے"

حضرت عمر کے زمانہ مین آپکی اخلاق آزادی وخودداری کی پختگی کیسا تہہ جب قایم ہوچکی تہی، تو بعد اون کے وہ باقی کیون نرہے؟

اور نہ اوس اخلاق کی پختگی اور استواری کا، جسکا اصلی سرچشمہ آزادی اور خودداری ہو پتہ چلتا ہی اگر عہد حضرت عمر مین امت رسول کے درمیان وہ پاک اور مقدس زندگانی جسکی بنیاد شارع علیہ السلام نے ڈالی تہی، استواری کے ساتہہ قایم ہوچکی تہی، اور سچے اخلاق کی پختگی اور استواری کا سرچشمہ سچی آزادی اور خودداری تھا، تو حضرت عمر کے زمانہ کے بعد وہ باقی کیون نرہا۔ جس کے دفع دخل کے لیے ذی علم مصنف کو قلم اوٹہانا پڑا۔؟

خلاف اصول پیغمبری فاروقی آزادی وخودداری سے سیکہے گئے ہوئے اخلاق نے مسلمانون مین تفرقہ ڈالا اونکو فعر ذلت اور تنزل کی صورت دکہائی

بعد حضرت عمر کے، اوس زندگی کی بنیاد، اور اوس اخلاق کی پختگی، جسکو حضرت عمر نے سرچشمہ آزادی اور خودداری سے استوار کیا تہا، تار عنکبوت کی طرح شکستہ اور درہم وبرہم ہوجانا خود خبر دیتا ہے کہ وہ جو کچہہ تہا، اون اصولون پر نہین تہا کہ جسکی بنیاد شارع علیہ السلام نے ڈالی تھی جسپر پاک اور مقدس زندگانی کا اطلاق ہوسکے۔ نہ وہ سچا اخلاق ایسا اخلاق تہا، جسکی استواری کا اصلی سرچشمہ آزادی اور خودداری ہو۔ اوسی بنیاد اخلاق اور استواری آزادی، وخودداری سے جو حضرت عمر کی قایم کردہ تہی، مسلمانون مین تفرقہ پڑا،

Marfat.com

اور پاک و مقدس زندگانی مسلمان بسر نہ کرسکے، بلکہ پاک اور مقدس زندگانی بسر کرنے والے سب سے زیادہ مصیبت مین پڑے اور بالاخر کل مسلمانوںکو اصول پیغمبری کے ترک سے قعر ذلت اور تنزل کا مونہہ دیکھنا پڑا۔

فاروقی آزادی سے پختہ کیا ہوا اخلاق محتاج تصریح ہے

ذی علم مصنف کو اوس اخلاق کی پختگی و استواری کی، اور اوسکے اصلی سرچشمے آزادی و خودداری، قراردادہ فاروقی کی، ذرا مراد اور تعریف بیان کرنا تھی جس سے تمیز اس امر کی ہوجاتی کہ اونکی غرض کس اخلاق اور آزادی سے ہے؟ ورنہ عام معنی اور مراد، اخلاق و آزادی مین ہر قسم کی خواہش انسانی، اور اوس کے پورا کرنے کی کوشش داخل اخلاق اور آزادی کے ہوجایگی،

پیغمبری اخلاق بنیاد اور اوسکی سرچشمے آزادی و خودداری کی نوعیت

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے خلاف کفر و شرک، اور عادات و خصایل مشرکین و کفار کے، جن کو وہ اخلاق سمجھتے تھے، توحید کو قایم کیا، اور اوس اخلاق کو جو قرآن (کتاب آسمانی) مین قرار دیا گیا ہے، اپنے قول و عمل سے نافذ کرکے دکھایا۔ اور جس رومش پر کہ کفار و مشرکین اپنے اخلاق کی آزادی رکھتے تھے اوسکو مٹایا۔ اور تنزیل قران پر اپنی قوم کو تنل و تمع کرکے اصلاح قوم کی، اور اوسی اخلاق کی پختگی اور استواری کا اصلی چشمہ آزادی و خودداری قرار دیا۔

پیغمبری اخلاق سے مقابلہ کے بعد حضرت عمر کی نسبت

Marfat.com

کیا کہا جا سکتا تھا

ذی علم مصنف کو لازم تھا کہ پہلے وہ یہ امر دکھاتے کہ حضرت عمر نے اوسی اخلاق کی پختگی و استواری کے اصلی سرچشمے، آزادی و خودداری پر، توجہ کی کہ آنحضرت نے قایم کی تھی تب حضرت عمر کی نسبت لتعمیم سے یہ کہنا زیبا ہو سکتا تھا کہ مگر "نہایت اعلےٰ درجہ کی آزادی قایم رکھنے کے ساتھہ حکومت کے جبروت مین ذرا کمی نہ آنے دی"۔ البتہ حضرت عمر کی نسبت یہ کہنا روا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے جسکو وہ اپنی طبیعت مین اخلاق سمجھتے تھے، نہایت آزادی وخودداری سے عمل مین لائے اور اوسی آزادی کے قایم رکھنے کے ساتھہ حکومت کے جبروت مین کمی نہ آنے دی۔ اور اونہون نے عمداً مطلق پروا اسکی نہین کی کہ جو اصول و اخلاق اور آزادی وخودداری کے عام وخاص ہر طبقہ کے لئے پیغمبر نے قرار دے تھے، اوس کی خلاف ہوتا ہے اور اوس روش کا جو حضرت عمر نے اختیار کی، مذاہب اسلام مین تفرقہ پڑنا، اور مسلمانون کا قعر ذلت وتنزل کے کنارے جا لگنا، ایک ضروری اور لازمی نتیجہ تھا۔

تمام مذاہب پر تحقیقی نظر کا نتیجہ

جب تمام مذہبون اور ملکون کی حالت کو تاریخی طور پر تحقیق کی نظر سے دیکھنا چاہئے، تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ تمام مذاہب کی حقیقت صحیح ہے اور ہر ایک مذہب شروع سے اپنے معتقدین کو تربیت اور انتظام کی طرف ہدایت کرنے والا ہوتا ہے، مگر رفتہ رفتہ اوسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی اور تحریف وتاویل شروع ہوجاتی ہے، جس سے اصل رہنمائی ترتیب و انتظام مذہب کی چھوٹ جاتی ہے اور اسی انحراف کو اخلاق و آزادی اہل زمانہ

Marfat.com

سمجھنے لگتے ہین، مگر درحقیقت وہی اخلاق و آزادی انحراف اکی آہستہ آہستہ قوم کو تنزل اور انحطاط کے قعر مذلت مین گرا دیتی ہے۔ یہانتک کہ وہ قوم اگر زیادہ نہین تو مساوی درجہ پر اپنی خراب حالت کے پہونچ جاتی ہے اور اوسکی افراد دوسری قومون کے ساتھ شامل ہو جاتے ہین۔

حضرت عمر کا اخلاق اور سرچشمہ آزادی۔

مذہب اسلام مین، ترتیب اور انتظام کی، اصل امر خلافت کے متعلق جو بنیاد تھی عین وقت وفات پیغمبرؐ سے، قبل اسکے کہ تجہیز و تکفین پیغمبرؐ کی عمل مین آ چکی ہو انحراف شروع ہوا اور اوسی انحراف کو حضرت عمر نے اپنی کوشش اور سعی بلیغ سے درجہ تکمیل کو پہونچا دیا اور اوسی کو حضرت عمر نے اخلاق اور سرچشمہ آزادی قرار دیا تھا۔

بنو امیہ و عبد الملک پر لوعیت الزام کی حقیقت۔

ہمکو اس امر کی ضرورت نہین ہے کہ بنوامیہ کی نسبت کہین کہ وہ کس آزادی کے دشمن نکلے؟ اور عبد الملک نے جو قطعی حکم دیا کہ کوئی شخص اوس کے احکام پر زبان نہ کھولنے پائے، اوس نے کس آزادی کو روکا؟ اور حضرت عثمان نے کس آزادی سے تعرض نہین کیا؟

بنوامیہ کے ہاتھہ مین خلافت اور حکومت آ جانے، اور اوسکی قوت کی بنیادین سب قایم کی ہوئین حضرت عمر کی ہین۔ اودہر حضرت معاویہ کو اقتدار امارت ملک شام کا گورنر مقرر کیا۔ اودہر ایسی نوعیت سے مجلس شورے قرار دی کہ بجز حضرت عثمان کوئی خلیفہ مقرر نہو سکے۔ اسی حضرت عمر کی پالیسی اور اخلاق کا جو اون کے سرچشمہ آزادی سے نکلا تھا یہ نتیجہ تھا اور ایسا نتیجہ ہونا بھی چاہیے تھا کہ جناب

امیر کو جمل اور صفین کی معرکے جھیلنے پڑے۔ کہ وہ اخلاق جسکی پختگی اور استواری آزادی وخودداری کی حضرت عمر نے بنیا ڈالی تہی، موافق اوس اخلاق و آزادی وخودداری کے نہین تہا جس کے اصول پیغمبرؐ قایم کر گئے تہے۔

علی مرتضیٰ اخلاق قایم کردہ نبوی کو برقرار رکہنا چاہتے تہے اور وہی سبب اصلی معرکہ ہای جمل و صفین کے جہیلنے کا ہوا

علیہ السلام اسی اخلاق کی پختگی و استواری، اور اوسی آزادی وخودداری کو قایم کرنا چاہتے تہے کہ جسکو آنحضرت نے قایم کیا تہا اور جو پیغمبرؐ کو نزول قران پر، اسی اخلاق و آزادی وخودداری کے لئے جو قران مین نازل ہوئی اپنی قوم سے جنگ کرنی پڑی (جسمین علیہ السلام کے ہاتہ سے تمام سربرآوردہ اور نامور شجاعان قوم قتل ہوئے، اور جن کی قوت بازو ہی کہ جو حقیقی قوت بازو پیغمبرؐ کا تہا وہی اخلاق اور آزادی وخودداری قایم ہوئی جو قرآن مین نازل ہوئی تہی) ویسے ہی علی مرتضیٰ کو جبکہ وہ خلاف پالیسی حضرت عمر کے، بعد واقعہ قتل حضرت عثمانؓ، مجبورانہ اور مضطربانہ خلیفہ قبول کر گئے۔ تاویل قرآن پر اوسی اخلاق کی پختگی اور استواری کے اصلی سرچشمہ آزادی وخودداری کے لئے، ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کرنی پڑی جسکی پیش گوئی بنظر حالت موجودہ زمانہ آنحضرت کر گئے تہے، اور وہ پیشین گوئی جمل اور صفین کی معرکہ جہیلنے سے پوری ہوئی [۱]

---

[۱] صواعق محرقہ صفحہ ۷، واربعین للحاکم، ومناقب اخطب خوارزم، وابن عبد البر، وابن ابی شیبہ، وابوبکر، وبزاز، ونسائی، وابو یعلی، وطبرانی وابن اثیر وطبرانی وغیرہ نے بہی باسانید مختلفہ، اس حدیث کو اپنی اپنی تصانیف مین لیا ہے۔ ۱۲ منہ۔

علیم المرتضیٰ فاروقی قرار دادہ راہ پر نہیں چل سکتی تہی جیسا کہ سیرت شیخین پر عمل سے انکار کردیا تہا

یہ امر غیر ممکن تہا علیم المرتضیٰ وہ راہ اخلاق و آزادی وخودداری کی قبول کرتے کہ جو حضرت عمر نے قرار دی تھی، اور علی مرتضےٰ نے اوسوقت بھی جبکہ حضرت عثمان خلیفہ قرار دے گئے ہین، شرط عمل سیرت شیخین کو کار خلافت مین قبول نہین کیا تہا[۱] - جس کے انکار سے زمام خلافت اون کے ہاتھ مین نہین آسکی تہی -

ہر شخص کی مان کی پیٹ سے آزاد پیدا ہونیکی ارشاد نبوی کی اصول کو حضرت عمر نہیں سمجھے

ذی علم مصنف حضرت عمر کی نسبت آزادی پر، توجہ کا نشان دینے کے وقت یہ ظاہر کرتے ہین کہ "مختلف موقعون پر تقریر وتحریر سے جتادیا کہ ہر شخص مان کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے، اور اوسے ادنی بھی کسی کے آگے ذلیل ہوکر نہین رہ سکتا" لیکن اون موقعونکا جو نشان دیا گیا ہے اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس اصول فرمودہ پیغمبر[۲] کو کہ "ہر شخص مان کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے"

حضرت عمر نے مطلق نہین سمجہا کہ وہ کس حالت کے لئے ہے اور اوس کا محل کیا ہے اوسکا محل صرف غلامی کے مٹانے کے لئے ہے - مگر حضرت عمر نے، اوس مین اس درجہ وسعت دی کہ جس سے محکوم، اور اطاعت کے اصول مین، جو ہر فرد بشر کے لئے لازمی ہے، خلل واقع ہو - اگر اس آزادی کو ہر محل پر صرف کیا جائے تو نہ کوئی رسول، نہ کوئی امام، نہ کوئی بادشاہ کسی اصول کا مطیع ہوسکتا ہے، نہ

---

[۱] ملل ونحل ابن اسیر واقعات شوریٰ -

نہ کوئی رعیت کسی بادشاہ کی محکوم ہوسکتی ہے، نہ کبھی کسی کی فرمانبرداری لازمی قرار پاسکتی ہے، ہر شخص یہ دعوے کرسکتا ہے کہ وہ اپنے ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے کسی کو منصب نہین ہے کہ اوسکی خواہشات کے پورا کرنے مین، یا اوس کے کسی فعل مین مزاحمت کرسکے۔ نہ خود حضرت عمر کو یہ حق ہوسکتا تہا کہ وہ کسی پر حکومت کرسکتے، اور نہ لوگ اوسکی حکومت کے قلادہ کو، اپنی گردن مین ڈالکر، اون کے زیر اطاعت آکر، اون کے احکام کو اپنے اوپر نافذ ہونے دیتے، اور اپنے آپکو مثل اون کے غلام کے بنالیتے۔

پہلی مثال آزادی فاروقی کی حقیقت متعلق سزا ابن عمرو العاص۔

پہلا موقع ذی علم مصنف یہ دکہاتے ہین کہ "عمرو بن العاص کے معزز فرزند نے جب ایک قبطی کو، بے وجہ مارا تو خود اوسی قبطی کے ہاتہ سے مجمع عام مین سزا دلوائی، اور عمرو بن العاص اور اون کے بیٹے کیطرف مخاطب ہوکر کہا تم لوگوں نے آدمیون کو غلام کب سے بنا لیا اونکی ماؤن نے تو اونکو آزاد جنا تہا"

یہ معاملہ سزا سے متعلق تہا کہ عمرو عاص کے فرزند نے بلاوجہ ایک شخص کو مارا تہا، اس کو اوس آزادی سے کوئی تعلق نہین ہے جسپر "توجہ" کا وصف ذی علم مصنف، ذات حضرت عمر پر قرار دینا چاہتے ہین۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی وجہ سے قبطی مار کہاتا تو حضرت عمر، ابن عمرو عاص کو سزا نہ دیتے۔ لیکن اوس وسیع معنی کے لحاظ سے، جو ذی علم مصنف قرار دینا چاہتے ہین، اس معاملہ کا اوسپر، ہر حالت مین خواہ بے وجہ قبطی کو مارا ہو، یا بروجہ منطبق ہونا دشوار ہے۔ دشواری یہ پیش آئی ہے کہ اگر قبطی نے ابتداءً کوئی ایسا

فعل کیا کہ جسکی وجہ سے وہ قابل مار کہانے کے تہا تو سمجھنا چاہئے کہ اوس نے بھی وہ فعل آزادی سے کیا۔ اور جو اوسکو بہ وجہ یا بلا وجہ ابن عمرو العاص نے مارا تو اوسکا فعل بہی آزادی سے سمجھا جائے گا، اور حضرت عمر جنہون نے ابن عمرو العاص کو سزا دی، تو وہ آزادی کے روکنے والے سمجھے جائین گے۔ کسی جرم مین کسی مجرم کو اگر سزا دیجائے تو اوسکا نتیجہ یہ نہین سمجھا جا سکتا کہ وہ سزا دینے والا مسئلہ آزادی پر توجہ کرنے والا ہے۔ بلکہ یہہ سمجھا جائے گا کہ وہ ناجایز اور خلاف اخلاق آزادی کا روکنے والا ہے۔

آزادی و گستاخی

وہ لوگ ہمیشہ غلطی کرتے ہین جو آزادی اور گستاخی مین فرق نہین کرتے، خلاف اخلاق کسی فعل کا کرنا آزادی نہین ہے نہ اوسکی نسبت یہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ " ہر شخص ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے" وہ اپنی ہر قسم کی خواہشات پورا کرنے کے لئے آزاد ہے اور ہر فعل اوسکا داخل آزادی ہے۔

دوسری مثال آزادی فاروقی کی حقیقت

دوسرا موقع " توجہ آزادی" حضرت عمر کا یہہ دکہا یا جاتا ہے۔ کہ " عرب کے معززین اپنے قبیلہ کے سید یعنی آقا کہلاتے تہے، اور اون سے کم رتبہ کے لوگ اون سے خطاب کرتے تہے کہ، خدا مجکو آپ پر قربان کر دے، ان الفاظ سے غلامی اور محکومی کی بو آتی تہی، مختلف موقعون پر اوسکی نسبت (حضرت عمر نے) ناراضی ظاہر کی، اور ایک شخص نے خود اون کی شان مین ایسا کہا کہ اگر خدا ایسا کرے گا تو تجہہ کو ذلیل کرے گا"

عرب مین عموماً ایسا معمول نہین تہا، جیسا کہ بطور دستور، ذی علم مصنف نے ظاہر کیا ہے۔ البتہ خاص خاص ایسے کلمات استعمال کئے جاتے تہے جیسا کہ

Marfat.com

پیغمبر کی نسبت، بعض خاص صحابہ اور خصوص علی مرتضےٰ اور علیہم الرضے سے مخاطب ہو کر خاص خاص اون کے صحابی، یا دیگر ائمہ اہلبیت کی نسبت اون کے اصحاب، خاص خاص مواقع پر بابی انت وامی، یا، روحنا فداک، اور ایسے ہی دیگر کلمات استعمال کرتے تہے اور اب بہی ان بزرگوارون کے معتقد ان کلمات کا استعمال اپنی اپنی زبان مین کرتے ہین جو اونکی سچائی ایمان، اور حقیقی گرویدگی، اور اصلی فرمانبرداری اور اطاعت کا نشان ہے۔

مقصود اصلی ایسے کلمات کہنے کا

درحقیقت اوس سے سچا اظہار اِس امر کا مقصود ہوتا ہے کہ راہ خدا مین حمایت دین کے لئے اون بزرگوارون کی ہدایت و تلقین پر اپنے آپ کو فدا کر دین۔ اونکی تلقین اور ہدایات صراط مستقیم ایسی سچی اور پر اثر تہین کہ اوسوقت بہی اور اسوقت بہی ایسی دلنشین ہوجاتی تہین اور ہو جاتی ہین کہ وہ کلمات اونکی زبانپر بیساختہ جاری ہو جاتے تہے اور ہو جاتے ہین، جو اونکی سچی دوستی اور مودۃ کی علامت ہے۔ اون کے ساتھہ کہ جن کی نسبت وہ کلمات کہے جاتے تہے یا کہے جاتے ہین، انسان کو جان سے دنیا مین زیادہ کوئی چیز عزیز نہین ہے لیکن دین وہ چیز ہے کہ جسپر بغیر کسی پس وپیش کے انسان اپنی جان صرف کر دیتا ہے۔ مگر

صحت نوعیت ممانعت فاروقی۔

ہر جگہ ایسی شان نہین ہوتی اور ہر انسان اپنے نفس پر بصیرت رکہتا ہے اور ہر امر اصلی کے ساتھہ امر وضعی اور مصنوعی بھی ہوتا ہے۔ حضرت عمر نے جہان کہین اپنے عہد مین ایسے کلمات کا استعمال حقیقت اور خوشامد سے خالی نہ پایا ہوگا۔ اور جس کسی نے اون کی نسبت ایسے

Marfat.com

کلمہ سے خطاب کیا اوسکی نسبت اونہون نے ضرور سمجھا کہ وہ دلی اور قلبی نہین ہی اور نہ اپنے آپ کو، اونہون نے ایسے کلمہ کا مستحق جانا - اسپر اونہون نے اپنے خطاب کرنے والے سے جو کچھ فرمایا وہ بجا ہے - لیکن

ممانعت فاروقی خلاف طریقہ نبوی تھی -

اگر اوسکا مقصود اوس شانکے نابود کرنے کا تھا جو حقیقی اور اصلی شان ہے تو مراد اون کی خلاف اوس طریقہ کے ہوگی، جسکو پیغمبرؐ اور علی مرتضےؑ اور ائمہ اہلبیت نے روا رکھا ہے، اور جن خاص لوگون کو اوس شان کی ولا، اور مودۃ اور گرویدگی پیغمبرؐ یا علی مرتضےؑ اور ائمہ اہلبیت کے ساتھہ ہے، اوس شان کو مٹا کر پیغمبرؐ علی مرتضےؑ اور ائمہ اہلبیت کی ولا اور اطاعت کا تنزل کرکے، اپنی شان ظاہری کے درجہ مساوات مین لے آنا چاہئے مگر حقیقت یہ ہے کہ

مثل آئینہ ہی احباب کی ظاہرداری
کہ ادھر سب نظر آتا ہی اودہر کچھ بھی نہین

عمل فاروقی سے لوگون کی آزادی وصاف گوئی مین دلیر ہوجانیکی تین واقعے -

ذی علم مصنف تین واقعے حضرت عمرؓ کے طریقہ عمل کیوجہ سے لوگونکو آزادی اور صاف گوئی پر دلیر کردینے کی پیش کرتے ہین -

ایک یہہ کہ ’’ایک دفعہ منبر پر چڑھ کر کہا۔ اگر مین دنیا کی طرف جھک جاؤن تو تم لوگ کیا کروگے، ایک شخص تلوار کھینچکر بولا کہ تمہارا سر اوڑادینگے، حضرت عمر

نے اوس کے آزمانے کو ڈانٹ کر کہا کہ کیا تو یہ میری شان مین کہتا ہے؟ اوسنے کہا ہان ہان تمہاری شان مین۔ عمر نے کہا الحمد للہ قوم مین ایسی لوگ موجود ہین کہ مین کج ہونگا تو مجھے سیدھا کردین گے"

دوسرا یہ کہ "عراق کی فتح کے بعد اکثر بزرگون نے عیسائی عورتون سے شادیان کرلی تہین) حضرت عمر نے اس کو ناپسند کیا۔ خدیفہ بن الیمان (رازدار رسول) نے لکہا۔ آپکی یہ ذاتی رائے ہے یا شرعی حکم؟ حضرت عمر نے لکہا کہ، میری ذاتی رائے ہے، خدیفہ نے لکھ بہیجا کہ آپکی ذاتی رائے کی پابندی ہم لوگون پر ضرور نہین"

تیسرا یہ کہ "حضرت عمر نے تمام عمالون[1] کا مال و اسباب نیلام کر کے آدہا بیت المال مین داخل کردیا۔ ابوبکرہ (غلام رسول اللہ) عامل نے کہا اگر یہ مال خدا کا تہا تو کل بیت المال مین داخل کرنا چاہئے تہا اور ہمارا تہا تو اوس مین تم کو لینے کا کیا حق تہا؟

طرق عمل فاروقی مین شائبہ آزادی شریعت اسلامی نہین پایا جاتا۔

ان تینون واقعون سے حضرت عمر کے طریقہ عمل مین اوس آزادی کا جو آنحضرت نے اپنی سچی شریعت مین قرار دی ہے مطلق شائبہ نہین پایا جاتا۔ اور نہ ان واقعون کو اوس سچی اور صحیح آزادی سے کچھ تعلق ہے۔ البتہ ان واقعات سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عمر مین وصف علم پیغمبری کا) اور اوسپر ملکہ عمل کا مطلق نہین تہا جو ایک خلیفہ رسول مین

[1] ابتک اردو کے فصیح محاورے مین عامل کی جمع صرف عاملون بولی جاتی تہی اب یہ جدید جمع درجمع اردو کی محاورے مین اور بڑہی جسکی بابت زبان اردو کو مصنف کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

Marfat.com

ہونا ضروری ہے کہ بغیر اوسکے خلیفہ رسول، شریعت پیغمبری اور اوسکی نشانا کو قائم نہین رکھہ سکتا۔

خلیفہ رسول کو کیا ہونا چاہیے اور کیا نہین؟

جس خلیفہ رسول کا دل علم پیغمبری اور ملکہ عمل سے اوسی علم پر روشن ہوگا، اوسکو کبھی ضرورت اسبات کی نہین ہوگی کہ وہ ممبر پر چڑھ کے لوگونکو آزماوے۔ وہ بالکل بے پروا ہوگا کہ لوگ اوسکی نسبت کیا خیال کرنے والے ہونگے۔ وہ خود علم و یقین رکھنے والا ہوتا ہے۔ کہ جو کچھہ وہ کہتا ہے اور جو کچھہ وہ کرتا ہے وہ نشان و علم اوسی طریقہ کا ہے جسکو پیغمبر قایم کر گئے ہین وہ راہ مستقیم سے ڈگمگاتا نہین ہے، اوسکی اطاعت و فرمانبرداری لوگون پر واجب ہوتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان اوسکی اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کرے تو وہ اپنے آپ کو مستوجب سزائے آخرت پاتا ہے۔ خلیفہ رسول ایسا نہین ہوسکتا کہ جب وہ کج ہو جاوے تو لوگ اوسکو سیدھا کرین، ایسا خلیفہ متبوع امت رسول نہین کہلا سکتا، بلکہ وہ خود تابع امت رسول ہوگا ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

عیسائی عورتون سے شادی امر جایز و شرعی نا روکی ناپسندیدگی کا نتیجہ

عیسائی عورتون سے مسلمانون کا شادی بیاہ کرنا جو حضرت عمر ناپسند کرتے تھے اسکی [illegible] یہی ہے کہ اونکو جائز امر شرعی ناپسند تھا، اور امر جایز شرعی کے وہ خلاف تھے اور [illegible] اپنی ذاتی رائے کے آزادی کا رواج دینا چاہتے تھے لیکن اون کی ذاتی رائے کی آزادی کو حذیفہ بن الیمان صاحب سر النبیؐ نے رد کر کے اونکو بھی

مید ہوا کہ ریاض) سے اونکی قابلیت خلافت رسول پر داغ لگ گیا، اور یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ امر شرعی کو اپنی آزادی راے مین غلط جانتے تھے اور اپنی آزادی رائے سے امر شرعی کا تغیر کرنا چاہتے تھے، اور خلاف شرع ایجاد کی جرارت رکھتے تھے''

عمال کی مال و اسباب کے نیلام نصف بیت المال مین

عاملون کا مال واسباب نیلام کر کے نصف داخل بیت المال کرنا عجب قصہ ہے اور ابو بکرہ (جو غلام آزاد کردۂ رسول اللہ تھے) کا اعتراض حضرت عمر نائب رسول کی شان کو اور دو بالا کرتا ہے، اور اوس بختگی اخلاق کا مزہ چکھاتا ہے جسکا سرچشمہ آزادی وخودداری ہو، اگر اہنین ترکیبون سے بیت المال پر نکیا جاتا تو بیت المال سے قرض لینے کا موقع کسی طرح حضرت عمر کے ہاتھ نہ آسکتا تھا۔ جو چھیاسی ہزار درہم وقت وفات اون کے ذمہ تھے۔

ایک لطیف واقعہ کا مشہور مقولہ

کیا اچھا مقولہ ہی اوس طالب علم کا جو کسی گانون مین گنوارون کو جماعت تراویح (ایجاد حضرت عمر) مین اجورہ پر بجائے قرآن عبارت کافیہ سناتا تھا، ایک روز کسی گنوار مقتدی نے عین نماز مین لوکا تو اوس نے جواب دیا کہ ''نصف لی ونصف لک ہذا توم جاہلون''

فاروقی تقلید فاروقی تعلیم و تربیت کا اثر، اور فاروقی امور امامت کے منصب

ان واقعات کے بیان کے بعد، ذی علم مصنف حضرت عمر کی تقلید، اور اون کی تعلیم وتربیت کے اثر، اور اون کے امور امامت کے

منصب پر چہرگوان گلکاری بان کرکے، روغنی بھڑکتی ہوئی تصویر کا یون خاکہ اوڑاتے ہین کہ "حضرت عمر کی تقلید اور اون کی تعلیم و تربیت کا یہ اثر ہوا کہ جماعت اسلامی کا ہر ممبر پاکیزہ نفسی نیک خوئی، حلم و تواضع، جرأت و آزادی حق پرستی و بے نیازی کی تصویر بن گیا۔ تاریخ کے مرقع مین اسوقت کی مجالس اور محافل کا نقشہ دیکھو تو ہر شخص کے حلیہ مین یہ خط و خال صاف نظر آتے ہین۔ یہ امور امامت، منصب سے تعلق رکھتے ہین"

ہر ممبر اسلامی بلکہ خود حضرت عمر مین پہلے واقعات تاریخی سے اثر اسلامی اخلاق کا ثابت ہونا چاہیے۔

جماعت اسلامی کے ہر ممبر کا بے شک پاکیزہ نفسی نیک خوئی، حلم و تواضع، جرأت، و آزادی حق پرستی و بے نیازی کے اوصاف سے آراستہ ہونا چاہئے۔ لیکن ہر ممبر جماعت اسلامی کی نسبت زبان سے یہ کہدینا کافی نہین ہے کہ وہ ان اوصاف سے آراستہ تہا جب تک کہ کسی ممبر مین ازروے تاریخ اسلامی کے وہ اوصاف اخلاق اسلامی کے دکہائے نہ جائین، اور حضرت عمر کی تقلید اور اونکی تعلیم و تربیت کا اثر ہر ممبر کی نسبت ازروے واقعات کے بیان نہ کیاجائے بلکہ مقدم یہ امر ہے کہ خود حضرت عمر مین وہ اوصاف اخلاق اسلامی کے اور اون کی طبیعت مین اون کا رسوخ، شہادت قطعی سے ثابت نہ کیاجائے، تب تک اونکی تقلید اور اونکی تعلیم و تربیت سے، اثر اخلاق اسلامی کا کسی ممبر جماعت اسلامی مین قبول کیانہین جاسکتا۔

امامت کی تعریف

امامت کی تعریف یہ ہے کہ وہ ریاست عامہ ہے کسی شخص کے لئے انتخاص سے تمام لوگونپر امور دینیہ و دنیاویہ پر، بہ سبیل خلیفہ پیغمبر ہو سکنے اقامہ

قوانین شریعت اور حفظ حوزۂ ملت مین، اسطرح پر کہ اتباع اوس کا کافۂ امامت پر واجب ہو، اور وہ شامل ہے رغبت دلانے پر عموم لوگون کو، جس سے اون کے مصالح کا حفظ ہو اور جو چیز کہ اونکو ضرر پہونچانیوالی ہے اوس سے اونکو زجر ہو،

تعریف امامت سے منصب امامت کی تطبیق۔

بلحاظ اس تعریف امامت کی جو اسلامی فرقون نے ازروے قرآن واحادیث نبوی کے قراردی ہے منطبق کرنے کے وقت کہ کون اوس منصب کی قابلیت رکہتا ہی اس امر کا دیکہنا مقدم ہے کہ خود پیغمبرؐ کی تعلیم و تربیت کا کس قدر اوس شخص نے حصہ لیا ہے، اور کہانتک پیغمبر کی تعلیم و تربیت کا اوسپر اثر ہوا اور وہ اپنے زمانہ مین دوسرون پر افضل اور فرد اکمل تہا۔

حضرت عمر مین اثر اخلاق اسلامی تعلیم و تربیت نبوی کا بڑی واقعات پتہ۔

تاریخ اسلام سے ایسا درجہ خود حضرت عمر کا پایا نہین جاتا، اون کا درجہ جو کچہ مذہب اسلام مین تہا اون کی سوانحعمری سے مخفی نہین رہ سکتا ہے۔ جسکو ہم اس کتاب مین اپنے اپنے مواقع پر ایک سے زیادہ مرتبہ باسناد، دکہا چکے ہین اور جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اون کا ابتدائی بلکہ جوانی مین پختگی تک کا زمانہ، تعلیم و تربیت کفر، اور شرک زمانہ جاہلیت مین گذرا، اور مسلمان ہونے کے روز سے صحبت پیغمبری مین اون کو، وہ درجہ تخصص تعلیم و تربیت پیغمبری کا نہین پہونچا کہ جس سے اون مین قابلیت منصب امامت کا تعین اور اعتقاد ہو سکے۔ بلکہ اکثر موقعو نپر (مثلا یہی تینون واقعہ

یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ امر پیغمبر سے اختلاف، اور خلاف کو پسند کرنیوالے ہوتے تہے جس سے صداقت امور نہی کی بالقلب اون مین نہونا بلا تردد ثابت ہوتی ہے۔

اپنی اور حضرت ابو بکر کے عہد مین طرز عمل حضرت عمر ہی اون مین قابلیت منصب امامت کا پتہ۔

بعد وفات پیغمبر اون کے اپنے عہد خلافت یا خلافت حضرت ابو بکر مین، کہ دراصل وہ بہی اونہی کی خلافت کا زمانہ سمجہا گیا ہے، حضرت عمر کے طرز عمل سے، اون کی خصلت اور عادت، اور یہ کہ علم پیغمبری اونکو کسقدر رجہ پر تہا سب کچھہ ظاہر ہوجاتا ہی۔ اور جسکو خود اوس فرقہ کے علما نے جو معتقدین حضرت عمر ہین نہایت دیانت سے تفصیل کے ساتہہ لکہا ہے۔ اور جن سے بجاے اس کے کہ اون مین قابلیت منصب امامت کی ثابت ہو نقائص اور سقطات پیدا ہوتے ہین۔

ذی علم مصنف حضرت عمر سے قابل تر ہین۔

ذی علم مصنف نے بہی اون کی سوانح عمری پورا کرنے کی غرض سے، کہ بغیر اس کے ظاہر کرنے کے چارہ نہ تہا، کچھہ کچھہ حالات ہر قسم کے بیان کئے ہین کہ اون کی ذاتی رائین امور دینیہ و دنیویہ شریعت پیغمبری کی نسبت کیا کیا تہین، اور دوسرے لوگون سے کیا کیا رائین حاصل کرتے تہے، اور خود راے کو کہان تک دخل دیتے تہے؟ اگرچہ ذی علم مصنف نے اون امور کا بیان ایسے پیرایہ سے کیا ہے کہ جس سے وصف حضرت عمر کا نمایان ہوگا درحقیقت

Marfat.com

اوس پیرایہ بیان سے، بمقابلہ حضرت عمر خود بدرجہا قابلیت ذی علم مصنف کی بلاشک ظاہر ہوتی ہی، گو نقائص و الزام جو حضرت عمر پر عاید ہوتی ہین وہ باقی رہ جاتے ہین۔

مقلدین و موثرین تعلیم و تربیت فاروقی کو کیا کہنا روا ہوسکتا ہے۔

جماعت اسلام مین جن ممبرون نے کہ تقلید حضرت عمر کی کی اور جن پر تعلیم و تربیت عمری کا اثر ہوا۔ اونکی نسبت البتہ یہ کہنا روا ہی کہ تاریخ کے مرقع مین اوسوقت کی مجالس و محافل کا نقشہ دیکھو تو ہر شخص کے حلیہ مین وہی خط و خال نظر آتے جو خود حضرت عمر کے بہڑکتے ہوئے روغنی چہرہ پر تہے۔

حضرت عمر کے مجتہدانہ کارنامون اور اوہی کی موجد فن حدیث و فقہ ہونے کی حقیقت۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی تقلید اور اون کی تعلیم و تربیت کے اثر سے جو امور کہ جماعت اسلامی مین پیدا ہوئے اون امور کو منصب امامت سے متعلق کرنے کے بعد اونکے مجتہد ہونے کی حیثیت سے کارنامون کو یون بیان کرتے ہین کہ ”حدیث اور فقہ کا فن تمام تر اونکا ساختہ و پرداختہ ہے، صحابہ مین اور لوگ بھی محدث و فقیہ تہے۔ لیکن فن کی ابتدا حضرت عمر سے ہوئی اور فن کے اصول و قواعد اول اوہی نے قائم کئے۔ لیکن اسکے خلاف مولوی حافظ حکیم ابو یحیٰ محمد صاحب شاہجہانپوری اپنی کتاب ”الارشاد“ صفحہ ۲۴ مین اسی شرف کی نسبت فرماتے ہین کہ ”

حضرت ابو بکر کا اپنے زمانہ خلافت مین یہہ دستور تہا کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا یا کسی مسئلہ کی ضرورت ہوتی تو اول کتاب اللہ مین نظر کرتے اگر اوس مین مل گیا تو خیر ورنہ حدیث رسول سے جو اون کے سینہ مین تہین ڈہونڈ ہتے اگر اوس مین مل گیا تو خیر ورنہ اوردن سے پوچہتے پہرتے کہ میرے سامنے یہ واقعہ پیش آیا ہی تم مین سے کسیکو اسکی بابتہ حدیث رسول معلوم ہے اگر کسی کے پاس حدیث ملجاتی تو اوسی کو اختیار کرتے اور حدیث کے ملجانے پر اللہ کا شکر کرتے اگر موجود دین مین سے کسی کے پاس نہ ملتی اور وہ اپنی جستجو کو ختم کر چکے تو سربرآوردہ لوگون کو جمع کرکے اون کی رائے اور اجتہاد پر نظر کرتے۔ اگر سب کے سب ایک بات پر متفق الرائے ہو جاتے تو اوسی کو لیتے اور خود بھی اجتہاد کیا کرتے تہے اسیطرح حضرت عمر کا دستور رہا" اور پہر یہہ بھی فرماتے ہین کہ "حضرت عمر قرآن و حدیث نہ پانیکی صورت مین حضرت ابو بکر کے فیصلہ کو بھی تلاش کیا کرتے تہے"

لیکن جو کوئی نگاہ وسیع اور غائر رکہتا ہے وہ ایسی رایون کو جن کو واقعات تاریخی اور اوسکے پیرایہ و پہلو قبول نہین ہونے دیتے، افسوس سے دیکہیگا اور کسیطرح تسلیم نہین کریگا کہ حدیث و فقہ کا فن تمام تر ساختہ و پرداختہ حضرت ابو بکر یا حضرت عمر کا ہے اور وہی بادی اوس کے ہوئے ہین اور اونہی نے اس فن کے اصول و قواعد قایم کئے ہین"

عہد رسالت مین تمام اصول وقواعد شریعت کے کامل ہو جانے کی سند؟

تمام اصول و قواعد شریعت پیغمبری کے از روئے قرآن و احادیث آنحضرت کے عہد مین قایم ہو چکے ہین خود خدا فرماتا ہے " الیوم اکملت لکم دینکم

واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً اس آیۃ کے نزول کے بعد کیا کوئی مسلمان یہ یقین کر سکتا ہے کہ شریعت پیغمبری مین کسی فن کی اصول وقواعد خدا اور رسول کی طرف سے ظاہر کرنے مین ناتمام رہ گئے تھے اور دین اسلام کی تکمیل مین کسی اصول وقواعد کے قایم کرنے مین نقص باقی رہ گیا تھا جسکو حضرت عمر یا حضرت ابوبکر نے تمام اور کامل کیا۔؟ البتہ

نائب وجانشین پیغمبر کا کام اور نیابت وجانشینی کی قابلیت کا اطمینان کامل

بعد پیغمبر جو کوئی پیغمبر کا نائب اور جانشین ہو اوس کے ذمہ یہ کام باقی رہ جاتا ہے کہ وہ شریعت پیغمبری کو ٹھیک ٹھیک اوس کے مرکز پر اوسکو قایم رکھے اور اوسکو اوسکے حدود سے تجاوز نہ کرنے دے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت پیغمبری تمام امور دینی و دنیوی کو شامل ہے۔ کوئی چیز دین اور دنیا کی شریعت پیغمبری سے خارج نہین ہے۔ ایسے کار عظیم کی قابلیت کا کس مین بعد رسول تھی یا ہو سکتی تھی؟ کامل اطمینان، غور کے قابل ہے۔

کسکی نسبت نیابت وجانشینی پیغمبر کا اطمینان کامل ہو سکتا ہے

سچ یہ ہے کہ کامل اطمینان قابلیت منصب اس کار عظیم امامت شریعت محمدی اور خلافت پیغمبری کی اوس وقت ہو سکتا ہے کہ جب پیغمبر بذریعہ اپنی خاص تعلیم وتربیت کے شروع سے اپنے اخیر وقت تک اوس کار عظیم امامت شریعت اور اپنی خلافت کے قابل کسی کو جسمین مادہ اوسکی قابلیت کا ہو، بنایا ہو، اور بتایا ہو،

پیغمبر ہی کا منصب ہے کہ وہ بعد اپنے کسیکو کار امامت و

کچھ شبہہ نہین کہ پیغمبر کو اوس کار امامت وشریعت اور اپنی

Marfat.com

شریعت وخلافت کے صحیح مرکز پر چلانیکی لئی بنائے اور بتائے اور امت کو مہمل نہ چھوڑے۔

خلافت کے صحیح صحیح طور پر چلانے اور قایم رکھنے کے لئے کسیکو بنانا اور بتانا ضرور تھا، اور کسیطرح سمجھہ مین نہین آ سکتا کہ پیغمبر ایسے امر عظیم اور اہم کے عمل مین نہ لاوینے سے، اپنی امت کو مہمل چہوڑ جائین۔ یہان سخن غیر خلافت پیغمبر مین نہین ہے بلکہ خلافت پیغمبر کی بحث ہے۔ اگر پیغمبر از کسیکو اپنا خلیفہ قرار نہین دیا تو دوسرے لوگ کیسے خلیفہ پیغمبر مقرر کر سکتے ہین۔ کیونکہ حقیقت مین ایسا حق صرف پیغمبر کو تہا اور کسیطرح قبول نہین کیا جا سکتا کہ پیغمبر نے ایسا اپنا حق ادا نہین کیا اور کار رسالت کو آیندہ کے لئے ناتمام چہوڑ گئے جبکہ شریعت پیغمبری تا قیامت جاری رہنے والی ہو۔

نہ حضرت عمر مین قابلیت منصب کار امامت وشریعت وخلافت پیغمبری کی تھی اور نہ وہ خود اپنی ذات مین مقران اوصاف کے تہے

تاریخ اسلام سے ظاہر ہے کہ اسوقت تک کوئی قابل اس امر کا نہین ہوا۔ کہ حضرت عمر کو پیغمبر نے بذریعہ اپنی خاص تعلیم و تربیت کے شروع سے اپنے اخیر وقت تک قابل کار امامت شریعت کے اور اپنی خلافت کے بتایا ہو البتہ حضرت عمر مین وہ قابلیت، کہ جس سے وہ امور منصب امامت کو قایم کر سکین یا رکہہ سکین، تسلیم نہین ہو سکتی اور نہ عموماً حضرت عمر بعد پیغمبر قابلیت کار امامت و

شریعت اور خلافت پیغمبری کے اپنی ذات مین جانتے تہے۔ چنانچہ اونہون نے سقیفہ بنی ساعدہ مین دعوے قابلیت امامت شریعت وخلافت پیغمبری کا نہین کیا بلکہ اوس کے قبول سے انکار کیا۔ باوصف اس کے کہ حضرت ابوبکر اصرار کرتے تہے اور بار بار اون کے ہاتہہ پر بیعت کرتے تہے، اور اپنے زمانہ خلافت مین بھی چند موقعون پر اپنے آپ مین اوس کار کی قابلیت نہونے کو قبول کیا ہے۔ چنانچہ ابھی ذی علم مصنف ہی فخریہ لکہہ چکے ہین کہ "حضرت عمر نے ممبر پر چڑہ کے کہا اگر مین دنیا کی طرف جہک جاؤن تو تم کیا کروگے؟ ایک شخص تلوار سونت کر بولا کہ تمہارا سر اوڑا دین گے، حضرت عمر نے سنکر کہا الحمد للہ قوم مین ایسے لوگ موجود ہین کہ اگر مین کج ہو جاؤنگا تو مجہے وہ سیدہا کردین گے، اور دیگر واقعات بھی اسی موقع پر ذی علم مصنف ایسے لکہہ چکے ہین کہ جنمین حضرت عمر کی رائے کو لوگون نے نہین مانا، یا اوس پر سخت اعتراض کیا۔

اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے آپ مین ملکہ امامت اور قابلیت خلافت پیغمبری کی نہین پاتے تہے۔ اور کار امامت وخلافت پیغمبری مین تجاوز کرتے تہے اور لوگ اونکی رائے کو نہین مانتے تہے بلکہ اونکو کجی سے سیدہا کردیتے تہے، اور تلوار سے سیدہا کردینے پر آمادہ تہے۔ جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ حضرت عمر محتاج اس کے تہے کہ دوسرے لوگ اونکو ہدایت کرین ایسا محتاج ہدایت جسکو دوسرے لوگ کجی سے سیدہا کرین کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے کہ وہ امور امامت کے منصب مین المجتہد ہونے کی حیثیت رکہتا ہے۔

تعلیم وتربیت یافتہ نبوی کا

بذریعہ تعلیم وتربیت خاص

Marfat.com

امامت شریعت اور خلافت پیغمبری کی قابلیت کیلئے کیا ہوتا۔

پیغمبر کے، جو قابلیت امامت، شریعت اور خلیفہ پیغمبر ہونے کی رکھنے والا ہوتا۔ اور جنہین ملکہ امامت شریعت اور کار خلافت پیغمبری کا ہوتا، اوسکی زبان پر نہ کسی آزمایش کے لئے، نہ کسی دوسری طرح سے یہ کلمہ جاری ہوسکتا تہا کہ "اگر مین دنیا کی طرف جہک جاؤن تو تم لوگ کیا کروگے"، نہ وہ شکر اسبات کا کرتا کہ قوم مین ایسے لوگ موجود ہین کہ وہ کج ہوجائے تو اوسے سیدہا کر دینگے، نہ اوس کو اسبات کی ضرورت ہوتی کہ لوگ اوس کے کار کرد خلاف شریعت ہونیکی وجہ سے نہ مانین، یا اوس کار امامت پر کسی کی اعتراض کو قبول کرے، یا لوگ اوسکو کجی سے سیدہا کرین۔ وہ اونہین حدود کا قایم رکہنے والا ہوتا، کہ جو پیغمبر صلعم امور شریعت مین قرار دے گئے ہین۔ وہ وہی صراط مستقیم دکہانے والا ہوتا کہ جو شریعت مین قرار پا گئی تھی۔ وہ جاننے والا ہوتا۔ القران ہدًی للناس وبینات من الہدیٰ والفرقان" وہ قرآن کے ساتہہ ہوتا اور قران اوسکے ساتہہ، وہ امت رسول سے اطاعت کرانے والا انہین امور کا ہوتا کہ جو خدا اور رسول نے بتا دئے ہین۔ اوسکا قول اور فعل وہی ہوتا، جو قول اور فعل رسول کا تہا جو کلمہ پیغمبر کی زبان پر جاری نہین ہوسکتا تہا وہ اسکی زبان سے بھی نہین نکل سکتا تہا، جو فعل کہ پیغمبر نے نہین کیا تہا، وہ فعل اوس سے بھی سرزد نہین ہوسکتا تہا، ایسا اصلی امام اور حقیقی خلیفہ رسول آیۃ۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، کی امت سے تعمیل کرانے والا ہوتا۔ اب مین پوچہتا ہون کہ جو کلمے ممبر پر چڑہ کے، حضرت عمر کی زبان سے نکلے یا جمہور مین

حضرت عمر کی امت رسول نے قبول نہین کین آیا وہ قول اور فعل رسول کی ہو سکتے تھے ؟ استغفر اللہ ولا واللہ ۔"

اصول آیۃ " اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم " سقیفہ مین توڑا گیا ۔

اس آیۃ " اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم " مین جو اصول اطاعت اولی الامر کا قرار دیا گیا ہے یعنی اطاعت خدا ، اور اطاعت رسول ، جیسے لازم کی گئی ہے ، ویسے ہی اطاعت اولی الامر کی لازمی ہے ۔"

امت پر اطاعت خدا و اطاعت رسول و اولی الامر واجب کی گئی ہے نہ خدا و رسول و اولی الامر پر اطاعت امت

مگر بعد وفات رسول سقیفہ بنی ساعدہ مین ، حضرت عمر و حضرت ابوبکر نے اس اصول کو قایم نہین رکھا ، اور بجائے اوس کے یہ اصول قایم کیا کہ ایسے اولی الامر کی ضرورت نہین ہے کہ جسکی اطاعت مثل اطاعت خدا اور رسول ، فرض ہو بلکہ ایسا اولی الامر بھی ہو سکتا ہے کہ جسکی اطاعت امت رسول پر فرض نہو - بلکہ امت رسول کی وہ خود بھی اطاعت کرنے والا ہو ۔

حضرت ابوبکر کا خطبہ جسکی رو سے اصول و قاعدہ حقانی کو توڑا گیا ۔

چنانچہ جب حضرت ابوبکر حسب تجویز حضرت عمر ، خلیفہ قرار پائے تو اونہون نے اپنی پہلی ہی اسپیچ (خطبہ) مین یہ فرمایا کہ " تحقیق رسول اللہ نگاہ رکھے جاتے تھے ساتھ وحی کے ، اور اون کے ساتھ فرشتہ تھا ، اور تحقیق کہ میرے ساتھ (یا میرے لئے) ایک شیطان ہے ، کہ راہ سے بہکاتا ہے

Marfat.com

مجھکو (یعنی بے راہ کردیتا ہے مجھکو) پس اگر استقامت ہو مجھکو، مدد کرو تم میری، اور اگر بے راہ ہو جاؤن مین تو تم مجھکو سیدھا کردو (ان لی شیطانا یعتری فان استقمت فاعینونی، فان زغت فقومونی) جسوقت کہ غصے ہون مین یا گناہ کرنے والا ہون مین، یا نافرمانی کرنے والا ہون مین، پس اجتناب کرو تم مجھ سے کہ نہین ہون مین نشان قایم کرنے والا، یا سنت پیغمبر دکھانیوالا، بیچ اشعار اور ابشار تمہارے کے، اور اطاعت کرو میری اوس چیز مین کہ اطاعت کرون مین اللہ و رسول کی پس جسوقت کہ نافرمانی کرون مین اللہ کی پس تم پر میری اطاعت نہین ہے۔ یعنی تم میری اطاعت نہ کرو۔ ؎

اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اطاعت اولی الامر کی ہر امر مین لازم نہین ہے بلکہ جس امر کو لوگ اطاعت خدا و رسول سمجھین اوسکی اطاعت اولی الامر سے کرائین۔ اور کون امر داخل اطاعت خدا و رسول ہے اور کون امر نہین؟ اسکا طے کرنا بھی انہین لوگون کے ذمہ ہوگا جو اولی الامر سے اطاعت اپنی رائے کی کرائین۔

حضرت عمر کے منبر پر چڑھ کر امت سے اوس گفتگو کرنے کی اصلی وجہ اور منشاء

خلاصہ ارشاد حضرت عمر کو

عمر نے ظاہر فرمایا ہے، اوسی اصول کی تحقیق کرنے کے لئے کہ آیا وہ ... یا نہین؟

؎ کنز العمال ... ریاض النضرہ ... تاریخ طبری ... شرح نہج البلاغہ ... تاریخ الخلفاء للسیوطی، و صواعق محرقہ ... محدث ابن حجر عسقلانی ...

حضرت عمر نے ممبر پر چڑھ کے اور امت رسول سے یہ فرماکے کہ، اگر مین دنیا کی طرف جہک جاؤن تو تم لوگ کیا کروگے ؟ آزمایش کی ہے، اور جب اون کو اصول مقررہ کا قایم ہوجانا جو خلاف اصول مقررہ آینہ قرآنی کے تہا محقق ہوگیا تو خدا کا شکر ادا کیا ہے کہ قوم مین ایسے لوگ موجود ہین کہ مین کج ہونگا تو مجہکو سیدہا کردینگے۔

بے شک حضرت عمر کو ضرور تہا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت مین اپنے اصول مقررہ کے قایم ہوجانے کی تحقیق کرتے کہ وہ اصول اونکا ظاہر کیا ہوا حضرت ابوبکر کا تہا کہ جبکو حضرت عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ مین خلیفہ رسول تجویز کیا تہا اور انہین حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت، حضرت عمر کے لیے استخلاف فرمایا تہا"

حضرت ابوبکر کی اسپیچ کا فرشتہ اور شیطان۔

حضرت ابوبکر نے جو یہ فرمایا ہے کہ "پیغمبر کے ساتہہ فرشتہ تہا، اور میرے ساتھ شیطان ہے، اوسکی نسبت اس فلسفیانہ بحث کی ضرورت نہین ہے کہ فرشتہ اور شیطان کا وجود فی الخارج ہے یا نہین، بنظر اسکے کہ حضرت ابوبکر لقب صدیق کا پائے ہوئے تہے، اس امر کے مان لینے مین کوئی قباحت نہین ہے کہ پیغمبر کے ساتہہ کوئی شخص ملکوتی صفات کا تہا جسکے زیر نگاہ پیغمبر تہے اور حضرت ابوبکر کے ساتہہ کوئی شخص شیطنت طبیعت کا تہا جو محکوم شہوات اور غضب اور قوائے حسی حیوانی کا ہو۔

اصول ربانی کو دونون

بہر حال ان دونون

حضرات نے کیون توڑا؟

حضرات کے خطبون سے ظاہر ہے کہ یہ دو لون اس بات کے قایل تہے کہ خود اون مین پوری قابلیت اولی الامر، یا امام شریعت، یا خلیفہ رسول ہونے کی، کہ یہ سب منصب ہم معنی ہین اور ایک ہی اونکا مقصود ہے ہرگز نہین ہے، اور اسی وجہ سے وہ مجبور ہوے ہین کہ اصول مقررہ یزدانی کو شکست کرکے خلاف اوس کے دوسرا اصول قرار دین جو مناسب اون کی حال اون کی ذات اور خواہش زمانہ کے ہو۔

اصول مقررہ حضرات شیخین کے نتایج۔

اسی اصول کی پختگی سے کہ جسمین اولی الامر پر اطاعت امت رسول کی قرار دی گئی، یعنی اولی الامر امت رسول کی رائے اور خواہش سے ہو اور جسمین پر عمل کرنے والا ہو، خود حضرت عمر کو، پہر حضرت عثمان کو، پہر حضرت علی کو، پہر حضرت امام حسین کو قتل کرایا اور اسلامی خاندان نبوت تباہ ہوا۔ اگر اوس اصول کی تعمیل کیجاتی جو آیہ ربانی مین قرار پایا تہا۔ تو امام شریعت، یا خلیفہ رسول کو، کوئی مسلمان قتل نہین کر سکتا تہا، جیسے کہ خود رسول کو، کوئی مسلمان قتل نہین کر سکتا تہا۔ اونکا یہ اعتقاد ہوتا کہ اطاعت اولی الامر کی ویسے ہی لازم ہے جیسے اطاعت رسول کی، اور اولی الامر جو کچہہ فرماتا اوسکی اطاعت ویسے ہی جملہ مسلمان کرتے جیسے اطاعت ارشاد رسول کی، اور ہرگز نوبت اون قتلون اور جنگون، اور خونریزیون کی نہ پہونچتی جو ظہور مین آئین اور جن سے تنزل مسلمانونکا ہوا اور وہی اصلی وجہ تنزل مسلمانون کی ہے۔

اصول آیۃ ربانی کا قایم و

جو اصول کہ آیہ ربانی مین

برقرار رکہنے والا کون شخص ہوسکتا تہا؟

اطاعت اولی الامر، کا قرار دیا گیا ہے، اوس کا قایم و برقرار رکہنے والا وہی شخص ہوسکتا تہا کہ جسنے تعلیم و تربیت صغر سنی سے آغوش نبی مین پائی تہی، اور زمانہ جوانی مین بہی کمال شفقت اوسپر نبی کی تہی، وہ ماذون تہا کہ جسوقت چاہے خانہ نبی مین داخل ہو، اگر اوسکو دیر ہوجاتی تہی تو خود پیغمبر اوس کے گہر مین جاتے تہے، اور اوسکی تعلیم مین کمال اہتمام کرتے تہے، اور اوسکو اسرار حقایق منزلہ سے مطلع فرماتے تہے۔ (دوسرون کو اسقدر بارانہ تہا کہ جسوقت پیغمبر گہر سے باہر آوین تو اون سے کچہہ پوچہین۔ بلکہ منتظر اس کے رہتے تہے کہ اگر کوئی اعرابی یا بیگانہ آجاے، اور پیغمبر سے کچہہ پوچہے تو وہ بہی اوس سے کچہہ فائدہ اوٹہالین۔) اور مختلف موقعون پر پیغمبر نے اوسکو تمام اون امور اور اوصاف مین جو امامت نبوت اور خلافت پیغمبری سے تعلق رکہتے ہین اور ضروری ہین سند دین ہین، اور اوسکی ذات مین اون امور و اوصاف کو تصدیق کیا ہے۔

مکالمہ عالم یہودی با اہلبیت یافتہ پیغمبری در علم فلسفہ۔

جماعت صحابہ مین ایک عالم یہودی کو جب طلاقت لسانی اور فصاحت بیانی، اوس تعلیم و تربیت یافتہ پیغمبر سے ہی، کہ جسکو علم اولین و آخرین حاصل ہوچکا تہا۔ حیرت عظیم ہوئی تو اوس عالم یہودی نے کہا " اگر تم علم فلسفہ پڑہے ہوتے تو تمہاری شان عظیم ہوجاتی، اوس پر اوس فلاسفر ربانی اور عالم علم پیغمبری نے اوس عالم یہودی سے فرمایا کہ " مراد تیری فلسفہ سے کیا ہے " آیا ایسا نہین ہے۔ کہ جس کسیکی طبیعت معتدل ہو صاف ہوگا | الیس من اعتدل طباعہ صفا مزاجہ،

ومن صفا مزاجه، قوی اثر النفس فیه، ومن قوی اثر النفس فیه سما الی ما یرتقیه، ومن سما الی ما یرتقیه فقد تخلق بالاخلاق النفسانیه ومن تخلق بالاخلاق النفسانیه فقد صار موجوداً بما هو انسان دون ان یکون موجوداً بما هو حیوان فقد دخل فی الباب الملکی الصوری ولیس له غیر ذلک الغایه

مزاج اوسکا، اورجس کسی کا کہ مزاج صاف ہوگا قوی ہوگا اثر نفس کا اوس مین، اورجس کسی مین کہ قوی ہوگا اثر نفس کا، ترقی کرتا ہے یعنی جاتا ہے طرف اوس شے کے کہ جو جیسا اوس کو بلند کرتی ہے (مراد اوس [illegible]

علم حقایق موجودات ہے اور مراد بلند کرنے سے اوس مرتبہ [illegible] جاتا ہے کہ جس سے غایت کمال قوت نظری کو استفادہ [illegible] کہ ترقی کرتا ہے یعنی نکل جاتا ہے طرف اوس چیز کی کہ جو اوس کو بلند کرتی ہے پس متخلق ہوتا ہے ساتھہ اخلاق نفسانیہ کے، (یہ اشارہ ہے طرف تہذیب اخلاق کے جو غایت قوت عملی ہے) اور جو کوئی متخلق ہوتا ہے ساتھہ اخلاق نفسانی کے، پس وہ انسان ہوجاتا ہے، نہ یہہ کہ وہ حیوان رہے حیوانات مین سے جیسا کہ پہلے تہا، (اشارہ ہے اس طرف کہ جب تک احکام شہوت اور غضب اور قوت حسی حیوانی کی کام کرتے ہین اور اوس پر غالب آتے ہین تب تک انسان نہین ہوتا لامحالا حیوان ہوتا ہے، اور جب جوہر مختص انسان کا کہ نفس ناطقہ مجرد ہے علم وعمل پر غالب ہوجاتا ہے تو لامحالا قوائے جسمانی سب تابع عقل ہوجاتی ہین اور افعال و اعمال جسمانی سب عقلی ہوجاتے ہین اوسوقت وہ انسان ہوجاتا ہے) ہرگاہ [illegible] انسان اور نہین رہتا ہے حیوان پس داخل ہوجاتا ہے باب [illegible] اور نہین ہے واسطے اوس کے غیر اس کے کوئی غایت

اوس عالم [illegible] کا یہ بیان ایسا ہے کہ جس سے

اصل و بنیاد، اور حقیقت علم فلسفہ کی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی فلاسفر ربانی کی زبان سے یہ کلمے نکلے ہین کہ اگر بچھا ئی جائے میرے لئے مسند، ہرآینہ حکم کرون مین درمیان اہل توریت کے بروے توریت، اور درمیان اہل زبور کے بروے زبور، اور درمیان اہل انجیل کے بروے انجیل، اور درمیان اہل فرقان کے بروے فرقان قسم ہے خدا کی نہین ہوئی نازل کوئی آیۃ خشکی مین یا تری مین، جنگل مین یا پہاڑ پر، آسمان مین، یا زمین مین، رات مین یا دن مین، مگر یہ کہ مین زیادہ جاننے والا (افقہ) ہون کہ کس کے حق مین نازل ہوئی، اور کس چیز مین نازل ہوئی" اور یہ بھی اوسی کا دعوی ہے " لوکشف الغطاء لما ازددت یقیناً"

جید علماء اسلام اور خود آنحضرت کس کی بابت شہادت دیتے ہین کہ وہ تعلیم و تربیت یافتہ پیغمبری منصب امامت کی قابلیت رکھتا تھا۔

جید علماء اہل اسلام اسبات کے قایل ہوئے ہین، کہ جمیع علوم کے جو علماء ابتداء گذری ہین اون کی نسبت علیم تقضٰے سے ہے کہ جنہون نے ہر فن کا ابتدائی اور اصولی علم اون سے حاصل کیا ہے؛ اور فقہ مین افقہ الناس ہونا علیم تقضٰی کا خود ارشاد پیغمبرؐ سے ظاہر ہے جیسا کہ فرمایا ہے " اقضاکم علیؑ"

حضرت عمر مین کسی فن کی اصول و قواعد قایم کرنیکی قابلیت ہی نہ تھی۔

یہ امر نہین ہے کہ حدیث اور فقہ کا فن حضرت عمر کا ساختہ، و پرداختہ ہو یا اونہون نے اوس فن کے قواعد و اصول اول قایم کئے

Marfat.com

ہون بلکہ درحقیقت اون مین اس کی قابلیت ہی نہین تہی - خود ذی علم مصنف لکہتے ہین کہ صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استبداد ان کی لاعلمی کا اونہون نے ہی عذر کیا کہ مین خرید و فروخت مین مشغول ہونیکی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تہا" صفحہ ۲۹۷ جلد ۲ فاروق -

چند نظائر حضرت عمر مین امور امامت کی منصب اور اونکے مجتہد ہونیکی قابلیت کے موازنہ کے لیے -

مین چند واقعات ایسے دکہاتا ہون جن سے بخوبی امتیاز اس امر کا ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر مین حدیث وفقہ کے فن کی اصول و قواعد قایم کرنے کی ذاتی قابلیت کہانتک تہی جنکا امور امامت کے منصب سے تعلق ہو اور مجتہد ہونیکی حیثیت سے اونکی ذات مین ہون ،

۱- حضرت عمر کا سب سے پہلا اجتہاد اور کار منصب امامت یہہ ہے کہ جب پیغمبرؐ رحلت فرماگئے تو حضرت عمر اس امر کے قایل ہوے کہ واللہ پیغمبرؐ نہین مرے ہین، اور خدا اون کو برانگیختہ کریگا تاکہ منافق لوگون کے ہاتہہ پاون اور زبانین کاٹ جاہین پیغمبرؐ کی روح نے عروج کیا ہے، اور پیغمبرؐ نہین مرتا ہے، لیکن اوس کی روح عروج کر جاتی ہے' اور یہ فرماتے تہے کہ " جو کوئی یہ کہے گا کہ پیغمبرؐ مرگئے اوس کا سر اوڑا دونگا" جس سے مطلب اونکا یہہ تہا کہ مرگ پیغمبرؐ کا کسیکو قایل ہونا نہین چاہیے، اوسپر حضرت ابوبکر نے اونکو تنبیہ کیا اور یہ آیات قرآن کی پڑہین " انک میت و انہم میتون " " وما محمد الا رسول، قد خلت من قبلہ الرسل، افان مات، او قتل " " انقلبتم علی اعقابکم ومن

ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا" اسپر حضرت عمر چپ ہوئے اور بڑے تعجب سے فرمایا کہ آہا یہ آیۃ قرآن میں ہے واللہ آج کے دن سے پہلے میں نے نہیں جانا تہا کہ یہ آیۃ نازل ہوئی ہے [۱]

مگر عجب خدا کی قدرت ہے کہ حضرت ابوبکر نے ایسی آیتہ سے حضرت عمر کو چپ کیا جنہیں یہ خبر تھی کہ اگر پیغمبر مرجائے گا تو تم دین سے برگشتہ ہوجاؤگے"

(۲) حضرت عمر کے سامنے ایک زن حاملہ نے اقرار زنا کیا، اور حضرت عمر نے اوس زن حاملہ کو رجم کا حکم دیا پس حضرت علی نے یوں حضرت عمر کو متنبہ کیا ان کان لک علیہا سبیل فما سلطانک علی ما فی بطنہا" پس حضرت عمر نے کہا، لولا علی لہلک عمر، عجزت النساء ان تلدن مثل علی ابن ابیطالب" [۲]

اور بعض راویوں نے اس قصہ تنبیہ کو "معاذ" کی طرف منسوب کیا ہے [۳]

(۳) حضرت عمر نے ایک مجنونہ زانیہ کو رجم کا حکم دیا، اسوقت علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم نے قول نبی نہیں سنا کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں، نائم جاگنے تک طفل جوان ہونے تک، مجنون جنون سے بری ہونے تک، [۴]

(۴) حضرت عمر کو حکم دیت املاص المرأۃ، معلوم نہ تہا۔ یعنی جس عورت کی بطن پر چوٹ لگائی جائے اور جنین اوسکا گرجائے چنانچہ ایک عورت کو جو بیٹا سے ہی حضرت عمر نے مارا کہ اوسکا بچہ ساقط ہوگیا، حضرت عمر نے

---

[۱] صحیح بخاری و کنز العمال ۱۲۔ منہ
[۲] شرح مواقف، فواتح میبذی، کتاب اربعین فخر الدین رازی و ذخائر العقبیٰ للمحب طبری استیعاب عبد البر ۱۲۔ منہ۔ [۳] کنز العمال، رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی سید شریف جرجانی در فرائض سراجی ۱۲ منہ [۴] میبذی فواتح استیعاب عبد البر مسند احمد حنبل سنن ابی داؤد و فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا زین الفتیٰ عاصمی ۱۲۔ منہ

Marfat.com

صحابہ سے مشورہ کیا سب نے کہا کہ آپ پر کچھ نہیں ہے۔ آپ تو ادب کرنے والے تھے اور نکوئی چاہتے تھے۔ مگر علی چپ رہے۔ جب اون سے پوچھا تو فرمایا کہ تم پر غرۃ ہے (یعنی ایک غلام) یا ایک لونڈی دینا[1]

(۵) حضرت عمر نے ممبر پر چڑھ کے پوچھا کہ جنین میں پیغمبر سے کیا سنا کیا ہے انوحل بن مالک بن النابغہ ہذلی کھڑا ہوا اور کہا کہ میری دو لونڈیاں سوکنیں تھیں عمود سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو بچہ کہ اوس کے بطن میں تھا تو رسولخدا نے جنین میں حکم غرہ (غلام یا لونڈی) کا دیا حضرت عمر نے فرمایا اگر میں یہ حکم نہ سنتا تو غیر اس کے حکم دیتا[2]

اور صحیح میں [illegible] کہ جب حضرت عمر نے حکم قتل [illegible] تو مغیرہ نے کہا کہ میں نے نبی کو سنا ہے کہ اوسکا غرہ [illegible]

(۶) حضرت عمر نے قصد کیا کہ [illegible] کعبہ [illegible] جس سے زینت کیا ہے چاندی اور سونا اور [illegible] کی جیسے [illegible] اور سلاح و مال [illegible] جو کچھ کہ کعبہ میں [illegible] اوتار کر تقسیم کر [illegible] کہا گیا تم [illegible] کعبہ کو [illegible] کعبہ کیا کریگا [illegible] حضرت عمر نے قصد کیا [illegible] حضرت علی نے فرمایا کہ [illegible] چار قسم کے مال [illegible] فرائض تقسیم کیا [illegible] خدا نے [illegible]

[1] [illegible] [2] [illegible]

اسکو بھی بس حیثیت سے کہ گردانا ہے، اور کھلے کعبہ کے تھے اوسمین اسدن تک پس چھوڑا اوسکو خدا نے اوس کے حال پر اور نہین چھوڑا ہے اوسکو بہولے سے اور نہین حذر کیا ہے دشمن سے اوسپر مکان کا پس مقرر کیا اوسکو جس حیثیت سے کہ مقرر کیا اوسکو خدا اور رسول نے، پس حضرت عمر نے کہا یا علی اگر تم نہوتے تو ہمارا بڑا فضیحتہ ہوتا) اور پھر چھوڑ دیا حلّون کو۔

(۷) زیورات کعبہ کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی نے عرف الوردی فی اخبار المہدی مین کہا ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ یہ گھر (خانہ کعبہ) بھر گیا۔ اور خدا کی قسم نہین جانتا تھا مین کہ چھوڑون خزاین کعبہ کو اور جو کچھ کہ اوسمین ہتیار و اموال ہین یا اوسکو راہ خدا مین تقسیم کرون، پس کہا علی ابن ابی طالب نے ان سے درگزر کیجئے، اس کے آپ صاحب نہین ہین، بلکہ صاحب اوسکا ہم مین سے ایک جوان قرشی ہے جو آخر زمانہ مین اس کو راہ خدا مین تقسیم کرے گا۔

(۸) صحیح بخاری مین ہے کہ ابو وایل اور شیبہ کعبہ مین بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر بھی اوس جلسہ مین تھے اونہون نے کہا کہ مین نے قصد کیا تھا یہ کہ نہ چھوڑون مین کعبہ مین کوئی چیز زرد اور سفید، مگر یہ کہ اوسکو تقسیم کردون ابو وایل نے کہا کہ تمہارے دونون صاحبون (آنحضرت و حضرت ابوبکر) نے ایسا نہین کیا، حضرت عمر نے کہا کہ ہان مین انہین دونون مردون کی اقتدا کرتا ہون۔

(۹) ذخائر العقبے للمحب طبری مین مذکور ہے کہ "حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جسنے اپنے عدہ مین نکاح کیا تھا، پس حضرت عمر نے اون دونون مین جدائی کرا کے زر مہر بیت المال مین داخل کرا دیا اور فرمایا کہ

Marfat.com

یہ دونون باتین جمع نہین ہوسکتین، علیہ السلام نے جو یہ واقعہ سنا تو فرمایا اگر یہ بات جہل سے واقع ہوئی تھی تو عورت کے لئے مہر ہے کہ اوسنے حلال کیا اپنی شرمگاہ کو اور اون دونون مین جدائی ہونی چاہیے تھی مدت عدہ گذرنے تک، البعدہ وہ مرد خواستگاری کرنے والون مین سے، ایک خواستگار ہوگا، یہ سُنکر حضرت عمر نے خطبہ پڑہا، اور فرمایا کہ پہیر دو جہالت کو سُنّت کی طرف اور پہر حضرت عمر نے قول علیہ السلام کی طرف رجوع کی"

(۱۰) حضرت عمر کے پاس ایک عورت حاملہ، لائی گئی اور اوس نے اقرار اپنے فجور کا کیا، حضرت عمر نے حکم رجم (سنگسار) کا دیا، پس علیہ السلام نے اوسکو لوٹا لیا، اور حضرت عمر سے کہا کہ تم کو اس عورت پر قابو ہے، لیکن جو اسکے شکم مین ہے اوسپر کیا قابو ہے اور شاید کہ تم نے اس کو سرزنش کی ہو، اور ڈرایا ہو، حضرت عمر نے کہا کہ ہان ایسا ہوا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ تم نے نہین سُنا ہے یہہ کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسی حالتمین جبکہ کوئی شخص قید حبس اور تہدید مین مبتلا ہو، اور اعتراف کرے تو اوسکا اقرار معتبر نہین ہے، یہہ سُنکر حضرت عمر نے اوس عورت کو چہوڑ دیا[۵]

(۱۱) حضرت عمر نے مدینہ مین ایک شب ہنگام گشت ایک مرد و عورت کو فحش کرتے ہوئے دیکھا، صبح کو لوگون سے دریافت کیا کہ اگر امام خود کسی مرد و عورت کو فحش کرتے ہوئے دیکھے تو تمہارے نزدیک آیا وہ اوسپر حد جاری کرسکتا ہے؟

لوگون نے کہا کہ آپ امام ہین اور حد جاری کرسکتے ہین، لیکن حضرت علی نے کہا کہ تم حد جاری نہین کرسکتے، کیونکہ اللہ نے اس جرم کے ثابت ہونے

---

[۵] ارجح المطالب للعینی الحنفی ص ۴۶

سکے لیے چار گواہون کا حکم دیا ہی" پہر اونکو ترک کر دیا۔ ماشا اللہ ان بنزکہم،
لیس وہ پہر جب تو قوم نے اپنے کہنے کے موافق کہا اور حضرت علی نے اپنی
قول سے رجوع نہیں کیا" لہ

شاہ ولی اللہ صاحب بعد نقل اس واقعہ کے فرماتے ہین کہ امام غزالی
نے کہا ہے کہ یہ اشارہ کرتا ہے اس امر کی طرف کہ اس مسئلہ مین حضرت
عمر حضرت علی کی رائے پر چلتے تھے"

(۱۱) حضرت عمر کے روبرو ایک عورت پیش کی گئی جو از حد پیاسی تہی
اور اوس نے ایک چرواہے سے پانی مانگا تہا جسنے بدین شرط پانی پلانا
کہا اگر وہ عورت اپنے نفس پر اوسکو قابو دے جسکو اوس عورت نے منظور
کیا تہا۔ حضرت عمر نے اوسے سنگسار کرنے کا مشورہ کیا، حضرت علی نے
فرمایا کہ وہ اس امر کی طرف مضطر تھی، پس حضرت عمر نے اوسکو چہوڑ دیا،
اور وہ چلی گئی" لہ

(۱۲) حضرت عمر کے پاس ایک ایسا شخص کہ جسنے قتل عمد کیا تہا، اور جسکو
بعض اولیاء مقتول نے معاف کر دیا تہا لایا گیا۔ حضرت عمر نے اوس کے
قتل کا حکم دیا۔ ابن مسعود نے کہا کہ نفس مقتول کا تعلق اوسکے کل اولیا (ورثا)
سے ہے جبکہ بعض نے معاف کر دیا ہے تو قاتل قصاص مین قتل نہین کیا
جا سکتا۔ کیونکہ تم باقی اور اون کے حق لینے کا مجاز نہین رہتے۔
حضرت عمر نے کہا پہر تمہاری کیا رائے ہے؟ ابن مسعود نے کہا میری یہ
رائے ہے کہ قاتل کے مال سے دیت دلا ئیجائے، اور اون اولیائے
مقتول کا حصہ کہ جنہون نے قاتل کو معاف کر دیا ہے الگ کر دیا جائے،

لہ کنز العمال لہ ذخائر العقبی

حضرت عمر نے کہا میری بہی یہی راے ہے" ؎۱

(۱۴) عبادہ بن صامت نے بیت المقدس کے پاس ایک قبطی سے کہا کہ میرا مرکب تہام لے، اوس نے انکار کیا اسپر عبادہ بن صامت نے اوسکو مارا کہ سر پہٹ گیا اور وہ مر گیا، حضرت عمر نے عبادہ پر لتدی کرنی چاہی اور پوچہا کہ تو نے کیون اوسکے ساتہہ ایسا کیا؟ اوس نے کہا کہ مین نے اپنے مرکب کے تہامنے کو اوس سے کہا تہا اوسنے انکار کیا مجہے غصہ آیا، اور مین نے مارا، حضرت عمر نے کہا کہ قصاص کے لیے بیٹہو، زید بن ثابت نے یہ دیکہکر کہا کہ تم ایک بندہ کے عوض مین اپنے بہائی کو قید کرتے ہو؟ تب حضرت عمر نے دیت کا حکم دیکر اونکو چہوڑ دیا ؎۲

(۱۵) حضرت عمر نے اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کو کہ جسنے کسی ذمی کو زخمی کیا تہا، گرفتار کیا اور اوسکو مقید کرنا چاہا، لوگون نے اون سے کہا کہ تمہارے لئے ایسا حکم نہین ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب، ازالۃ الخفا مین لکہے ہین کہ حضرت عمر نے قول معاذ کی طرف کہ درمیان باپ بیٹے کے قصاص نہین ہے، اور قول زید بن ثابت کی طرف قصہ قتل قبطی کے متعلق جسکو عبادہ بن صامت نے مار ڈالا تہا رجوع کی، شاہ صاحب یہ بہی اسی مقام پر فرماتے ہین کہ سوائے انکے جنہین حضرت عمر نے رجوع کی اور بہی اسقدر ایسی صورتین ہین کہ اون کا احصا نہین ہو سکتا"

؎۱ کنز العمال و ازالۃ الخفا ۱۲ منہ ؎۲ کنز العمال ۱۲

(۱۶) حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ قبر زینب بن جحش مین اوترین، ازواج نبی نے کہا کہ تم کو اونکی قبر مین اوترنا حلال نہین ہے بجز اس شخص کے کہ جسکو اوس عورت کی حیات مین ہی اوسکا دیکھنا حلال ہو اور کوئی شخص کسی عورت کی قبر مین داخل نہین ہوسکتا [۵۱]

(۱۷) حضرت عمر کا مذہب انبیا کے نام پر نام رکھنے سے کراہت کا تھا اور اس لیئے وہ مغیرہ کی کنیت ابو عیسےٰ اور صہیب کی کنیت ابو یحییٰ کو منکر سمجھے، لیکن جب ان دونون نے کہا کہ ہماری یہ کنیت آنحضرت صلعم نے رکھی ہے تو پھر حضرت عمر چپ ہو گئے [۵۲]

(۱۸) حضرت عمر نے ایک لڑکی کو جسکی کنیت ابو عیسےٰ تھی مارا، اور مغیرہ بن شعبہ کی کنیت ابو عیسیٰ تھی، حضرت عمر نے اوس سے کہا کیا تجھکو یہ کافی نہین ہے کہ اپنی کنیت ابو عبداللہ کرے، اسنے کہا میری یہ کنیت خود رسول صلعم نے ہی رکھی ہے، حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر تو ایسے تھے کہ اون کے گناہ سابق و آیندہ بخشے گئے تھے، اور ہم لوگ رہ گئے ہین جلجنہ (شمار روش کثیرہ مسلمانان) مین پس ہمیشہ کنیت ابو عبداللہ ہی کرنی چاہیے یہانتک کہ مرجائے [۵۳]

(سنن ابی داؤد و زاد المعاد ابن قیم و نہایہ ابن اثیر) اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو مغیرہ کی کنیت ابو عیسےٰ رکھی تھی حضرت عمر اوسکو گناہ پیغمبر کا سمجھتے تھے۔

(۱۹) حضرت عمر کے پاس کچھ مال جمع ہو گیا اوسکو اونہون نے تقسیم کر دیا کچھ اوسمین سے بچ رہا باقیماندہ کی نسبت اصحاب سے مشورہ کیا کہ اسے کیا کرنا چاہیے اونہون نے کہا کہ اوس کو اپنے پاس رہنے دو جب تم کو کسی چیز کی حاجت ہوگی تو

[۵۱] کنز العمال ۱۲۔ [۵۲] کتاب الروض الانف مصنفہ ابو القاسم سہیلی [۵۳] ذخائر العقبیٰ ۱۲۔

اوسوقت تمہارے کام آئے گا، حضرت علی بھی اِس موقع پر موجود تھے، مگر انہون نے کچھہ رائے نہ دی، جب حضرت عمر نے تخصیص اونسے دریافت کیا تو انہون نے فرمایا کہ قوم نے تم کو صلاح تو دیدی، اسپر حضرت عمر نے کہا کہ آپ ہی مشورہ دین، حضرت علی نے فرمایا کہ یہ مال بھی تقسیم کردینا چاہئے، چنانچہ حضرت عمر نے اوسکو بھی بانٹ دیا[1]

صاحب کنز العمال نے علیم تقی کی زبانی اِس روایت مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ "اللہ عزوجل اِس مال کی قسمت سے فارغ ہو گیا ہے" جسکا مقصود یہ ہے کہ قرآن مین خدا اِس مال کی تقسیم کر دینے کے متعلق صاف حکم نازل کرچکا ہے۔

صاحب کنز العمال نے، حدیث مال بحرین کا بھی ذکر کیا ہے کہ جسوقت وہ مال حیات نبی مین آیا تھا، باوجودیکہ رات ہوگئی تھی تاہم آنحضرت نے بعد فراغ نماز اوسکے تقسیم کردینے کا حکم دیا اور علی عمر رضی اللہ عنہما نے اوسکو تقسیم کردیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اوس مین سے آٹھہ سو درہم مجھے بھی ملے تھے،

(۲۱) ابوموسے نے بھی ایک لاکھہ درہم بھیجے تھے جنکو حضرت عمر نے تقسیم کیا اور کچھہ اوس مین سے بچ رہے۔ اون باقیماندہ دراہم کی نسبت یہ اختلاف واقع ہوا کہ کہان رکھے جائین؟

حضرت عمر منبر پر گئے اور خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو کچھہ بچ رہا ہے اوسمین تم لوگ کیا کہتے ہو؟ صعصعہ بن صوحان نے جو ابھی نوجوان ہی تھے کھڑے ہو کر کہا کہ مشورہ تو اوس چیز مین کرنا چاہئے کہ جسکے متعلق قرآن مین کچھہ نازل نہوا ہو لیکن جس چیز کی بابت کہ قرآن نازل ہو گیا اور جگہہ بھی اوس چیز کی رہنے

---

[1] کنز العمال ...

بنا دی گئی ہے تو اوسکو اوسی جگہ رکھنا چاہئے کہ جہان اوسکی رکھنے کو خدا نے
وضع کیا ہے، حضرت عمر نے صعصعہ کو یہ کہکر کہ تو مجھسے ہے اور مین تجھسے ہون
رقم باقیماندہ کو بھی مسلمانون مین بانٹ دیا۔ [1]

صاحب کتاب استیعاب امام عبد البر نے ترجمہ[2] (حالات) صعصعہ مین لکھا
ہے کہ وہ اصحاب علی مین فصیح خطیب لبیب، ادیب، فاضل اور بلیغ شمار کئے جاتے
تھے، یحیٰ بن معین کہتے ہین کہ صعصعہ، وزید، واسحاق بنو صوحان تھے اور
خطباء عبد القیس سے تھے، زید و اسحاق یوم جمل قتل ہو گئے۔

حضرت عمر نے جو یہ کلمہ صعصعہ کے حق مین فرمایا ہے کہ "تو مجھسے ہے
اور مین تجھسے ہون" قابل آفرین کے ہے۔ یہ کلمہ پیغمبر نے علی مرتضیٰ اور
حسین ابن علی کے حق مین فرمایا ہے، حضرت عمر نے وہی کلمہ صحابی علی کے
حق مین فرمادیا۔

(۲۲) دو شخصون نے ایک زن قریشیہ کے پاس سو دینار امانت رکھے
اور یہ ہدایت کی کہ جب تک ہم دونون ہی ساتھ نہ آوین ایک کو مت دینا
برس دن کے بعد اون مین سے ایک نے آکر کہا کہ میرا ساتھی مرگیا
زر امانت مجھے دیدے، عورت نے انکار کیا، مگر جب اوس عورت پر اوسی
کے گھروالون کا زور ڈالا گیا تو سون دینار اوس نے واپس دیدئے،
پھر برس دن گذرنے کے بعد دوسرا بھی آگیا اور دینار طلب کئے
عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اوس نے بیان کیا
تھا کہ تو مرگیا ہے اسلئے مین نے وہ دینار اوسکو واپس کردئے۔ دونون نقض

---

[1] استیعاب امام عبد البر ترجمہ صعصعہ و ازالۃ الخفا۔
[2] اصطلاح علم رجال مین ترجمہ، حالات کے معنون مین استعمال کیا جاتا ہے۔ مولف عفی عنہ

Marfat.com

دونون مین جھگڑہ ہوا، اور بالاخر حضرت عمر کے پاس گئے، حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ اس معاملہ مین حکم مقرر کر دین، لیکن عورت نے قسم دی کہ ہمارے معاملہ مین آپ حکم نہ مقرر کرین بلکہ علی ابن ابی طالب کے پاس ہم کو بھیدین حضرت عمر نے دونون کو حضرت علی کے پاس بھیجا۔ یا اور وہ (علی مرتضے) واقعہ سنتے ہی تاڑ گئے کہ دونون مردون نے اس عورت کے ساتھ مکر کیا ہے۔ حضرت علی نے مرد سے کہا آیا تم نے یہہ نہین کہا تھا کہ جب تک ہم دونون ہی نہ آوین کسی ایک کو واپس نہ دینا؟ مرد نے کہا کہ ہان۔ اسپر علیہ مرتضے نے فرمایا کہ بے شک مال تمہارا ہمارے پاس ہے جاؤ اور اپنے ساتھی کو لے آؤ تاکہ تمہارا مال تم کو واپس دیا جائے[۱]

اس روایت سے اگرچہ صرف اسقدر ظاہر ہے کہ اوس عورت نے حضرت عمر کو قابل فیصلا اس قضیہ کے نہین جانا۔ مگر یہی قضیہ کتاب تذکرہ خواص الائمہ علامہ سبط ابن جوزی مین بھی مذکور ہے اوس مین یہ بھی ہے کہ جب وہ مرد اور عورت جھگڑتے ہوئے حضرت عمر کے پاس گئے تو حضرت عمر نے مرد سے کہا کہ تیرے گواہ ہین؟ اوس نے کہا کہ یہی عورت گواہ ہے، اوسپر حضرت عمر نے عورت سے کہا کہ میری رائے مین تو ضامن ہے، تب اوس عورت نے حضرت عمر کو قسم دی کہ اوس کا قضیہ علی ابن ابی طالب کے پاس فیصلہ کے لئے لیجایا جائے، اور نیز اوس مین مذکور ہے کہ جب علی مرتضے کی صورت فیصلہ کی خبر حضرت عمر کو پہونچی تو اونہون نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی تو ہم کو بعد علی ابن ابی طالب کے باقی نہ رکھنا۔

---

[۱] ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں بھی یہ روایت لی ہے اور حضرت عمر نے جو رائے ظاہر کی ہے اوسکا بھی اوسمیں بیان ہے،

(۲۳) حضرت عمر کے لوگون سے دریافت پر عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ مین نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب درمیان دو اور تین کے (عدد رکعات نماز مین) شک واقع ہو تو اونکو دو سمجھنا چاہئے اور جس وقت کہ تین اور چار مین شک واقع ہو تو اونکو تین شمار کرنا چاہئے تاکہ زیادتی پر انکار ہو جاوے، حضرت عمر نے اسی کو قبول کیا۔

(۲۴) حضرت عمر نے مجلس اپنے سے برآمد ہو کر ایک روز اصحاب سے فرمایا کہ مجھسے ایک امر واقع ہوا ہے اوسمین مجھے فتویٰ دو، اور پھر دریافت پر بیان کیا کہ میری لونڈی میرے سامنے سے گذری، اور مجکو رغبت ہوئی اور مین نے اوس کے ساتھ ہم بستری کی حالانکہ مین صائم تھا، قوم نے اس کو ایک امر عظیم سمجھا اور حضرت علی خاموش تھے مگر جبکہ ان سے حضرت عمر نے پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ تم نے (جماع لونڈی سے) حلال کیا اور یوم کی جگہ یوم ہونا چاہئے یعنی روزہ کے بدلے روزہ رکھ لو، تو بس حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ نے سب سے بہتر فتویٰ دیا۔ (ازالۃ الخفا)

(۲۵) محمد بن زبیر کہتے ہین کہ مین مسجد دمشق مین داخل ہوا کہ ایک ضعیف العمر آیا کہ بڑھاپے نے جسکی کمر خمیدہ کر دی تھی۔ مین نے اوس شیخ الکبیر سے دریافت کیا کہ تمنے کس کا زمانہ پایا ہے؟ کہا کہ عمر بن الخطاب کا، مین نے پوچھا اون کے ہمراہ کسی جنگ مین رہے ہو؟ کہا ہان، جنگ یرموک مین۔ مین نے کہا مجھسے کوئی حدیث بیان کیجئے، جو تمنے

سنی ہو؟ اسنے کہا کہ ہم چند جوان حج کو گئے راہ مین جبکہ احرام باندھے ہوئے تھے، ہمنے شتر مرغ کے انڈے توڑ ڈالے۔ جب ہم مناسک حج سے فارغ ہوئے تو اوسکا ذکر حضرت عمر سے کیا وہ سنکر آنحضرت صلعم کے حجرون کی طرف چلے اور ہمسے کہا کہ ہمارے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ وہان پہونچکر ایک حجرہ پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کون ہے؟ حضرت عمر نے پوچھا ابوالحسن کہان ہین؟ آواز آئی کاریز مین ہین۔ وہین حضرت عمر روانہ ہوئے اور ہم بدستور اون کے پیچھے پیچھے تھے۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ حضرت علی زمین کو ہاتھون سے ہموار کر رہے ہین۔ انہون نے حضرت عمر کو خوش آمدی کہا۔ حضرت عمر نے صورت مسئلہ بیان کی۔ علی علیہ السلام نے (ازروے اخلاق) فرمایا تمنے کیون تکلیف کی کسیکو بہیجا ہوتا۔ حضرت عمر نے کہا کہ مین خود آپکی خدمت مین حاضر ہونے کا حق تہا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مطابق شمار انڈون کے نحل (سانڈ) باکرہ اونٹنیون پر ڈلواؤ اور جو اون سے بچے ہون اونکو ہدی کر دین۔ حضرت عمر نے کہا اونٹنیان کبھی کبھی بچہ گرا ہی دیا کرتی ہین۔ حضرت علی نے کہا انڈے بھی تو کبھی کبھی گندے ہو جایا کرتے ہین۔ حضرت عمر نے یہ سنکر کہا الہی تو مجہے ایسی حالت مین جبکہ ابوالحسن موجود نہون کوئی مصیبت نہ ڈالنا۔ [۵۱]

(۲۶) حضرت عمر کے پاس ایک چور لایا گیا جسکا ہاتھ اور پیر پہلے سے کٹا ہوا[۵۲] تہا۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ دوسرا پیر بھی کاٹا جائے۔ حضرت علی نے آیۃ۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض

---

۵۱ ذخائر العقبی ریاض النضرۃ کنز العمال۔ ازالۃ الخفاء مآثر جناب امیر علیہ السلام

۵۲ سزا یافتہ سابق تہا۔

Marfat.com

ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم ڈ پڑہکر فرمایا اب یہ لایق نہین ہی کہ دوسرا پیر کاٹا جائے آیا تم یہہ چاہتے ہو کہ اسکو چلنے کا سہارا بھی باقی نرہے۔ چاہیے کہ تعزیر دو یا قید کردو، حضرت عمر نے اوسکو قید کردیا۔ (کنز العمال)

(۲۷) حضرت عمر کے پاس آکر دو شخصون نے لونڈی کے طلاق کا مسئلہ پوچھا۔ حضرت عمر نے مجمع اصحاب مین ایک مرد اصلع[۵۱] سے متوجہ ہوکر کہا بتائیے، اوس بزرگ نے زبان سے "دو" کہکر انگشت سبابہ[۵۲] اور اوس ہی ملی ہوئی انگلی کو اوٹھا دیا، یہ سنکر حضرت عمر نے اون دونون شخصون سے کہا کہ (طلاق لونڈی کے) دو ہین۔ اون دونون نے کہا سبحان اللہ ہم تو آپ کو امیر المومنین سمجھکر آپ سے مسئلہ پوچھنے آئے تھے، آپ نے خود دوسرے سے پوچھکر بتایا، واللہ ہم آپ کی بات نہ مانین گے حضرت عمر نے کہا تم جانتے بھی ہو کہ یہ ہین کون؟ اونھون نے کہا نہین تو۔ حضرت عمر نے کہا یہی علی ابن ابی طالب ہین جنکی بابتہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے خود آنحضرت سے سنا ہے کہ اگر اہل آسمان و زمین کا ایمان ایک پلہ مین رکھا جائے اور دوسرے مین علی ابن ابی طالب کا، تو علی ابن ابیطالب کے ہی ایمان کا پلہ وزنی ہوگا[۵۳]

(۲۸) حضرت عباس ابن عبد المطلب عم رسول اللہ کا مکان پہلوے مسجد مدینہ مین تھا، حضرت عمر نے اون سے کہا کہ اسے آپ فروخت کردین۔ تاکہ

---

[۵۱] جسکے مقدم موئے سر نہون اور وہ جگہہ کہلی ہوئی ہو اوسکو کہتی ہین ہمارے محاورہ مین ایسے شخص کو کشادہ اور فراخ پیشانی والا بہی کہہ سکتے ہین۔

[۵۲] کلمے کی انگلی ۱۲ منہ۔ [۵۳] مودۃ قربی سید علی ہمدانی و مناقب اخطب خوارزم ۱۲ منہ

Marfat.com

شامل مسجد نبوی کیا جائے حضرت عباس نے انکار کیا، پھر حضرت عمر نے کہا کہ مجھے ہبہ کر دیجئے، اس سے بھی انکار کیا۔ پھر حضرت عمر نے کہا کہ اچھا آپ اپنی ہی طرف سے اسے شامل مسجد کر دیجئے۔ اس سے بھی اونہوں نے انکار کیا۔ اسپر حضرت عمر نے کہا کہ تمہین۔ ان تینون باتون مین سے ایک نہ ایک ماننا پڑے گی حضرت عباس نے کہا (زبردستی ہی ماننا پڑے گی) کسی کو حکم مقرر کرو حضرت عمر نے ابیّ بن کعب کو حکم مقرر کیا۔ ابیّ نے واقعہ سنکر حضرت عمر سے کہا کہ جب تک حضرت عباس راضی نہون تم کسی صورت سے بھی مکان نہین لے سکتے۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ تم یہہ حکم از روے کتاب الٰہی دیتے ہو یا بروے سنت؟ ابیّ نے کہا بروے سنت نبوی، حضرت عمر نے کہا کیونکر؟ ابیّ نے کہا کہ مین نے خود آنحضرت سے سُنا ہے کہ جب سلیمان بن داؤد نے بناے بیت المقدس کی تو آس پاس کی سب زمینین گھیر کر دیواریں بنوائین، مگر صبح کو وہ سب گری ہوئی ملین۔ اور سلیمان کو وحی ہوئی کہ تم کسی کے حق کے اندر جب تک کہ وہ راضی نہو مت بناؤ، یہہ سنکر حضرت عمر نے درگزر کی۔ مگر بعد کو خود جناب عباس نے اپنا مکان شامل مسجد نبوی کر کے مسجد کو وسیع کیا [1]

(۴۹) حضرت عمر نے ایک شب گشت مین کسی عورت کو بالاے بام اپنے شوہر کے فراق مین جوش سے بیتابانہ اشعار پڑھتے ہوے سنا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر اپنے نفس سے خطاب کیا کہ اے [illegible] عورات مدینہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اسی وقت [illegible] دروازہ پر پہونچے دستک دی، وہ آئین اور اس [illegible] تشریف آوری کا

---

[1] تفسیر در منثور [illegible]

سبب ان الفاظ سے پوچھا خیر تو ہے کیا وجہ اسوقت تشریف آوری کی
ہوئی؟ انہون نے کہا مجھی یہ بتاؤ کہ عورت بغیر اپنے شوہر کے کب تک
صبر کر سکتی ہے؟ حفصہ بی بی نے کہا کہ انتہا چار مہینہ۔ صبح کو حضرت عمر نے
تمامی امرا لواسے کو تحریری احکام بھیجے کہ کوئی شخص فوجی چار مہینہ سی
زیادہ اپنے اہل سے جدا نہ رہے

یہ واقعہ ابراہیم بن عبد الصمد یمنی شافعی نے بھی کتاب الاکتفا مین
باختلاف بعض الفاظ لکھا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفا
مین دو سندون سے اس واقعہ کو لکھا ہے اور اون اشعار کو بھی درج
کیا ہے جو وہ عورت فراق شوہر مین پڑھ رہی تھی۔ لیکن ام المومنین
حفصہ کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ وہ اپنے پدر بزرگوار سے اون کی سوال کو
سنکر شرما گئین اور اون کے اصرار پر زبان سے تو کچھ نہین کہا،
صرف چار انگلیان اوٹھا دین تھین جن سے حضرت عمر نے قیاس چار ماہ
کی مدت کا کیا۔

(۴۰) رفاعہ بن رافع کہتا ہے کہ مین حضرت عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا
کہ ایک شخص نے آکر اون سے کہا کہ زید بن ثابت غسل جنابت مین،
(وجوب غسل کا بعد دخول بلا انزال) اپنی رائے سے مسجد مین لوگون کو فتوی
دیتا ہے، حضرت عمر نے زید کو بلا کر کہا کہ اے دشمن نفس مجھے معلوم ہوا ہی
کہ تو لوگون کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے، زید نے کہا کہ یہ بات نہین
ہے بلکہ مین نے اپنے چچاؤن سے ایک حدیث سُنی ہے اوسی کو مین نے
ابو ایوب، ابی بن کعب اور رفاعہ بن رافع سے بیان کیا ہے، حضرت عمر
نے رفاعہ سے پوچھا اسنے کہا کہ ہم عہد رسول اللہ مین یہی عمل کرتے تھے

Marfat.com

(یعنی بغیر انزال غسل جنابت نہیں کرتے تھے) بس نہ خدا کی طرف سے کوئی نہی آئی اور نہ رسول اللہ نے کوئی ممانعت کی، حضرت عمر نے پوچھا آیا آنحضرت اس بات کو جانتے تھے؟ انہوں نے کہا اسے ہمیں نہیں معلوم۔ حضرت عمر نے تمام مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کیا کہ ایسی حالت (بغیر انزال) میں غسل واجب نہیں ہے لیکن معاذ اور علی اس کے خلاف تھے اور وہ کہتے تھے کہ بعد دخول (خواہ انزال ہو یا نہ) غسل واجب ہوگا۔ حضرت عمر نے یہی حکم اس تاکید سے فرمایا کہ آئندہ میں سنوں کہ لوگ بعد دخول غسل نہیں کرتے تو ان کو سخت سزا دونگا۔[۵]

(۴۱) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے اپنی زوجہ انصاریہ مادر عاصم بن عمر کو جب طلاق دیدی تو وہ عاصم کو بھی جسکی مدت شیر خوارگی ختم ہو چکی تھی گود میں لے چلیں۔ حضرت عمر نے اوس کا بازو پکڑ لیا۔ اور چھیننے لگے کہ یہ میری اولاد ہے میں زیادہ حقدار ہوں۔ دونوں میں چھینا جھپٹی ہونے کے بعد آخر کار مقدمہ حضرت ابو بکر کے روبرو پیش ہوا، انہوں نے حضرت عمر سے فرمایا جب تک کہ یہ لڑکا جوان اور مختار نہو جائے اسوقت تک بمقابلہ تمہارے اوسکے لیے اوسکی ماں کی ہوا اور گرمی اور بچھونا اچھا ہے، دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر نے یہ حدیث پیغمبر بھی بیان کی تھی کہ جسکو خود انہوں نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ "کوئی ماں اپنے بیٹے سے جدا نہیں کیا جاسکتی" (کنز العمال علی متقی)

[۵] کنز العمال و ازالۃ الخفاء

(۴۲) حضرت عمر نے ایک عورت کے جسکے چھٹے مہینہ بچہ ہوا تھا سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ علی مرتضےٰ نے سنکر آیۃ "حملہ وفصلہ ثلثون شہرا" اور آیۃ وفصالہ فی عامین پڑہی اور کہا کہ حمل چھہ مہینہ کا ہوا اور فصال دو برس کا حضرت عمر نے "لولا علی لہلک عمر" کہہ کر اوس عورت کو چھوڑ دیا۔[۵۱] اسیطرح کی ایک روایت ازالۃ الخفا مین بہی ابن عباس سے مروی ہے"

(۴۳) حضرت عمر نے باب جزیہ مجوس مین لوگون سے مشورہ کیا، عبدالرحمن بن عوف نے یہ حدیث پیغمبر جسکو انہون نے خود سُنا تہا بیان کی کہ "اونسے طریقہ اہل کتاب کا برتو" اور ابن ابی شیبہ نے یہ بہی روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے مجوس سے اوسوقت تک جزیہ نہین لیا، جب تک کہ عبدالرحمن بن عوف نے یہ گواہی نہین دی کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ تم اون کے ساتھہ بطریق اہل کتاب سلوک کرو، اور پیغمبر نے مجوس سے جزیہ مین ہجر (نام قریہ نیمز رو) لیا ہے"[۵۲]

دار قطنی نے کتاب مجتبیٰ مین یہ روایت بہی لکھی ہے کہ راوی دروازہ نبی پر بیٹھا تہا کہ دو مجوسی اندر گئے اور جب وہ باہر آئے تو راوی نے پوچھا تمہارے بارے مین آنحضرت نے کیا حکم دیا؟ اونہون نے کہا اسلام یا قتل، راوی کہتا ہے کہ لوگون نے عبدالرحمن کا قول لے لیا، اور میرا قول چھوڑ دیا۔

(۴۴) حضرت عمر کے پاس ایک عورت آئی کہ اوسکو اوسکے شوہر کی

---

[۵۱] ذخائر العقبیٰ۔
[۵۲] تفسیر در منثور سیوطی ومصنف ابوبکر بن ابی شیبہ وشرح کنز الدقائق وسنن ابی داؤد وصحیح بخاری، وقرۃ العینین ۱۲۔ منہ

دیت سے حصہ نہین دیتے تھے حضرت عمر نے کہا ہان، تیرا اوسمین کچھ نہین ہے بلکہ وہ اہل عقل عصبہ والون کے لئے ہے۔ جب بعض صحابہ نے گواہی دی کہ نہین رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ زوجہ بھی دیت زوج مین وارث ہے تب حضرت عمر نے حکم دیا [۱] شرح مسلم، مولوی عبد العلی مین سنن ابی داؤد سے بروایت ضحاک نیا گیا ہے کہ کہا رسول اللہ نے وارث ہوگی عورت اشیم کی اپنے زوج کی دیت مین" اور نیز شرح مسلم مولوی عبد العلی و شرح الشرح یعنی حاشیہ شرح عضدی مین ہے کہ حضرت عمر نے دیت انگلیون مین خبر عمرو بن حزم پر عمل کیا، اور شرح مختصر الاصول مین ہے کہ حضرت عمر نے جزیہ مجوس مین خبر عبد الرحمن پر اور وجوب غرہ جنین مین خبر حمل بن مالک اور میراث زوجہ سے دیت زوج مین خبر ضحاک پر اور دیت اصابع مین خبر عمرو بن حزم پر عمل کیا"

(۴۰) حضرت عمر سے میراث عمہ (پھوپی) کی نسبت بروے قرآن مسئلہ اونکا علم دریافت کیا گیا تھا جبکہ ذوی الفروض اور عصبہ بھی ہون، راوی کہتا ہے کہ جب وہ نماز ظہر پڑھ چکے تو اپنے غلام یرفا نامی کو حکم دیا کہ جا اور وہ کتاب لے آ جو شان عمہ، مین ہے، وہ گیا اور ایک کتاب لے آیا، حضرت عمر نے پھر حکم دیا کہ "تور" (وہ ظرف جسمین پانی بیا جاتا ہے ہندوستانی محاورے مین گلاس کٹورہ خواہ بادیہ سمجھو) لے آ، وہ گیا اور لے آیا، حضرت عمر نے اوسمین اوس کتاب کو محو کر کے کہا فرمایا "اور ضیک اللہ فریک" اگر ثابت کرے گا تجھ کو اللہ پڑھے گا" [۲]

(۴۱) حضرت عمر نے جناب رسول خدا سے میراث کلالہ کو پوچھا آنحضرت

[۱] تفسیر کبیر ۱۲ [۲] شرح موطا از ملا علی قاری ۱۲ منہ

Marfat.com

فرمایا کہ خدا اس آیتہ میں بیان کرچکا ہے۔ ان کان رجل یورث کلالہ"
مگر حضرت عمر نہیں سمجھے، پھر خدا نے اس آیتہ کو نازل کیا" یستفتونک،
قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ" مگر پھر بھی حضرت عمر نہ سمجھے، اور اپنی بیٹی ام المومنین
حفصہ سے کہا کہ جسوقت آنحضرت کو تم محظوظ دیکھنا تو اونسے ذرا اسکو پوچھہ لینا
انہون نے آنحضرت کو ایک موقع پر خوش پاکر کلالہ کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت
نے فرمایا ضرور تمہارے باپ نے یہہ سمجھوایا ہے مگر مین سمجھتا ہون جو وہ کبھی
بھی سمجھے، حضرت عمر نے یہہ سنکر کہا بے شک مین کبھی بھی اسے نہ جانونگا
اور رسول اللہ نے جو کچھہ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے ؎

(۳۹) مسند احمد حنبل میں ایک طولانی حدیث ہے جسمین حضرت عمر قسم
کہتے ہین کہ مجھہ پر کسی چیز مین ایسی درشتی اور شدت آنحضرت نے نہین فرمائی
جیسی کہ شان کلالہ مین یہانتک کہ اپنی انگلیان میرے سینہ پر مارکر فرمایا
کہ تجھہ کو آیتہ صیف آخر سورہ النسار کفایت کرتی ہے" حضرت عمر کہتے ہین
کہ تحقیق اگر مین زندہ رہا تو قریب ہے کہ درباره کلالہ ایسا حکم دونکہ جو
کوئی پڑھے وہ بھی اور جو نہ پڑھے وہ بھی اوسے جان لے گا" یہ ایک
افسوسناک تعجب ہی کہ جب حضرت عمر مسئلہ کلالہ کو نہین سمجھتی تہی اور نہ سمجھہ سکتی تہی اور پھر انہین
ایسے زور شور سے حکم دینے کا ارادہ فرماتی تہی۔ جیسا کہ ظاہر کیا ہی۔

(۴۰) کنز العمال میں حضرت عمر کا یہ قول بھی روایت کیا گیا ہی کہ اگر مین کلالہ کو جان
لون تو وہ مجھے محبوب نہ ہوگا، اس سی کہ میری واسطے مثال قصور شام کے ہون
اور جسوقت وہ آیتہ" یبین اللہ لکم ان تضلوا" پڑھتے تہی تو فرمایا کرتے تہے کہ الٰہی جس
کسی کیلئے کلالہ کا مسئلہ بیان کیا جائی۔ پس نہ بیان کر تو اوسکو میرے واسطے" مسروق

؎ کنز العمال ۱۲۔ منہ

Marfat.com

کہتا ہی کہ مین نے حضرت عمر سے اپنے قرابت والون کے لئے جو وارث کلالہ کی ہون پوچھا پس وہ کلالہ (کلالہ کے بارے مین حضرت عمر کو سوال نہایت شاق گذرتا تہا) فرمانے لگے، اور ڈارہی پکڑ کے کہا کہ اگر مجھکو اسکا علم ہو جائے تو مجکو وہ اس سے محبوب تر ہو کہ میرا قابو ہو تمام اون چیزون پر جو زمین پر ہین اور مین نے رسول اللہ سے اوسکو پوچھا تہا اونہون نے فرمایا۔ آیا نہین سنی ہے تو نے وہ آیۃ جو نازل ہوئی ہے صیف مین، اور تین بار اوسکا اعادہ کیا، حضرت عمر یہی فرماتے ہین کہ تین چیزین ہین اگر رسول اللہ ہمارے لئے اونکا بیان فرما جاتے تو مجکو دنیا اور اسکی ما فیہا سے محبوب تر ہوتا۔ ایک خلافت، دوسرے کلالہ، تیسرے ربا،

(۴۱) محمد بن سیرین کہتے ہین کہ آیۃ کلالہ، سفر حجۃ الوداع مین نازل ہوئی تہی، آنحضرت کے قریب اوسوقت حذیفہ بن الیمان تہے اور اونکے برابر ہی حضرت عمر، پس حضرت نے اوس آیۃ کو حذیفہ کو سکہایا اور حذیفہ نے حضرت عمر کو، پس جبکہ عمر خلیفہ ہوئے تو اونہی نے اس امید پر کہ اس آیۃ کی کچہہ تفسیر ہی اون کے پاس ہوگی اس آیۃ کو حضرت حذیفہ سے پوچہا، انہون نے کہا آپ عقل کے دشمن ہین کیا آپ گمان کرتے ہین کہ مجھے آپ کی امارت اس امر پر برانگیختہ کریگی کہ جسدن یہ آیۃ نازل ہوئی تہی اور مجکو رسول اللہ نے بتائی تہی اور مین نے آپ کو اوسکے سوا ہی مین تم کو کچہہ بتاؤن جو گویا مجہکو رسول اللہ نے اوسی روز بتائی تہی۔ حالانکہ مین نے تم کو وہی بتایا ہے جو کہ مجہکو رسول اللہ نے بتایا تہا اور بخدا مین اوسپر کچہہ زیادہ نہین کر سکتا، حضرت عمر فرمانے لگے، خدا تمپر رحمت نازل کرے میرا ہرگز یہ منشا نہ تہا اور پہر حضرت عمر فرمانے لگے۔ الہی ب

کسی سے لے لو نے اسے بیان کیا ہے اور سکے لیے ہو میرے لئے نہین ہے جو سمجھا ہو اوسکو وہ سمجھا ہو مین تو اوسے نہین سمجھا" (تفسیر ثعلبی)

(۴۲) حضرت عمر نے کسی سے بہ قصد خریداری گھوڑا لیا اور اوسپر کسیکو چڑھایا وہ گھوڑا ہلاک ہوگیا اوس شخص نے حضرت عمر سے جھگڑا کیا، حضرت عمر نے کہا کہ کسی کو حکم مقرر کر، اوسنے قاضی شریح عراقی کو حکم مقرر کیا۔ حضرت عمر شریح کے پاس آئے، شریح نے حضرت عمر سے کہا کہ آپنے گھوڑے کو صحیح و سالم لیا تہا اور آپ ضامن ہے کہ اوسکو صحیح و سالم واپس کرین، قاضی کے اس فیصلہ نے حضرت عمر کو تعجب مین ڈالا اور اون کو عہدہ قضا پر مقرر کر دیا" (ازالۃ الخفا)

(۴۳) ایک اعرابی اونٹ بیچنے آیا، حضرت عمر نے آکر اونہین چھو چھو کر ٹھکرایا تاکہ وہ کھڑے ہو جائین اور حضرت عمر اون کی چال کو دیکھ لین، اعرابی نے حضرت عمر کو مغلظ ایک کلمہ کہا اور منع کیا۔ لیکن حضرت عمر نے اوسکے منع کرنے کی کچھ پروا نہین کی اور ایک ایک اونٹ کو تکا لتے رہے اعرابی نے کہا مین تو گمان کرتا تہا کہ آپ بڑے آدمی ہین۔ بہر حال جب حضرت عمر خوب طرح دیکھ چکے تو پسند کیا اور خرید لیا۔ اور اعرابی سے کہا کہ انکو چھوڑ دو اور قیمت لے لو۔ اعرابی نے کہا کہ جو تیت اور پالان اوتار لون، حضرت عمر نے کہا واہ وا، جب مین نے اونٹون کو مول لے لیا تو جو کچھ اونپر ہے وہ میرا مال ہے، اعرابی نے بے خوف کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم سخت بُرے آدمی ہو، حضرت عمر کو بھی غصہ آیا وہ جھگڑ رہے تہے کہ اتفاق سے علی مرتضے بھی اوسوقت آگئے، حضرت عمر نے اوس عرب سے کہا کہ تو راضی ہے کہ میرے اور تیرے درمیان یہ

Marfat.com

بزرگ فیصلہ کردیں؟ اوس نے کہا ہاں دونوں نے رو نداد قضیہ علیم نقضیٰ سے بیان کی علی مرتضیٰ نے حضرت عمر سے کہا کہ اگر خریدار دن میں یہ شرط ہی کہ اونٹ اور جو کچھہ اوسپر ہے بالان یا جہولیں وہ بہی داخل قیمت ہیں تب تو بے شک آپ لیں ورنہ نہیں - اکثر آدمی اونٹوں پر بہت سی چیزیں لادے ہوتے ہیں اور اونٹوں سے اون کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، یہ فیصلہ سنکر اعرابی نے بالان اور جہولیں اونٹوں سے اوتار لیں اور اونٹوں کو چہوڑ دیا، اور حضرت عمر نے [illegible] کردی " کنز العمال -

(٤٤) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر پر ایک امر ایسا وارد ہوا کہ جسکی بے چینی سے کہڑے ہو جاتے تہے اور کبہی بیٹھ جاتے تہے اور اوس امر نے اونکو نہایت متفکر اور تردد کردیا، بالآخر اصحاب نبی صلعم کو جمع کرکے اونسے مشورہ کیا سب نے کہا اے امیر المومنین ہم کیا پوچہتے ہو تم ہی جائے پناہ ہمارے ہو اور تم ہی ہر بات کی تہ کو پہنچنے والے ہو، حضرت عمر یہ کلام سنکر نہایت برافروختہ ہوئے اور کہا کہ خدا سے ڈر کر سچی بات کہنی چاہئے تاکہ تمہارے اعمال کی صلاح ہو، سب نے عرض کیا یا امیر المومنین جو امر تم پوچہتے ہو ہم اوس سے کہ اون کے متعلق کچہہ خبر نہیں - یہہ سنکر حضرت عمر نے بہ قسم کہا میں اوس کے عالم و دانا اور اپنے ملجا و ماوا کو کہ کون ہے اور کہاں ہے جانتا ہوں؟ لوگوں نے کہا - آیا آپ کی مراد علی ابن ابی طالب سے ہے؟ [illegible] بہ قسم شرعی کہا کہ بے شک وہی ہیں اور آجتک اونکا مثل و مانند فضل دانش میں مادر گیتی نے دوسرا نہیں جنا ہے؟ تم سب میرے ہمراہ اونکی

خدمتین چلو، اسپر لوگ کہنے لگے آپ اون کے پاس جاتے ہین اونہین کو
کیون نہین بلا لیتے وہ چلے آئین گے ؟ حضرت عمر فرمانے لگے، صد افسوس
جو بنی ہاشم کے تعلقات اور آنحضرت صلعم سے اونکو قرابت قریبہ ہے اور پھر
تمنے نظر نہ کی، وہی نشان علم ہین جو لوگون کو دیا جاتا ہے، اور وہ ایسے ہین
کہ جو کسی کے گھر پر نہین جاتے ہین اور اونہین کے گھر سے حکمت دیجاتی ہے
یہ سنکر سب لوگ حضرت عمر کے ساتھ خدمت مرتضوی مین پہونچے، وہ حضرت
باغ مین تھے اور آیۃ "ایحسب الانسان ان یترک سدی" (ایا انسان
گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل چھوڑا جائے گا) بار بار تلاوت فرما رہے تھے، اور
روتے جاتے تھے، خود حضرت عمر نے قاضی شریح سے کہا اب وہ امر جو مجھسے
بیان کیا تھا، ابو الحسن سے بیان کرو، قاضی نے کہا کہ مین دار القضا مین
بیٹھا ہوا تھا کہ اس شخص نے آکر مجھسے ذکر کیا کہ ایک شخص نے دو عورتین میری
سپردگین تھین جنمین ایک آزاد گران کابین (بڑے مہر والی) تھی، اور دوسری
ام الولد اور اوسنے کہا تھا کہ میری واپسی تک انکو نفقہ دو، اس شب یہ واقعہ
ہوا کہ دونون کے بچے ہوئے ایک کے پسر ایک کے دختر لیکن دونون پسر کا
دعوی کرتی ہین اور بوجہ میراث دختر سے منکر ہوتی ہین، جناب امیر نے پوچھا
پھر تمنے کیا حکم دیا شریح نے کہا کہ اگر ہمارے پاس حکم ہوتا تو یہ قصہ آپکے
سامنے کیون پیش ہوتا۔ حضرت نے ایک تنکا اوٹھا کر فرمایا کہ اس قضیہ کا
فیصلہ اس تنکے سے بھی سہل تر ہے اور پھر آپ نے ایک کاسہ طلب کر کے
ایک عورت سے کہا کہ اپنا دودھ اس مین دوہ اوسنے دوہ دیا، حضرت نے
اوسکو وزن کیا، پھر دوسرے سے کہا کہ تو بھی اپنا دودھ دوہ، اوس نے بھی
دوہا اور آپنے بدستور اس کو بھی تولا جو پہلے سے وزن مین آدھا ہلکا تھا، جناب

امیر نے دوسری عورت سے کہا کہ تو دختر اپنی لے، اور پہلی عورت سے
جسکا دودھ وزنی تھا کہا کہ تو اپنا لڑکا لے۔ اور آپ نے شرح سے فرمایا
کہ آیا تم نہیں جانتے کہ لڑکی کا دودھ لڑکے سے نصف ہوتا ہے اور اسی وجہ
سے میراث بھی دختر کی نصف ہے، عقل بھی اوسکی نصف ہے۔ شہادت
بھی اوسکی نصف ہے، دیت بھی اوسکی نصف ہے پس لڑکی ہر چیز
مین نصف ہے، حضرت عمر کو اس حکم سے بہت ہی تعجب ہوا اور فرمایا کہ اے
کہ یا ابوالحسن کہ خدا مجھے ایسے قضیہ دشوار کے وقت ایسی حالت مین کہ
اوسکے حل کرنے کے لئے آپ نہون باقی نرکھے اور خدا نہ کرے کہ مین
کسی ایسے موقعہ پر ایسے مقام پر ہون کہ جناب آپ نہون۔ ۵۱

(۴۵) حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جسکے عجیب الخلقت
لڑکا ہوا تھا اوس کے دو بدن، دو شکم، چار ہاتھ، دو سر، اور دو
شرمگاہین، اور یہ سب اوپر کے حصہ جسم مین تھا اور نیچے دو رانین دو
پنڈلیان اور دو پاؤن مثل سب لوگون کے تھے، وہ عورت اپنے شوہر
متوفی کی جو باپ اس مولود عجیب الخلقت کا تھا میراث طلب کرتی تھی،
حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ کو جمع کرکے واقعہ بیان کیا اور حکم
پوچھا لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا، پھر علی ابن ابی طالب بلائے گئے
آپ نے سنکر فرمایا کہ یہ امر اپنے لئے خود خبیر ہوگا۔ تم صرف اس عورت اور
اوسکے بچہ کو محافظت مین رکھو اور مال پر قبضہ کرو اور کسی کو ان کی خدمت
کے لیے مقرر کردو اور مصارف خاطر خواہ ان کے اوٹھاؤ، حضرت عمر نے
ایسا ہی کیا، بعد چندے وہ عورت مرگئی اور وہ خلقت عجیب جوان ہوا

۵۱. جمع الجوامع، کنز العمال ۱۱ صفحہ

Marfat.com

اور پہرا سنا طلب کی، علی مرتضیٰ نے حکم دیا کہ ایک خادم خصی (خواجہ سرا) ان کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے تاکہ وہ مامن ماؤن کے متولی ہو کہ وہ محرم ہونے کی وجہ سے حلال ہوگا۔ بعدہٗ ان دولون بدلون مین سے ایک نے خواہش نکاح کی، حضرت عمر نے علی مرتضیٰ کو خبر کی کہ آپ کیا فرماتے ہین ان کے امر مین اگر ایک ان مین سے کسی امر کا خواہشمند ہوتا ہے تو دوسرا جو اوس سے ملصق ہے اوسکی ضد چاہتا ہے۔ علی مرتضیٰ نے اللہ اکبر فرما کر کہا کہ خدا بلاشبہ حلیم و کریم تر ہے اس نے کہ ایک بندہ کو اوسکا بہائی اس صورت مین دکہایا جائے کہ وہ اپنے اہل سے مصروف جماع ہو، تم صرف تین روز تک اسکو ٹالتے رہو خدا بہت جلد اپنا حکم جاری کرنے والا ہے، اور ایسی خواہش در اصل پیام موت ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ تین روز کے بعد مرگیا اب حضرت عمر کو دوسری فکر لاحق ہوئی اور اصحاب رسول اللہ کو جمع کرکے مشورہ کیا، بعض نے یہ صلاح دی کہ مردہ کو زندہ سے کاٹ کر کفن دفن کرو، حضرت عمر نے کہا کہ تمہارا مشورہ عجیب ہے کہ زندہ کو مثل مردہ کے قتل کرین اور خود زندہ کا جسد بھی فریاد کرنے لگا اور جنہون نے مشورہ دیا تہا ان کو کہنے لگا خدا انہین سمجہے تم مجہکو قتل کرتے ہو حالانکہ مین اقرار شہادتین کرتا ہون اور قرآن پڑہتا ہون، آخرکار پہر حضرت علی سے پوچہا گیا تو فرمایا کہ حکم اس مسئلہ مین سہل اور واضح تر ہے کہ مردہ کو غسل و کفن کرکے اسکے بہائی کے ساتہ چہوڑ دو اور اوسکو لئے پہرے اور اسکا وقت معین ہو، جب مردہ خشک ہو جائے تو اوسی کاٹ لو تاکہ زندہ کو کچہہ درد و اذیت نہ پہونچے اور مین جانتا ہون کہ خدا اسکو بھی تین روز سے زیادہ زندہ نہ رکہے گا۔ کیونکہ وہ اوسکی بوئی بد سے

منادی ہوگا، علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق تعمیل کی گئی اور [illegible]
نے ابن زندہ کے متعلق جو حکیمانہ پیشین گوئی کی تھی، [illegible]
روز پوری ہوگئی، حضرت عمر نے دعا دی کہ الہی تو علی کو جو ہر شبہ کے
کھولنے والے اور ہر حکم کے واضح کرنے والے ہین ہمیشہ رکھیو۔ [illegible]

(۴۶) حضرت عمر سے غلام کی نسبت پوچھا گیا کہ وہ کتنی عورتین کرسکتا ہے؟
اونہی نے حضرت علی سے کہا کہ آپ بتا دیجئے جناب امیر نے کہا کہ دو [illegible]

(۴۷) اذینة العبدی نے حضرت عمر کے پاس آکر پوچھا کہ عمرہ کہان سے
شروع کرون کہا کہ جاؤ اور علی سے پوچھ لو [illegible]

(۴۸) حضرت عمر عرفہ مین لوگون کو خطبہ دے رہے تھے اور آداب
حج سکہا رہے تھے اونہون نے کہا کہ منیٰ مین جو شخص کنکریان [illegible]
تو اوسپر سوائے عورت اور خوشبو کے کہ اسکو قبل طواف [illegible]
نہین چہو سکتا، وہ سب حلال ہوگا کہ جو حاج کے لئے حرام ہے اور [illegible]
روایت مین یہ قول اونکا مذکور ہوا ہے کہ جسنے کنکریان پہینکدین اور
سر منڈوا لیا یا بال کم کرا دئے اور ہدی کو اگر اوس کے ساتھ [illegible]
کرلیا، تو حلال ہو جائے گا، فقہا نے حضرت عمر کے قول [illegible]
طواف کو ترک کردیا وہ حدیث عائشہ اور دوسری حدیث کو [illegible]
آنحضرت کا قبل طواف خوشبو سونگھنا بیان کیا [illegible]
کرتے ہین [illegible]

(۴۹) حضرت عمر فرماتے ہین کہ قرآن مین [illegible]

له کنز العمال و جمع الجوامع للسیوطی [illegible] [illegible] ریاض النضرة [illegible]
سیوطی [illegible] [illegible] ریاض النضرة [illegible]

ہوئی ہے، وہ آیت ربا ہے اور قبل اسکے کہ اوسکی کچھہ تفسیر ہمارے لئے بیان فرمانے آنحضرت انتقال کرگئے، پس ربا اور ریبہ کو چھوڑدو، یا یہ فرمایا کہ چھوڑدو اوس چیز کو جو تم کو ربا معلوم ہوا اوس چیز تک جو ربا معلوم نہو" ۵۱

(۵۰) حضرت عمر کو ایک شامی کی نسبت خبر ملی کہ وہ اپنے مومن ہونیکا زعم کرتا ہے، حضرت عمر نے گورنر شام معاویہ کو اوس شخص کے بھیجدینے کی لئے حکم بہیجا جب وہ شامی آیا تو اوس سے حضرت عمر نے تصدیق کی کہ آیا تو ایسا دعوے کرتا ہے؟ اسنے کہا ہاں، حضرت عمر نے کہا وائے ہو تجہ پر یہ تو کہان سے کہتا ہے؟ اوس نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ کئی قسم کے لوگ تہے "مومن ہی منافق ہی اور مشرک ہی پس آپ اونین سے کون ہین؟ پس حضرت عمر نے آبسین پہچان کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا یہان تک کہ اوسکو پکڑ لیا" ۵۲

(۵۱) حسان بن ثابت ایک روز مسجد مین بیٹھے ہوئے اشعار پڑہ رہی تہی حضرت عمر نے انہین تیز و تند نظر سے دیکھا، حسان بولے یہ آپ مجھے گھورتے کیون ہین مین اوس شخص کے مناقب پڑہ رہا ہون جو تمسے بہتر تہا اور اوسکے بعد ابوہریرہ سے کہ جو مسجد مین موجود تہے حسان نے کہا تم کو مین خدا رب العزت کی قسم دیتا ہون تبا تو آیا میرے لئے تمنے آنحضرت سے یہ دعا نہین سنی کہ بار الہا مدد کر حسان کی روح القدس سے، ابوہریرہ نے کہا بے شک پیغمبر نے تمہاری نسبت یہی دعا کی ہے" ۵۳

---

۵۱ کنز العمال و ازالۃ الخفا۔ ۵۲ کنز العمال ۱۲ ۵۳ جذب القلوب الی دیار المحبوب و جمع الجوامع للسیوطی۔ ۱۲۔ منہ

Marfat.com

(۵۲) حضرت عمر نے کہا کہ مین اس چادر کی نہی کرتا ہون کہ وہ پیشاب سے[۱]
رنگی جاتی ہے، یہہ سنکر ابئے بن کعب نے کہا کہ تم کو ہرگز ایسا نہین کرنا
چاہیے۔ حضرت عمر نے وجہ پوچھی تو کہا کہ ہم عہد آنحضرت مین اسکو لباس
مین استعمال کرتے تہے حالانکہ قرآن نازل ہوچکا تہا، اور اسی مین
رسول اللہ کفنائے گئے ہین، حضرت عمر نے سنکر کہا کہ بے شک تم سچ
کہتے ہو" ؎۲

(۵۳) فصحائے یہود سے ایک عالم نے آکر حضرت عمر سے اخلاق پیغمبری
کو دریافت کیا، حضرت عمر نے کسی سے کہا کہ بلال کو بلاؤ۔ کہ وہ مجھسے زیادہ
اخلاق نبوی کا عالم ہے، بلال آئے اور اپنے ہمراہ اوس عالم یہود کو خانۂ
جناب سیدہ پر لے گئے اور خدمت مین علی مرتضے کے وہ عالم پیش کیا گیا
حضرت علی نے اوس کا سوال سنکر کہا کہ تو پہلے مجھکو متاع دنیا کے اوصاف
سنا تا کہ پھر مین تجھسے اخلاق آنحضرت صلعم کو بیان کرون، اس نے کہا
کہ میرے لئے اوصاف متاع دنیا بیان کرنا مونہہ کا نوالہ نہین ہے۔ جناب
امیر نے فرمایا جبکہ تو متاع دنیا کے بیان کرنے سے باوجودیکہ خدائے
علیم اوسکی کمی کی شہادت دیتا ہے اور اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہدی
کہ متاع دنیا قلیل ہے، عاجز ہی تو مین کیونکر تجھسے اخلاق پیغمبری بیان کرون
جسکے عظیم ہونے کی خدانے شہادت دی ہے اور اپنے حبیب سے
فرمایا ہے کہ بے شک تو خلق عظیم پر ہے" ؎۳ (تفسیر کبیر رازی)

(۵۴) ابوموسے اشعری در فاروقی پر حاضر ہوئے، اذن حاضری جاہا۔

؎۱ وہ پیشاب حیوان ماکول اللحم کا ہوگا یا چادر بعد رنگنے کے دہوئی جاتی ہوگی۔ یا یہ
امر تابع مسئلہ غیبت کے ہوگا ۱۲ منہ ؎۲ کنز العمال و ازالۃ الخفا ۱۲ منہ

Marfat.com

نہ ملا، کہ حضرت عمر کسی شغل کے کام مین مصروف تھے، جب فارغ ہوئے تو کہا
کہ ابو موسے کو بلاؤ کسی (دربان) نے کہا وہ تو چلے ہی گئے، حضرت عمر نے
(گستاخی سمجھکر) اونکو بلوا کر پوچھا کہ تم کیون چلے گئے؟ ابو موسے نے کہا
کہ ہم کو یہی امر کیا گیا ہے (جب اذن حاضری نہ ملے تو واپس چلے جانیکا)
حضرت عمر نے کہا گواہ پیش کرو، ابو موسے مجلس انصار مین گئے اور کہا کہ آیا
تم مین سے کوئی اس امر پر گواہی دیگا؟ سب نے کہا کہ ہمارا چھوٹا ابو سعید۔
ابو موسے ابو سعید خدری کو حضرت عمر کے پاس لے گئے۔ اور اونہون نے
تائید ابو موسیٰ کی کی۔ حضرت عمر نے کہا بے شک یہ امر آنحضرت صلعم کا مجھپر تو
پوشیدہ رہا کہ مین لہو و لعب مین بازارون مین گھومتا تھا ۵۱
اور کرمانی شرح صحیح بخاری مین یہ ہے کہ انصار نے ابو موسے سے جو کچھ
کہ حضرت عمر نے کہا تھا اوسکا انکار کر کے یہ کہا کہ اس امر کی حدیث اسقدر
معروف و مشہور ہے کہ ہمارے چھوٹے بچون تک نے آنحضرت سے
سنی ہے۔

(۵۲) حضرت عمر نے ابو واقد لیثی سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلعم نماز عید الفطر
اور عید الاضحیٰ مین کونسا سورت پڑھتے تھے، اوس نے کہا، ق والقرآن المجید،
اقتربت الساعۃ، اور انشق القمر ۵۲

(۵۳) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ ایک روز حضرت عمر کہنے لگے، کہ
سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کو تو ہم جانتے ہین لیکن الحمد للہ کو نہین جانتے
یہ کیا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کلمہ کو خدا نے اپنے نفس کے لئے
پسند کیا ہے اور جو کوئی کہ اس کلمہ کو کہتا ہے خدا اوسے دوست رکھتا ہے ۵۳

---

۵۱ صحیح بخاری۔ ۵۲ صحیح مسلم ۵۳ تفسیر در منثور سیوطی ۱۲۔ منہ

(۵۷) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ الحمد کو تو ہم یوں سمجھتے ہیں کہ ایک دوسرے کی حمد کیا کرتا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ کو اس وجہ سے سمجھے کہ سوائے معبود حقیقی کے کسی اور کی پرستش نہیں کی جاتی ہے۔ اور اللہ واکبر کو اسطرح جانا کہ مصلی تکبیر کہا کرتا ہے۔ لیکن سبحان اللہ! اس کو میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ کسی نے کہا کہ اللہ بڑا جاننے والا ہے حضرت عمر کہنے لگے کہ یہ ہی میری بدبختی ہے کہ اسکو بھی نہیں جانتا کہ اللہ اعلم ہے، علی مرتضی نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا اسم ہے کہ جو کسی کو خلائق میں سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ خلق اوسی کی طرف پناہ ڈھونڈتی ہے۔ اور خدا دوست رکھتا ہے کہ یہ کلمہ اوسی کے لئے کہا جائے، حضرت عمر نے سنکر کہا بے شک یہی بات ہے" [۵۱]

(۵۸) حضرت عمر نے ممبر پر چڑھ کے حاضرین سے دریافت کیا کہ قول عزوجل " او یاخذہم علی تخوف" میں تم کیا کہتے ہو اور تو سب چپ ہو گئے۔ مگر ایک مرد ضعیف بنو ہذیل نے کہا کہ یہ ہمارا لغت ہے اور تخوف کے معنی کم کرنے کے ہیں حضرت عمر نے کہا آیا عرب اسکو اشعار میں پہچانتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں اور ابو کبیر ہذلی شاعر کا شعر پڑھا، حضرت عمر نے کہا اے لوگو تم کو اپنے دیوان اشعار جاہلیت کو محفوظ رکھنا چاہئے کہ اسمیں تفسیر تمہاری کتاب کی ہے" [۵۲]

(۵۹) حضرت عمر نے کعب سے پوچھا کہ عدن کیا چیز ہے؟ اوسنے کہا کہ وہ ایک قصر ہے کہ جنت میں ہے اوس میں نبی، یا صدیق، یا شہید، یا حاکم عادل داخل ہوتا ہے" [۵۳]

---

[۵۱] کنز العمال و ازالۃ الخفاء، [۵۲] تفسیر کشاف، رسالۃ السیم الشہرمن [۵۳] درمنثور و ازالۃ الخفاء۔

(۶۰) حضرت عمر نے آیتہ "ما جعل علیکم فی الدین حرج" پڑھی اور کہا کہ میرے پاس کسیکو بنی مدلج سے بلا لاؤ، جب ایک شخص قبیلہ مذکور کا آیا تو اوس سے اونہین نے پوچھا کہ تم لوگون مین حرج کے معنی کیا ہین؟ اوس نے کہا کہ تنگی"۔ ؎۱

(۶۱) حضرت عمر نے آیتہ "وفاکہۃ وابا" پڑھکر فرمایا کہ فاکہہ تو ہی ہے جسکو ہم پہچانتے ہین لیکن اَبّ کیا چیز ہے بعدہ کہا کہ ہم کو اس کی تکلیف سے ہی کی گئی ہے، دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر نے اپنا عصا کہ جو ہاتھہ مین لئے ہوئے تہے چہوڑ دیا اور کہا کہ عمر کے لئے یہی ہے اور قسم بخدا کہ وہ تکلیف ہے اور تجہہ پر یہ بات لازم نہین ہے کہ تو اَبّ کو جانے کہ وہ کیا چیز ہے پیروی اور عمل کرو تم لوگ اوس کی جو کتاب مین تمہارے واسطے ظاہر کیا گیا ہے، اور جس چیز کو تم نہین پہچانتے ہو اوس کو چہوڑ دو خدا کی طرف" اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم کو تکلیف نہین دی گئی ہے اور نہ ہم کو حکم دیا گیا ہے اَبّ کے لئے" اور ایک روایت مین ہے کہ کسی نے حضرت عمر سے اَبّ کو پوچھا اور جب اونہون نے دیکھا کہ لوگ اوسکو بیان کرتے ہین تو دُرّہ سے اون کی مزاج پرسی کی"۔ ؎۲

(۶۲) اُبے بن کعب آیتہ " اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّة" مین "وَلَوْ حَمِیْتُمْ کَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَام" ؎۳ "فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِه" پڑہا کرتے تہے، حضرت عمر کو خبر پہونچی، اون پر یہہ امر سخت ناگوار گذرا، اونہ

؎۱ ازالۃ الخفا، ۱۲ منہ ؎۲ تفسیر درمنثور للسیوطی و فتح الباری للشیخ ابن حجر ۱۲ منہ

؎۳ عبارت جسکے نیچے خط کہچا ہے قرآن موجودہ مین نہین ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

اور دیگر اصحاب رسول کو بلا کر جنمین زید بن ثابت بھی تھے پوچھا کہ تم میں سے کون سورہ فتح کو پڑھے گا۔ پس زید نے اوس کو ایسے ہی پڑھا جیسے کہ آجتک ہماری قرات مین ہے، اسپر حضرت عمر نے اُبی پر درشتی کی، اُبی نے کہا تم کو خوب طرح معلوم ہے کہ مین آنحضرت کی خدمت مین داخل ہوتا تھا درآن حالیکہ تم دروازے پر ہوتے پس اگر تم چاہتے ہو کہ مین لوگون کو ویسے ہی سکھاؤن جیسے کہ مجھکو رسول اللہ نے سکھایا۔ تب تو سکھاؤن گا اور نہین تو نہین جب تک کہ مین زندہ ہون اسپر حضرت عمر نے کہا اچھا ہے تم ویسے ہی لوگون کو سکھاؤ۔ [۱]

(۶۳) حضرت عمر نے ایک موقع پر ایک شخص کو اس طرح آیۃ پڑھتے ہوئے سنا "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوا ہم باحسان" حضرت عمر نے اوس سے کہا پھر تو پڑھو، اوسنے پھر ویسے ہی پڑھا، اس سے پوچھا کہ ایسے تجھے کسنے پڑھایا ہے اسنے کہا ابی بن کعب نے، اوسکو لئے ہوئے ابی بن کعب کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابو منذر! یہ سچ کہتا ہے کہ آپنے یہ آیۃ اسکو سکھائی ہے؟ اوہنون نے کہا کہ ہان یہ سچ کہتا ہے اور مین نے رسول اللہ صلعم کے دہن مبارک سے اسیطرح سُنا ہے۔ حضرت عمر نے استعجاباً کہا کہ کیا تم نے اس کو محمد رسول اللہ سے لیا ہے؟ اوہنون نے کہا ہان مکرر۔ پوچھا اوہنون نے کہا کہ ہان ہان، تیسری مرتبہ کے پھر دریافت کرنے پر ابی نے غصہ سے کہا کہ ہان، اور قسم خدا کی خدا نے قلب جبرئیل پر اسکو نازل کیا اور جبرئیل نے قلب آنحضرت صلعم پر، لیکن اوس مین

---

[۱] کنز العمال و ازالۃ الخفا ۱۲ منہ

Marfat.com

(خدا نے) خطاب اور اون کے بیٹے سے مشورہ نہین کیا، یہ سنکر حضرت عمر وہان سے اپنے دونو ہاتہہ اوٹہائے ہوئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے ہوئے چل کہڑے ہوئے" ؁۵۱

اور فخر الدین رازی نے بہی اس روایت کو اپنی تفسیر مین لکہا ہے کہ اسمین وہ یہہ بہی بیان کرتے ہین کہ ابی نے بقسم حضرت عمر سے کہا تہا کہ جب مین سنے رسول اللہ سے اسی سیکہا تہا تم اوس زمانہ مین بازار مدینہ مین بیچا کرتے تہے، حضرت عمر نے ابی سے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو، تم حاضر رہتے تہے، اور مین غائب رہتا تہا اور تم فارغ البال تہے اور مین اپنے دہندون مین مشغول رہتا تہا ؁۵۲

(۶۴) ابی بن کعب نے اسطرح پڑہا "من الذین استحق علیہم الاولیان" حضرت عمر بولے تم جہوٹ کہتے ہو، ابی نے جواباً کہا کہ تم بہت جہوٹے ہو۔ ایک شخص نے ابی سے کہا تم امیر المومنین کی تکذیب کرکے گستاخی کرتے ہو۔ ابی نے کہا کہ مین تجہہ سے بہت زیادہ امیر المومنین کے حق کی تعظیم کرتا ہون لیکن اونکی تکذیب کتاب خدا مین کرتا ہون اور اون کی تصدیق تکذیب خدا مین نہین کرتا ہون۔ حضرت عمر نے یہ سن کر کہا کہ تم سچ کہتے ہو ؁۵۳

(۶۵) مسجد مین ایک لڑکا بیٹہا قرآن پڑہتا تہا اوس کے مصحف مین لکہا تہا۔ "النبی اولی بالمومنین من انفسہم وہو ابو ہم" حضرت عمر نے اوس لڑکے سے کہا کہ لفظ "وہو ابو ہم" کو چہیل ڈال، اسنے کہا واللہ کہ مین ہرگز بہی اسے نہ چہیلونگا یہ لفظ مصحف ابی بن کعب مین ہے۔ حضرت

؁۵۱ کنز العمال ۱۲ ؁۵۲ کشف کشاف حاشیہ تفسیر کشاف و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ۱۲۔ منہ ؁۵۳ کنز العمال ۱۲۔

Marfat.com

عمر اوس لڑکے کو معہ مصحف لئے ہوئے ابی کے پاس گئے، ابی نے واقعہ سننے کے بعد حضرت عمر سے کہا کہ میں قرآن کے جمع کرنے میں مصروف رہتا تھا اور آپ اپنی گردن میں ردا ڈالے ہوئے لوگون کے معاملات بیع و شرا مین بازارون مین چکر لگایا کرتے تھے [۵۱]

(۶۶) ابی بن کعب آیۃ یون پڑہتے تھے "ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا، الا من تاب فان اللہ کان غفورا رحیما"

اس کی خبر حضرت عمر کو پہونچی او نہون نے آکر ابی سے تحقیق کیا او نہون نے کہا کہ مین نے زبان رسالتماب صلعم سے اسیطرح سنا ہے لیکن تم کو ان امور سے کچھ تعلق نہ تہا سوائے اسکے کہ بازار بقیع مین معاملات خرید و فروخت مین تم ایک دوسرے کے ہاتہ پر ہاتہ مارکر آواز نکالتے تھے [۵۲]

(۶۷) حضرت عمر اپنی لاعلمی کی وجہ سے امور دینیہ مین فتوے دینے اور تعلیم قرآن سے قطعاً دستبردار ہو گئے تھے چنانچہ حضرت عمر نے بمقام جابیہ خطبہ مین عام طور پر اعلان کر دیا کہ جس کسی کو قرآن کے متعلق کچھ پوچھنا ہوا کرے وہ بے کھٹکے ابی بن کعب سے پوچھ لیا کرے اور جس کو فرائض کے متعلق دریافت کرنا ہوا کرے اوس کو زید بن ثابت سے مسئلہ حل کرنا چاہئے اور جو کوئی متعلق فقہ یا حلال و حرام سے کچھ استفسار کرنا چاہے وہ معاذ بن جبل کے پاس جاوے۔ ہان مال کے متعلق اگر کسیکا کچھ سوال ہو تو میرے پاس آئے کہ خدا نے مجھے اوسکا خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے [۵۳]

---

۵۱ کنز العمال ۔ ۵۲ کنز العمال ۱۲ منہ
۵۳ کنز العمال و ازالۃ الخفاء و قرۃ العینین ۱۲ منہ

Marfat.com

(۲۹) دو عراقی احرام باندھے ہوئے تھے، ایک نے ہرن کو بھڑکایا دوسرے نے شکار کر لیا اور مسئلہ پوچھنے حضرت عمر کے پاس آئے۔ اون کے پاس اوسوقت عبد الرحمن ابن عوف بیٹھے تھے حضرت عمر نے اون سے پوچھا اونھون نے کہا جزا اسکی ایک بکری ہے، حضرت عمر نے کہا ہان ٹھیک ہے، وہ دونون یہ سنکر چلے گئے تاکہ جاکر ایک بکری ہدیہ کرین، مگر رستہ مین کہتے جاتے تھے کہ امیر المومنین خود حکم نہین جانتا تھا ہم نشین سے پوچھکر بتایا، پرچہ نویس نے حضرت کو خبر کی فوراً بلائے گئے، اور جسنے وہ بات کہی تھی درہ لیکر اوسپر پل پڑے اور فرمانے لگے احرام باندھے ہوئے کیسے شکار کیا، اور اون دونون نے حضرت عمر نے عیب رکھا اور حقیر جانا اور ہم نشین سے مشورہ کرنیکے متعلق آیۃ یحکم بہ ذوا عدل منکم[۱] سے استدلال کیا کہ اللہ اکیلے عمر کے حکم سے کیسے راضی ہوسکتا تھا۔ اسلئے اوسنے اپنی ہم نشین سے مدد لی تھی[۱]

(۷۹) حضرت عمر نے ایک مرتبہ ممبر پر جاکر خطبہ مین فرمایا کہ کسی کو زیبا نہین ہے یہ امر کہ جو امر رسول اللہ نے بابتہ مہر عورت چلایا ہے اوس سے کوئی زیادتی کرے، جو کوئی زیادتی کرے گا۔ (تعداد مہر مقررہ رسول سے) مین اوس زیادتی کو بیت المال مین داخل کرونگا یہ خطبہ دیکر حضرت عمر ممبر سے اترائے اور مسجد سے روانہ ہوئے راستہ مین ایک زن قریشیہ ملی اور اوس نے پوچھا کہ آیا پیروی کے واسطے احکام کتاب خدا زیادہ حق رکھنے والے ہین یا آپ کی زبانی احکام؟

---

[۱] اسکی کتاب در سند دیکھو ۱۲۔ منہ

Marfat.com

حضرت عمر نے کہا کہ نہین بلکہ احکام ربانی (قرآنی) اوسنے کہا پہر
آپ نے لوگون کو زیادتی مہر کی کیون مناہی کی حالانکہ خدا صاف فرماتا
ہے "و آتیتم احداہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا" یعنی اگر عورتون کو
مہر مین گنج گران بھی دے جاہین تو اوسنے پہیر مت لو" حضرت عمر
خاموش ہوگئے اور ایک سے زیادہ مرتبہ بتکرار فرمایا کہ عمر سے ہر کوئی
فقیہ تر ہے حتی کہ عورات پردہ نشین بہی اور اسیوقت پلٹ کر پہر مسجد مین
پہونچے اور خطبہ دیا کہ مین اپنے حکم سابق کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون
کہ بیشک ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے مال مین سے جو اوسکو اچہا
معلوم ہو وہ کرے (یعنی جسقدر چاہے مہر مقرر کرے) لہ

(۷۰) ایک وہ مشہور قصہ حضرت عمر کا ہے جسکو محدثین اور علماء اہلسنت
نے محاسن حضرت عمر مین شمار کیا ہے حالانکہ اوس سے اونکی ناواقفی
احکام اخلاقی آیات قرآنی سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عمر ایک شب گشت
لگا رہے تھے کسی گہر سے غنا کی آواز آئی آپ فورا پشت مکان سے
چہت پر چڑہے صحن مکان مین کود پڑے دیکہا ایک مرد اور ایک
عورت ہے مشغول شراب ہو رہا ہے گا رہے ہین بجا رہے ہین حضرت
عمر نے اوس سے فرمایا اے دشمن خدا کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تیری پردہ
پوشی کریگا باوجودیکہ تو معصیت خدا کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اوسنے کہا اے
امیر المومنین غصے کو روکئے جلدی نہ کیجئے اگر مین نے ایک گناہ کیا
آپ نے تین گناہ کئے ہین سنئے خدا فرماتا ہے "لا تجسسوا" یعنی تجسس نکرو

لہ فیض القدیر شرح جامع صغیر کنز العمال تہذیب جمع الجوامع للسیوطی اور در
منثور للسیوطی ۱۲ منہ

Marfat.com

اور تم نے خلاف امر خدا تجسس کیا یہ ایک، اور خدا فرماتا ہے " یہ اچھی بات نہیں

" وليس البر بان تاتوا البيوت من ظهورها ولكن البر من اتقى، واتوا البيوت من ابوابها "

ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آویں بلکہ نیک بات یہ ہے کہ پرہیزگاری کرے اور گھروں میں دروازوں سے

داخل ہووے، اور تم میرے گھر میں پچھواڑے سے چڑھ کر کودے - یہ دو - اور خدا امر فرماتا ہے کہ " تم غیر گھر میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت

" ولا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستانسوا وتسلموا على اهلها "

نہ لے لو (اور جب اجازت داخلہ ملجاے) اور اوس گھر والوں پر سلام کرو " اور

تم میرے گھر میں بغیر میرے اجازت کے گھس آئے اور سلام بھی نہیں کیا یہ تین، حضرت عمر یہ سنکر چپ ہوگئے کچھ جواب ندیا اور سر جھکائے چلے گئے۔

(۷۱) طلاق زمانہ رسولخدا، اور زمان حضرت ابوبکر اور دو سال خلافت حضرت عمر میں تین بار ایک ہی تھے (جو کوئی تین بار طلاق کہتا تھا ایک طلاق اوسپر جاری کرتے تھے) حضرت عمر نے فرمایا کہ لوگوں نے اوس امر میں کہ جسمیں اونکو درنگ کرنا تھی جلدی کی، پس اگر میں تین بار میں بجائے ایک طلاق کے حکم تین طلاق کا جاری کردوں تو یہ بہتر ہوگا " [1]

(۷۲) اختراع حضرت عمر میں ایک مسئلۂ عول ہے، ابن عباس نے عبداللہ بن عبداللہ اور زفر بن اوس سے انکار بطیع عول کا کیا، اور زفر کے دریافت کرنے پر یہ بھی کہدیا کہ اول جس کسی نے کہ یہ مسئلہ قرار دیا وہ عمر ابن خطاب ہیں اور کوئی اون کی ہیبت کی وجہ سے اون کے خلاف مشورہ

[1] کتاب جمع بین الصحیحین و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد، و سنن نسائی و ترجمان الحقایق شرح کنز الدقایق و مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱۲ منہ

Marfat.com

نہین دے سکا" ۔ ؎۱

(۷۳) حضرت عمر نے یہ فتویٰ دیا تہا کہ جنب نماز ترک کرے جب تک کہ پانی میسر ہو صحیح بخاری مین ہے کہ راوی عبد اللہ ابن مسعود اور ابو موسےٰ کے پاس تہا، ابو موسیٰ نے پوچہا کہ اے ابو عبد الرحمن جب کوئی جنب ہو اور پانی میسر نہ آئے تو وہ کیا کرے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ نماز پڑہے جب تک پانی نہ ملے اور ابو موسےٰ نے کہا عمار کے قول کو کیا کیا جائے گا کہ اس سے پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ تیمم کافی ہوگا عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ آیا تم کو نہین معلوم کہ حضرت عمر عمار کے اس قول پر قناعت نہین کرتے تہے، ابو موسےٰ نے کہا عمار کے قول کو جانیدو، اس آیۃ کو کیا کروگے؟ او لامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً، یا چہوؤ تم عورتون کو اور نہ پاؤ تم پانی پس پاک زمین پر تیمم کرو"

(۷۴) صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ مین جنب ہوا اور پانی نہ پایا، حضرت عمر نے کہا نماز مت پڑہ، اسپر عمار نے کہا کہ تم کو یاد نہین کہ مین اور تم ایک سریہ مین تہے اور مین تم دونون جنب ہوئے اور ہم نے پانی نہ پایا، تم نے نماز نہین پڑہی اور مین زمین پر لوٹ گیا اور مین نے نماز پڑہی (جب مین نے پیغمبر کے پاس آکر اسکا ذکر کیا) تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ صرف اسی قدر کافی تہا کہ زمین پر ہاتہہ مارتے اور پہونک کر مسح سر اور دونون کف دست کا کر لیتے، حضرت عمر نے کہا اے عمار خدا سے ڈرو" ؎۲

(۷۵) حضرت عمر نے ممبر پر چڑہ کے فرمایا کہ عہد رسول اللہ مین تین

؎۱ مسند اہل کتاب سے۔ ؎۲ سنن نسائی سنن ابن ماجہ و کنز العمال ۵ ؎ ۱۲ - منہ

Marfat.com

چیزین تہین۔ لیکن مین بے شک مناہی کرتاہون اون سے اور اونکو حرام کرتاہون اور اون کے کرنے والون پر عقاب کرونگا یعنی متعۃ النساء، متعۃ الحج، اور حیّ علی خیر العمل" ملخصہ

علمائے اہلسنت نے متعۃ النسا، اور متعۃ الحج پر طرح طرح کی بحثین کی ہین لیکن اذان سے ترک حیّ علی خیر العمل پر کوئی بحث میری نگاہ سے نہین گذری بجز اسکے کہ بعض روایات سے (کہ جن کی صحت بوجہ مقدوح اور خلاف واقعہ ہونے کے تسلیم نہین کیجا سکتی ہی) یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ خود آنحضرت صلعم نے ہی اس کلمہ کو اذان سے ترک کردیا تہا اور بجائے اوس کے اذان صبح مین کلمہ "الصلوۃ خیر من النوم" داخل کردیا۔

(۷۶) حضرت عمر نے ایک جماعت سے جسمین سلمان اور طلحہ اور زبیر اور کعب تہے پوچہا کہ خلیفہ اور بادشاہ مین کیا فرق ہے سلمان نے کہا کہ خلیفہ وہ ہے جو رعیت مین عدل کرے اور سب کو برابر تقسیم کرے، اور اونپر ایسی شفقت کرے جیسے اپنے اہل وعیال پر کرتا ہے اور حکم کرتا ہو کتاب خدا سے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ سلمان حکمت اور علم سے بہرے ہوے ہین اور ہم اسکو نہ جانتے تہے بعد اوسکے حضرت عمر نے پوچہا کہ مین خلیفہ ہون یا بادشاہ سلمان نے کہا کہ اگر تمنے زمین مسلمین سے ایک درہم کم یا بیش حاصل کیا اور غیر مصرف حق مین صرف کیا تو تم بادشاہ ہو خلیفہ نہین ہو۔ (تاریخ الخلفا تفسیر ثعلبی و تاریخ طبری)

نتیجہ واقعات مندرجہ روایات معتمدہ کتب اہلسنت مذکورہ بالا

ان واقعات و روایات معتمدہ اہلسنت پر ہر ایک مسلمان جب وہ ایما اور سچائی سے غور کرے گا تو اندازہ

امر کا کر سکتا ہی کہ حضرت عمر کو علم قرآن اور حدیث پیغمبری کا کہانتک تہا ؟ جبکہ حضرت عمر بجائے حاضری صحبت پیغمبری کے غائب رہتے تہے، اور بازارون مین روا کا ندہے پر خواہ پٹکہ گلے مین ڈالے ہوئے معاملات خرید و فروخت کو چکاتے پہرتے تہے، کہانتک علم قران اور حدیث حاصل کر سکتے تہے ؟ اور حدیث و فقہ کے فن کی قابلیت اون مین کسدرجہ پہ آسکتی تہی ؟ اور کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ حدیث اور فقہ کا فن اونکا ساختہ و پرداختہ ہے ؟ اور کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس فن کے اصول و قواعد اول اونہی نے قایم کئے ؟ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ مین اور لوگ بھی محدث و فقیہ تہے جن کی تعداد بیس سے زیادہ بیان کی گئی ہے، لیکن فن کی ابتدا حضرت عمر سے ہوئی اور فن کے اصول و قواعد اول اونہی نے قایم کئے "! البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعد وفات رسول

حضرات شیخین کو ذاتی علم احادیث کا نہ تہا دوسرون سے علم حاصل کرتے تھے اونہون نے نہ فن حدیث و فقہ کو قایم کیا نہ اس غرض سے روایات کی تلاش کی

حضرات ابو بکر و عمر جب منصب خلافت پر متمکن ہوئے اور اونکو مسایل دریافت کرنے کی ضرورتین پیش آئین، تو اونہون نے جہان کہین محض اپنی رائے کو دخل دینا نہین چاہا وہان دیگر صحابہ سے حدیث یا مراد اور تفسیر آیات قرآنی کی سُنی اور سیکھی، اونہون نے بہ حیثیت قایم کرنے علم حدیث اور فقہ یا فن حدیث و فقہ کے روایات کے تفحص و تلاش پر توجہ نہین کی بلکہ حضرت عمر کی رائے تفحص و تلاش احادیث پیغمبر اور اونکی

Marfat.com

جمع کرنے کے خلاف تھے "

ان دونون حضرات کے وقت مین صرف یہ ہوا ہی کہ جب اونکو ضرورت پیش آئی ہی اور اون کو مناسب معلوم ہوا ہے تو کسی نہ کسی صحابی سے اوس ضرورت کے فرو کرنے کے لئے علم حاصل کیا ہی چنانچہ خود ذی علم مصنف نے قبول کیا ہی کہ " حضرت ابوبکر کے زمانہ مین زیادہ ضرورتین پیش آئین اور مختلف صحابہ سے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی اور حضرت عمر کے زمانہ مین زیادہ کثرت سے واقعات پیش آئے، اونہون نے احادیث کی زیادہ تفتیش کی تاکہ یہ مسایل حضرت کے اقوال کے مطابق طے کئے جائین اکثر ایسا ہوتا کہ جب کوئی نئی صورت پیش آتی تو حضرت عمر مجمع عام مین جسمین اکثر صحابہ موجود ہوتے تھے، پکار کر کہتے کہ اس مسئلہ کے متعلق کسی کو کوئی حدیث معلوم ہے "

حضرت عمر کی نسبت دعویٰ مصنف خلاف اصول ہونیکی وجہ سے غلط ہے۔

ایسی حالت مین ایسے شخص کی نسبت کہ جسنے کسی دوسرے عالم حدیث سے کسی حدیث کا علم حاصل کیا، یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ بانی فن حدیث اور فقہ کا ہے، یا اوسنے اول اس فن کے اصول قواعد قایم کئے ہین ورنہ یہ صریح لازم آتا ہے کہ طلبا و علم اور شاگرد جملہ بانی اس فن کے اور اول قایم کرنے والے اصول اور قواعد اس فن کے قرار پائین

مصنف کی رائے کی صحت و غلطی اور آیتہ سی تصدیق

یہ سچ ہے جیسا کہ ذی علم مصنف نے لکھا ہے کہ " آنحضرت کے زمانہ مین احادیث کے استقصاء کا خیال نہین کیا گیا تھا جسکو کوئی مسئلہ

پیش آتا تھا۔ خود آنحضرت سے دریافت کرلیتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ کسی ایک صحابی کو فقہ کے تمام ابواب کے متعلق حدیثین محفوظ نہ تھین۔

مصنف کی رائے کن صحابہ سے متعلق ہی اور کن سے نہین

مگر یہ رائے محض اون صحابہ اور مسلمانون سے متعلق سمجھنی چاہئے کہ جن کو اونکی ضرورت کے لائق تعلیم دی گئی۔ خواہ خاص مسایل مین اونہون نے کوئی امر پیغمبر سے دریافت کرکے جواب حاصل کیا۔ وہ رائے (ذی علم مصنف کی) خدا اور رسول اور اس کے خلیفہ برحق سے متعلق نہین ہوسکتی۔ اس لئے کہ جب خدا قرآن مین فرما چکا ہے کہ "آج کے دن مین نے دین تمہارا کامل کردیا' اور تمام نعمتین اپنی تم پر پوری کردین' اور مین تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہوگیا۔ تو صریح ہے کہ خدا نے اپنے علم مین کوئی مسئلہ شرع محمدی کا ایسا نہین چھوڑا کہ جس کا علم اپنے پیغمبر آخرالزمان کو نہ دیا ہو اور اسی جملہ سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ پیغمبر نے اوس کسی کو وہ تمام علم بتایا جو کہ بعد وفات رسول احکام صحیح کے ذریعہ سے اوس دین کو جاری اور قایم رکھے۔

اگر ایسا نہ مانا جائے تو یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ دین اسلام عہد آنحضرت مین کامل نہین ہوا تھا اور نہ خدا کی نعمتین تمام ہوئی تھین اور نہ خدا دین اسلام پر راضی ہوا تھا اور پیغمبر نے تبلیغ رسالت مین کمی کی۔

خدا کا بتایا اور رسول خدا کا بتایا ہوا اولی الامر مسایل کے علم مین دوسرونکا محتاج نہین ہوسکتا۔

آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم' مین جو اطاعت اولی الامر کی مثل اطاعت رسول قرار دی گئی ہے۔ یقین کرنا چاہئے کہ اوسی

اولی الامر، کی طرف اشارہ ہے کہ جس کو پیغمبر نے تمام مسایل دین کے، اور حقیقت دین اسلام کی بتادی ہو، اور جس کو اپنا نمونہ بنایا ہو۔ ایسے اولی الامر سے اوسکی مراد نہین ہوسکتی ہی کہ جو بعض مسایل دین جانتا ہو اور اکثر مسایل دین سے ناواقف ہو اور اسکا علم حاصل کرنے کے لئے دوسرونکا محتاج ہو

اولی الامر سے مراد حقیقی آل رسول یا اہلبیت رسالت سی ہے؟

وہ کتاب لغت عرب جو بعد تحقیق بلیغ وسیع، زبان انگریزی مین بمقام یورپ تصنیف ہوئی ہے اوس سے ظاہر ہے کہ لفظ "اُلُو" جمع "آل" کی ہے اور آل اور اہل ایک چیز ہے اور امر سے مراد رسول یا رسالت لیجائے تو معنی اوس آیۃ کے یہ ہون گے کہ اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور آل رسول یا اہلبیت رسالت کی۔

ملا طغرا کا شعر اور اسکے معنی و مطلب

ملا طغرا نے کیا خوب کہا ہے ؎

حکم از زبان خالق اکبر کند علی
بے جبرئیل کار پیغمبر کند علی

جسکا صاف و صریح یہ مطلب ہی کہ علی قرآن سے، جو زبان خالق اکبر کی ہے، حکم کرتا ہے اور بے جبریل کہ جبریل اوس پر نازل نہین ہوئے تھے علی وہی کام کرتے تھے کہ جو کام پیغمبر صلعم کرتے تھے۔

بحث اجمالی تفتیش احادیث کی تفصیل کیلئے بطور نمونہ تین مسائل فاروقی تفتیشی؟

تفتیش احادیث کی اجمال کی ذی علم مصنف یون تفصیل کرتے ہین" تکبیر جنازہ غسل جنابت جزیہ مجوس

اور اس قسم کے بہت سے مسایل ہین جن کی نسبت کتب حدیث مین نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت عمر نے مجمع صحابہ سے استفسار کرکے احادیث نبوی کا پتہ لگایا"

حضرت عمر کو فخر اصول و قواعد فن فقہ کی قایم کرنیکا حاصل نہین ہوسکتا اور وہ فخر کسکو حاصل ہوسکتا ہے۔

اس مین کچھ شبہہ نہین ہی کہ حضرت عمر بہت سے مسایل سے ناواقف تھے اور اونہون نے بہت سے مسایل ہین جنکا ہمنے بطور نمونہ کی ابہی اوپر ذکر کیا ہے جب اون کو ضرورت معلوم ہوتی تھی احادیث نبوی کا علم حاصل کرتے تہے جس سے حضرت عمر کے لئے یہ فخر البتہ ہوسکتا ہے کہ انہون نے دیگر صحابہ سے بہ حالت اپنی لاعلمی کے احادیث نبوی کا علم حاصل کیا لیکن اوسکی وجہ سے اونکو یہ فخر حاصل نہین ہوسکتا کہ حدیث اور فقہ کا فن اونکا ساختہ و پرداختہ قرار دیا جائے، یا یہہ سمجھا جائے کہ فن کے اصول و قواعد اول اونہی نے قایم کئے۔ یہہ فخر اوس شخص کو حاصل ہوسکتا ہی جس شخص واحد نے خود پیغمبرؐ سے کلؔ وہ علم حاصل کیا ہو۔

مصنف کو فخر فاروقی کی سند کے لئے تینون مسایل متذکرہ کو کتب سے تفصیل کے ساتھ دکہانا چاہئے تہا۔

ذی علم مصنف نے جو خاصۃ اس موقع پر تین مسئلون "تکبیر جنازہ غسل جنابت، جزیہ مجوس" کا ذکر کرکے یہہ ظاہر کیا ہے کہ مجمع صحابہ سے استفسار کرکے حدیث نبوی کا پتہ لگایا۔ ان تینون مسائل کے متعلق کتب حدیث مین گو کچھ تفصیل ہ[illegible]

لیکن ذی علم مصنف کو زیبا تہا کہ وہ ان تینون مسئلون کے متعلق تفصیل
سے بیان کرکے دعویٰ فخر فاروقی کے لئے اونہین کتب سے سند لاتے۔

نماز جنازہ کی حقیقت احادیث احادیث مین تفتیش فاروقی کی پہلی نمونہ۔

تکبیر جنازہ کے متعلق کتب احادیث اہلسنت مین دونون قسم کی روایات موجود ہین جن سے چار اور پانچ تکبیرات جنازہ کا ہونا ثابت ہوتا ہی ذی علم مصنف کو لازم تہا کہ یہ امر دکہاتے کہ حضرت عمر نے جس حدیث تکبیر جنازہ کا پتہ لگایا وہ چار تکبیر والی ہے یا پانچ تکبیر والی، اور جس تعداد تکبیر کی حدیث کا پتہ حضرت عمر نے لگایا، اوس کے خلاف تعداد تکبیر کی حدیث کا پتہ کسنے لگایا اور اوس کی وجہ کو کسنے تحقیق کیا؟

نماز جنازہ کی تکبیرون مین حدیث اہلسنت کا اختلاف

علماے اہلسنت نے تکبیر جنازہ کے لئے چار تکبیر کا فتوے دیا ہی اور مذہب اہلبیت نماز جنازہ مین بلا اختلاف پانچ تکبیر کا چلا آتا ہی۔ مولوی مرزا عبد القادر خان بہادر حیف ذ اپنی غزل کے ایک شعر مین اس مضمون کو خوب فرمایا ہے۔

یہہ ہی قسمت کی خوبی، دیکھہ اونہین میری جنازہ پڑھ نمازی یہان تلک بہکی کہ اک تکبیر کم کردی

اور ہم ہی اوس موقع پر جب ان ذی علم مصنف نے نماز جنازہ کی تکبیرون کی تحقیق کی عزت حضرت عمر کو دی ہی چار اور پانچ تکبیر کو اختلاف کی وجہ اصلی کو بتائین گے۔

غسل جنابت کی احادیث کی حقیقت مین۔

غسل جنابت کے متعلق کتب احادیث اہلسنت مین دو قسم کی

Marfat.com

تفتیش فاروقی کی دوسرے نمونہ

مسئلہ ہین کہ ہر ایک مسئلہ مین صحابہ کا اختلاف تھا۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ "غسل جنابت بعد دخول بغیر انزال واجب ہے یا نہین"؟ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ "اگر پانی غسل جنابت کے لئے میسر نہ آئے تو نماز ترک کرنی چاہئے جب تک کہ غسل نہ کرلے، یا تیمم کرکے نماز ادا کرنی چاہئے"۔

دوسرے نمونہ کی پہلی مسئلے سی حضرت عمر کی لاعلمی۔

پہلے مسئلہ کے متعلق کچھ صحابہ عہد رسول سے ہی وجوب غسل، بعد دخول بغیر انزال کو واجب نہین سمجھتے تھے اور کچھ صحابہ یہ جانتے تھے کہ ایسی صورت مین بھی غسل واجب ہے، جب حضرت عمر کے سامنے ایک شخص نے یہ شکایت پیش کی کہ زید بن ثابت، لوگون کو مسجد مین بیٹھا ہوا وجوب غسل کا (بعد دخول بغیر انزال کی) فتوے دے رہا ہے، حضرت عمر نے زید کو پکڑ بلایا اوسنے آکر کہا کہ مین نے اپنے چچون سے یہ حدیث سُنی ہے، معاذ، اور علی نے جو اس مسئلہ کو جاننے والے تھے، حضرت عمر کے سامنے زید کے بیان کی تصدیق کی۔

اس مسئلہ سے کوئی تخصیصی فخر فاروقی ثابت نہین ہوتا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس مسئلہ کا علم حضرت عمر اور اون صحابہ نے جو اس مسئلہ کو نہین جانتے تھے اون سے حاصل کیا جو اسکو جانتے تھے، یہ تخصیص اور افتخار نہین ہوسکتا کہ حضرت عمر نے اس حدیث کا پتہ لگایا، بلکہ اگر کچھ تخصیص ہوسکتی ہی تو اوس شخص کے لئے ہوسکتی ہے جسنے حضرت عمر کے روبرو شکایت زید کی کی

دوسرے تمثیلی نمونہ کی دوسری

دوسرا مسئلہ غسل جنابت

صورت مسئلہ سے حضرت عمر کی لاعلمی یا جہل۔

کے متعلق کہ "جب تک پانی نہ میسر آئے نماز ترک کرنی چاہیے خود حضرت عمر کی یہی رائے تہی اور وہ ایسا ہی فتویٰ لوگون کو دیتے ہتے یہانتک کہ عمار نے اون کو یاد دلایا کہ مین اور تم دونون سفر مین تہے اور جنب ہوئے تہے، اور پانی نہین ملا تہا، اور تمنے نماز نہین پڑہی تہی اور آنحضرت سے ذکر کیا تہا تو اونہون نے یہہ فرمایا تہا کہ اتنا ہی کافی تہا کہ ہاتہہ زمین پر مارتے اور پہر جہاڑ کر موتہہ کو اور دونون کف دست کو مسح کر لیتے۔ مگر حضرت عمر نے قول عمار پر قناعت نہین کی بلکہ عمار سے (بگڑکر) کہا کہ خدا سے ڈر۔ جس کی مراد ہر کوئی شخص جان سکتا ہے کہ ایسا کلمہ کس محل پر بولا جا سکتا ہے۔

اس مسئلہ سے ہی بجائے کوئی خصوصیت فخر کی حضرت عمر کی لئے ثابت ہونیکے جہل آیۃ قرآنی سے ثابت ہوتا ہی۔

اس واقعہ سے مطلق تخصیص تلاش حدیث کی حضرت عمر کی نسبت پائی نہین جاتی۔ بلکہ اس آیۃ قرآنی "او لامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً" سے قطعی لاعلمی حضرت عمر کی ظاہر ہے جسپر ابو موسیٰ نے وقت مباحثہ کے ابن مسعود سے استدلال کیا ہے۔

عمار کا قول اصول تنقید مصنف کی رو سے البتہ قابل اعتماد تہا۔

حضرت عمار یاسر کا قول بہ لحاظ اوس اصول تنقید حدیث کے، جسپر ذی علم مصنف نے عمل کیا ہی، قابل قناعت نہین تہا۔ اوسمین تصریح

واقعہ کی بیان نہین ہوئی ہے اور واضح نہین ہوتا ہی کہ حضرت عمار، حضرت عمر کے ساتھہ سریّہ مین کیسے جنب ہوئے، اور حضرت عمار کو حضرت عمر کی جنب ہونے کا کیونکر علم ہوا؟

احادیث مین تفتیش فاروقی کی تیسری نمونہ جزیہ مجوس کی احادیث کی تلاش کی حقیقت؟

جزیہ مجوس کی نسبت ہی ذی علم مصنف نے کچھہ تصریح نہین کی کہ وہ کون سی حدیث ہی کہ جسکی تلاش کا فخر حضرت عمر کو دیا جاتا ہی؟ جزیہ کا حکم اور مسئلہ خود قرآن مین موجود ہے:-

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ و بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون ؁

لڑو تم اون لوگون سے جو خدا اور قیامت پر ایمان نہین لائی ہین اور نہین حرام جانتے اوس چیز کو جو خدا اور اوس کے رسول نے حرام کی ہے، اور قبول نہین کرتے ہین دین حق اون لوگون مین سے، کہ جنہون نے کتاب پائی ہی، یہانتک کہ وہ اپنے ہاتھہ سے جزیہ دین، وہ چھوٹی عزت والے ہین۔

اس آیۃ مین کوئی ایسا ابہام نہین ہی کہ جسمین کسی حدیث کی تلاش کی ضرورت ہوتی، اور مجوس کو ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ صاحب کتاب ہین اور اگر اونکو کوئی صاحب کتاب نہ جانے، تو اوسکی نادانی، مجوس کو اس آیۃ کے حکم اور مسئلہ سے مستثنیٰ نہین کر سکتی، اور سمجھہ مین نہین آتا کہ حضرت عمر کو جزیہ مجوس کے متعلق کسی حدیث کی تلاش کرنیکی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

احادیث نبوی کی نقول اور تعلیم حدیث کیلئے مختلف ممالک مین روانگی کی حقیقت ؟

اگر حضرت عمر نے احادیث نبوی کو نقل کرکے اضلاع کے حکام کے پاس بہیجا، یا صحابہ کو، یا جن کو بہی ذی علم مصنف لقب ارکان فن حدیث کا دیتے ہین مختلف ممالک مین حدیث کی تعلیم کے لئے بہیجا تو اوس سے وہ فخر، حضرت عمر کے لئے قرار نہین پاسکتا کہ جو ذی علم مصنف اونکے لئے ظاہر کرتے ہین، بجائے حضرت عمر کے جو کوئی خلیفہ ہوتا وہ کچہہ نہ کچہہ کرتا اور کوئی نہ کوئی قانون یا ضابطہ شایع کرنے پر مجبور ہوتا۔ فخر اوسوقت ہوسکتا ہے کہ جب کوئی ٹہیک مسایل شرع محمدی کی اشاعت کرے۔

حضرت عمر سے مروی احادیث کی تعداد جو سب کی سب مرفوع ہین۔

یہہ امر ظاہر کیا گیا ہے کہ "حضرت ابوبکر سے چہہ حدیثین منقول ہین اور حضرت عمر سے قریب ستتر کے" لیکن یہہ بہی قبول کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر سے جو احادیث مروی ہین وہ مرفوع ہین یعنی اون مین سند کے لئے نام رسول اللہ کا نہین لیا گیا ہے"

احادیث مرفوع مروی حضرت عمر مین رفع سقم کی حقیقت۔

ذی علم مصنف اس سقم کے رفع کرنے کے لئے، محدثین کا یہ اصول مسلمہ ظاہر کرکے کہ "صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جسمین

راے اور اجتہاد کو دخل نہین تو گو وہ رسول اللہ صلعم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اوسنے رسول اللہ سے سنا ہے" یہ کہتے ہین کہ" حضرت عمر نے خطبون مین، تحریری ہدایتون مین فرامین، مین جو اصولی مسایل بیان کیے وہ درحقیقت آنحضرت صلعم کے احکام ہین، گو اونہون نے آنحضرت کا نام نہ لیا" لیکن واقعات اور روایات جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر اپنی لاعلمی کی وجہ سے دیگر صحابہ سے (کوئی حدیث کسی صحابی سے اور کوئی کسی صحابی سے) دریافت کرکے علم حاصل کرتے تھے، اِس امر کو تسلیم نہین کرنے دیتے کہ" حضرت عمر نے خطبون مین تحریری ہدایتون مین، فرامین مین، جو مسایل بیان کیے، اونکا علم ذاتی پیغمبر سے اونہی نے حاصل کیا تھا بلکہ وہ روایات اور واقعات یہ خبر دیتے ہین کہ حضرت عمر دیگر صحابہ سے سنی سنائی حدیثون کے بموجب خطبون مین، تحریری ہدایتون مین، فرامین مین، مسایل بیان کردیتے تھے تاہم اون احادیث کے بیان مین چونکہ خدشہ باقی رہتا تھا اسلئے وسیع علم مصنف خود ظاہر کرکے یون رفع کرنا چاہتے ہین کہ" اِس احتمال کا موقع باقی رہتا ہے کہ حضرت عمر نے حدیث کا مطلب صحیح نہین سمجھا بلکہ حضرت عمر نے اپنے فہم کے مطابق سمجھا لیکن یہ احتمال خود اون احادیث مین بھی قایم رہتا ہے کہ جنمین صحابہ نے علانیہ آنحضرت کا نام لیا ہو"

یہہ خدشہ اور احتمال کس صورت مین باقی نہین رہ سکتا؟

یہہ خدشہ اور احتمال تو اوسی وقت رفع ہوسکتا ہے کہ جب وہ احادیث و مسایل کسی ایسے شخص سے بیان کیے ہون جسکی نسبت یقین ہو کہ پیغمبر سے نے

نفس نفیس کسی ایسے شخص کو کہ جسمین قدرتًا قابلیت اس امر کی تہی کہ اس نیت وارادہ سے تعلیم کئے ہون کہ تمام امت کے لئے وہ معلم بنایا جاوے۔ بغیر شرکت ایسے شخص کے یا ایسے شخص کو احدٌ من الناس بناکر جو احادیث ومسایل بیان کئے جائین وہ ہرگز قابل اطمینان کے نہین ہوسکتے کہ وہ مسایل اوراحادیث صحیح ہین اوراون کے مفہوم مین قطعی غلطی نہین ہوئی ہے بلکہ اون مین خدشہ اوراحتمال غلطی اورغلط فہمی کا ضرور باقی رہتا ہے۔ جو احادیث یا مسایل فقہی ایسے اصول پر مبنی بیان نہ کئے جائین، وہ درحقیقت اصلی احادیث اورفقہ شرع محمدی، قابل یقین کے قرار نہین پاسکتے خصوص ایسی حالت مین جب کہ یہ بہی مانا جاتا ہے کہ ایسے کارساز معصوم نہ تہے۔

کل اقوال وافعال پیغمبری سی حضرت عمر کی بی اعتنائی اوراون مین منصب رسالت وبشریت کی تفریق۔

جن اقوال اورافعال پیغمبر کی طرف حضرت عمر نے اعتنا نہین کی، اوس بے اعتنائی کے رفع کرنے کے لئے، ذی علم مصنف تحفہ حضرت عمر کے واسطے یون تحریر فرماتے ہین کہ "رسول اللہ کا ہر قول اورفعل عقیدت کیشون کے لئے گنجینہ مراد ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ الاہم فالاہم" اس بنا پر حضرت عمر نے تمام تر توجہ اون احادیث کی روایت واشاعت پر مبذول کی جن سے عبادات، یا معاملات، یا اخلاق کے مسایل مستنبط ہوسکتے تہے، جو حدیثین ان مضامین سے الگ تہین، اونکی روایت کے ساتھہ چندان اعتنا نہین کیا، اوس مین ایک بڑا نکتہ یہ تہا کہ آنحضرت کے

وہ اقوال اور افعال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہتے اور وہ جو بشری حیثیت سے ہین باہم مختلط نہونے پائین"

اس تقریر سے یہ امر تو ہر کسی کی سمجھ مین آتا ہے کہ حضرت عمر نے کل اقوال وافعال پیغمبرؐ پر توجہ نہین کی حالانکہ بہ لحاظ امور شرعی قرار دیئے کے کل اقوال وافعال پیغمبرؐ پر ایسا نائب الرسول کو توجہ کرنا ضرور تہا۔ کسی حصہ کے کی بے اعتنائی ... سے تکمیل امور شرعی مین نقصان لازم آتا ہے۔

عبادات، معاملات اور اخلاق کی علاوہ کوئی اور مضمون باقی نہین رہتا ہے جنکی احادیث الگ ہون۔

کسی کی سمجھ مین یہ نہین آ سکتا کہ عبادات، یا معاملات، یا اخلاق سے مسایل کے سوا وہ احادیث کون سی ہوسکتی ہین جو ان مضامین سے الگ ہون جو کچھہ امور متعلق شرع محمدی کے ہونگے وہ متعلق عبادات، معاملات، یا اخلاق کے ہون گے اور وہ سب قرآن اور اقوال وفعل رسول سے مستنبط کئے جاوین گے۔

پیغمبر کیسے بشر تھے؟

پیغمبرؐ بے شک نوعیت بشری رکھتے ہتے، لیکن وہ ایسے بشر نہین تہے جیسے ہم اور ہمارے ذی علم مصنف، قانون قدرت نے اونکا دل ودماغ ایک خاص وضع کا اعلے درجہ پر خلق کیا تہا، جسکی وجہ سے وہ منصب رسالت پر فائز ہوئے اور وہ منصب اونکا نوعیت بشری سے جدا نہین تہا، اور نہ جدا ہوسکتا تہا، اونکا ہر قول وفعل منصب رسالت

اور نوعیت بشری کو شامل اور مشترک تہا اور جو مطابق قانون قدرت کے تہا اور اسی وجہ سے اونکی نسبت قرآن مین موجود ہے۔ "وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" اور اسی بنا پر حضرت ابو بکر نے ہی اپنی خلافت کی پہلی اسپیچ مین قبول کیا ہے کہ اون کے ساتھہ فرشتہ رہتا تہا جو اون کی مدد کرتا تہا۔

واسطے رفع اختلاف باہمی کی اقوال وافعال منصب رسالت اور بشری حیثیت کی تفریق کرکی کسی نہ کسی کو فہرست مرتب کردینی تھی۔

یہ امتیاز کہ پیغمبر کے کون اقوال اور کون افعال منصب رسالت سے تعلق رکہتے ہین اور کون اقوال وافعال بشری حیثیت سے، وہی شخص کرسکتا ہے کہ جو پیغمبر سے وضع خلقت مین افضل واعلے ہو یاکم سے کم مساوی۔ اگر ایسی افضلیت اور برتری حضرت عمر مین تہی، یا اون کے بعد کسی خلیفہ مین جو خلفا بنی عباس تک گذرے ہین، یا اسوقت تک جن مسلمان بادشاہون اور سلاطین کے قبضہ مین خلافت پیغمبری اور سلطنت اسلامی رہی ہے، یا کسی عالم دین نے جو اسوقت تک پیدا ہوے اور تہ خاک ہوگئے یا اس زمانہ کے تازہ دم ذی علم مصنف نے کوئی ایسی فہرست تیار کرکے داخل مسایل شریعت محمدی کیون نہین کردی، جس کی روسے کل مذہب اسلام کے مسلمان بلا اختلاف مان لیتے کہ کون قول اور کون فعل پیغمبر کا منصب رسالت سے تعلق رکہتا ہے اور کون قول وفعل پیغمبر کا حیثیت بشری سے، اور کیون اس اختلافی بحث کو باقی رکہا، کہ اقوال وافعال پیغمبر منصب رسالت سے اور حیثیت بشری

Marfat.com

سے جدا ہو سکتے ہین یا نہین۔ اگر ہو سکتے ہین تو اونکی تفریق کی شمار کیا گیا ہی اوراگر ایسا نہین کیا گیا، یا نہین ہو سکتا تو وہ "نکتہ" حضرت عمر کے لئے قرار دینا بعید وقوع ہے اور جس امر سے کہ حضرت عمر پر سخت الزام وارد ہو رہا ہی اوسکو ہنر کرکے دکہایا گیا ہے۔

مین ایک موقع پر بمقابلہ حضرت عمر ذی علم مصنف کی ہوشیاری ودانائی کی داد دے آیا ہون اس موقع پر اوسکو پہر یاد دلاتا ہون۔

عبادات۔معاملات اور اخلاق مین ہی جن امور کو مناسب نہ سمجہا عمداً حضرت عمر نے اوسطرف اعتنا نہ کی۔

درحقیقت عبادات یا معاملات یا اخلاق مین جن امور کی ضرورت حضرت عمر کو پیش نہین آئی یا اونہون نے مناسب نہین سمجہا اون اقوال وافعال پیغمبر ہی کیطرف اعتنا نہین کی اور نہ سب سے مقدم اور اہم امر بعد وفات رسول سقیفہ بنی ساعدہ مین امر خلافت کی متعلق تہا جسمین حضرت عمر کو تلاش اور تحقیق اس امر کی کرنی چاہیے تہی کہ کوئی قول وفعل پیغمبر کا ایسا ہے کہ جس کی روسے پیغمبر نے خلیفہ مقرر کیا ہو۔ یا جس کسی روسے بعد پیغمبر کسیکا خلیفہ اور جانشین پیغمبر کرنا لازم آتا ہو، خصوص جبکہ بمقابلہ انصار کے حدیث "الائمۃ من قریش" ظاہر کی گئی تو ضرور تہا کہ تفحص کیا جاتا کہ قریش مین سے منشاء پیغمبر کس کے لئے ہی یا قرآن اور قول وفعل رسول سے ہی تفتیش کیجاتی کہ بعد پیغمبر تقرر خلیفہ کی بارہ مین اجماع امت درکار ہے، لیکن ہر امر کی تحقیق اور تلاش سے قطعی بے اعتنائی کی گئی، اور حضرت عمر نے اس امر کی تلاش اور تحقیق کو مناسب

نہ سمجھکر عمداً بے پروائی ظاہر کی۔

حضرت عمر کی اون احادیث سے بے اعتنائی اور اوس کی وجہ کی حقیقت جن مین الفاظ مخصوصہ کی ساتھہ دعائین منقول ہین۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی بے اعتنائی کے کوہ گران مین صرف ایک یہ ذرّہ دکہائی ہین کہ "حضرت عمر نے اون حدیثونکی روایت کا اہتمام نہین کیا کہ جنمین الفاظ مخصوصہ کے ساتہہ دعائین منقول ہین" لیکن ظاہر ہے کہ اوریہ منقولہ الفاظ مخصوصہ کے ساتہہ صریح داخل عبادت ہین۔ حالانکہ ذیعلم مصنف نے حضرت عمر کی بے اعتنائی کو اون مضامین سے محدود کیا ہے جو عبادات یا معاملات یا اخلاق سے متعلق نہون۔ الفاظ مخصوصہ کیساتہہ دعاؤن کی طرف حضرت عمر کی بے اعتنائی کی وجہ وہی ظاہر کیجاتی ہے جو شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکہی ہے۔ یعنی حضرت عمر اسباب کو جانتے تہے کہ دعا کے قبول وعدم قبول کا مدار خلوص اور تضرع پر ہے نہ الفاظ پر۔

ذی علم مصنف کی بہ نسبت شاہ ولی اللہ صاحب پر زیادہ افسوس اور تعجب آمیز ہے کہ جنہون نے بعد مدت ددراز حضرت عمر کے دل کی بات پہچان کر بے اعتنائی حضرت عمر کی وجہ ظاہر کی۔ درحقیقت الفاظ مخصوصہ ہی مین ایسا اثر ہوتا ہے کہ جو خلوص اور تضرع پر برانگیختہ کرتا ہے۔ ہمنے قرآن بہی زبان پیغمبر سے پایا ہے، اگر الفاظ مخصوصہ کی رعایت نہ کیجائے تو کچہہ ضرور نہین ہے کہ قرآن کو بہ الفاظ مخصوصہ قبول کیا جائے۔ بلکہ کافی

ہوگا کہ قرآن کے مضامین کو دوسرے الفاظ مین ادا کرنا ہم رتبہ قرآن، قرار دیکر، مدار خواص اور لقرع کا اوسپر ہی قرار دید یا جائے۔

روایات کی چھان بین مین فاروقی ایجاد کی حقیقت

ذی علم مصنف حدیثوں کی تحقیق اور تنقید اور فن جرح وتعدیل کا ایجاد کرنا حضرت عمر کی نسبت قرار دیتے ہین لیکن افسوس ہے کہ اونہون نے کتب آسمانی اور کتب تواریخ کو نظر انداز کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ سے (یعنی عہد فاروقی سے ہزار ہا برس پہلے سے) یہ امر رایج چلا آتا ہے کہ جب کسی امر کی کسی قاضی، اور حکم جاری کرنے والے کو تحقیق اور تنقیح منظور ہوئی ہی تو اوس نے کسی بیان یا شہادت پر جرح اور تعدیل کی ہے، اس فن کا ایجاد کرنا حضرت عمر کی نسبت وہی کوئی شخص قبول کرسکتا ہو کہ جو عموماً کتب آسمانی، اور تاریخ زمانہ، بالخصوص قرآن اور طرز عمل رسول سے ایسے قضیات مین بے خبر ہو۔ حضرت عمر نے اگر کسی امر واقعی کے علم حاصل کرنے کے لیے جہان اونکو مناسب معلوم ہوا ہے اوسی اصول قدیمہ کے بموجب احتمالات کو ملحوظ رکھا ہے، یا اوسی اصول کی رو سے محدثین نے زمانہ مابعد مین احتمالات پیدا کیے ہین۔ تو کوئی ایجاد نہ حضرت عمر کی اور نہ محدثین

سبب ایجاد فن جرح و تعدیل کا ایک واقعہ

ذی علم مصنف نے فن جرح وتعدیل ایجادی حضرت عمر کی نظر مین پہلے اوس قصہ کو لکھا ہے کہ جو ابو موسی نے اذن حاضری تین مرتبہ چاہا اور بعد اوسکے چلے گئے، اور حضرت عمر اوسوقت کسی کام مین مصروف تھے جب کام سے

فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوموسے کہان ہین اور اونکو بلا کر کہا تم واپس کیون چلے گئے، انہون نے کہا کہ مین نے رسول صلعم سے سنا ہے کہ تین مرتبہ اذن مانگو اگر اوسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ، حضرت عمر نے اس کا ثبوت مانگا انہون نے اوسکا ثبوت دیا۔

اس واقعہ سے اصول جرح وتعدیل کو کچہہ تعلق نہیں ہی۔

اس طلب شہادت کو صرف اس مسئلہ سے تعلق ہے کہ کوئی بیان یا دعوے ہو اور مقابل اوسکو قبول نہ کرتا ہو تو اوسپر شہادت طلب کیجائیگی، اسکو جرح وتعدیل کے اصول سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اگر ذی علم مصنف اس امر پر غور کرتے کہ جرح کسکو کہتے ہین اور تعدیل کسکو تو وہ اس قصہ کو جرح وتعدیل، کی بحث مین نقل نہ کرتے درحقیقت اس قصہ کو تعلق ہی حضرت عمر کی لاعلمی ایک مسئلہ شریعت اور دوسرون سے اوسکے علم حاصل کرنے سے، جیسا کہ شہادت لینے کے بعد اونہون نے اوسکا علم حاصل کیا۔

جرح وتعدیل کی اصلی مثال۔

جرح وتعدیل کے متعلق ایک صورت مین بیان کرتا ہون۔ فرض کرو ایک شخص کسی کے حلیہ مین بیان کرتا ہے کہ اوسکی تین آنکھین ہین، تو یہ بیان اوسکا ظاہرا جھوٹ معلوم ہوتا ہی۔ اس لئے اوسپر جرح کیجائے گی کہ عام مخلوق کی دو آنکھین ہوتی ہین اوس کے جواب مین وہ یہہ کہے کہ وہ تین آنکھون والا عجیب الخلقت تہا۔ تو یہ بیان اوسکا جرح کی تعدیل ہوگا۔

بناءِ فن جرح ولتعدیل کا دوسرا واقعہ۔

ذی علم مصنف نے دوسرا مسئلہ نفقہ کا جس کا مختلف فیہ ہونا قبول کرتے ہین یہ پیش کیا ہی کہ ”جس عورت کو طلاق باین دیجائے اوسکو عدہ کے زمانہ تک مکان اور نفقہ ملنا چاہئے یا نہین ؟ قرآن مجید مین ہے کہ ” اسکنوا ہن من حیث سکنتم “ جس سی ثابت ہوتا ہی کہ مکان ملنا چاہئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ خود ایک لازمی چیز ہے۔ فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تہین، اونکو اون کے شوہر نے طلاق باین دی، وہ آنحضرت کے پاس گئین کہ مجکو نان ونفقہ کا حق ہے یا نہین اونکا بیان ہے کہ آنحضرت نے فرمایا نہین۔ فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی، تو حضرت عمر نے کہا، ہم قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چہوڑ سکتے، معلوم نہین اسکو حدیث یاد رہی یا نہین“

اس واقعہ سے تعلق جرح ولتعدیل اور آیا جارح کے سمجھی ہوی معنی قرآن ہی صحیح تہی۔

اس مسئلہ مین جرح کا تعلق یہ ظاہر اسقدر ہے کہ بیان صحابیہ کا حضرت عمر کے نزدیک خلاف قرآن معلوم ہوا۔ لیکن درحقیقت صحیح جرح اوسوقت ہوسکتی ہی کہ قرآن کے معنی جو حضرت عمر سمجھے تہے وہی صحیح تہے اور سوائے اسکے اور کوئی معنی نہین ہوسکتے۔ حضرت عمر نے جو معنی اس آیۃ قرآن کے سمجھے [illegible] قبول نہین کئے ہین، چنانچہ ذی علم مصنف نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ”دفعہ یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے“

پوری آیۃ سی ٹکڑہ متعلق

پورا ٹکڑہ آیۃ کا قرآنی

مسئلہ طلاق اور اوسکی نتایج

"اَسْکِنُوْ اہُنّ مِن حَیْثُ سَکَنْتُم مِنْ وُّجْدِکُمْ وَلَا تُضَآرُّوْہُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْہِنَّ وَاِنْ کُنّ اُولاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْہِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَہُنَّ"

اس مسئلہ کے متعلق یہہ ہی "ان (طلاق دی ہوی عورتون) کو جس جگہہ کہ تم رہتے ہو بقدر اپنی وسعت کے رہنے کی جگہہ دو اور تنگ پکڑکر اونکو آزار مت دو اور اگر وہ حاملہ ہون تو جب تک کہ وضع حمل او نکا ہو اونکو نفقہ بہی دو"

اس آیۃ کے مضمون سے ظاہر ہے کہ "سکنی" یعنی جای سکونت اور نفقہ یعنی خرچ خوراک دو جدا گانہ چیزین ہین۔ نفقہ کا دینا اون طلاق دی ہوی عورتون کے لئے بیان ہوا ہے جو حاملہ ہون۔ جس سے یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ جن طلاق دی ہوی عورتون کے بطن مین بچہ نہو اونکو نفقہ نہین دیا جائے گا اون کو صرف رہنے کی جگہہ ملے گی۔ اس لئے خواہ مخواہ یہ بات لازم نہین آتی ہے جب کہ ذی علم مصنف کہتے ہین کہ سکان کے ساتہہ نفقہ خود ایک لازمی چیز ہے۔ بہرحال یہہ حصہ آیۃ کا بہت مجمل ہے جس کے لئے حدیث نبوی کا ہونا ضروری تہا۔

طلاق رجعی و باین کی تعریف

پہر طلاق قرآن مین دو قسم کے بیان ہوئے ہین جنکو اصطلاح فقہا مین طلاق رجعی اور طلاق باین کہتے ہین۔ طلاق رجعی اوسکو کہتے ہین کہ ایک مرتبہ طلاق دیجائے اور پہر مطلقہ کی طرف رجوع کر لیجائے اور طلاق باین اوسکو کہتے ہین کہ تین مرتبہ طلاق دیجائے اور پہر اوسکی طرف رجوع نہو سکے اور خواہ مخواہ اوسکو جدا کرنا لازم آتا ہے۔ ان دونون قسم کے

طلاق کے احکام اور حقوق جداگانہ ہین۔

حضرت عمر کا حدیث مروی صحابیہ کو خلاف قرآن بتانا خود غلط تہا۔

آیتہ منقولۂ بالا سے ظاہر ہنین ہوتا ہے کہ وہ حصہ آیتہ طلاق رجعی سے متعلق ہے یا طلاق باین سے اگر وہ آیتہ طلاق رجعی کے حکم سے متعلق ہی تو صریح ہے کہ طلاق باین مین اوسکے خلاف سکنی اور نفقہ کا حکم نہوگا۔ حضرت عمر نے صحابیہ کے معاملہ کو (جو طلاق باین سے متعلق تہا، اور طلاق باین ہی کے متعلق صحابیہ کا بیان تہا کہ پیغمبر نے اون صحابیہ سے فرمایا کہ اون کو حق نان ونفقہ کا ہنین ہے) کیسے قرار دیدیا کہ حدیث مروی اوس صحابیہ کی خلاف کتاب اللہ کے ہے اور اسی جگہ سے معنی حسبنا کتاب اللہ کے حل ہوتے ہین۔

آیتہ کی تفسیر حدیث سے کس امر کی ہونی چاہیے۔

درحقیقت حدیث سے تفسیر اسکی ہونی چاہیے کہ یہہ آیتہ طلاق رجعی سے متعلق ہے یا طلاق باین سے، اور صحابیہ نے جو حدیث پیغمبر کی بیان کی ہے وہ متعلق طلاق باین کے ہی کہ وہ واقعہ خود اون صحابیہ پر گذرا ہوا تہا اور پیغمبر نے ارشاد فرمایا کہ اوس صحابیہ کو حق نان ونفقہ کا نہین ہے، یہ مضمون کسی طرح ایسا ہنین ہوسکتا کہ جس کے سمجہنے مین، یا اوس کے حفظ مین نسیان واقع ہو، اور چونکہ اوس صحابیہ کے حق مین نفی نان ونفقہ سے تہی اس لیے یہہ ہی ہنین سمجہا جاسکتا کہ اسنے اپنے جلب منفعت کے لئے بنی پر افترا کیا ہی۔ اور نہ یہہ سمجہہ مین آسکتا ہی کہ پیغمبر اوس آیتہ سے ناواقف تہے کہ جسمین

Marfat.com

سکنی اور نان نفقہ کا حکم ہے۔ پس

نتیجہ حدیث صحابیہ ماننے کی بعد حضرت عمر کو کس امر کی تصدیق کرنی چاہیے تھی۔

بموجب بیان اوس صحابیہ کے ارشاد پیغمبر سے یہ امر ماننے کے لایق تہا کہ وہ آیۃ طلاق رجعی سے متعلق ہے نہ طلاق باین سے، اور طلاق باین مین نہ سکنی ہے اور نہ نفقہ۔ حضرت عمر کو البتہ یہہ چاہیے تہا کہ وہ بلحاظ نتیجہ بیان صحابیہ کے دیگر صحابہ سے دریافت کرتے کہ جو حدیث وہ صحابیہ بیان کرتی ہے اوسکی تصدیق کوئی اور صحابی بہی کرتا ہے یا نہین؟ تاکہ جرح و تعدیل کا اطلاق ہو سکتا۔

اس مسئلہ فقہی مین کس وجہ سے اختلاف ہوا، اور تفصیل مذاہب اختلافی

بیان صحابیہ پر جرح کی تعدیل ہونے کی وجہ سے ہی اس مسئلہ فقہ مین اختلاف واقع ہوا ہے، حضرت عمر نے تو یہہ قرار دیا ہے کہ مطلقہ بائنہ کے لیے سکنی اور نفقہ معًا واجب ہے۔ اہل عراق اور ابن مسعود نے اسی کو مان لیا، امام شافعی اس طرف گئے ہین کہ اوس کے لیے جائے سکونت بلا نفقہ چاہیے۔ حسن اور ابو ثور کا یہ مذہب کہ اوسکو نہ سکنی چاہیے، اور نہ نفقہ اور ایسا ہی ائمہ اہلبیت سے مروی ہے، اور اسی پر روایت شعبی کی دلالت کرتی ہے، راوی کہتا ہے کہ مین فاطمہ بنت قیس کے پاس مدینہ مین گیا اور مین نے اوسنے وہ حکم جو رسول اللہ نے جاری کیا تہا، پوچہا اونہون نے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تہی، مین سکنی اور نفقہ کے

Marfat.com

بارہ مین آنحضرت کے پاس فریادی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ سکنی، اور تم اپنا عدہ ابن مکتوم کے گھر پورا کرو" اور زہری نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ " فاطمہ بنت قیس زوجہ ابی عمیر بن حفص بن مغیرہ مخزومی کی تہی، جب وہ علی ابن ابی طالب کیساتہہ جبکہ آنحضرت نے اونکو یمن بہیجا تہا، یمن گیا، تو اوسنے وہان سے اوسکو طلاق بہیجدی کہ وہی طلاق باقی تہی اور عباس بن ابی ربیعہ اور حرث بن ہشام کو کہلا بہیجا کہ نفقہ (خرچ) اوسکو دیدین۔ لیکن ان دونون نے بقسم فاطمہ سے کہا کہ تیرے لئے (حکم) نفقہ نہین ہے، وہ آنحضرت کے پاس آئی اور دونون کا قول بیان کیا، آنحضرت نے کہا اگر تم حمل سے ہو تب تو نفقہ ہے نہین تو کچہہ نہین۔ یہہ سنکر اوسنے ابو عمر (شوہر) سے نقل مکان کا اذن چاہا اسنے اذن دیا۔ پہر آنحضرت سے اسنے یہہ پوچہا کہ مین کس جگہہ نقل مکان کرون آپ نے فرمایا کہ ابن ام مکتوم کی پاس جو اسقدر اندہا تہا کہ فاطمہ اوس کے پاس کپڑا رکہدیتی تہی اور وہ اوسے بہی نہین دیکہہ سکتا تہا، فاطمہ میعاد عدہ گزرنے تک وہان رہی۔ آنحضرت صلعم نے اوسکا عقد اسامہ بن زید کے ساتہہ کردیا"

ایک روایت یہ ہے کہ مروان بن الحکم نے قبیصہ بن ذریت کو فاطمہ بنت قیس کے پاس بہیجکر اوس سے اسی حدیث کو پوچہوایا، اور بعدہ کہا کہ مین اس حدیث کو بجز ایک عورت کے کسی اور سے نہین سنتا ہون، اور قریب ہے کہ مین لوگون سے گرفت کرون جبکہ مین اسپر (عامل) پاتا ہون، جسوقت فاطمہ کے کان مین یہ بات پہونچی تو مروان سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے۔ حق تعالٰی فرماتا ہے

"لاتخرجوہن من بیوتہن ولایخرجن الاان یاتین بفاحشۃٍ مبینۃ ج وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہٗ لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ۞"

"اُن (زنان مطلقہ) کو اون کے گہرون سے مت نکالو، اور نہ نکل جاوین وہ مگر یہ کہ ظاہر ظہور بدکاری کے سبب سے۔ یہ حدود خدا ہین، اور جو کوئی حدود خداوندی سے نکل جائے گا پس حقیقت مین وہ اپنی نفس پر ظلم کرے گا نہین جانتا کہ شاید خدا کوئی امر بعد اوس کے پیدا کردے"

فاطمہ بنت قیس نے (یہ آیتہ پڑہ کر مردان سے) کہاکہ یہ حکم واسطے اوس عورت کے ہے جسکو طلاق رجعی ہو لیکن بعد تین طلاق کے کون امر پیدا ہوگا" امام احمد حنبل کا بہی یہی مذہب ہے کہ "مطلقہ باین کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ"

حضرت عمر آیتہ استدلالی کی ٹکڑی کو نہ تو سمجہے نہ اون کو معلوم تہا اور نہ صحابہ سے تحقیق کیا۔

ظاہر ہے کہ تین طلاق کے بعد پہر زن مطلقہ کی جدائی لازم آجاتی ہے اور رجوع نہین ہوسکتی، اسلئے طلاق باین کے بعد سکنی اور نفقہ مرد پر واجب نہین ہونا چاہئے، اور حضرت عمر نے جس ٹکڑہ آیتہ پر استدلال فرمایا انہون نے نہ سمجہا اور نہ اونکو معلوم تہا، اور نہ دیگر صحابہ سے تحقیق کیاکہ وہ ٹکڑا آیت کا متعلق طلاق رجعی کے ہے۔

حضرت عمر خلاف قرآن و حدیث اور جو چاہتے تھے وہ کرتے تہے اور

حضرت عمر کی یہ عادت تہی کہ جہان جو چاہتے تہے وہ کرتے تہے اور اس کی کچہہ پروا نہین کرتے تہے

Marfat.com

اوسکی بین مثالین تحقیق وتنقید جرح ولتعدیل ذیعلم مصنف کی شاعرانہ قابل دادلتعریف فاروقی ہے۔

کہ خلاف قرآن ہوتا ہے یا خلاف حدیث دیکھو اس مسئلہ مین حضرت عمر نے غلط فہمی مراد آیۃ سے ،صحابیہ کی روایت پر (کہ جو واقعہ اوسپر اپنی بیتی کا تہا) تفسیر قرآنی کو جو ارشاد پیغمبر تہا نہ مانا۔ ادر جبکہ حضرت عمر کی رائے سے معاملہ ضبطی فدک کا پیش ہوا، اور فاطمہ بنت پیغمبر نے دعوی فدک بذریعہ ارث کے کیا، اور حضرت ابو بکر نے (جبکہ جملہ لوگون نے کوئی حدیث بیان نہین کی) یہ حدیث پیغمبر کی سنائی "نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث ماترکناہ صدقہ" اور جناب سیدہ ادر علی مرتضےٰ کی طرف سے خلاف اس حدیث کے آیات قرآنی پیش ہوئین کہ "سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے" اور جناب ذکریا نے جناب باری مین عرض کی کہ مین اپنے بنی اعمام سے ڈرتا ہون اور میری بی بی بانجہ ہے، تو مجھے اپنے پاس سے ولی عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو، اور اوسکو برگزیدہ کر" لیکن ان قرآنی آیات پر کچھہ اعتنا نہ کی گئی اور حضرت عمر نے اوسوقت یہ رائے ظاہر نہ فرمائی کہ ہم قرآن کو ایک مرد کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے نہ معلوم کہ اوسکو حدیث یاد رہی یا بہول گیا جبکہ اونہون نے فاطمہ بنت قیس کی نسبت فرمایا تہا کہ ہم قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے، معلوم نہین اوسکو حدیث یاد رہی یا نہین۔ حالانکہ فاطمہ بنت قیس بہی صحابیہ تہین اور حضرت ابوبکر بہی صحابی تہے۔ شاید اوسوقت تک حضرت عمر کو بالو جرح ولتعدیل کا قاعدہ معلوم نہو گا، یا اونہون نے

اوسکو اوسوقت تک ایجاد نہ کیا ہوگا، یا اوسوقت تک احادیث پیغمبری کی تحقیق اور تنقید کرنے کا خیال نہوگا، اورحضرت ابوبکر کے ہاتھہ سے ایسے فیصلے خلاف قرآن کرانا پسند کرتے ہون گے۔ مگرجہان کہین چاہتے تہے اور ظاہر کیا جاتا تہا کہ اونکی رائے خلاف قرآن ہے تو اپنی رائے کو ترک ہی کردیتے تہے جیساکہ انہون نے بہاری مہر باندہنے کی ایک خطبہ مین مناہی کی تہی لیکن اوسی روزجب راستہ مین ایک زن فرشہ نے لوک کر اون کے حکم کے خلاف آیۂ قرآنی سے استدلال کیا تو مان گئے اوراپنے حکم کو منسوخ کیا اورمزیدبرآن یہ بہی فرمادیا کہ عمرسے تو ہر کوئی فقیہ تر ہی حتے کہ زنان پردہ نشین بہی لہ

ان واقعات سے صاف ظاہرہے کہ حضرت عمرکی کوئی مراد اور منشا درحقیقت نہ تحقیق وتنقید سے تہی، نہ جرح وتعدیل سے بلکہ جب جیسا اون کے پسند خاطر اور مدنظر ہوتا تہا ویسا کربیٹہتے تہے۔

ذی علم مصنف مسئلہ سقط اورحضرت عباس کے مقدمہ کا جو ذکرکرتے ہین بسئلہ سقط وہی ہے کہ جوحضرت عمرسے ایک عورت کے بطن پرچوٹ لگانے سے جنین اوسکا ساقط ہوگیا تہا اوراوس کی دیت حضرت عمر پوچہتے تہے اسپرمغیرہ نے یہ کہا تہا کہ پیغمبرؐ نے ایک لونڈی یاغلام کوآزاد کرنے کا حکم دیا ہے، اس امرکوحضرت عمر نے تحقیق کیا ہے اور ایسے ہی حضرت عباس کا وہ مقدمہ ہے کہ جسمین حضرت عمرمسجد کی وسعت کے لئے زبردستی اونکے مکان کو بیع کرانا چاہتے ہتے اونہون نے انکارکیا اسپر حدیث کی تفتیش کی گئی ان دونون امرونکا ذکرہم ابہی اوپرتفصیل سے

لہ صفحہ ۳۷۱ مجلد ہذا - ۱۲ - منہ -

کہہ آئے ہین۔

(دیکھو ۳۳۴/۳۳۸ و ۳۴۸/۳۴۹ ج ہذا

ان دونون امرون مین جو کچھہ حضرت عمر نے تحقیق کرکے حکم دیا اُس سے کوئی خاص فخر اون کے واسطے فقہ کے لئے قایم نہین ہوسکتا ہے

حدیث روایت کرنے کے حضرت عمر مخالف تہے اور شدت سے مناہی کرتے تہے۔

یہ امر محققہ ہے کہ حضرت عمر نے صحابہ کو احادیث پیغمبر کے روایت کرنے کی شدید مخالفت کی ہے اور صحابہ پر نہایت سختی اور تہدید سے پیش آئے ہین جو منافی اوس رائے کے ہے کہ "حدیث اور فقہ کا فن حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے اور حدیثون کی تحقیق اور تنقید اور جرح تعدیل کا فن اونہون نے ایجاد کیا ہے۔

محدثین کی زبانی حضرت عمر کی سختی اور شدت سے مناہی کرنے کے وجوہ

ذی علم مصنف اوس الزام سختی اور تہدید سے مخالفت کے رفع کرنے کی اور دیگر مصنفین نے جو کچھہ کہا ہے اوس کے حوالے سے کوشش کرتے ہین، لیکن اپنی طرف سے کچھہ کہنا نہین چاہتے بلکہ اس بات مین بڑے بڑے محدثین نے جو کچھہ کہا ہے اسکو نقل کردینا کافی سمجھتے اور علامہ ذہبی جنکو حافظ ابن حجر ادر سخاوی وغیرہ کا شیخ الشیوخ کہا ہے او[illegible] بڑھکر اون کے بعد کسی کا محدث ہونا بتایا ہے اونکے تذکرۃ الحفاظ سے وجہ مخالفت اور تہدید

فاروقی کی یون نقل فرماتے ہین کہ "حضرت عمر اس ڈر سے کہ صحابہ آن حضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین۔ اور لوگ حدیث مین مشغول ہوکر قرآن کے یاد کرنے سے غافل نہوجائین حکم دیتے تھے کہ آنحضرت سے کم روایت کرین قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب عمر نے ہم لوگونکو عراق پر روانہ کیا تو کہا کہ تم لوگ ایسے مقام کو جاتے ہو کہ جہان کی لوگونکی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تو اونکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا" اور مسند دارمی مین اس روایت کے بعد یہ بھی رائے ظاہر کی گئی ہے کہ "حضرت عمر کا یہہ مطلب تھا کہ غزوات کے متعلق کم روایت کیجائین اس سے فرائض اور سنن مقصود نہین" اور بعد قول دارمی شاہ ولی اللہ صاحب کا یہہ اجتہاد لکھا ہے کہ "آنحضرت کے شمایل اور عادات کی حدیثین مراد ہین، ان سے کوئی غرض شرعی متعلق نہین"

محدثین کے وجوہ ہی مصنف کا اختلاف اور اصلی وجہ کی تائید حضرت عمر کی زبانی

ذی علم مصنف ان تمام بڑے بڑے محدثین کی راءن کو بیکار تاویلین تبلا کر وجہ ممانعت مین حضرت عمر کے خود اس قول کی کہ "اگر مجھے ڈر نہوتا کہ حدیث کے روایت کرین مجھہ سی کچھہ کمی بیشی ہوجائیگی تو مین حدیث بیان کرتا" تائید کرکے یہ کہتے ہین کہ "حضرت عمر کو جو اپنی نسبت ڈر تھا وہی اورون کی نسبت بھی ہونا چاہیے تھا۔ اور حضرت عمر کو روایت کے بارہ مین احتیاط تھی اگرچہ سب سے پہلے یہ احتیاط حضرت ابوبکر نے کی ہے کہ پانسو حدیثین قلمبند کی تھین۔ پھر اونکو آگ مین جلادیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھکر اوس

ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ ہو" لیکن

حضرت عمر اور دیگر صحابہ کی احتیاط مین فرق۔

ذی علم مصنف حضرت عمر اور دیگر صحابہ کی احتیاط مین یہ فرق ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر راوی کے ثقہ ہونے کے ساتھ یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھتے تھے کہ راوی نے واقعہ کی پوری حقیقت سمجھی یا نہین۔

حضرت عمر کے بعد احادیث کی قوت واعتماد کا پایہ شکست ہوگیا؟

باایںہمہ ذی علم مصنف اس کش مکش کا انجام یہ ظاہر کرتے ہین کہ "حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط واحتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حدیثین کم روایت کی گئین، لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہرقسم کے احتمالات سے بے داغ تھین۔ انکے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہوگئی لیکن اعتماد اور قوت کا وہ پایہ نرہا"

مصنف کے بیانات بالا کی مفصل حقیقت جس سے اسلام مین خرابیان پڑنے اور مسلمانون کے تنزل کا نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

سخت افسوس ہے کہ ان تمام واقعات اور برایون سے کوئی نتیجہ مفید حضرت عمر کے حق مین پیدا نہین ہوتا۔ بعد وفات رسول ہرقسم کی کل احادیث نبوی خواہ وہ تفسیر قرآن کے متعلق ہون، خواہ غزوات کے، اور خواہ آنحضرت کے شمایل اور عادات کے کہ اون سب سے احکام شریعت محمدی فقہ اور اخلاق

ہ وضاحت اور بلا اختلاف معلوم ہو سکتے تہے، بعد تحقیق و تنقید کے فن جرح و تعدیل کو عمل مین لاکر، دون نہو سکنے کی وجہ سے وہ تمام خرابیان اور اختلاف شریعت محمدی اور اوسکے مسایل مین پیدا ہوئے جس کو اسوقت تک مسلمان رو رہے ہین اور جو اصلی سبب تنزل مسلمانون کا ہوا ہے۔

تمام خرابیون کے پڑنیکی اصلی وجہ کیا ہوئی ؟

یہ تمام خرابیان شریعت محمدی ہین، جب غور سے دیکہا جائے تو بعد وفات رسول صحیح خلیفہ اور جانشین قبول نہ کیے جانے سے، اور خلافت پیغمبرؐ ایسے شخص کے ہاتہہ مین نہ آنے سے کہ جسکو تمام امور کی، جنکی بنا پر شریعت دین اسلام قایم کی گئی، پیغمبر نے تعلیم دی ہو، اور جس کو پیغمبرؐ نے معلم امت قرار دیا ہو، پیدا ہوئے ہین۔ اگر جانشین پیغمبر بعد وفات پیغمبر کے ایسا شخص قبول کیا جاتا جو تمام امور شریعت کلہٗ بنفسہٖ پیغمبرؐ سے سفر مین حضر مین، تخلیہ مین مجمع عام مین، تعلیم یافتہ ہوتا اور جس کو پیغمبر نے معلم امت کا، امور شریعت تعلیم دینے کے بے مثل اپنے قرار دیا تہا، تو اوسکو تمام احادیث ہر قسم کی جمع اور کتابت کرنے مین کچہہ باک نہوتا۔ وہ ہرگز خوف نہین کر سکتا تہا کہ اوس سے احادیث روایت کرنے مین کچہہ کمی بیشی ہو جائیگی نہ اوسکو یہ ڈر ہو سکتا تہا کہ صحابہ سے اگر روایت حدیث پیغمبری مین غلطی ہو تو وہ اس کی اصلاح نہ کر سکے، نہ اوسکو یہ خوف ہو سکتا تہا کہ لوگ حدیث، مین مشغول ہو کر قرآن کی یاد کرنے سے غافل ہو جائینگے، بلکہ وہ یہ سمجہتا کہ احادیث پیغمبرؐ کے صحیح یاد ہونے سے قرآن اپنے اصلی معنون مین

لوگون کو یاد ہو جاوے گا، وہ کبھی اسبات کو گوارا نہ کرتا کہ شہد کی مکھی کیطرح لوگون کی آواز قرآن خوانی مین گونجتی رہے، یعنی جیسے شہد کی مکھی کے پرون سے بے سمجھی آواز نکلتی ہے ویسے ہی بے سمجھی قرآن پڑہنے کی آواز لوگون کے موہنہ سے نکلتی رہی۔ بلکہ وہ یہہ چاہتا کہ احادیث پیغمبرؐ کی رو سے قرآن کے معنی اور مفہوم قرآن خوانی کے وقت لوگ سمجھتے جائین وہ کسی طرح ایسے نقص شریعت کو پسند نہین کرتا کہ غزوات کے متعلق اور شمایل وعادات آنحضرت کے متعلق احادیث نبوی جمع ہوتین

کیا حقیقی نائب رسول بھی مثل حضرت ابوبکرؓ کے پانسو احادیث نبوی کو آگ مین جلوا دیتا؟

روایات غزوات کا تعلق مسایل جہاد و جنگ سے تہا اور روایات شمایل و عادات آنحضرت اخلاق محمدی سے تعلق رکھتی نہین اس لیے حقیقی نائب رسول سے حضرت ابوبکر کی طرح کبھی نہ ہو سکتا کہ وہ پانسو حدیثین تلف کر کے اون کو آگ مین جلا دیتا اس احتمال سے کہ جن سے روایت لی ہے وہ درحقیقت ثقہ تہا یا نہین۔ وہ اپنے علم صحیح سے احادیث کو تلف کر سکتا تہا اور دیگر راویان کی نسبت بہی جان سکتا تہا کہ وہ بیان مین حدیث کے ثقہ ہے یا نہین اور اسبات کا بھی لحاظ رکہتا کہ راوی نے پورے واقعہ کی کیفیت کو بھی سمجہا یا نہیں؟

بعد وفات آنحضرت حقیقی جانشین پیغمبرؐ کے پہلا کام جمع و ترتیب قرآن کا کیا تہا

چنانچہ علی مرتضی نے آپ جو بعد وفات پیغمبرؐ اون کے نائب برحق خلافت پیغمبر نہین ہوئے مگر وہ اپنے آپ کو

مگر اون کا مرتبہ قرآن نہیں لیا گیا۔

اصلی اور حقیقی جانشین پیغمبرؐ کا سمجھتے تہے یہ عہد کرلیا تہا کہ مین جب تک قرآن کو جمع نہ کرلون گا دوش پر روانہ ڈالونگا۔ اور جب قرآن جمع کرلیا اور اوسکو اون کے سامنے جن کے ہاتھہ مین خلافت تہی پیش کیا۔ اونہون نے یہ کہکر کہ اونہ ہمارے پاس بھی قرآن ہے نہ لیا، تو علی مرتضےؑ یہ فرماکر کہ ابتم اس قرآن کو قیامت تک نہ دیکھوگے واپس لیئے چلے آئے جسکی بابت اکابر علماے اہلسنت نے یہ افسوس ظاہر کیا ہے کہ اگر وہ قرآن لے لیا جاتا تو اوس سے علم اور فائدہ کثیر حاصل ہوتا لہ

قرآن مرتبہ علی مرتضیٰ مثل قرآن متداول کی نہین تہا

کیا یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن صرف اسی قدر تہا کہ جسقدر اب متداول بین الناس ہے نہین وہ قرآن بہ ترتیب نزول جمع کیا گیا تہا لہ اوس مین بیان احادیث تفسیرًا، اور شان نزول آیات ترتیبًا، اور واقعات کا بیان تاریخًا تہا تب تو اوس سے علم کثیر حاصل ہوسکتا تہا۔

لہ قال الامام جلال الدین السیوطی واما ترتیب السورۃ، فہل ہو توفیقی ایضًا او ہو باجتہاد من الصحابۃ خلاف لجمہور العلماء علی الثانی، فاما من رتبہا علی النزول وہو مصحف علی"

کہا امام جلال الدین سیوطی نے کہ ترتیب سورتون کی، آیا وہ بہی توفیقی ہے! صحابہ کے اجتہاد سے ہے؟ اس مین خلاف ہے! بس تمام علماء دوسری بات پر متفق ہین (یعنی اجتہاد صحابہ سے ہے) لیکن جس شخص نے موافق نزول کے جمع کیا ہے وہ مصحف علی ہے" اتقان سیوطی ۱۲- منہ -

Marfat.com

اصلی خلیفہ رسول کے خلیفہ قبول نہونے سے تمام احادیث جمع و قلمبند نہو سکین۔

درحقیقت صحیح خلیفہ رسول کو خلافت رسول پر قبول نہ کیے جانے کی وجہ سے تمام احادیث نبوی جن پر مدار تفسیر قرآن اور تمام احکام شریعت اور اخلاق محمدی کا تہا نہ جمع ہو سکین اور نہ قلمبند کی جا سکین کہ جن پر تمام امت رسول بلا اختلاف عمل کر سکتی۔

خلفا یا دیگر صحابہ اون کے تابع ہر قسم کی احادیث جمع بھی نہین کر سکتے تھے۔ اور اوسکی وجہ مصنف کی زبانی

جو لوگ بجائے اصلی خلیفہ رسول کے خلیفہ قبول کیے گئے یا مقرر کیے گئے وہ تمام احادیث نبوی ہر قسم کی جمع نہین کر سکتے تہے اور نہ اونکا جمع کرنا پسند کر سکتے تہے اون مین مادہ یا قابلیت ہی کسی قسم کی احادیث نبوی کے جمع کرنے کا نہ تہا۔ اون مین سے کسی ایک کو بھی علم تمام احادیث نبوی کا نہ تہا، یا دیگر صحابہ یا تابع اون کے جنہون نے اونکی خلافت کو قبول کیا تہا، ایسے تہے کہ جنمین سے کسی کو کل ہر قسم کی احادیث نبوی کا علم ہو، نہ اون صحابہ مین سے کسیکو، خواہ وہ خلیفہ رسول کسی وقت مقرر کیا گیا ہو یا نہین، اسبات کا یقین تہا کہ اوسکی یاد اور حافظہ مین خلل نہین ہے یا وہ اسکے معنی اور مراد صحیح سمجھتا ہے اگرچہ وہ ثقہ اور صادق اللہجہ کیون نہو، چنانچہ خود ذی علم مصنف نے خود حضرت عمر اور بعض دیگر بہت بڑے پایہ کے صحابیون کی ایسی حالت بیان کی ہے

Marfat.com

کہ "وہ حدیث کے بیان کرنے کے وقت خوف رکھتے تھے۔ کسی کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا کوئی یہ لفظ کہتا کہ آنحضرت نے یہ لفظ فرمایا تھا یا شاید اسکے مشابہ یا اس کے قریب یا اسکی مثل"۔ [۵۱]

ایسی حالت مین جبکہ خلافت رسول پر ایسے خلیفہ قبول یا مقرر کئے جائین، یا دیگر ایسے صحابہ اوس خلیفہ کے تقرر یا قبول ہونے کی تائید کرین کیونکر سرانجام اجماع احادیث نبوی کا اور اونکا قلمبند کیا جانا ہو سکتا تھا اور اون احادیث کے جمع نہو سکنے، یا جلا ڈالنے سے جو نقص مذہب اسلام کو لاحق ہوا اوسکی ذمہ داری اونہین کی گردن پر ہے کہ جو باعث بالخصوص احادیث نبوی کے جلا ڈالنے اور باقیون کے جمع نہونے اور قلمبند نہو سکنے کے ہوئے۔

منتخبہ احادیث کے بیداغ نبوی اور جن احادیث کی روایت کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی اونکو منتخبہ کرکے بیداغ نہ کرنیکی وجوہ۔

جن احادیث نبوی کا علم اون لوگون کو نہین تھا اون احادیث کے جمع کرنے کی اور قلمبند کئے جانے کی تو اون سے کوئی صورت نکل نہین سکتی۔ لیکن اون حدیثون کے جمع اور قلمبند نہ کئے جانے مین کہ جن کا اونکو علم تھا حضرت عمر، یا دیگر صحابہ راویون کا خوف، وجہ نہین ہو سکتی، اگر یہی وجہ تھی تو یہی وجہ اون حدیثون کے روایت کرنے یا بیان کرنے مین کیون نہ عارض اور مزاحم ہوئی۔ جبکہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر کی تحقیق اور تنقید کی

---

[۵۱] الفاروق صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷۔ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

باعث بیداغ ہوگئین؟ اور کیا وجہ ہے کہ اون حدیثون کو بہی جنکے بیان کی ممانعت سختی سے کی گئی تحقیق اور تنقید کرکے بیداغ نکرلیا؟

اصلی اور حقیقی سبب احادیث کو روایت کرنیسے سختی کے ساتہہ ممانعت کرنے کا۔

اصل امر یہ ہی کہ جن حدیثون کے بیان کی ممانعت سختی سے کی گئی ہے اون مین بکثرت ایسی احادیث ملتین کہ تمام امت اوسے جان لیتی کہ معاملہ خلافت بعد رسول خلاف منشاء اور مرضی خدا ورسول کے طے ہوا ہے۔ اور ایسی احادیث کا جمع اور قلمبند ہونا نہ حضرت عمر پسند کرسکتے ہتے۔ نہ دوسرے خلفاء نہ دیگر صحابہ جنہون نے اوس خلافت کو قبول کیا تہا کہ یہ امر اونکی پالیسی کے خلاف تہا جو معاملہ خلافت کے متعلق قرار دی گئی تہی۔

منقحہ احادیث بہی حضرت عمر اور اونکے تابعین کی مقبولہ قلبی دیکر بکر اور بی اطمینانی ہی داغی رہین؟

جن حدیثون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ تحقیق تنقید حضرت عمر سے بیداغ ہین کیونکر قبول کیا جاسکتا ہے کہ اون کا بیان اونہین الفاظ اور معنون ہی کی جن الفاظ اور معنون مین آنحضرت نے فرمایا تہا جبکہ خود حضرت عمر اور صحابہ مطیع خلافت خایف تہے، اور یقین قلبی اوسکی صحت الفاظ اور مفہوم پر نہین رکہتے تہے جو نتیجہ اون احادیث کے بہی داغی ہونے کا ہے۔

احادیث کی ممانعت کا سبب باقی نرہنے سے بہولی بہی

جب حضرت عمر کے عہد کی منقحہ احادیث کا یہہ حشر ہوا کہ

حدیثون کے میدان کا وسیع ہوجانا محل تعجب نہین ہوسکتا

زمانہ کے بعد احادیث کو بہت وسعت ہوجانا اور اونکا اعتماد اور قوت کے پایہ پر نہ رہنا، یا اعتماد و قوت کے رتبہ سے گرجانا قابل تعجب کے نہین ہوسکتا۔ جب ممانعت بیان احادیث جسکا نتیجہ اخفاء احادیث تہا باقی نرہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہونا چاہئے تہا کہ احادیث کے بیان کا یہانتک کہل جائے اور جبکہ خود عہد حضرت عمر مین کوئی ذریعہ قابل اطمینان جہوٹی اور سچی احادیث کے امتیاز کا نہ تہا تو اون کے زمانہ مابعد مین احادیث کی قوت اور اعتماد کا پایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

اقسام احادیث علی مرتضےٰ کی زبانی۔

علی مرتضیٰ نے اپنے ایک ارشاد مین، اون احادیث پیغمبر کے لئے جو بعد وفات آنحضرت صلعم لوگون کے ہاتہہ مین تہین اقسام احادیث اور اقسام رواۃ کو ایسا محدود فرمادیا ہے کہ جسمین کم وزیادہ ہونا مشکل ہے۔ اقسام احادیث کے یون فرمائے ہین "حق و باطل، صدق و کذب، ناسخ و منسوخ عام وخاص، محکم و متشابہ، حفظ و وہم"

علی مرتضیٰ کی زبانی راویون کی اقسام اور قسم اول منافق کی حالت۔

راویون کے اقسام کی نسبت علی مرتضےٰ یون فرماتے ہین کر "احادیث چار قسم کے لوگون سے پہونچی ہین۔ جنکا پانچوان نہین ہوسکتا، ایک منافق، جو ظاہرداری سی بناوٹ کا ایمان و اسلام رکہتا ہ

اور وہ پیغمبرؐ پر عمداً جھوٹ بولنا، نہ گناہ جانتا تہا نہ اوسکی کچھہ پروا کرتا تہا، اگر لوگ جانتے کہ وہ منافق و کذاب ہے تو اوسکے سخن کو نہ قبول کرتے نہ اوسکی تصدیق کرتے لیکن لوگ یہہ کہتے ہتے کہ اوسنے پیغمبر کی صحبت پائی ہے، اوسنے پیغمبرؐ کو دیکہا ہے۔ اسنے پیغمبرؐ سے سنا ہے اوس سے لو، حالانکہ وہ اونکی حالت کو جو خدا نے (منافقون کی) بتائی ہے اور اون کے اوصاف ظاہر کیے ہین، نہین پہچانتے تہے وہ منافق بعد آنحضرت رہے اور انہون نے ائمہ ضلالت، اور آتش (دوزخ) کی طرف بلانے والونکا زور اور کذب و بہتان سے تقرب حاصل کیا، اور انہون نے اون کو کارپرداز مقرر کیا اور لوگون کی گردنون پر سوار کیا اور دنیا کو انہون نے اون منافقون کے وسیلہ سے نوش جان کیا۔ بادشاہون اور دنیا دارون کے ساتھہ اکثر ہی لوگ لگجاتے ہین مگر جسکو خدا بچائے۔

دوسری قسم راوی "وہمی" کی حالت۔

دوسری قسم کا راوی وہ ہے کہ اوسنے پیغمبرؐ سے کچھہ لیا لیکن جیسا چاہئے تہا اوسکو یاد نہین رکہا اور وہم مین پڑگیا۔ اور عمداً جھوٹ بولنا نہین چاہتا ہے لیکن جو کچھہ اوسکے ہاتہہ مین ہے اوسیکا قائل ہے اور اوسی پر عمل کرتا ہے اور اوسکو روایت کرتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ مین نے پیغمبرؐ سے سُنا ہے۔ پس اگر لوگ جان جائین کہ اوسکو وہم ہوگیا ہے تو اوسکو قبول نہ کرین اور وہ راوی خود ہی جان جائے تو خود ہی چہوڑ دے۔

تیسری قسم کے عیبی راوی

تیسری قسم مین وہ شخص ہے

Marfat.com

کی حالت۔

کہ پیغمبرؐ نے کچھ ارشاد فرمایا خواہ امر یا نہی، اور پھر اسکے خلاف فرمایا، اور اُسنے منسوخ کو یاد رکھا اور ناسخ کو یاد نہ رکھا اگر وہ جان جائے کہ وہ منسوخ ہے تو خود ہی اوسے وہ چھوڑ دے اور اگر دیگر مسلمان ہی جانیں کہ وہ منسوخ ہے تو وہ بھی اوسکو چھوڑ دین"

"تینوں عیب دار راویوں کے خلاف چوتھی قسم کی صادق اللہجہ راوی کی حالت۔

جو تھا وہ شخص ہی جسنے پیغمبرؐ پر جھوٹ نہین بولا۔ اور وہ جھوٹ سے بغض رکھتا ہی خدا کی خوف اور تعظیم رسول کی وجہ سے وہ بھولتا نہین ہے بلکہ جسطرح پر سُنا ہے ویسے ہی یاد رکھا ہے اور نہ اوس مین کمی وزیادتی کرتا ہے اور ناسخ ومنسوخ کو بھی جانتا ہے اور ناسخ پر عمل کرتا ہے اور منسوخ کو چھوڑ دیتا ہے۔

صحت احادیث پر یقین کرلئی ان اقسام رواۃ کی تحقیق وتنقید احادیث مین بعد پیغمبرؐ ضروری تہی

جب غور سے دیکھا جائی تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ بعد وفات رسول جس کسی عہد مین احادیث پیغمبرؐ جمع وقلبند ہوئین، اون مین وہ تحقیق وتنقید نہین کی گئی اور نہ ہوسکتی تہی جو علی مرتضےٰ نے بیان فرمائی ہے، حالانکہ اون امور کی تحقیق اور تنقید کا ہونا، واسطے قابل اطمینان قرار پانے صحت احادیث کے، ضروری تہا۔

Marfat.com

بجز تعلیم یافتہ نبوی کے اور کسی خلیفہ یا غیر خلیفہ مین قابلیت امتیاز ان اقسام رواۃ کی نہ تھی۔

مگر ایسی تحقیق وتنقید کا ہونا اسلیئے غیر ممکن تہا کہ ہر کسی مین خواہ وہ کسی عہد کا خلیفہ ہو یا نہو ایسی قابلیت ہی نہ تہی کہ اون امور کا امتیاز کر سکتا جو علی مرتضے نے بیان فرمائے ہین۔ ایسا امتیاز وہی کر سکتا تہا جسکو پیغمبرؐ نے معلم واسطے تعلیم امت کے بنایا ہو۔

منافق کی پہچان اور امتیاز نفاق مشکل ہی خود حضرت عمر اپنی ذات مین تفتیش نفاق حضرت حذیفہ سی کرایا کرتی تہی

سب سے اول اور مقدم امتیاز نفاق کا تہا اور یہ امر ایسا اہم ہے کہ انسان خود اپنے نفس مین اوسکا امتیاز نہین کر سکتا یا کرتا ہے، تو اوسکو کسی طرح ظاہر نہین کر سکتا۔ چنانچہ خود حضرت عمر حذیفہ بن الیمان سے جو صاحب سر رسول تہے اور اونکو عام منافقین کا پیغمبرؐ نے تعلیم کیا تہا، اور وہ ذوات اور اشخاص منافقین کو اور اون کی نامون کو جانتے تہے۔ صفات نفاق اور اون کے مصداق کو پوچہا کرتے تہے یہانتک کہ ایک روز صاف لفظون مین آخر کار حضرت عمر نے دریافت ہی کیا کہ میرا شمار تو منافقون مین نہین ہے۔

نتیجہ آخری کسی طرح سے ثابت نہین ہوتا کہ فن حدیث وفقہ جرح وتعدیل کی انجام کا

بہرکیف بہ نظر اون حالات اور واقعات کے جنکو حضرت عمر کی سندی مجتہدانہ الیف

Marfat.com

حضرت عمر کے سر سہرا ہی

سے ہمنے پیش کیا اور منظر اوس حقیقت کے جو ذی علم مصنف کے پیش کردہ عنوانون اور اون کے متعلقات کی ظاہر کی گئی ایک منٹ کے لیے بہی یہ امر تسلیم کرنا محال ہے کہ حدیث اور فقہ کا فن ساختہ اور پرداختہ حضرت عمر کا ہے، یا حضرت عمر نے حدیثون کی تحقیق اور تنقید کی اور جرح و تعدیل کا فن ایجاد کیا۔ بلکہ یہ امر بآسانی قبول ہوسکتا ہے کہ ان بزرگ مین قابلیت ہی اسکی ہرگز نہ تھی اور آنحضرت سے اونکو کلیۃً نہ خاص تعلیم ہوئی اور نہ عام۔ وہ خود فرماتے ہین کہ اون سے ہرکوئی فقیہ تر ہے حتے کہ پردہ والیان ہی

کیا عبد اللہ ابن مسعود بقول ذی علم مصنف مقامات علمی مین حضرت عمر کی تربیت یافتہ تھے؟

اسی بحث کے ضمن مین ذی علم مصنف یہ فقرہ بھی اوڑا گئے ہین کہ "عبد اللہ ابن مسعود مقامات علمی مین حضرت عمر کے خاص تربیت یافتہ ہے"[1] لیکن عبد اللہ ابن مسعود کی نسبت یہ لکھنا کہ وہ مقامات علمی مین حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تہے" ایک تعجب انگیز دہوکہ ہے۔ اونہون نے جسقدر علم حاصل کیا تہا وہ خود رسول اللہ سے مثل بعض دیگر صحابہ کے حاصل کیا تہا اور انہیں کے تربیت یافتہ تہے حضرت عمر کا اونکو کبھی اور کسیوقت مین تربیت دینا ثابت نہین ہوتا ہے، نہ ذی علم مصنف نے کوئی سند اس دعوی کی تائید مین پیش کی ہی، وہ خود حضرت عمر سے بہت زیادہ تعلیم و تربیت یافتہ

[1] الفاروق صفحہ ۲۲۵-

Marfat.com

پیغمبر تہے، چنانچہ خود مصنف نے جہان بیان اشاعت احادیث کا وصف حضرت عمر کے لئے اسی بحث مین قرار دیا ہے وہان لکہا ہے کہ "صحابہ مین جو لوگ فن حدیث کے ارکان ہتے اونکو مختلف ممالک مین حدیث کی تعلیم (دینے) کے لئے بہیجا، شاہ ولی اللہ صاحب لکہتے ہین، فاروق اعظم عبد اللہ بن مسعود را با جمعے بکوفہ فرستاد" سلہ

جس سے ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن مسعود صحابہ مین فن حدیث کے خود رکن ہتے اور اس درجہ پر ہتے کہ دوسرے لوگون کو احادیث کی تعلیم دین۔ البتہ حضرت عمر نے اون کو اسدرجہ مین انتخاب کیا کہ دوسرون کی تعلیم کے لئے اونکو بہیجا۔

حضرت عمر اون کے مرتبہ سے یون واقف ہتے کہ جب اونکو ضرورت پیش آتی تہی تو اون سے ہی کبہی کبہی علم حدیث نبوی کا حاصل کرتے تہے اگر عبد اللہ ابن مسعود کچہہ ہی تربیت یافتہ حضرت عمر کے ہوتے تو وہ خلیفہ کہ جو بمشورہ حضرت عمر اون کے بعد قرار پایا تہا اونکے اوس قرآن کو بدلے مین کہ جسمین بعض بعض آیات کی تفسیر ہی از روے احادیث نبوی درج ہی، حضرت عبد اللہ کی جان نہ لیتا۔ اور اون کے قرآن مین یہہ آیتین اسطرح ہوئین۔ آیۃ (کفی اللہ المومنین القتال) بعلی۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً" سلہ اور آیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (ان علیاً مولی المومنین) وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" سلہ اور آیۃ ان اللہ

سلہ الفاروق صفحہ ۲۱۸ سلہ تفسیر در منثور سیوطی بحوالہ ابن ابی حاتم و ابن عساکر و ابن مردویہ و در کتاب معارج النبوۃ نیز آمدہ عبارت مندرجہ خط ہلالی قرآن موجودہ مین نہین ہی انتہی سلہ تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان و تفسیر در منثور و مفتاح النجاۃ و علم الکتاب شیخ احمد حسین زدن عبارت مخطوط ہلالی قران موجودہ مین نہین ہے۔

Marfat.com

اصطفے آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران مین بعد " و آل عمران " کے اپنے مصحف مین " و آل محمد " لکھکر نہ پڑھا کرتے ؎

اگر اونکو شاگرد حضرت عمر کا مانا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہ تفاسیر پیغمبری آیات قرآنی مین حضرت عمر کی شاگردی کی وجہ سے نہین مگر حضرت عمر کا اوس کے خلاف وقوع مین لانا، اور حضرت عثمان جانشین و خلیفہ حضرت عمر کا اس قسم کی تفاسیر کے مٹانے کے لئے اونکا ارادہ اتنا منافی اثبات کے ہے کہ عبد اللہ بن مسعود حضرت عمر کے شاگرد تھے۔

سند اور روایت کی متعلق فاروقی اصول کی مفروضہ فہرست مرتبہ مصنف

ذی علم مصنف یہ خود رائے دیتے ہین کہ سند اور روایت کے متعلق حضرت عمر نے جو مقدم اصول قایم کئے اونکو اجمالاً یون بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) روایت کا باللفظ ہونا ضرور ہے۔

(۲) محض راوی کا ثقہ ہونا روایت کے اعتماد کے لئے کافی نہین ہے۔

(۳) خبر واحد مین تائیدی شہادت کی حاجت ہے جسکو محدثین کی اصطلاح مین تابع اور شاہد کہتے ہین۔

(۴) خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہین ہوتی۔

(۵) روایت کے اعتبار مین موقع اور محل کی خصوصیات کا لحاظ شرط ہے۔

مفروضہ فہرست مرتبہ مصنف کی بنیاد۔

جن اصول کو سند اور روایت کے متعلق لایق مصنف اپنی لیاقت سے

؎ تفسیر ثعلبی ۱۲۔ منہ۔

Marfat.com

تصنیف یا فرض کر کے حضرت عمر کی طرف منسوب کرتے ہین، وہ حضرت عمر کی کارروائی سے جو اونہون نے حدیثون کے متعلق فرمائی ہے پیدا نہین ہوتے۔ البتہ جو اصول کہ علماء اہلسنت نے کئی سو برس کی بعد احادیث کے جمع ہونے پر قرار دیے ہین۔ اون مین کچھ کچھ اپنی رائے کو دخل دیکر جو موجودہ زمانہ کے اعتبار سے پیدا ہوسکتی ہے اونہین کو ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی انبات منسوب کردیا ہے لیکن

اس امر کی کہ ان مفروضہ اصول ہی متعلق کرنے کی حالتمین کوئی حدیث قابل عمل نہین مل سکیگی ہر اصل مفروضہ سے تائید۔

اونہین اصول کو گو وہ کسی کے قایم کردہ ہون سند اور احادیث سے متعلق کیا جاے تو کوئی حدیث مشکل سے اہلسنت کے ہان قابل عمل مل سکے گی۔ اصل نمبر ایک کی بموجب بتانا چاہیے تہا کہ کس کس روایت کا باللفظ ہونا، کیونکر عہد حضرت عمرؓ یا کسی زمانہ مین ثابت ہوا ہے۔؟

دوسری اصل مین محض راوی کا ثقہ ہونا روایت کے اعتماد کے لیے اگر کافی نہین ہے تو بتانا چاہیے تہا کہ اوسکی کافی ہونے کے لیے اور کون امر شامل ہو۔؟

بموجب اصل نمبر ۳ کے جب خبر واحد مین تائید کی شہادت کی حاجت قرار دی گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ خود حضرت عمرؓ نے اپنی تسلیم کردہ حدیثون مین اکثر تائید کی شہادت کی پروا نہین کی ہے اور راوی واحد کی خبر کو مان لیا ہے۔؟

Marfat.com

بموجب اصل نمبر ۴ کے جو یہ قرار دیا گیا ہے کہ خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہین ہوتی ہی جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کبھی کبھی خبر واحد حجت ہو جاتی ہے، اور حضرت عمر نے اکثر خبر واحد کو قبول کر کے قضیہ کا فیصلہ کیا ہے یا اوسکو بطور مسئلہ فقہ کے قرار دیا ہے اوسکی وجہ بطور قاعدہ کے بیان کرنی ضروری تہی۔؟

نمبر ۵ مین جو یہ اصل قرار دی گئی ہے کہ "روایت کے اعتبار مین موقع اور محل کی خصوصیات کا لحاظ شرط ہے" اس کی بموجب جو احادیث کہ عہد حضرت عمر مین یا کسی زمانہ مین صحیح تسلیم کی گئی ہین۔ اون ہر ایک کے متعلق دکہانا چاہئے تہا کہ اس اصل کی شرط کی تعمیل ہوئی ہے؟

ذی علم مصنف کو الفاروق مین واقعات منقولہ احادیث کی ان مفروضہ اصول خمسہ سی جانچ کر لینے کا نوٹس دینا چاہئے تہا۔

اور جن جن احادیث و روایات کو اپنی اس تصنیف مین ذی علم مصنف نے سنداً لکہا ہے اون کی نسبت ہی لازمی تہا کہ وہ اس امر کو ظاہر کر دیتے کہ پانچون اصول کے موافق اون احادیث و روایات کی کیونکر جانچ کی گئی ہی جب تک اصول متذکرہ کے بموجب عمل ثابت نہ کیا جائے، کوئی حدیث قابل عمل قرار نہین پاسکتی۔

حضرت عمر کی قابلیت اور افضلیت کے حذاقت کی

بلا لحاظ اصول مفروضہ کے علم فقہ کے متعلق حضرت عمر کی

Marfat.com

زبانی اعتراف کی حقیقت

قابلیت اور افضلیت کی نسبت تمام صحابہ کے معترف ہونے کا دعوے کرکے حذیفہ بن الیمان اور اون سے اس روایت کی سند لیجاتی ہے کہ "فتویٰ دینا اوس شخص کا کام ہے جو امام ہو، یا قران کے ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہو، لوگون نے پوچھا کہ ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب" [۵۱]

حضرت حذیفہ مطیع علی مرتضیٰ کے تھے اور اونھین کو امام جانتے تھے۔

حذیفہ بن الیمان، بلاشبہ خاص صحابی رسول اللہ کے تھے اور خاص امور کی تعلیم اونکو پیغمبر نے دی تھی جیسا کہ چند موقعون پر اس کتاب مین ہم لکھ بھی چکے ہین [۵۲] لیکن وہ مطیع اور فرمانبردار علی مرتضیٰ کے تھے اور اونھین کو وہ امام اور عالم شریعت پیغمبری کا جانتے تھے، چنانچہ اپنی وفات کے وقت اپنے دولون فرزندون کو وصیت کی کہ علی مرتضیٰ کی اطاعت سے باہر نہونا۔ چنانچہ اون دولون سعادتمندون نے جنگ صفین مین زیر اطاعت علی مرتضیٰ اپنی جانین نثار کردین۔

ابتدائی ٹکڑہ روایت جس سے مراد علی مرتضیٰ سے ہی بیشک حضرت حذیفہ کا ہے؟

روایت کا جو اول ٹکڑہ ہے وہ بے شک حضرت حذیفہ کا ہے جسمین انھون نے بیان کیا ہے کہ "فتویٰ دینا اوس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن مین

---

[۵۱] الفاروق صفحہ ۲۲۷۔ [۵۲] صفحہ د ۱۴۲ و ۱۴۹۔

ناسخ و منسوخ کو جانتا ہو" اور اس سے صریح مراد اونکی یہی ہو سکتی ہی کہ بجز علی مرتضےٰ کوئی ہی فتوے دینے کے قابل نہین ہے۔

امام لقب علی مرتضےٰ کا تہا ابتک مسلمان اس لقب کی یادگار مین امام علی نام رکہتے ہین۔

منصب امامت حذیفہ بن الیمان اور دیگر صحابہ علیم لقضٰے مین جانتے تہے، اور لقب امام کا علی مرتضےٰ کے لئے ہر کسیکو تسلیم تہا۔ اب تک مسلمان سنی ہون یا شیعہ اوسی لقب کی یادگار، اور بقا کے لیے اپنی اولاد کا نام "امام علی" رکہتے چلے آتے ہین۔

خلفاء نے امیر المومنین اور خلیفہ رسول اپنی لقب بیشک رکہی مگر کسی نے "امام" اپنا لقب رکہا نہ اس لقب سے وہ پکارے گئے۔

بعد وفات رسول، اگر کوئی شخص اس لقب کا مستحق ہوتا تو اوسی زمانہ مین ہی وہ اوس لقب سے پکارا جاتا، بعد وفات رسول حضرات ثلثہ اور بنی امیہ و بنو عباس نے اپنے لئے لقب خلیفہ رسول اور امیر المومنین کا بے شک اختیار کیا، اور اسی لقب سے مسلمانون نے اونکو پکارا، مگر کسی خلیفہ نے اون خلفاء مین سے اپنے آپکو نہ امام امت رسول کا جانا اور نہ اس لقب سے اپنے آپ کو ملقب کیا اور نہ آج تک کسی مسلمان نے اونکو امام جانا اور نہ اس لقب سے اونکو پکارا۔

بمقابلہ ائمہ اہلبیت عہد خلفاء

گو زمانہ خلفاء بنی امیہ و بنی

بنی امیہ و عباسیہ مین لوگ امام بنائے گئے تھے مگر جملہ مسلمانون نے اون مین سے کسی ایک پر بھی اتفاق تمام امت رسول کے امام ہونیکا نہین کیا۔

عباس مین بمقابلہ ائمہ اہلبیت کے جو حقیقی امام تھے، اور امام کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور ابتک پکارے جاتے ہین غیر اہلبیت مین سے لوگون کو امام قرار دیا گیا جو باہم مختلف الاراء رہے ہین اور اپنی اپنی سمجھ کی موافق مسائل شرعیہ قرار دیتے ہین اور اجتہاد کئے ہین لیکن اون مین سے بالاتفاق مسلمانون نے کسی ایک کو بھی اس حیثیت سے کہ تمام امت رسول کا امام سمجھا جائے قبول نہین کیا۔

حضرت حذیفہ کی لایف پر نظر کرنے سے ثابت نہین ہوتا کہ اونہی نے حضرت عمر کو امام سمجھا ہو ورنہ حضرت عمر اسی نام سے مشہور ہوتے

شروع سے آخر تک واقعات اور تاریخی حالات پر نظر کرنے سے کیا کسی کی سمجھ مین آسکتا ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے حضرت عمر کو امام سمجھا ہو یا قرار دیا ہو اگر ایسا ہوتا تو ضرور اسیوقت سے حضرت عمر امام مانے جاتے اور اسی لقب سے پکارے جاتے۔

قرآن سے منصب امامت کا پتہ اور امام کا وصف اور اوسکا منصوص من اللہ ہونا

قرآن سے منصب امامت کا پتہ یون چلتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے فرمایا "انی جاعلک للناس اماما

اِمَامًا " اسپر حضرت ابراہیم نے کہا " ومن ذریتی " خدا نے فرمایا۔ " لاینال عہدی الظالمین " اس آیۃ سے ظاہر ہے کہ منصب امامت خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے، نہ لوگون کی طرف سے اور یہ امر بالکل مطابق عقل کے ہے، جب تک قانون الٰہی کسی کی قلب و دماغ کو قابل منصب امامت کیلئے نہ بنا دے، تب تک کسی مین قابلیت امامت کی پیدا نہین ہو سکتی ہے، اور یہی معنی ہین کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے۔

بروے قرآن منصب امامت ظالم کو نہین ملسکتا اور ظلم کسے کہتے ہین۔

اس آیۃ سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ ذریت ابراہیم سے ظالم ہونگے وہ منصب امامت کو نہ پہونچین گے۔ اور ظلم سے مراد شرک ہے۔ خدا قرآن مین حضرت لقمان کی حکایت مین جہان کہ انہون نے اپنے بیٹے کو وصیت کی ہے فرماتا ہے " یابُنَیَّ لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم " اے فرزند خدا کا شریک کسی کو نہ کر بتحقیق کہ شرک ظلم عظیم ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ذریت ابراہیم سے جسنے شرک اختیار کیا وہ قابل منصب امامت کے نہین رہا۔ اور ظلم کے معنی اہل لغت نے " وضع شیٔ علی غیر محلہٖ " کے بتائے ہین۔

انصار کے مقابلہ مین جو حدیث استدلالی پیش ہوئی وہ امر امامت کے

سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت کا جھگڑہ طے کرنے کے وقت اور انصار کے دعوی خلافت کو قطع کرنے کے لئے مہاجر نے نقل

متعلق تھی مگر پھر بھی خلافت پانیوالی نے نہ خود آپ کو نہ کسی اور نے اونکو امام جانا اور نہ مانا اور نہ جان و مان سکتے تھے۔

پیغمبری ''الائمہ من قریش'' پڑہی جسپر انصار ساکت ہو گئے اور دعوئے خلافت سے دست کش ہوی اس حدیث کے قبول کرنے کے بعد یہ بحث باقی رہتی ہے کہ قریش مین سے کون شخص امام قبول کیا جا سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا ہی شخص قبول کیا جا سکتا تہا کہ جس کا دل و دماغ ہی قانون الہی نے قابل منصب امامت کے وضع کیا ہو، لیکن حضرت ابوبکر نے انصار کے دعوی خلافت کے قطع کرنے کے لئے وہ حدیث پیغمبر پڑہی جو متعلق امر امامت کے تھی اور گو اوسوقت حضرت ابوبکر طوعاً و کرہاً خلیفہ رسول قبول کئے گئے گر انہون نے اپنے آپ کو نہ امام جانا اور نہ قرار دیا۔ اور نہ حضرت عمر نے، کہ جنہون نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسول بنایا تہا، اور نہ کسی دیگر صحابی اور مسلمان نے اون کو امام مانا، اور نہ قرار دیا۔

کسیقدر یہ امر قابل غور کے ہے کہ جو حدیث سند کے لئے پیش کی گئی ہی اوس مین ذکر حق امامت کا تہا اوس کے لحاظ سے حضرت ابوبکر کو امام ہی مانا جاتا اور یہی لقب اون کے واسطے [illegible] کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہونے سے صاف ظاہر ہے کہ خود اپنے آپکو نہ کوئی اور اون کو امام جان سکتا تہا۔ نہ امام مانسکتا تہا۔

حضرت عمر نے بھی اپنی آپکو

یہی حالت حضرت عمر کی

نہ امام قرار دیا اور نہ ...
نے اس لقب سے اوسے نہیں پکارا

لقب دیا اور نہ کسی نے انکو امام قبول کیا اور ... پکارا۔

خلافت تابع امامت ہے
امامت سے امر خلافت کو جدا
کرکے ہر کسی نے اپنا لقب
خلیفہ قرار دیا اور اسی سے
لوگوں نے اونہیں پکارا۔

امر امامت سے جدا رکھ کے ہر کسی نے اپنے ...
اور اسی لقب سے وہ پکارے گئے۔ ...

جس امر کی قابلیت اوسکی
اپنے آپ میں نہ جانکر حضرت
عمر نے ترک کیا ہو خلاف
عقل ہے کہ حذیفہ اوسی امر کو
اونہیں قبول کرتے

اس روایت مین صناعی ہوشیاری سے کی گئی ہے

کچھہ شک نہین ہی کہ اس روایت مین بڑی ہوشیاری سی صنعت کی گئی ہے یا تو راوی نے آسانی سے بجائے نام علی مرتضےٰ کے نام حضرت عمر کا بڑہا دیا ہے یا آخری یہ ٹکڑہ کہ "لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے - خلیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" اضافہ کردیا گیا ہے -

عبداللہ ابن مسعود کے روایتی قول سے حضرت عمر کا علمی پایا -

ایسے ہی دوسری روایت سے ذی علم مصنف عبداللہ ابن مسعود کا قول نقل کرتے ہین کہ "اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

عبداللہ ابن مسعود کی روایت کی حقیقت

اس روایت کے متعلق بھی اس امر کا اطمینان نہین ہے کہ اصول مفروضہ ذی علم مصنف کی بموجب اوسکی جانچ پڑتال کرلی گئی ہے - یا نہین -

اسی مضمون کی حدیث پیغمبر جسکے راوی خود حضرت عمر ہین علیم التفی کی نسبت یہہ ہی کہ کہا حضرت عمر نے مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے خود آنحضرت سے سنا ہی کہ اگر اہل آسمان اور اہل زمین کا ایمان ایک پلہ مین رکھا جائے اور دوسرے مین علی ابن ابی طالب کا ایمان تو علی ابن ابیطالب کے ہی ایمان کا پلہ وزنی ہوگا - جس سے ظاہر ہے کہ اسی

حدیث کے مقابلہ مین ...

حالانکہ علم علی مرتضے کی بابت جو احادیث ... ہم پہلے کر چکے ہین ۔

اون سے ظاہر ہے کہ علی مرتضے کو ... نو حصہ عطا فرمائی ہے۔ اور دسوین حصہ مین بھی وہ شریک ... اور عبد اللہ ابن عباس بیان کرتے ہین کہ میرا علم ... بمقابلہ علم علی ابن ابیطالب کے ایسا ہے جیسے ساتوں دریاؤں کے مقابلہ مین ایک قطرہ ان احادیث کے اور حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا کے مقابلہ مین اور کسیکی افضلیت علم کسیطرح تسلیم نہین ہوسکتی اور یہی احادیث خبر دیتی ہین کہ حدیث علم حضرت عمر مصنوعی اور وضعی ہے۔

اقوال واحادیث نبی معصوم سے فاروقی فضایل دکہانا تھے غیر معصومون کے اقوال قابل قبول نہین ہوسکتے۔

مین تعجب کرتا ہون کہ ذی علم مصنف نے حضرت ... ایسے فضایل، احادیث اور اقوال ... پیغمبر سے کیون نہین دکہائے ... اور تابعین کے اقوال جو وہ نقل ... ہین۔ کیونکہ سند کے قابل ... وہ صحابہ اور تابعین غیر معصوم ... معصوم کی سند ... کہ اوس کے نہ ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج ... ہے :-

Marfat.com

فقہ کے سب سلسلون کا مرجع حضرت عمر کی نہین پیغمبر صلعم کی ذات برکات سے ہے۔

ذہبی علم مصنف فرماتی ہین کہ" فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قایم ہین سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہی" یہ فقرہ نہایت حیرت انگیز ہی آج تک کل فرقے مذہب اسلام کے تمام فقہ کے سلسلون کو جو آج مذہب اسلام مین قایم ہین ذات بابرکات سید المرسلین کو مرجع جانتے ہین اور سمجھتے ہین۔ اگر اس فقرہ سے یہ مراد سمجھی جائے کہ فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قایم ہین وہ بعد وفات آنحضرت، حضرت عمر نے قایم کئے ہین تو یہ مراد بھی صحیح نہین سمجھی جاسکتی۔

اگر کوئی تعلیم یافتہ پیغمبر فقہ کا سلسلہ قایم کرتا تو فقہ اسلام مین اختلاف ہی واقعہ نہوتا۔

بعد وفات رسول اگر کوئی فقہ کا ایسا سلسلہ قایم ہوتا کہ جو از روے صحیح تعلیم پیغمبری کے ہوتا اور ایسا ہی شخص اوس سلسلہ کو قایم کرتا کہ جسنے خاص پیغمبر سے کل فقہ اور دیگر امور شریعت کو سیکہا ہوتا۔ اور تعلیم پایا ہوتا، تو فقہ مذہب اسلام مین کسی قسم کا اختلاف واقع نہ [illegible] حالانکہ دین اسلام کی فقہ مین اسقدر اختلاف ہے کہ آلہی توبہ جسکا ذکر کتب فقہ مین تفصیلاً مذکور ہے۔

اختلاف دلیل اسکی ہی کہ بموجب تعلیم پیغمبری کی یہ سلسلے

اگر یہ بات سچ ہوتی کہ فقہ کی سلسلہ جو آج اسلام مین قایم ہین

قایم نہین ہوئی ہین۔

حضرت عمر نے بدو تعلیم پیغمبری [illegible]

مین کبہی اختلاف واقع ہوتا اور کبہی اختلاف خبر دیتا ہی کہ وہ کل مسایل تعلیم پیغمبری کے نہین ہین۔

حضرت عمر کو تعلیم پیغمبری بہت کم ہتی جس کو بعد وفات پیغمبر دیگر صحابہ کی علم کی بموجب پورا کرنیکی کوشش کی ہی۔

حضرت عمر کی نسبت [illegible]

یہ امر ظاہر ہو چکا ہی کہ جس سے [illegible] نہین کر سکتا کہ انہون نے ذات [illegible] پیغمبر سے جمیع مسایل فقہ اور ما مور شرع کی تعلیم نہین پائی ہتی بلکہ اونکی تعلیم خاص ذات پیغمبر سے بہت ہی کم ہے ہان اوہنون نے اپنی اس کمی کو بعد وفات رسول اوسوقت جبکہ خلافت اون کے ہاتہہ مین آگئی بوقت ضرورت اپنے اپنے مواقع پر دیگر بعض صحابہ سے علم احادیث اور فقہ حاصل کرنے کی کوشش کر کے کسی قدر پورا کرنا چاہا ہے جس حیثیت سے کہ اون دیگر صحابہ کے پاس اونکی سمجھ کے موافق علم تہا۔

بلاد اسلامی کی اکثر بڑی بڑی شیوخ اور بانی فن فقہ بجز حضرت علی کی کیا حضرت عمر کی صحبت سے مستفید ہوئی تہی

ذی علم مصنف کے نزدیک [illegible]

اوس فرقہ اسلام کے جنہوں مین جو [illegible] ذی علم مصنف اس زمانہ کے معروف مشہورون مین ہتا جن صحابہ کی [illegible] جو کچھہ علم تہا اون کو بہی [illegible] بڑی بڑی شیوخ اور بانی فن فقہ بلاد اسلام مین اس تفصیل سے [illegible] کہ عبد اللہ بن عباس الشیخ گزرے ہین [illegible]

حضرت علی عبداللہ ابن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری شیوخ کوفہ ابو الدرداء اور معاذ بن جبل شیوخ شام، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود کو اگرچہ پہلے ہی ذی علم مصنف حضرت عمر کی شاگردی کی عزت دے چکے ہیں، لیکن اس موقع پر حضرت علی کے سوا ان میں سے اکثر بزرگ صحابہ کو حضرت عمر کی ہی صحبت سے مستفید ہونا قرار دیا جس سے مقصود یہ پیدا کیا ہے کہ یہ سب لوگ دراصل صحابی حضرت عمر کے تھے اور انہیں سے ان لوگوں نے تعلیم پائی تھی حالانکہ وہ لوگ جیسے ہی تھے پیغمبر کے صحابی تھے اور پیغمبر سے ہی تعلیم پائی تھی جس حیثیت سے ہی کہ تعلیم پائی تھی۔

حضرت عمر ان صحابہ بڑے بڑے شیوخ فن فقہ سے خود مستفید ہوتے تھے

یہ صحیح ہے کہ بوقت ضرورت حضرت عمر اپنی صحبت میں جبکہ وہ خلیفہ ہو گئے تھے ان لوگوں کو بلاتے تھے اور خود بھی وہ لوگ وقتاً فوقتاً حضرت عمر کی صحبت میں شریک ہوتے تھے مگر اس سے نہیں کہ حضرت عمر انکو تعلیم دیکر اپنی صحبت سے مستفید فرماتے ہوں ایسا کوئی واقعہ روایات سے پایا نہیں جاتا بلکہ خود حضرت عمر ان سے علم حاصل کر کے ان کی صحبت سے فائدہ اوٹھاتے تھے جیسا کہ روایات کثیرہ سے (جن میں سے بعض کو ہم بسلسلہ ان کے اجتہادی کارناموں کے لکھ بھی چکے ہیں) ظاہر ہوتا ہے اس صحبت کو بجائے مستفید ہونے حضرت عمر کے دیگر صحابہ کے لئے استفادہ قرار دینا معکوس تصویر کھینچنا ہے۔

جب خود یہ صحابہ شیوخ اور فقہ قرار پا چکے تو حضرت

جن لوگوں نے کہ حضرت عمر کو خلیفہ قبول کیا ہے انہیں لوگوں نے

Marfat.com

عمر کو یہہ فخر کیسے دیا جاتا ہی

ازن صحابہ ... مصنف ...

بانی فقہ قرار دیا ہی جب یہ عزت ان صحابہ کو دی گئی ...

عمر مرجع فقہ کے سلسلے کے یا بانی فقہ کیونکر کہے جاتے ہیں

علی مرتضے کو استفادہ عمری سے مصنف کے مجبوراً استثنا کرنے کے وجوہ۔

علی مرتضے ...

احد من الصحابہ قرار دیا ...

ذی علم مصنف اونکو استثنا ...

سے مجبوراً استثنا کرتے ہین کیونکہ

تاریخ اسلام مین جہان تک غور کیا

جاتا ہے علی مرتضے کی نسبت بجز اسکے اور کچھہ نہین پایا جاتا کہ علی مرتضی

خلفائے ثلثہ کی صحبت سے اپنے آپ کو الگ رکھتے تہے اور جب کوئی مشکل

مسئلہ پیش آتا تھا تو اوسکے حل کیواسطے یہ حضرات علی مرتضے کے پاس

تھے یا خود اون کے پاس جاتے تہے یا جب کوئی ضرورت ...

علی مرتضے کو معلوم ہوتی تہی تو آپ ہی کبھی کبھی اون کے پاس ...

ہر حالت مین جو کچھہ علی مرتضی کو از روے تعلیم پیغمبری معلوم ...

اوسکو صحیح بیان کر دیتے تہے اور امام ... کا کام ...

ثلثہ کبھی بموجب ارشاد علی مرتضے عمل کرتے ...

ہوئی ہی کہ ذی علم مصنف علی مرتضے کو ...

استثنا کرنے پہر اوس حیثیت سے بھی مجبور ...

صحابہ کو سکو سی عزت ذی ...

ابو درداء اور ابو مسعود انصاری ...

Marfat.com

انکو حضرت عمر نے محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت حدیثین روایت کرنی شروع کین۔ جن لوگون کو حبس کرکے احادیث پیغمبر کے بیان کرنے سے روکا گیا ہے انکو شاگرد یا تربیت یافتہ حضرت عمر کا قرار دینا ایک امر عجیب ہی جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو تہدید اون لوگون کو بغرض بیان کرنے احادیث پیغمبر کی گئی اوسی لحاظ سے ذی علم مصنف تربیت یافتہ حضرت عمر کا اون صحابہ کو قرار دیتے ہین اونہین صحابہ مین سے بعض صحابہ کی صحبت یابی کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا ہی لیکن نوعیت صحبت سے نتیجہ غلط نکالا ہی۔

عبداللہ بن مسعود کی اپنی سال بھر کی عبادت سے حضرت عمر کے ساتھہ اپنی ایک ساعت کی بیٹھنی کو بہتر جاننے کی حقیقت

عبداللہ بن مسعود کا یہ قول کہ "عمر کے ساتھہ ایک ساعت کا بیٹھنا سال بھر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون" اگر صحیح ہی تو اوس سے حضرت عمر کے لئے کوئی فخر نہین ہوسکتا اس لئے کہ اوس وقت یہہ کوئی جانتا تھا کہ حضرت عمر صحابہ رسول سے علم حاصل کرتے ہین اور جب ابن مسعود کو امید تہی کہ حضرت عمر جو خلیفہ وقت ہین ہم صحابہ سے علم حاصل کرکے عمل کرینگے تو اوس کا یہہ کہنا کہ "عمر کے ساتھہ ایک ساعت کا بیٹھنا سال بھر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون" صحیح ہی۔ جسمین اونہون نے اپنے فعل تعلیم دینے کو اپنی عبادت سے افضل ظاہر کیا ہی۔

ذی علم مصنف نے عبداللہ بن مسعود کی نسبت جہان یہ ظاہر

Marfat.com

کیا ہی کہ وہ مقامات علی بن ... شیوخ کوفہ سمجھے جاتے ہیے، وہان یہ بہی ... عبد اللہ بن مسعود کو فضل خصوصیات سے روکا [1] ... ہوتا ہی کہ حضرت عمر عبد اللہ بن مسعود کو لائق الفضل ... جانتے ہتے جسکا فیصلہ علم قرآن و احادیث پر موقوف ہے ... مین خاص تربیت یافتہ مقامات علی مین حضرت عمر کے ہتے ... طرفدارون نے اوس وقت ہی جان لیا اور اب بہی جان ... وہ اسکی قابلیت نہین رکہتے ہتے۔

عبد اللہ بن مسعود سے جو یہ روایت کی گئی ہے کہ " عمر کے ساتھ ایک ساعت بیٹہنا سال بہر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون " جسکی کچہہ حقیقت اوپر ہی بیان ہو چکی ہے تو یہ روایت بمقابلہ اون احادیث نبوی کے وضع کی گئی ہے جن مین آنحضرت نے علی مرتضے کی نسبت فرمایا ہے کہ " النظر الی وجہ علی عبادہ " یعنی نظر کرنا علے مرتضے کے چہرہ کی طرف عبادت ہے۔ یہہ حدیث متعدد طریق سے کتب اہلسنت مین منقول ہوئی ہے۔ [2]

منجملہ اون کے ایک طریقہ یہ ہے کہ " چند بار ربیع بن مالک ... دیکہا کہ جب علی اون کے گہر آئے اور اون کے باپ بہی ...

---

[1] الفاروق صفحہ ۹۰ و ۲۰، جلد ۲ - ۱۱ منہ [2] علامہ بدخشی مفتاح النجا ... ہین کہ طبرانی اور حاکم اور ابن مغازلی نے عبد اللہ ابن مسعود اور عمران ... اور ابن عساکر نے حضرات ابوبکر و عثمان و معاذ بن جبل و جابر ... وام المومنین عائشہ سے اور حاکم نے ابو یعلے سے اور دیلمی ... وابن الیمان نے عائشہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ...

Marfat.com

موجود ہوئے تو اونکی باپ علی مرتضےٰ کے چہرہ سے اپنی نظر کو نہ ہٹاتی تہے
بی بی عائشہ نے جب اسکا سبب پوچہا تو انہون نے کہا کہ مین نے آنحضرت
سے سنا ہی کہ علی کے چہرہ کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہی" ایسے ہی جابر انصاری
بحکم آنحضرت صلعم عمران بن حصین کی عیادت کو گئے اور وہان جناب علیہ الرضی
بہی اونکی عیادت کو آئے، معاذ بن جبل اور ابوہریرہ بھی وہان موجود تہی
سب نے دیکہا کہ عمران علی مرتضےٰ کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہین ہٹاتی ہین
معاذ نے سبب پوچہا تو عمران نے یہی حدیث بیان کی جسکی تائید معاذ نی
بھی کی اور ابوہریرہ نے بہی، جب ایسی حدیث کے خود عبد اللہ ابن مسعود
راوی ہین تو مشکل ہی یہ کسی کی سمجھ مین آسکتا ہے کہ انہون نے حضرت
عمر کی نسبت یہہ ظاہر کیا ہو کہ " اون کے پاس ایک ساعت بیٹہنا سال
بہر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون۔
غزوہ خندق کے متعلق جو واقعات مورخین نے لکھے ہین اسی
سلسلہ مین یہ بہی لکہا ہے کہ " عبد اللہ بن مسعود کے قران مین یہ آیتہ
اسیطرح لکہی تہی اور اسی طرح وہ پڑہتے تہے" وکفی اللہ المومنین القتال
(بعلی) وکان اللہ قوی عزیزا" یعنی " بعلی " قرآن موجودہ سے اون کے
قرآن مین زیادہ تہا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اونکا بڑہنا بموجب تفسیر پیغمبر
تہا۔ اور اسی غزوہ خندق مین جب علی مرتضےٰ نے عمرو ابن عبدود کو قتل
کیا ہے اور تمام لشکر کفار فرار کر گیا تو آنحضرت نے علی مرتضےٰ کی نسبت
فرمایا کہ " ضربت علی کی یوم خندق (جس سے عمر ابن عبدود قتل ہوا) افضل
ہے عبادت ثقلین سے یا اعمال امت سے جو قیامت تک ہون گے" اس
سے بہی تائید اسی تفسیر پیغمبر کی ہوتی ہے کہ جو عبد اللہ ابن مسعود کی

قرآن مین تہی اور جیسے وہ پڑہتے ہتے، ایسی حالت مین کسی طرح نہین سمجہا جا سکتا کہ عبد اللہ بن مسعود حضرت عمر کے پاس ایک ساعت بیٹہنا ایک سال کی عبادت سے بہتر جانتے ہون۔

عبد اللہ بن مسعود نے جو حضرت عمر کی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ مین اون کے پاس ایک ساعت کا بیٹہنا سال بہر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون، اوس کی نسبت ذی علم مصنف نے یہ بہی تحقیق نہین کیا کہ یہہ بیان اونکا کسوقت کا ہے؟ آیا اِس زمانہ کا جبکہ وہ احادیث پیغمبر کثرت سے بیان کرتے ہتے، یا اوس وقت کا جبکہ اونکو فصل قضایا سے روکا تہا، یا اوسوقت کا جبکہ حضرت عمر نے اونکو قید کردیا تہا اور اوس کے بعد وہ رہا کئے گئے یا بعد رہائی کا"

آنحضرت نے جو یوم خندق والی ضربت علیمرتضے کو کہ جس سے قتل عمرو واقع ہوا عبادت ثقلین سے افضل فرمایا ہے اسکی وجہ صریح ہے کہ وہ دن سخت حملہ کفار کا مسلمانون پر تہا اور غلبہ اسلام کا کفر پر اوسی ونپر موقوف تہا۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا تہا جبکہ علی مرتضے عمرو بن عبدود کے مقابلہ کو گئے ہتے، کہ پورا ایمان پوری کفر کی مقابلہ کو نکلا ہے" پس علی مرتضے کی ایک ضربت سے عمرو بن عبدود جب قتل ہوا، اور تمام لشکر کفار فرار کر گیا تو حقیقت مین اسی ایک فعل علیمرتضے سے اوس روز اسلام کی بنیاد قایم ہوگئی اور اسلام نے غلبہ پالیا اِس لئے اوس ضربت کی نسبت یہ فرمانا رسول کا کہ " وہ عبادت ثقلین سے یا تمام امت کے اعمال سے جو قیامت تک ہون گے افضل ہے" نہ خلاف حقیقت ہے اور نہ مبالغہ۔

Marfat.com

ایسے ہی "النظر الی وجہ علی عبادہ" فرمانا رسول کا بالکل صحیح اور مطابق واقعہ کے ہے مگر صرف اسکا یہ مفہوم سمجھہ لینا کہ علی کے چہرہ کی طرف ٹکٹکی باندہ کر دیکھتے رہنا عبادت ہی ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی نماز مین اوٹہنے اور بیٹہنے اور کچہہ کلمات پڑہنے کو عبادت سمجھے بلکہ مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ علی عالم علوم پیغمبری ہے اسکی طرف نظر کرنی چاہیئے اور متوجہ ہونا چاہئے یعنی علوم شریعت اور اخلاق علی سے سیکہنے چاہئین اور جو کچہہ وہ فرمائے اوس کی اطاعت لازم ہے اور اس سے کسی امر کو دریافت کرنے کے منتظر رہنا چاہئے کہ وہ کیا جواب دیتا ہی۔ چنانچہ دوسری حدیث مین پیغمبر نے فرمایا ہے کہ "ذکر ہی علی کا عبادت ہے" اور علی وجہ صریح ہے کہ جب علی کا کچہہ ذکر ہوگا تو اون کی تمام سوانح عمری سے یہی ظاہر ہوگا کہ اونہون نے کیا کیا خدمات اسلام کین اور کیا کیا علوم پیغمبر سے حاصل کئے اور کیا کیا اون کے افعال و اعمال سے اخلاق پیغمبری پیدا ہوئے اون امور کا یاد کرنا کچہہ شبہہ نہین کہ سب عبادت ہے۔ ابن مسعود کی جو یہ رائے نقل کی گئی ہے کہ "عمر کے پاس ایک ساعت کا بیٹہنا سال بہر کی عبادت سے بہتر جانتا ہون" اسکی صداقت اسیوقت ذہن مین آسکتی ہی کہ جب اون کے سوانح عمری سے جسکا تعلق عہد پیغمبر سے ہے۔ دکہایا جائے کہ کون کون حالتین اونکی ایسی ہین جنسے اون کے اعمال و افعال داخل عبادت ہین۔ آیا اونکی وہ تعلیم اور تربیت، داخل عبادت ہے جو بچپن مین ان کے خاندان مین ہوئی یا عنفوان جوانی مین جو اکہاڑہ [illegible] تہین تعلیم و تربیت پائی وہ داخل عبادت ہے یا مسلمان ہونے کی عمر تک جو شرک وکفر مین نمو پاکر اسنے انکی طبیعت مین رسوخ کر لیا، وہ داخل عبادت ہی۔

یا اوسی رسوخ کی وجہ سے پیغمبر کے قتل کا بیڑا اوٹھا کر جو تنہا تشریف لے گئے تہے، وہ داخل عبادت ہی۔ یا بعد اسلام لانے کے غزوات مین مرد میدان جنگ قرار نہ پائے وہ داخل عبادت ہے، یا پیغمبر کی نبوت مین شک کرتے رہے، اور پیغمبر سے اونکے ارشادات پر اعتراضانہ پیش آتے رہے کہ جسکی حد سوء ادب تک پہونچی ہے وہ داخل عبادت ہے، یا خلاف ارشاد پیغمبر، انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی الخ کے جو صرف حسبنا کتاب اللہ کہا وہ داخل عبادت ہے، یا بعد وفات پیغمبر پیغمبر کو بلا غسل وکفن ودفن چھوڑ جانا، اور پھر جو امور متعلق خلافت کے اور سلوک الکلولی دختر پیغمبر اور دیگر اہلبیت پیغمبر سے، مثل قصد احراق خانہ سیدہ جسمین خود سیدہ دختر پیغمبر اور حسنین ابناء رسول اللہ موجود تہے اور فدک کا ضبط کرنا، حضرت عمر سے ظہور مین آتے رہے جن کی بیجائی اور واجبیت کی کوشش ذی علم مصنف کر رہے ہین وہ داخل عبادت ہین۔ جب تک کہ ادن کے اعمال اور افعال ایسے نہ دکھائے جائین کہ جو داخل عبادت سمجھے جا سکین تب تک ابن مسعود سے اگر درحقیقت وہ رائے ظاہر کی بہی ہو صداقت اسکی قبول نہین کیجا سکتی گر اوسی حالتمین جبکہ ابن مسعود کے قول کے یہ معنی سمجھے جائین کہ وہ حضرت عمر کو تعلیم دینے کے لئے انکی صحبت مین اپنی ایک ساعت کے بیٹھنے کو اپنی سال بہر کی عبادت سے بہتر جانتے تہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس کی دامن تربیت حضرت عمر مین پرورش پانیکی حقیقت

عبد اللہ ابن عباس کا دامن تربیت حضرت عمر مین پرورش پانا، ذی علم مصنف اس واقعہ سے

Marfat.com

قرار دیتے ہین کہ "حضرت عمر اونکو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے، جسپر بعض بزرگون نے کہا کہ آپ اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کیون شریک کرتے ہین اور ہمارے لڑکون کو جو ان کے ہمسر ہین کیون یہ موقع نہین دیتے؟ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔

اس واقعہ سے حضرت عمر کے دامن تربیت مین حضرت عبد اللہ کا پرورش پانا کسی طرح سمجھا نہین جا سکتا۔ بلکہ یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت کا ہے جبکہ عبد اللہ بن عباس ایسے نوجوان تھے کہ حضرت عمر اونکو اپنی صحبت مین رکھکر اون کے علم سے خود فائدہ اوٹھانا چاہتے تھے، اور حضرت عبد اللہ کا اوسوقت ایسا علم تھا جن کی قابلیت کو خود حضرت عمر نے اوسوقت اشیوخ بدر صحابہ رسول سے بھی بڑھا پایا

کسی روایت سے حضرت عبد اللہ کو حضرت عمر کا تعلیم و تربیت دینا پایا نہین جاتا۔

کوئی نہ ایسی روایت ہے نہ کوئی استنباط کا قابل ہو کہ جس سے حضرت عمر نے عبد اللہ ابن عباس کو کچھ تعلیم و تربیت دیتے ہون اور زمانہ شروع خلافت مین بھی یہ کہین نہین پایا جاتا کہ حضرت عمر نے عبد اللہ بن عباس کو کسی وقت تعلیم اور تربیت دی ہو۔

حضرت عبد اللہ حضرت عمر کی خدمت مین حاضری سے

خود اس واقعہ سے جسکو ذی علم مصنف نے لکھا ہے یہ ظاہر ہے کہ عبد اللہ ابن عباس

پہلے علم حاصل کر چکے تھے اور خود مصنف کی بیان سے اسکی تصدیق۔

علم جسکی قدر حضرت عمر کرتی تہی اور جسکی وجہ سے عبداللہ بن عباس کو اپنی صحبت مین رکہتے تہے پہلے سے حاصل کئے ہوئے تہے۔ اونکا علم باعث اسکا ہوا تہا جیسا کہ ذہبی علم مصنف قبول کرتے ہین کہ " حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکہتے تہے اور تقرب دیتے تہے اور وہ بسبب کم سنی کے اگر کسی مسئلہ کے بیان مین جہجکتے تہے تو حضرت عمر اون کی ہمت بڑہاتے تہے اور فرماتے تہے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہین ہے " جس سے ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عباس کو جو کچہہ علم تہا وہ حضرت عمر کی صحبت مین داخل ہونے سے پہلے حاصل ہو چکا تہا۔ غور کرنا چاہیے کہ یہ علم عبداللہ بن عباس نے کہان سے سیکہا تہا۔

عبداللہ بن عباس سے مروی روایات کی سلسلۂ سند مین حضرت عمر ندارد ہین اونہون نے براہ راست پیغمبر اور کچہہ اپنی باپ اور بہت زیادہ علی مرتضی سے تعلیم پائی۔

عبداللہ بن عباس سے جسقدر روایات منقول ہوئی ہین ہمنے بہت دیکہا تہا لا کسی روایت کی سند مین بہی حضرت عمر کو نہ پایا۔ جس سے تصدیق اس امر کی ہوتی کہ حضرت عمر سے اونہون نے کچہہ سیکہا یا کچہہ اونکو دامن تربیت حضرت عمر مین حاصل ہوا، بلکہ یہ ظاہر ہے کہ اونہون نے بہت کچہہ افعال نبی کو دیکہا تہا اور اقوال پیغمبر کو سنا تہا

Marfat.com

اور بہت کچھ اہنون نے علی مرتضٰے سے اور اپنے باپ سے لیا تہا۔ جیسا کہ ہم چند روایتین پہلے اس سے لکھ چکے ہین جسمین خود عبد اللہ ابن عباس نے اقرار کیا ہے کہ مین نے علی مرتضٰے سے علم سیکھا اور میرا اور تمام صحابہ کا علم بمقابلہ علم علی مرتضٰے کے ایسا ہے کہ جیسا سات دریاؤ کے مقابلہ مین ایک قطرہ

حضرت عمر کا مرکوز ذہنی حضرت عبد اللہ کو صحبت مین داخل کرنیسے اونسے علاوہ استفادہ حاصل کرنیکے ایک اور بہی تہا۔

حضرت عمر کو یہ جرأت اور حوصلہ نہین ہو سکتا تہا کہ وہ علی مرتضٰی کو اپنی صحبت مین داخل کرنے پہ مجبور کرین اس لئے حضرت عمر نے یہ حکمت اختیار کی تہی اور غنیمت جانتا تہا کہ بنی ہاشم خاندان رسالت سے ایسے نوجوان کو جسنے اپنی کم سنی مین زمانہ شعور تک آخر حصہ عہد رسول اللہ کا پایا ہو جسنے حالت پیغمبر کی دیکہی ہو اور اقوال پیغمبر کو سنا ہو جس سے فرایض اور سنن کے طریقے قرار دئے جاتے ہین۔ اور جسنے بعد وفات رسول اپنی عنفوان شباب مین علی مرتضٰے سے تعلیم و تربیت پائی ہو اپنی صحبت کی زینت قرار دین جس مین ایک نوع کی استمالت بہی بنی ہاشم کی متصور ہو

حضرت عبد اللہ اور حضرت عمر کی اجتہادات و مسایل کی ملانیسی دونون مین شاگرد

عبد اللہ بن عباس کو مجتہدات کو حضرت عمر کے مسایل سے ملانے پر دونون مین استاد اور شاگرد کا تناسب تہا جیسا کہ ذی علم

واستاد کا تناسب نظر نہین آتا

مصنف کہتے ہین ہرگز نظر نہین آتا ہین وہ تمام روایات نقل کردیتا
جن ہین عبد اللہ بن عباس اور حضرت عمر کے درمیان جن جن امور مین
جو جو گفتگوئین ہوئی ہین لیکن خوف طوالت سے درگذر کرکے صرف اسی
قدر کہتا ہون کہ حضرت عمر نے جہان کہین بیان مجتہدات عبد اللہ بن
عباس کو نہین مانا، وہان حضرت عمر نے محض خود رائی اور خودسری
کی ہے اوسیطرح جیسے کہ اونہون نے علی مرتضے کی اور نیز رسول خدا
کی ہدایات اور ارشادات کو کہین کہین نہ مانکر خود رائی اور خودسری
سے کام لیا ہے۔

باپ اور بیٹے کی اُستادی وشاگردی کی حقیقت۔

عبد اللہ ابن عمر اگرچہ فرزند حضرت عمر کے ہون لیکن اونکی کسی روایت منقولی سے
یہہ نہین پایا جاتا کہ انہون نے کچھ اپنے باپ سے سیکھا ہو بلکہ جو کچھ
انہون نے بیان کیا ہی اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ انہون نے عہد
آنحضرت کا اپنا دیدہ اور پیغمبر سے اپنا شنیدہ کہا ہے۔
چنانچہ وہ چند مسایل ہین جنکا مین اس جگہہ ذکر کرتا ہون اپنے
باپ کے صریح مخالف تہے اذان مین حی علی خیر العمل وہ کہتے تہے[1]
اور الصلوۃ خیر من النوم اذان مین کہنا بدعت[2] جانتے تہے اور جواز مسئلہ

---

[1] کتاب انسان العیون نور الدین علی حلبی شافعی وسنن کبریٰ امام بیہقی ۱۲۔

[2] موطا امام مالک۔

Marfat.com

متعہ کا حکم دیتے تھے[1] جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جن مسایل کے قایل تھے وہ بذاتہ اونکے عہد پیغمبر کے دیدہ اور شنیدہ تھے

بیٹے کی ناقابلیت کا اظہار خود حضرت عمر کی زبانی۔

مگر اونکی عام قابلیت اور وقعت خود حضرت عمر کی نگاہ میں جو تھی وہ اوس ارشاد حضرت عمر سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضرت عمر لبعد مجروح ہونے کسیکو خلافت کے لئے نامزد کرنے میں مشوش ہوئے ہیں اوس وقت کچھ لوگون نے چاہا کہ حضرت عمر اپنے بیٹے عبد اللہ کو اپنا جانشین مقرر کردین تو حضرت عمر غصہ سے فرمایا کہ جس شخص مین اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی قابلیت نہی اوسکو مین کیونکر خلیفہ کر سکتا ہون۔

زید بن ثابت سے بھی حضرت عمر سے علم حاصل نہین کیا وہ صرف سیکرٹری تھی۔

زید بن ثابت گو حضرت عمر کا کام تحریر کرتے رہے ہون لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انہون نے حضرت عمر سے کچھ علم حاصل کیا ہو۔ حضرت عمر کے عہد خلافت مین زید بن ثابت اگر احکام اور فرمان لکھتے رہے تو اوس سے اس کاتب کو جسے آجکل کے محاورے مین سیکرٹری کہین گے یہ علم حاصل ہوگا کہ خلیفہ یا بادشاہ وقت کی رائے یا حکم کیا ہوا ہے یہ ضرور نہین کہ وہ اپنے نزدیک اوس حکم یا فرمان کو صحیح ہی مانتا ہو اور پسند کیا ہو

[1] ترمذی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ وظفر المبین مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۵ و ۵۶ و شرح صحیح مسلم مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۹۶ و ۳۹۴ و زرقانی شرح موطا امام مالک مطبوعہ مصر صفحہ [illegible]

حضرت عمر نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جس کسی کو فرائض کے متعلق پوچھنا ہو وہ زید بن ثابت سے پوچھا کرے۔ وغیرہ وغیرہ حکم دینا ترک کر دیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عمر بذاتہ فرائض میں اس قدر معلومات نہیں رکھتے تھے جس قدر زید بن ثابت رکھتے تھے اور ان کا وہ علم پیغمبر سے حاصل کیا ہوا تھا نہ حضرت عمر سے۔

حسب تحقیق امام شعبی حضرت عمر، عبد اللہ ابن مسعود اور زید بن ثابت آپس میں ایک دوسرے کے استاد اور شاگرد تھے۔

ذی علم مصنف امام شعبی کا بیان یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ عمر، عبد اللہ ابن مسعود اور زید بن ثابت، باہم ایک دوسرے سے استفادہ کرتے تھے، جس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر تنہا مرجع فقہ کے نہ تھے بلکہ وہ تینوں صاحب باہم ایک دوسرے کے شاگرد اور استاد تھے اور وہ تینوں مرجع فقہ کے تھے۔

محدثین کی عام بیان کے بموجب علم فقہ کا مدار جن اصحاب پیغمبر پر تھا ان کے نام

پھر ذی علم مصنف محدثین کا یہ بیان بھی سامنے لاتے ہیں کہ اصحاب پیغمبر میں، عمر، علی، عبد اللہ ابن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، اور ابو موسیٰ اشعری پر علم فقہ کا مدار تھا۔

امام محمد کے قول کے بموجب چھ

امام محمد کا یہ قول بھی نقل

Marfat.com

اصحاب رسول باہم مذاکرہ کیا کرتی تھی۔

کیا ہ رہے اصحاب رسول مین چند شخص باہم مسایل فقہ مین بحث و مذاکرہ کرتے تھے علی اُبلے اور ابو موسیٰ اشعری ایک ساتھ اور عمر زید اور ابن مسعود ایک ساتھ۔

صفوان اور امام شعبی کے اقوال۔

صفوان بن سلیم کا یہ قول ہی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت کے زمانہ مین صرف عمر علی معاذ اور ابو موسے فتوی دیتے تھے۔ اور پھر امام شعبی کا یہ مقولہ لکھتے ہین کہ علم چھ صحابہ سے سیکھا جاتا تھا۔

محدثین کی آرار کی حقیقت

ان محدثین کی رایون نے جنھین کوئی بھی معصوم نہین علم فقہ کی بنیاد کو بہت کچھ پریشان کر دیا ہی یہ راین ضرور ہین کہ روایات صحیح اور احادیث ناطق پیغمبر پر مبنی ہون۔ لیکن صحیح روایات اور احادیث پیغمبر سے ان رایون کا صحیح تسلیم کرانا بہت مشکل ہی کوئی حدیث پیغمبر کی ایسی صریح و مسلم نہین ہی کہ جس سے یہ قبول کر لیا جائے کہ ان صحابیون مین سوائے علی مرتضےٰ ایسا علم فقہ کا تھا جسکی تلاش مین ذی علم مصنف سرگرم ہین۔

آیات قرانی و احادیث صحیحہ نبوی اور خود ارشادات علیہم التحیۃ والسلام تا ابد

البتہ علی مرتضےٰ کی نسبت آیت "وتعیہا اذن واعیہ" جسکے معنی یہ ہین کہ "یاد رکھتا ہے اُسکو کان یاد رکھنے والا" جسکی بابت کل

فقہ کی ذوات مرتضوی پر منحصر ہے مفسرین متفق ہین کہ آپ ہی کی شان مین نازل ہوی ہی اور یہ احادیث

پیغمبر کہ "اقضٰکم علی" اور "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" دلالت کرتی ہین کہ علم فقہ اور قابلیت قضا علی مرتضیٰ پر منحصر ہے۔ ابوطفیل کہتا ہی کہ "علی مرتضیٰ خطبہ پڑھتے تہے اور فرماتے تہے، مجھسے سوال کرو، قسم بخدا نہ پوچھوگے مجھسے کوئی بات مگر یہ کہ خبر دونگا مین تم کو، اور سوال کرو مجھسے کتاب اللہ کے متعلق قسم خدا کی نہین کوئی آیت مگر یہہ کہ جانتا ہون مین رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان مین یا کوہستان مین[۱]" خود علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ نہین نازل ہوئی کوئی آیۃ مگر یہ کہ مین جانتا ہون کہ کس باب مین نازل ہوئی اور کس مقام مین نازل ہوئی تحقیق کہ میرے پروردگار نے مجھے قلب فہمیدہ اور زبان گویا عطا فرمائی ہے[۲]" ابن مسعود بقول ذہبی علم مصنف حضرت عمر کے تعلیم و تربیت یافتہ شاگرد خاص فرماتے ہین کہ۔ "قران سات حرفون پر نازل ہوا ہی اور اون مین سے کوئی حرف ایسا نہین ہی کہ جس کے واسطے ظاہر و باطن نہو، اور علی ابن ابی طالب کے پاس اونکا ظاہر باطن سب موجود ہے[۳]"

حضرت عمر کے بانیان فن فقہ مین منتخب کیے جانے کی حقیقت۔ حضرت عمر کا انتخاب جو محدثین نے علم فقہ کے لئے قرار دیا ہی وہ نہایت تعجب انگیز ہے اونکی نسبت

---

[۱] اتقان سیوطی وطبقات ابن سعد، وصواعق ۱۲ منہ

[۲] تاریخ الخلفا و اتقان للسیوطی وطبقات ابن سعد، ابونعیم در حلیۃ الاولیا۔

[۳] تفسیر اتقان للسیوطی وحلیۃ الاولیا و حافظ ابونعیم۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ انہوں نے خود احادیث پیغمبر نہایت قلیل روایت کی ہیں، اور روایت کرنے سے خود بھی ڈرتے تھے اور دیگر صحابہ کو بھی سختی کے ساتھ ممانعت کرتے تھے، اسی وجہ سے علم فقہ اونکے عہد میں قایم ہوسکنا ناممکن رہا، اور جو کچھ ضرورت کے وقت دیگر صحابہ سے علم احادیث اور فقہ حاصل کرتے تھے جسکو باہم استفادہ بحث اور مذاکرہ ہی تعبیر کیا جاتا ہے، اس پر بھی نظر کرنے سے بنیاد اسکی قایم نہیں رہتی ہے۔ کیونکہ حضرت عمر عالم فقہ، یا بانی فن فقہ، یا فقہ کے مرجع ہیں۔

صحابہ کے فقیہ ہونے اور ان کی قوت اجتہادی کی مصنف کی زبانی حقیقت

یہ امر کہ صحابہ کو علم فقہ اور قوت فقہ کس درجہ تھی، اوسی رائے ذی علم مصنف سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ جہاں وہ یہ استبعاد ظاہر کرکے کہ ہزاروں صحابہ میں صرف چار پانچ مفتیوں کی تعداد خلاف قیاس ہے یہ رائے دیتے ہیں کہ بہت سے مسایل ایسے ہیں جنمیں احادیث صحیح اور مصرح کا جاننا کافی ہے، اسکے برخلاف بہت سے مسایل ایسے ہیں جنکی نسبت حدیث میں کوئی حکم مصرح موجود نہیں بلکہ قواعد استنباط کے ذریعہ سے حکم مستخرج ہوتا ہے، یا احادیث باہم معارض ہیں اُس میں اجتہاد اور استنباط کی ضرورت پڑتی ہے اور فقہ در اصل اسی کا نام ہے پہلی قسم کے مسایل کے متعلق بہت سے بزرگ صحابہ فتویٰ دیتے تھے، جن کی تعداد بیس تک پہونچتی ہے، دوسری قسم کے مسایل کا فیصلہ کرنا اون لوگوں کا کام تھا جو فن کے بانی اور امام تھے اور اس درجہ کے لوگ وہی چھ بزرگ ہیں[1]"

[1] الفاروق صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱۔

احادیث صحیحہ وغیر مصرحہ مین اجتہاد واستنباط کی ضرورت کیون اور کب لاحق ہوئی کی مورخانہ تحقیق اور اوسکی نتایج

ذی علم مصنف نے مگر اس امر پر غور نہین کیا کہ ضرورت تفریق احادیث صحیح، صاف، اور مصرح کی اور احادیث غیر مصرح کی، اور انہین اجتہاد اور استنباط کی کب اور کیون لاحق ہوئی ہے۔؟

آیا عین وقت وفات رسول، اور زمانہ حضرت عمر مین، یا زمانہ وفات رسول سے کئی سو برس کے بعد جسوقت کہ احادیث اوقات مختلف مین جمع اور قلمبند کی گئین۔

اگر عین وقت وفات رسول اور زمانہ خلافت حضرت عمر مین ایسی ضرورت لاحق ہوئی تہی تو اوسی وقت کل احادیث پیغمبر کو جمع و قلمبند کرکے کسی نے اپنی اجتہاد سے کیون نہ فیصلہ کردیا تاکہ وہی اجتہاد آج تک واسطے پابندی کل اُمت رسول کے قایم اور برقرار چلا آتا مگر ایسی حالت مین یہ ضرور تہا کہ کوئی ایک شخص ایسا ہوتا کہ امتیاز صحت احادیث اور مفہوم احادیث ایسا قرار دیتا کہ جس کو اوسوقت سی اس وقت تک کل صحابہ اور مسلمان قابل عمل مانتے چلے آتے جس مین صورت اختلاف باقی نہ رہتی۔ لیکن یہہ صورت کسی طرح اوس حالت مین نہین ہوسکتی کہ جسوقت مین چند امام اور بانی فن حدیث وفقہ قبول کیے جائین اسلیے کہ باہم اون کے جو اختلاف ہو اوسکا فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہی ہر حالت مین ایسا امام وہی مانا جاسکتا ہی جسکو خود پیغمبر نے بتایا ہوا اور کل مسلمانون، امت محمدی کو لازم تہا کہ اوسی امام کی تقلید کرتے۔

Marfat.com

مگر نہین اکی سو برس کے بعد جب احادیث نبوی بہ اوقات مختلف جمع اور قلمبند کی گئین اوسکے بعد اوقات مختلف مین، علماے اہلسنت نے جن کو محدث اور امام کے لقب دیے گئے ہین، یہ قرار دیا ہی کہ بعد وفات رسول اون کے صحابہ مین چہہ شخص ایسے تہے جو مسایل فقہ مین بحث و مذاکرہ کرتے تہے، یا چار شخص ایسے تہے کہ جو عہد رسول اللہ مین فتوی دیتے تہے، اور اب اس زمانہ مین ذی علم مصنف منجملہ اون چہہ یا چار صحابہ کے حضرت عمر کو مرجع فقہ اور باقی تین یا پانچ کو بانی فقہ اور امام قرار دیتے ہین جس کی کوئی سند پیغمبری نہ اگلے محدثین نے پیش کی ہی اور نہ ان پچھلے ذی علم محدث و مورخ مصنف نے، اور اسی وجہ سے اہلسنت کے ہان کسی ایک صحابی کو، اور نہ کسی محدث کو ایسا مانا گیا ہی کہ جس سے کسی مسئلہ فقہ کا یقینی فیصلہ ہو جاتا، اور یہی وجہ اختلاف مسایل کی اوس فرقہ اسلام مین جو اپنے آپکو اہلسنت کہا کرتا ہی واقع ہوئی ہے ایسی صورت مین جبکہ کسی کے لیے کوئی سند پیغمبری نہین ہی یا جس کے لیے اوسکو ویسا قبول نہین کیا جاتا تو کوئی رائے کسی مسئلہ مین، نہ کسی صحابی کی قطعی سمجھی جا سکتی ہے نہ کسی امام کی، اور نہ کوئی صحیح امام یا بانی فقہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ درحقیقت قبول کیا گیا ہے اور ایسا نہ قبول کرنا ہی باعث اختلاف ہے۔

علیم الغنی کی ہم صحبت صحابہ کی حدیث و روایات مین پابند پایہ نہونیکی حقیقت۔

اون چہہ صحابہ مجتہد فقہا کی کیفیت شروع کرنے کے وقت ذی علم مصنف اول یہہ لکھتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم صحبت الشروہ لوگ تہے

جو فن حدیث و روایت مین بلند پایہ نہ تہی صحیح مسلم کے مقدمہ مین ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کے ساتہیون کے سوا حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اون پر اعتبار نہین کیا جاتا" یہہ سچ ہے کہ حضرت علی کے ہم صحبت وہ لوگ تہے جو فن حدیث و روایت مین بلند پایہ نہ تہے جیسے کہ پیغمبر کے ہم صحبت پیغمبر سے فن حدیث و روایت مین ہم پایہ نہ تہے علی مرتضی کے ہم صحبت وہ لوگ تہے کہ فن حدیث اور روایت و فقہ کو حضرت علی سے سیکہتے تہے اون کے ہم صحبت وہ لوگ نہین تہے اور نہ ہوسکتے تہے کہ جو علی مرتضی کو علم حدیث و فقہ سکہاتے یا سکہا سکتے ہون یا علی مرتضی اپنے ہم صحبتون سے کچہ سیکہتے ہون جیسا کہ حضرت عمر کی شان تہی کہ وہ اپنے ہم صحبتون سے علم حدیث اور فقہ کا حاصل کرتے تہے اور اونکی صحبت سے خود فائدہ اوٹہا لیتے تہے

صحیح مسلم کے مسلمہ اصول کا صحیح نتیجہ

صحیح مسلم کے مقدمہ مین جو اصول حضرت علی کے ہم صحبتون پر اعتبار نہ کیے جانے کا قرار دیا گیا ہی اگر وہ اصول صحیح مانا جاے تو پیغمبر کے کسی صحابی کی مروی حدیث پیغمبر و روایت پر اعتبار نہین کیا جا سکتا، اس لیے کہ اون صحابہ مین کوئی بہی ہم پایہ پیغمبر نہین مانا گیا ہے۔

معاذ بن جبل کی جناب فاروق سے تعلیم و تعلم کی حقیقت

معاذ بن جبل کی نسبت بیان کیا جاتا ہی کہ "اون کو حضرت عمر نے تعلیم اور روایات کے لیے شام کو بہیجا تہا سنہ ۱۸ ہجری مین انتقال ہوگیا اور اون کی حدیث چندان باقی نہین رہی" افسوس ہے کہ معاذ بن جبل کا ایسے وقت انتقال ہوگیا

کہ اونکی حدیث باقی نہین رہی جس سے فرقہ اسلام مین اہلسنت کو نقصان پہونچا یا فائدہ پہونچنے مین کمی ہوئی اور جو طوفان نافرمانی مذہب اسلام مین شام سے علیہ لقضے خلیفہ چہارم اہلسنت اور نیز خاندان رسالت پر اٹہا غالبًا وہ نہ اوٹہتا، اور یہ بھی ممکن ہی کہ اس طوفان نافرمانی کے اوٹہنے کا بنیاد ہی ہنہروہی رکہہ آئے ہون۔ معاذ اللہ

ابوموسی اشعری کی جناب فاروق سی تعلیم و تعلیم کی حقیقت؟

عبد اللہ بن مسعود اور ابوموسے اشعری کو حضرت عمر کا خاص شاگرد بیان کرکے ذی علم مصنف ابوموسی اشعری کی نسبت یہہ کہتے ہین کہ ''

حضرت عمر تحریر کے ذریعہ سے حدیث فقہ کے مسایل تعلیم کرتے رہتی تھی۔ صفحہ ۲۷'' لیکن ظاہر ہے کہ یہہ تحریر اسوقت ہوئی ہی کہ جب حضرت عمر خلیفۂ وقت تہے اور ابوموسے اونکی طرف سے گورنر کوفہ، حضرت عمر کے نزدیک جو مسایل فقہیہ قرار پاے ہتے اور اوس کا تعلق ابوموسی اشعری سے عمل کا ہوتا تہا وہ احکام اون کے نام پر جاری کیئے جاتی تھے۔ جنکی تفصیل خود ذی علم مصنف نے کی ہی جسکا ذکر ہم کرچکے ہین صفحہ ۴ جلد ہذا۔ اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ ابوموسے اشعری جو خود مجتہد اور بانی فقہ مانے جاچکے ہین۔ حضرت عمر سے تعلیم مسایل کی پاتے ہون۔ اور جس مسئلہ مین وہ مختلف ہون انہین اپنی راے کو وہ باطل سمجھہ لین گو تعمیل حکم خلیفہ وقت کی لازم جانین۔ اگر ابوموسیٰ کی یہی حالت تہی کہ وہ اتباع حضرت عمر کا کرتے تہے تو وہ نہ مجتہد قرار پاسکتی ہین نہ بانی فقہہ اور نہ امام۔ اور خود حضرت عمر کی بمقابلہ اونکی حالت

یہہ تہی کہ حدیث استندلال کا علم خود ابوموسی سے اونکو پہونچا [۱]

زید بن ثابت کے مقلد فاروقی ہونیکی حقیقت

زید بن ثابت کی نسبت بھی صرف اسقدر لکھا ہے کہ "وہ حضرت عمر کے مقلد تھے" اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ "زید بن ثابت بھی اکثر اونکی متبع ہتے" اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ زید بن ثابت مسایل فقہ مین تقلید حضرت عمر کی کرتے تہے۔ بلکہ یہ واضح ہوتا ہی کہ حضرت عمر جب کبھی زید بن ثابت کے خلاف مسئلہ مین رائے قرار دیتے تہے تو بوجہہ خلیفہ وقت ہونے حضرت عمر کے زید بن ثابت اتباع کرتے تہے۔ یہ نہین ظاہر ہوتا کہ زید بن ثابت اپنی رائے سے باز آجاتے تھے۔ اگر زید بن ثابت مقلد حضرت عمر کے مسایل اجتہادی مین تہے تو خود اونکو مجتہد یا بانی فقہ۔ یا امام نہین سمجہا جاسکتا۔ اسلئے کہ ایسا شخص جو کسیکی تقلید کرے وہ مجتہد یا بانی فقہہ یا امام کیونکر کہا جاسکتا ہے؟

جن روایات کثیر سے فاروقی مبلغ علم پر داغ لگتا ہی اونکو رفع کرنیکی بیکار کوشش۔

ایسی جو روایات کتب اہلسنت مین کثرت سے منقول ہوی ہین کہ جن سے لاعلمی حضرت عمر کی ظاہر ہوتی ہی اور اون کے مبلغ فہم پر داغ لگتا ہے جسکا کچہہ

[۱] صفحہ جلد نمبر ۱ (۳۶۳/۳۹۲ اور ۳۹۲) ذی علم مصنف نے اسموقع پر ابوموسی اشعری کیسا تہہ ابن مسعود کو بھی جو شاگردان خاص حضرت عمر مین ظاہر کیا ہی ابن مسعود کی شاگردی کی حقیقت اس موقع پر ہم دکہا دینگے جہان ذیعلم مصنف نے ابن مسعود کو مقامات علمی مین حضرت عمر کا خاص تربیت یافتہ بتایا ہے

حصہ ہمنی بطور نمونہ کے اون کے اجتہادی کارناموں کے سلسلہ مین دکہایا ہی، اوس کے رفع کرنے کے واسطے ذی علم مصنف نے کچہہ تو بطور تمہید لکہا ہی، اور کچہہ بعض مسایل کے متعلق عنوان کو تبدیل کیا ہی۔

مسایل فقہی کے سمجہنے سے فہم فاروقی قاصر تہا کوئی کوئی مسئلہ مطلق اون کی فہم مین نہ آتا تہا۔

یہہ امر کہ حضرت عمر نے مسایل فقہہ مین جسقدر فکر اور خوض کیا تہا صحابہ مین سے کسی نے نہین کیا تہا۔ عنوان روایات سے ہرگز پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت عمر کا فہم ہی قاصر تہا اور وہ باوصف کوشش کے نہین سمجہہ سکتے تہے۔ قرآن تینا جو مسایل فقہہ مذکور ہین اون کو دیگر صحابہ اپنے اپنے فہم کے موافق سمجہہ لیتے تہے۔ لیکن ابہام کی وجہہ سے نہین، بلکہ قصور فہم کیوجہ سے کوئی کوئی مسئلہ حضرت عمر کی سمجہہ مین مطلق آتا ہی نہ تہا، او سکو بہت جرات کرکے کبہی کبہی رسول اللہ سے پوچہتے تہے اور اکثر تو وہ اسی کے منتظر رہتے تہے کہ کوئی عرب صحرائی پیغمبرؐ سے آکر اوس مسئلہ کو پوچہے تو مین سنا کر وہ ہی سمجہنے کی کوشش کرین اون کو دلچسپی اپنی بازاری کاروبار سے ہی تہی وہ اس سے نہی ہی نہین۔

مسئلہ کلالہ کی نافہمی کے واقعہ کا خود مصنف کی زبانی ذکر۔

مسئلہ ”کلالہ“ کا ذکر منجملہ مسایل قرآنی کے۔ ذی علم مصنف نے خاصتہً کرکے قبول کیا ہے کہ آنحضرت سے حضرت عمر نے اسقدر بار بار دریافت کیا کہ آپ دق ہوگئے

صفحہ ۳۳۵ - الفاروق۔

اور فرمایا کہ سورہٴ "نسا" کی اخیر آیت تیرے لئے کافی ہوسکتی ہے [1]
آنحضرت سے خود حضرت عمر نے چند بار دریافت کیا، اس پر
تسلی نہین ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکہہ کردی کہ رسول اللہ
سے دریافت کرنا۔ پہر اپنی خلافت کے زمانہ مین تمام صحابہ کو جمع کرکے
اس مسئلہ کو پیش کیا۔ لیکن ان تمام باتون پر اون کو کافی تسلی نہین
ہوئی اور فرمایا کرتے تہے کہ رسول اللہ صلعم اگر تین چیزون کی حقیقت
بتا جاتے تو مجہکو دنیا و ما فیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت، کلالہ، ربا [2]

کلالہ کے متعلق روایات کی واقعات کا خلاصہ یون ہے

لیکن ذی علم مصنف کو
صاف صاف ویسے ہی قبول کرنا
تہا۔ جیسے روایات مین واقعات
کا ذکر ہے۔ یعنی "چند بار اس مسئلہ کو حضرت عمر نے پیغمبر سے دریافت
کیا مگر اون کی سمجہہ مین نہین آیا۔ یہانتک کہ پیغمبر نے اپنی انگشت مبارک
اون کے سینہ پر مار کر سختی سے فرمایا کہ تجہکو سورہٴ نساء کافی ہی (مسند
احمد حنبل)" اور پہر بی بی حفصہ سے کہا اگر کسیوقت پیغمبر کو خوش اور
متوجہ پاوٴ تو اون سے کلالہ کو ذرا پوچہہ لینا۔ بی بی حفصہ کے دریافت
پر پیغمبر نے فرمایا مین سمجہتا ہون کہ تیرا باپ اس مسئلہ کو جو کبہی بہی
نہ سمجہے۔ جیسے حضرت عمر فرمایا کرتے تہے کہ مجہے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ مین اس مسئلہ کو نہ جانونگا" اور یہہ بہی کہتے تہے کہ بارخدایا جس
کسی کے لئے تو نے کلالہ کو بیان کیا ہوگا اوس کے لئے بیان کیا ہوگا
مجہے تو نہین ظاہر ہوا کہ کلالہ ہے کیا چیز؟ اگر مین کلالہ کو جان لون تو مجہی

[1] ۲۲۲ الفاروق۔ [2] ۲۲۳ الفاروق۔ ۱۲۔

ایسے قصور کے پل جانے سے جیسے شام مین ہین اوسکا جاننا مجھے زیادہ محبوب تر ہوتا اور ایک شخص کی سوال مسئلہ کلالہ پر حضرت عمر اپنی ریش مبارک پکڑ کے فرمانے لگے کہ اے بہائی اگر مین کہین کلالہ کو جان لون تو اوسکا جاننا مجھے میرے لئے روئے زمین کی ملکیت سے محبوب تر ہو" (کنز العمال) باوجود اس درجہ قابلیت لاعلمی اور نافہمی کے پہر یہ فرمایا کہ اگر مین زندہ رہا تو کلالہ کے مسئلہ مین وہ حکم کرونگا کہ جو شخص پڑہا ہی وہ بہی اور جو نہ پڑہا ہے وہ بہی جان لے گا۔ (مسند امام احمد حنبل)

حضرت عمر کے بانی اور مرجع فقہہ ہونیکی لغویت کا پتہ اون کی سیرت سے۔

کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ ہمنے حضرت عمر کو کلالہ کا مسئلہ پیغمبر سے چند بار خود پوچھنے اور اپنی صاحبزادی جناب حفصہ سے بہی پچھوانے کے بعد بہی سمجھہ مین نہ آیا۔ اور آنحضرت نے فرمایا کہ اوس کی سمجھہ مین آنا معلوم، اور خود بہی مقر ہوئے کہ میری سمجھہ مین آتا ہوا معلوم نہین ہوتا اور کبہی نہ آوے گا۔ باین ہمہ کس جرات و تعلی سے اس مسئلہ مین حکم کرنے کے لئے آمادگی ظاہر فرماتی۔ اون کی سیرت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی شان سے مسایل فقہہ قایم کرتے تہے اور اسی طرح کا اجتہاد فرماتے تہے۔ اور اسی طور پر اونہون نے اپنے آپ کو یا دوسرون نے اونکو بانی فقہہ سمجہا ہے۔ اور اسی سبب سے ذی علم مصنف نے اونکو مرجع فقہ کا قرار دیا ہے۔

دیگر ضروری مسایل مین بھی حضرت عمر کی نادانی

کچہہ اسی ایک مسئلہ کلالہ پر منحصر نہین بلکہ بہوپی کی میراث کے

مصنف کی زبانی اور اسکی نتایج۔

مسئلہ کی نسبت بھی بحوالہ موطا امام مالک
ذی علم مصنف قبول کرتے ہین کہ
جو یادداشت حضرت عمر نے لکھی تھی
آخرکار اسکو محو کردیا۱۔ اور دادا کی میراث کے مسئلہ کے متعلق بھی بحوالہ
مسند دارمی قبول کرکے تحریر فرماتے ہین کہ سو مختلف رائین قایم کین۔
اور قریب وفات اون تحریری رایون کو منگاکر مٹا دیا اور صحابہ سے کہا
تم خود اسکا فیصلہ کرلینا۔ پھر اسی کے متعلق یہہ روایت بھی لکھی ہے کہ جب
زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلاکر کہا کہ مین نے دادا کی میراث کے متعلق رائے
قایم کی تھی، اگر آپ لوگ چاہین تو اسکو قبول کرین۔ حضرت عثمان نے
کہا کہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کرین تب بھی بہتر ہے لیکن ابو بکر کی
رائے مانین تو مرہ بڑے صاحب الرائے تھے ۲

ذی علم مصنف نے یہہ بھی قبول کیا ہے کہ "بعض بعض مسایل
کے متعلق اونکو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے قایم
نہ کرسکے۔ اور اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش رسول اللہ تین مسئلون کے
متعلق کوئی تحریر قلمبند فرما جائے۔ کلالہ، دادا کی میراث۔ ربا کے بعض
اقسام" ۳ ذی علم مصنف کو بھولی کی میراث کے متعلق یہہ مذکورہ روایت
بھی اسی موقع پر لکھنا تھا۔ کہ "حضرت عمر کے سوال پر آنحضرت نے
فرمایا کہ " اے عمر مین گمان کرتا ہون کہ تو مرتے مرجائے گا مگر اس مسئلہ کو
نہ جانے گا۔ سعید بن مسیب کہتے ہین کہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ حضرت
عمر مرگئے قبل اس کے کہ اس مسئلہ کو سمجھ سکتے" افسوس ہے کہ آہم اور

۲ الفاروق صفحہ ۲۲۱۔ ۳ ایضًا صفحہ ۲۲۳۔

ضروری مسایل مین حضرت عمر کی حالت فہم جب اس درجہ پر ہو، اور وہ ایسے مسایل فقہ کو سمجھ نہ سکتے ہون اور پھر اون کو بانی فقہ اور اصول فقہ، یا امام، یا اون مین قابلیت خلافت رسول سمجھنا قابل دید تماشہ کی بات ہے۔

نادانی مسایل کے وجوہ کی حقیقت اور نائب رسول کے اوصاف۔

لیکن ذی علم مصنف اس سین پر یون پردہ ڈالتے ہین کہ یہ حضرت عمر کے زمانہ مین فتوحات بڑہتے جاتے تہے اس لیے معاملات کی نئی نئی شکلین پیش آتی تہین، اور بارگاہ خلافت کی طرف رجوع کرنا پڑتا تہا۔ اسوجہ سے حضرت عمر کو بہت سے پیچیدہ اور غیر منصوص مسایل پر غور اور فکر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت عمر اگرچہ خود بہت بڑے فقیہ تہے اور تنہا اون کی رائے بہی فتوے کے لئے کافی ہوسکتی تہی تاہم احتیاط کے لحاظ سے وہ اکثر مسایل کو عموماً صحابہ کی مجلس مین پیش کرتے تہے اور ایسا مسئلہ بغیر صحابہ کے مشورے فیصل نہین کیا گریہ پردہ خود ذی علم مصنف کے مقبولہ، منقولہ اور محققہ اون واقعات سے اوٹہ جاتا ہے کہ جن واقعات سے لاعلمی اور ناقابلیت فہم مسایل فقہ کی اس طرح مصنف نے ظاہر کی ہے کہ حضرت عمر مرتے دم تک سوسو رائین مختلف۔ بعض مسایل کی نسبت قایم کرتے ہتے اور بعض بعض مسایل کی نسبت اپنی تحریری یادداشتون کو محو کردیا۔ بعض مسایل کی نسبت اپنا تاسف ظاہر کیا کہ پیغمبرؐ سے اون کو حل نہین کیا گیا اور بعض مسایل کی نسبت صحابہ سے یہ فرماگئے کہ میرے بعد مین سمجہ کرکے تم آپ ہی

فیصلہ کر لینا"۔ مین پوچھتا ہون کہ جس مسئلے کے متعلق سو مختلف رائین قایم کی تھین اوس مسئلہ کی متعلق کون سی راے کافی تھی یا سوؤن کی سوؤن کافی تھین۔ موزہ صحابہ پر مسایل کاٹے کرنا رکھا جانا ہی دلیل اسبات کی ہی کہ حضرت عمر کو بذاتہ علم احادیث پیغمبر اور فقہ کا نہین تھا اور نہ اون مین قابلیت بذاتہ حل کرنے مسایل کی تھی۔ دوسرون کے کندھے پر بندوق رکھہ کر فیر کرنا نایب رسول کا کام نہین ہو سکتا، نایب رسول کو تمام ایسے کام اپنے علم پیغمبری اور ذاتی واقفیت اور قابلیت سے کرنا لازم ہین۔ جیسے کہ پیغمبر بذاتہ ہر ایسے امور اور مسایل کو ظاہر فرماتے تھے۔ دوسرون کا علم اور راے حاصل کرنے کا وہی شخص محتاج ہو سکتا ہی کہ جو بذاتہ علم کامل، اور قابلیت صحیح راے قایم کرنیکی کسی امر مین نرکھتا ہو۔

غسل جنابت کا فیصلہ مجلس شوری سے ہی نہوا اور ازواج نبی کی فیصلہ پر حضرت عمر نے حصر کیا۔

مجلس منعقدہ مین غسل جنابت اور تکبیر جنازہ کی مسئلون کا پیش ہونے کا، اس موقعہ پر ذی علم مصنف ذکر کرتے ہین کہ "غسل جنابت کے مسئلہ کی ایک صورت خاص ہین۔ (بیہقی کے علاوہ ہم بھی اوس کو بتا آئے ہین[1] مگر ازواج نبی سے تحقیق کا ذکر ہے اوس موقع پر عمداً چھوڑ دیا ہے) تمام صحابہ نے ایک راے اتفاق کیا لیکن علی اور معاذ مخالف رہی تو ازواج پیغمبر کے فیصلہ پر وہ مسئلہ نافذ اور جاری کر دیا گیا۔

[1] صفحہ ۳۸۰ - ۳۸۱، الفرق۔

Marfat.com

یہہ امر اور زیادہ قابل افسوس کے ہی کہ مجلس صحابہ بہی اجرا اور نفاذ مسایل کی لئے کافی نہوا اور ازواج پیغمبر کی رائے پر فیصلہ مسایل فقہ کا کیا جائے۔ لائق مصنف کو اس موقع پر یہہ بہی ظاہر کرنا تہا کہ ازواج پیغمبر کا فیصلہ موافق علم علی اور معاذ کی تہا۔ اگر نائب رسول خلیفہ وقت بذاتہ علم اس مسئلہ کا رکہتا ہوتا تو نوبت ایک ایسے مسئلہ کی دریافت اور اطمینان کی ازواج پیغمبر سے خلیفہ وقت کو نہ آتی جبکی کتاب مین تصریح کرنے سے بہی بلحاظ ادب ازواج نبی ذی علم مصنف نے چشم پوشی کی ہی اور کرنا چاہئے تہی اور اس مسئلہ کو غسل جنابت کے مسئلہ کی ایک خاص صورت بیان کی ہی جس سے ہمارے ذی علم مصنف اور حضرت عمر کی نظر مین ازواج نبی کے ادب و احترام کا بخوبی امتیاز ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر نے ضرور صورت مسئلہ کو ازواج نبی سے بیان کیا ہوگا بلکہ اونہون نے ازواج نبی کے فیصلہ پر اس مسئلہ کا انحصار صرف اسی وجہ سے رکہا کہ اونکو بنفس نفیس صورت خاص مسئلہ مین کبہی نہ کبہی علم کا موقع کا ملنا ممکن ہی۔

حضرت عمر شرع مین شرم نہین کرتے تہے۔

اونہون نے ایک موقع پر ایک ایسا ہی مسئلہ خاص اپنی دختر ام المومنین جناب حفصہ سے تحقیق کیا تہا جسکا خود ذی علم مصنف نے بہی ذکر کیا ہی[1] اور ہم بہی اوسکا ذکر آئے ہین، کہ وہ ایک شب گشت مین تہے۔ ایک خاتون فراق شوہر مین درد انگیز اشعار پڑہ رہی تہی۔ حضرت عمر نے اسیدم جاکر جناب حفصہ سے پوچہا کہ بیٹی یہہ تو بتاؤ۔ عورت بغیر مرد کے کب تک صبر کر سکتی ہے۔ اونہون نے

---

[1] الفاروق صفحہ ۲۰۵

خجالت سے سر جہکالیا اور آخرکار اون کے اصرار سے زبان سے تو نہین
مگر چار انگلیان اوٹہا دین کہ جس سے حضرت عمر نے چار ماہ کا قیاس کر کی
فرمان جاری کر دے کہ چار ماہ سے زیادہ کوئی سپاہی باہر نہ رہی[۱]

تکبیر جنازہ مین اختلاف اور فاروقی تفتیش سی چار تکبیرون پر اتفاق۔

تکبیر جنازہ کے متعلق ذیلعلم
مصنف یہہ کہتے ہین کہ صحابہ مین جب
اختلاف ہوا تو یہہ قرار پایا کہ آنحضرت
کے اخیر معمول کا پتہ لگایا جاے چنانچہ
دریافت سے ثابت ہوا کہ جنازہ کی
اخیر نماز جو آنحضرت نے پڑہی اوسمین چار تکبیرین کہی تہین[۲] اس مسئلہ کو
قرار دینے مین بہی وہی نقص ہی کہ علم ذاتی اس مسئلہ کے متعلق بہی حضرت
خلیفہ۔ نائب رسول کو نہ تہا۔ اور جن لوگون سے دریافت کیا گیا نہ اوسکا
علم تہا کہ آخر نماز جنازہ جو پیغمبر نے چار تکبیر سے بڑہائی اوسکی وجہ کیا تہی

چار اور پانچ تکبیرون کی اختلاف کی حقیقت۔

درحقیقت صحابہ مین
جو اختلاف تہا وہ اسی وجہ سے تہا
کہ وہ پیغمبر کو دیکہتے تہے کہ کسی جنازہ پر
پانچ تکبیرین کہتے تہے اور کسی جنازہ پر چار۔ گو اتفاق یہہ ہوا ہو کہ اخیر نماز
جنازہ جو پیغمبر نے پڑہائی اوسپر چار تکبیرین فرمائی ہون۔ وجہ پانچ اور
چار تکبیرون کے کہنے کی امام اہلبیت نے جو اپنے گہر کے حال پر بصیر تہے
یہہ بیان فرمائی ہی کہ پیغمبر مومنین کے جنازہ پر پانچ تکبیرون سے نماز
پڑہتے تہے کہ جسکی ایک تکبیر مین خاص اوس میت کے لئے استغفار ہوتا تہا

۲

[۱] الفروق صفحہ ۲۹۹

اور جب خدا نے استغفار منافقین سے منع فرمایا تو منافقین کے جنازے پر چار تکبیرین کہتے تہے اور تکبیر استغفار خاص میت کے لئے نہین کرتے تہے۔

فاروقی تفتیش نتیجہ سے تکبیرات جنازہ مین نقص رہا۔

حضرت عمر کی ناتمام تحقیق کے بعد یہہ نقص پیدا ہو گیا کہ چار تکبیرین نماز جنازہ مین منافق و غیر منافق ہر کسی کے لئے رہگئین۔ چنانچہ ابتک جو طریقہ اہلسنت کے ہان نماز جنازہ پر چار تکبیرونکا کتابون مین درج ہے۔ اوسمین تکبیر استغفار خاص میت کے لئے نہین ہے۔ برخلاف مذہب اہلسنت کے کہ اونکے ہان مومنین کے جنازہ پر پانچ تکبیرین کہی جاتی ہین جسمین ایک تکبیر خاص اوس میت کے لئے استغفار کی ہے۔

عہد فاروقی مین فتوحات کی وجہ سے نئی نئی شکلین پیش آنیکی عذر کی حقیقت

یہہ سچ ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ مین فتوحات کے ہونے سے معاملات نئی نئی شکل مین پیش آتے تہے۔ لیکن یہہ معمولی بات ہے کہ جب کسی سلطنت مین نئی نئی ملک فتح ہو کر شامل ہوتے ہین، تو انواع و اقسام کے امور اور حقوق اور مسایل پیش آتے ہین۔ لیکن جس کسی کے ہاتہہ مین ایسی مملکت ہوتی ہے وہ کلیتہً اصول قانون اور قواعد کا جاننے والا ہوتا ہے تاکہ ہر جزئیہ پر کلیہ سے مطابق کرکے، یا کلیہ سے اخذ کرکے اونکو طے کرے اور جس شخص کو کہ ایسا علم اور اوس مین ایسی قابلیت نہو اوس کو ہرگز ایسے منصب کو قبول کرنا روا نہین ہے۔

حضرت عمر آنحضرت کی

پیغمبر موجودہ حالت زمانہ پ

پیشین گوئی فتوحات سے باخبر تھے اگر وہ آپ مین قابلیت جدید جھگڑون مین مسایل کی فیصلا کرنیکی پاسکتے تو اس منصب کو قبول کرلیتے۔

نظر کرکے بطور پیشین گوئی فرمائی تھی کہ وہ ممالک جو بعد پیغمبر فتح ہوسکے مسلمانون کے قبضہ مین آئین گے۔ حضرت عمر کو لازم تھا کہ وہ خلافت پیغمبر کو اوس حالت مین قبول کرتے کہ جب اپنی آپ مین وہ علم پاتے اور وہ قابلیت دیکھتے جو فتوحات جدیدہ کی وجہ سے امور پیش آنے والے ہون گے وہ اونکو طے کرسکتے ہین

اگر پیغمبر ہی کے عہد مین ہی وہ ممالک فتح ہوجاتی تو کیا پیغمبر دوسرون سی پوچھ پوچھکر حکم جاری کرتے۔؟

اگر وہ ممالک (فرض کرو) خود عہد پیغمبر ہی مین فتح ہوتے اور جدید صورتین پیش آتین تو کیا پیغمبر اون مین دوسرون سے پوچھ پوچھ کر احکام جاری کرتے؟ ہرگز نہین بلکہ اونکو جو علم قدرت خداوندی نے عطا کیا تھا اوسی کو وہ کام مین لاتے۔ اور بعد پیغمبر جس کسیکو وہ علوم پیغمبر سے کاملہ پہونچے تھے وہی تنہا اپنی علم سے بآسانی اون امور کو طے کرسکتا تھا۔

مقبوضہ عہد پیغمبری مین بنداتہ حضرت عمر کب مسایل

عہد حضرت عمر مین جو کچھ وسعت سلطنت کو ہوئی وہ بمقابلہ تمام روے زمین کے ایسے ہی جیسی

Marfat.com

طے کر سکتے تھے جو تھوڑی وسعت کی سبب سے نئی نئی صورتوں کی مسایل کو بذاتہ طے کر سکتے۔

آفتاب کے آگے ذرہ الکون اوس قلیل وسعت کے سبب سے جو صورتین معاملات اور مسایل کی پیش آئین حضرت عمر کلیۃ علوم پیغمبری کے نہ جاننے کے باعث اون امور کے طے کرنے سے بہی ویسے ہی عاجز رہے جیسے کہ وہ عہد پیغمبری کے واقعات منقوحہ مین بذاتہ مسایل کے قرار دینے مین اپنی لاعلمی کی وجہ سے عاجز ہوئے ہین اور جو مسایل گو اون کی تعداد کسی قدر ہو۔ حضرت عمر نے بمشورہ صحابہ طے کیے ہین اونکا طے ہونا بذاتہ کسیطرح نہ علم حضرت عمر سے متصور ہو سکتا ہی اور نہ اوکو کوئی فخر ملسکتا ہی اور نیز اونکا صحت سے طے ہونا اوس وقت تسلیم ہو سکتا ہی جب وہ مسایل بموجب مشورہ اور رائے اوس شخص کے طے ہوئے ہون جسنے کلیۃ علم پیغمبری حاصل کیا ہو ورنہ جنکو علم کامل نہ تہا یا فہم کی قوت کامل نہ تھی ان کے مجمع سے کسی بات کا طے ہونا نہ قابل سند ہو سکتا ہی نہ قابل اعتماد۔ اور اگر ائمہ اربعہ اہلسنت فن فقہ کے اہم اور مقدم مسایل مین۔ حضرت عمر کی تقلید کی ہی تو بتانا چاہیے کہ باہم اون ائمہ اربعہ کے سخت اختلاف کیون واقع ہوا ہے۔

فقہ کے متعلق اقوال و افعال نبوی مین منصب رسالت اور حیثیت بشری کی تفریق مراتب کرنا حضرت

ذی علم مصنف فن فقہ کی متعلق سے اصلی کارنامہ سے حضرت عمر کا سے تفریع اور استنباط کے اصول اور ضوابط کا قرار دینا ظاہر کیکے شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ قول نقل

عمر کا اصلی کارنامہ ہے۔

نقل کرتے ہین کہ آنحضرت سے جو اقوال وافعال منقول ہین اون کی دو قسمین ہین ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتی ہین اون کی نسبت خدا کا ارشاد ہی کہ " جو چیز (پیغمبر) تم کو دے وہ لے لو۔ اور جس چیز ہی روکے اوس سے باز رہو"۔

" ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا "۔

دوسرے وہ جنکو منصب رسالت سے تعلق نہین چنانچہ خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ " مین آدمی ہون اسلیئے۔ جب مین دین کی

" انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیٔ من رأی فانما انا بشر "

بابت کچھ حکم دون تو اوس کو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون، آنحضرت نے طب کی متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا یا جوافعال آنحضرت سے عادتاً صادر ہوئے، نہ عبادتاً، یا اتفاقاً واقع ہوئے نہ قصداً۔ یا جو باتین آنحضرت نے مزعومات عرب کے موافق بیان کین مثلاً ام زرع کی حدیث اور خرافہ کی حدیث، یا جو باتین کسی جزئی مصلحت کے موافق اختیار کین مثلاً لشکرکشی اور اس قسم کے بہت سے احکام یہ سب دوسری قسم مین داخل مین "۔ اسپر ذی علم مصنف یہہ رائے دیتے ہین کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے جو فرق بتایا اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہین کرسکتا اس تفریق مراتب کے موجد دراصل حضرت عمر ہین "۔

تفریق مراتب کی اختراع وایجاد کی وجہ اصلی اور رائے

شاہ ولی اللہ صاحب اور ذی علم مصنف کی، دین اسلام مین

ایجاد کا مخالف قرآن ہونا آیات سے مخالفت کی تائید

یہ ایجادین امر اختراعی سے زیادہ رتبہ نہین رکھہ سکتین۔ جو ایجاد لفرق مراتب کی گئی ہی اسکی بنا صرف یہہ ہی کہ حضرت عمر نے جو اقوال اور افعال پیغمبرؐ کی مخالفت اور مزاحمتین کی ہین اون کے الزام سے حضرت عمر کو برات نامہ دیا جائے۔ یہ ایجاد صریح مخالف قرآن کی ہی۔ اوسکو وہی کوئی قبول کرسکتا ہی جس کی نظر اور قرآن کے درمیان پردہ ہو۔ یا اوس کی آنکھہ مین ایسا پردہ تعصب کا بہ حمایت حضرت عمر ہو جو مانع بصیرت قرآن ہو۔ خدا قرآن مین متواتر فرماتا ہے کہ

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً ۔ تم درمیان اپنی رسول کو اسطرح مت پکارو یا بلاؤ۔ جیسے تم آپس مین ایک دوسرے کو پکارتے یا بلاتے ہو۔

یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (حجرات)۔	اے ایمان والو اپنی آوازونکو نبی کی آواز پر بلند مت کرو، اور بات کرنے مین اوسپر اس طرح مت چیخو جیسے آپس مین تم ایک دوسرے پر چیختے ہو، ورنہ سارے عمل تمہارے حبط ہو جاوینگے۔ اور تمہین خبر بہی نہوگی۔
وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی۔ (والنجم)	اپنی خواہش یا ہوائے نفسانی سے بات نہین کرتا ہی مگر بر وحی۔
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔	اطاعت خدا اور رسول کرو۔
ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔	رسول جو کچھہ تمہارے لئی لائے لے لو اور جس چیز کو تمہین منع کرے اوسے چھوڑدو۔

Marfat.com

ماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ
ورسولہ امرا ان تکون لہم الخیرۃ من
امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل
ضلالا مبینا۔ احزاب۔

کسی مومن اور مومنہ کو سزاوار
نہین ہی کہ جبوقت خدا اور اوس کا
رسول کسی امر مین حکم کرے یہہ کہ
اون کے کامون مین اونکو اختیار
ہو اور جو کوئی نافرمانی کرے خدا ورسول اوسکے کی پس تحقیق گمراہ ہوا
گمراہ ہونا آشکارا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔
(سورہ النساء)

جو کوئی کہ مخالفت کرے نبی کی
بعد ظاہر ہوجانے ہدایت کے اور
پیروی کرے خلاف طریقہ مومنین کی
ہم پھیر دینگے اوسکو اوس چیز پر کہ
جسکو اوسنے دوست رکھا ہی اور پہونچا دینگے اوسے دوزخ مین اور وہ بری
جگہہ پھرنے کی ہی۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنک علیہم حفیظا۔ جو کوئی
اطاعت کرے رسول کی تحقیق کہ اوسنے اطاعت کی خدا کی۔ اور جو کوئی
موہنہ پھیرے (پیغمبر سے) پس نہین بھیجا ہی ہمنے تجھکو اوپر نگہبان۔
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہدے (اے پیغمبر)
اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو۔ پس اتباع کرو میرا۔ دوست رکھیگا تمہین
اللہ۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (سورہ نساء) اور نہین
بھیجا ہمنے کسی پیغمبر کو مگر یہہ کہ البتہ اطاعت کیجاے اوسکی بحکم خدا۔
فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما
قضیت ویسلموا تسلیما۔ (سورہ النساء) پس نہین ہی ایسا یہ قسم ہی تیرے

Marfat.com

خدا کی نہیں ایمان لاتے ہین یہان تک کہ حکم کرین وہ تجھکو درمیان اوس چیز کے کہ اختلاف ہو اون کے درمیان پھر نہ پاوین وہ اپنی نفسون مین کوئی تنگی جو کچھہ کہ حکم دیا تو نے ؀

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہیہم عن المنکر ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون ۝ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ہو یحیی ویمیت فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تہتدون ۝ [illegible]

وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین ایسے رسول کی کہ نبی امی ہے ایسا کہ پاتے ہین اوسکو مکتوب اپنے پاس توریت اور انجیل مین امر کرتا ہے اونکو ساتھ معروف کے اور نہی کرتا ہے اونکو منکر سے اور حلال کرتا ہے اون کے واسطے طیبات اور حرام کرتا ہے [illegible] خبائث اور [illegible] اون سے بوجھ [illegible] پس [illegible] [illegible] اور [illegible] نور کی ایسا [illegible]

اوس کے ساتھ وہی لوگ ہین کہ رستگاری پانے [illegible] (اے محمدؐ) کہے لوگو بیشک مین رسول خدا کا ہون [illegible] ایسا خدا کہ واسطے اوس کے بادشاہی آسمان [illegible] کوئی معبود مگر وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے [illegible]

Marfat.com

اور اوس کی رسول کی کہ وہ نبی امی ہی ایمان رکہتا ہی خدا اور اوسکی کلمات کے
ساتہہ پیروی کرو تم، شاید تم ہدایت پانے والے ہو"

خلاصہ معنی ومقصود آیات بالا- اور اونسی استدلال

ان آیات سے ظاہر ہے
کہ بلانا یا پکارنا رسول کا، یعنی دعوت
ایمان واسلام اور اس کے متعلق

کچہہ کہنا ایسا نہین ہی جیسا کہ ہم آپس مین ایک دوسرے سے کچہہ کہین امومنین
کو منع کیا گیا ہے کہ وہ آواز نبی پر اپنی آوازون کو بلند نہ کرین جسکی صریح
مراد یہہ ظاہر ہوتی ہی کہ پیغمبرؐ سے کسی بات پر اختلاف ونزاع نہین کرنا
چاہئی اور اوس مخالفت ونزاع مین اپنی آوازین پیغمبرؐ کی آواز سی اونچی
نہ کیجائین بلکہ جو کچہہ پیغمبرؐ فرماوے اوسکو آہستگی اور سہولت سے سمجہہ کر
ماننا چاہئی۔ خدا نے صریح فرمایا ہی کہ پیغمبرؐ خواہش نفس سے کوئی بات نہین
کہتا ہی جو کچہہ بھی اوسکو وحی ہوتی ہی وہی کہتا ہے، یہہ بہی فرمادیا ہی
کہ رسول کی اطاعت کرو اور صاف صاف فرمادیا ہی کہ جو کچہہ پیغمبرؐ تمہاری
لئے لایا ہی اوسکو لو اور جس چیز سے تم کو روکے اوس سے باز رہو یعنی
اسکے فرمانے پر عمل کرو۔ خواہ وہ امر ہو یا نہی، یہہ بہی فرمادیا کہ خدا ورسول
جن امور مین حکم کرین کسی مومن ومومنہ کو یہ سزاوار نہین ہی کہ وہ اون امور
مین اپنا اختیار سمجہین بلکہ یہہ فرمایا ہی کہ جو کوئی پیغمبرؐ کی نافرمانی کرے وہ کہلی ہوئی
گمراہی ہی، یہان تک تہدید فرمائی ہی کہ جو کوئی مخالفت کرے رسول کی اور
پیروی کرے غیر راہ مومنین کی، یعنی اوس راہ کی پیروی کرے جو مومنین
کے لئے قرار نہین دی گئی ہی۔ وہ جہنم داخل ہوگا۔
خدا نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہی اور اپنی دوستی

Marfat.com

نشان یہ قرار دیا ہی کہ پیغمبرؐ کا اتباع کیا جاے اور فرمادیا کہ جو کچھہ تم مین اختلاف
ہو اوسمین پیغمبر کو حکم کرو اور دل تنگ نہو جو کچھہ کہ وہ حکم کرے اور آخر الذکر آیات
مین تو خدا نے کہولکر بتادیا کہ وہ امر معروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی طیبات
کو حلال اور خبائث کو تمہارے لئے حرام کرتا ہی۔ تمہارے اوپر سے وہ
بوجہ کہ جنمین تم جکڑے ہوے ہو اوتارتا ہی۔ اوس کے اتباع کو فلاح قرار
دیا ہی پہر تمام لوگون کا نبی امی کو رسول قرار دیکر۔ اور تمام کائنات پر اپنی شاہی
جتاکر، نبی امی کے اتباع کا قطعی حکم دیدیا ہے۔

آیات کی مضامین عام ہین اونمین تفریق و تخصیص نہین ہی

مضامین ان آیات کے عام ہین اور اوسمین کچھہ تفریق اور تخصیص نہین ہی۔ کہ کن کن امور اور کس کس
قسم کی امور مین پیغمبرؐ کا فرمانا مانا جاے اور کن کن امور اور کس کس قسم کی امور
مین نہ مانا جاے۔ اور کن کن امور اور کس کس قسم کے امور مین امت
رسول کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے اوس کو مانے چاہے نہ مانے۔

پیغمبرؐ کے ہر قول فعل کا واجب الاتباع ہونا اور امر حق مین کسیکو مخالفت اور مزاحمت کا اختیار نہونا۔

بلکہ تمام آیات سے صریح مقصود ایزدی یہی عیان ہوتا ہی کہ پیغمبرؐ کا ہر قول اور ہر فعل ہر امر مین اور خدا کی شہنشاہی زمین و آسمان مین جس سے کوئی صنف خارج نہین ہو سکتی واجب الاطاعت و الاتباع ہے اور
کسیکو کسی امر مین حق یا اختیار مخالفت یا مزاحمت کا نہین ہی۔

کسی حالت امر اور قسم مین

یہہ بہی صریح ہی کہ ایسی

Marfat.com

تفریق و امتیاز کا نہو سکنا اور دین و دنیا کا اسلام میں ایک ہی چیز ہونا۔

تفریق و امتیاز کسی حالت میں اور کسی امر اور قسم امر میں نہیں ہو سکتی اسلیئے کہ دین اسلام صرف اصلاح روحانی کے لیئے نہیں آیا ہی۔ بلکہ اصلاح جسمانی کے لیئے بھی ہے۔ اور اسی سلیئے تمام اخلاق حقیقی جو تمدن اور دنیا سے بہ حیثیت انسانی سے متعلق ہو سکتے ہیں قرار دیئے گئے ہیں اور انکا قرار دینے والا یعنی شریعت کا قایم کرنے والا ہی پیغمبر ہی اور اسی وجہ سے ... کیا جاتا ہی۔ اور تعلیم ہونا چاہیئے کہ مذہب اسلام میں دین و دنیا ایک ہی چیز سمجھے گئے ہیں دو چیزیں جدا جداگانہ نہیں ہیں۔

پیغمبر کا کوئی قول یا فعل خلاف قانون الٰہی [illegible] علم فلسفہ کے

پیغمبر کا کوئی قول اور کوئی فعل خلاف قانون قدرت نہیں ہو سکتا جسکے سمجھنے کا اس عالم کی موجودات میں علم فلسفہ یعنی علم حکمت پر دار و مدار ہی جسکی نسبت خدا فرماتا ہی ومن اوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور اسی علم فلسفہ و حکمت میں مقدم علم طبیعیات ہی۔ جسکی رو سے علم ... ہر چیز کی حقیقت کا حاصل ہوتا ہی۔ جو در اصل اوسی کی شاخیں ہیں ... پیغمبر کا کسی قسم کا قول اور کسی قسم کا فعل خلاف اوس کے نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ قانون قدرت پیغمبر کا دل و دماغ ایسا وضع کرتا ہی ... علم کامل قدرت کا ... سے حاصل کرتا جاوے اور قادر مطلق اپنی قدرت کا کچھ جلوہ اوسکے قلب پر ڈالتا ہی اوسی کو وحی سمجھنا

Marfat.com

چاہیے۔

مضمون آیۃ زلزال سے نتیجہ۔

دیکھو سورۃ زلزال کا مضمون

جسوقت زلزلہ مین لائی جاویگی زمین اپنے زلزلہ کو اور نکالیگی زمین اپنے بوجھل چیزین اور کہیگا انسان کیا ہوا اسکو آج کے دن کہ بیان کریگی وہ خبرین اپنے واسطے کہ پروردگار تیرے نے حکم کیا ہے اسکو اوس دن آجاوینگے لوگ پریشان اور پراگندہ تاکہ دیکھیں اعمال اپنے پس جو کوئی عمل کرے نیکی کا ذرہ کی برابر دیکھیگا اوسکو اور جو کوئی عمل کرے شر کا ذرہ کی برابر دیکھیگا اوسکو پس۔

طب کے متعلق جو کچھ نبی فرمایا یا جو افعال عادتاً یا عبادتاً اتفاقاً یا قصداً صادر ہوئی سب کے سب موافق قانون قدرت کے ہین۔

آنحضرت سے طب کے متعلق

جو کچھ ارشاد فرمایا۔ یا جو افعال آنحضرت سے عادتاً صادر ہوئے یا عبادتاً یا اتفاقاً۔ یا قصداً۔ اسی مطلب ذکر کے معنی یہی ہین کہ کوئی اصلاح کیجاوی بشکل لشکرکشی وہ سب انہین اقسام مین داخل ہین جو قانون قدرت کے موافق ہون، اور علم فلسفہ کے ذریعہ سے حاصل ہون۔ اور

نتایج اصول قانون قدرت اور علوم حکمہ کے پیغمبر ٹھیک جاننے والے تھے۔

جو نتایج کہ اصول قانون قدرت اور علم حکمت سے پیدا ہوسکتی ہون اونکو پیغمبر صحیح اور ٹھیک جاننے والے تھے اور اسی پر ایمان لانا چاہئے

کہ ہر قول اور فعل پیغمبر کا مطابق قانون قدرت اور علم فلسفہ اور اون کے نتایج کے ہے ۔

مصنف کی مستدلہ حدیث کا ناقابل اعتماد اور مخالف مضامین اور احکام آیات قرآنی کے ہونا ۔

اگر کوئی قول یا فعل پیغمبرؐ کا خلاف قانون قدرت اور علم فلسفہ یا اون کے نتایج کے روایت کیا گیا ہو یقین کرنا چاہیے کہ وہ محض کذب ہے اور پیغمبر پر افترا کیا گیا ہے یا راوی سے غلط فہمی ہوئی ہے یعنی اوس نے قول اور فعل پیغمبر کا مفہوم صحیح نہین سمجھا اسلیئے واسطے تفریق افعال واقوال پیغمبرؐ کے جو یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ " مین آدمی ہون جب مین دین کی بابت کچھ حکم دون تو اوسکو لو۔ اور جب اپنی رائے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون" ہرگز قابل اعتماد کے نہین ہو سکتی۔ اگر اس روایت کو صحیح قبول کیا جائے تو یہ پیغمبرؐ کا قانون قدرت اور فلسفہ اوسکے نتایج سے جہل لازم آتا ہے اور اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ آیات قرآنی کے احکام اور اوکے مضامین خلاف قانون قدرت اور علم حکمت اور اوس کے نتایج کی نہین ہین اور یہ ظاہر ہے کہ مضمون اس روایت کا صریح خلاف مضامین اور احکام آیات قرآنی کے ہے جن کی رو سے ہر قسم کے قول اور فعل پیغمبرؐ کا قبول کرنا اور اوسکی اطاعت لازم کی گئی ہے۔ اور مخلوق کو کسی قسم کے امر مین کوئی اختیار نہین دیا گیا۔ ہان مخلوق کے افعال واقوال وہی روا ہو سکتے ہین کہ جنکو بالتخصیص پیغمبرؐ روا رکھین۔ کلیتہً مخلوق اپنے افعال واقوال کے مختار نہین ہین۔ حدیث ام زرع اور خرافہ جنکو مزعومات عرب کے

Marfat.com

موافق قرار دیا جاتا ہی وہ بطور کہانی اور ناول کی ہین اونکی صحت خلاف رسالت پیغمبر قبول نہین کیجا سکتی اونکی وہی حالت سمجھی جا سکتی ہی جو ذیل مین مصنف نے لکھا ہی کہ آجکل بلکہ مدت مدید سے یہہ حالت ہی کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کر دیجاتی ہی گو صحیح نہو اونکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہو جاتا ہی اسی بنا پر یہودیون کے تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین ہین - لیکن اگر یہہ ثابت ہو جاوے کہ بطور ہدایت کے خواہ وہ کسی امر سے متعلق ہون پیغمبر نے اونکو بیان فرمایا ہی تو بیشک وہ منصب رسالت سے تعلق رکھین گی - جبکہ یہہ مسلم ہے کہ ہر شخص سے اوس کے فہم کے موافق کلام کرنا چاہی - اس حدیث مین جو آنحضرت نے اپنے آپ کو بشر فرمایا ہی اوس کی صحت کو ہم قبول کرتے ہین کہ خود ذات مین خدا پیغمبر کو ہدایت کرتا ہی -

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی "کہدے اے پیغمبر سوا اسکے نہین ہی کہ مین بشر ہون مثل تمہارے کہ وحی بھیجی جاتی ہی میری طرف" اگر ایسا ہی ہی تو ہم پیغمبر کو قبول کر سکتے ہین کہ پیغمبر پر وحی نازل ہوتی ہو خلاف دیگر بشر کے کہ جن پر وحی نازل ہوتی ہو - چنانچہ حضرت ابوبکر نے جو اپنی خلافت مین پہلا خطبہ دیا ہی اوس مین صاف صاف فرمایا ہی کہ پیغمبر کے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ جو اونکی نگہداشت کرتا تھا بدی سے اور میرے ساتھ ایک شیطان ہی کہ جو مجھکو گمراہ کرتا ہی مجھہ مین جب کجی دیکھو تو سیدھا کرو اگر یہہ حدیث پیغمبر کی صحیح ہوتی تو اس حدیث مین کہ پیغمبر نے اپنا اپنے آپ کو بشر ظاہر فرمایا ہی - ہان یہہ بھی ظاہر فرماتے کہ میری طرف وحی بھیجی

جاتی ہی بشر کے ساتھہ ذکر وحی نہونے سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ حدیث
رسول نہین ہی- اسلئے کہ پیغمبر خلاف اوس مرتبہ وحی کے جو خدا نے اونکا
قرار دیا تھا- اپنے آپ کو محض بشر نہین فرما سکتے تھے اور اگر اس حدیث
مین بشر کے ساتھہ وحی کا منصب بھی شامل کیا جائے تو مضمون اس
حدیث کا قایم نہین رہ سکتا اب مین ایک مثال معاشرت کے متعلق بھی
قرآن سے پیش کرتا ہون کہ جس مین وحی نازل ہوئی اور اوسکا ذکر قرآن
مین نازل کیا گیا اور جو منصب رسالت سے کسیطرح غیر متعلق نہین سمجھا
جا سکتا- اور وہ قصہ زینب بنت جحش کا ہی جو تاریخ اسلام مین ایک مشہور
قصہ ہی وہ پھوپی زاد بہن آنحضرت کی تھین جنکا نکاح اول آنحضرت نے
اپنے منہ بولے فرزند زید کیساتھہ کر دیا تھا- اور پھر بعد طلاق دیدینے
زید کے پیغمبر نے اپنا نکاح اونسے کر لیا- ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ محض معاشرت
سے متعلق ہی اور بنظر اون اصول کے جو شاہ ولی اللہ اور ذی علم منصف
نے قرار دی ہین یہ معاملہ متعلق امور دنیا کے ہو سکتا ہی نہ متعلق امور رسالت
اور وحی کے حالانکہ سورہ احزاب مین اس قصہ کا ذکر ہی اور جسمین خدا نے
یہہ اطلاع دی ہی کہ ہم نے زینب بنت جحش کے ساتھہ پیغمبر کا نکاح کر دیا
اور اس قصہ کے بیان سے قبل- پہلے آیۃ " ماکان لمومن ولا مومنۃ الخ"
ہی جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہین اور جسکی مراد یہ ہی کہ جس کام مین خدا و رسول
امر جاری کر دے کسی مومن اور مومنہ کو یہہ اختیار نہوگا کہ وہ اوس کو قبول
نہ کرے اور اگر وہ نافرمانی کریگا خدا اور رسول کی تو وہ اوسکی کہلی ہوئی گمراہی
ہوگی" اس تمہید کے بعد خدا فرماتا ہے "
اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی

فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس ج واللہ احق ان تخشٰہ ط فلما قضی زید منہا وطرًا زوجنٰکہا لکے لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرًا ط وکان امر اللہ مفعولًا ط جسکا ترجمہ یہہ ہے - اور جو کہا تو نے اوس شخص کو کہ انعام کیا خدا نے اوسپر اور انعام کیا تو نے اوسپر روک رکھہ اپنے اوپر زوجہ اپنی کو اور خوف کر خدا سے اور پوشیدہ رکھتا تہا تو اپنے نفس مین جو کچہہ کہ خدا ظاہر کرنے والا تہا اور اندیشہ رکھتا تہا تو لوگون سے - اور خدا سزاوار تر ہے کہ خوف کرے تو اوس سے پس جبکہ گذارا کر لیا زید نے اوس سے حاجت کا تزویج کر دیا ہم نے اوسکو تیرے ساتھ تاکہ نہو مومنین پر کوئی گناہ - ازواج پسر خواندون اپنی کی جسوقت کہ قضائے حاجت کر لین وہ اون ازواج سے اور ہوگا امر خدا کیا ہوا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ طلاق و نکاح کا جو قسم معاملات معاشرت سے ہے اور باعتبار اصول شاہ صاحب اور ذی علم مصنف منصب نبوت سے غیر متعلق سمجھا جاتا ہے اوسکو امر وحی اور تبلیغ رسالت سے کہ جو عین منصب نبوت ہی کیونکر جدا سمجھا جا سکتا ہے۔

صفت نبوت و رسالت عین ذات رسول ہی نہ غیر ذات رسول۔

منصب نبوت اور رسالت جو ایک صفت خاص ہی عین ذات رسول ہی نہ غیر ذات رسول پس کوئی فعل اور قول نبی و رسول منصب نبوت اور رسالت سے خارج نہین سمجہا جا سکتا جیسے کہ صفت نبوت اور رسالت ذات رسول سے جدا نہین ہو سکتی - خدا فرماتا ہے جیسا کہ ہم بہی آیات لکھہ چکے ہین " انا ارسلنٰک للناس رسولًا ، وکفی باللہ شہیدًا ط من یطع

الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولیٰ فما ارسلناک حفیظاً۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الخ۔ ہنے تجہکو لوگون کی پیغمبر کرکے بہیجا ہی اور خدا کی (اسپر) گواہی کافی ہی جو کوئی اطاعت کرے رسول کی تحقیق کہ اسنے اطاعت کی اللہ کی اور جو کوئی منہ پہیرے پس نہین بہیجا ہے تجہکو اونپر نگہبان ۔
نہین ہی محمد مگر رسول تحقیق کہ گذر گئے ہین پہلے اس سے رسول اگر وہ مرجای یا قتل ہوجاے۔ آیا پہر جاوگے تم اپنی ایڑیون کی طرف۔؟

افعال واقوال پیغمبرؐ مین تفریق اقسام قرآن مین نہین بتائی اور جو کچہہ کہ بتایا گیا ہی وہ دین ہی دین ہے :۔

یہہ امر کہ افعال واقوال پیغمبر تفریق اقسام کے قابل نہین اوس وقت مانا جا سکتا ہی کہ جب قرآن مین تفریق بتائی گئی ہوتی کہ کون حکم دین کی بابت ہی اور کون حکم اور رائے پیغمبر کی سوای دین کے ہے، حالانکہ قرآن مین جو کچہہ بتایا گیا ہی۔ خواہ وہ اصلاح روحانی کے متعلق ہو خواہ اصلاح جسمانی کے یعنی معاشرت ومعیشت سب دین ہی کے متعلق بتایا گیا ہی کیونکہ خلاف اوس کے یہ حق نہین ہوسکتا کہ وہ تفریق اور امتیاز اس امر کی کرے کہ کون امور افعال اور اقوال پیغمبر مین منصب نبوت سے تعلق رکہتے ہین، اور کون نہین؟ خواہ وہ حضرت عمرؓ ہون یا شاہ ولی اللہ صاحب یا ہمارے اس زمانہ کے شمس العلماء شبلی نعمانی۔
شاہ ولی اللہ صاحب نے جو تفریق افعال اور اقوال منصب

Marfat.com

نبوت اور منصب غیر رسالت سے کی ہی اور جسکو ذی علم مصنف نے اس تفریق مراتب کا موجد حضرت عمر کو قرار دیا ہی مقصد اس تفریق کا یہی ہوسکتا ہی کہ جو قول اور فعل پیغمبر غیر منصب نبوت اور رسالت سے قرار دیے جائین وہ از روے وحی کے نہ سمجھی جائین اور اون مین اطاعت پیغمبر کی لازمی اور ضروری نہو لیکن یہہ امر علماء اسلام کے بہی خلاف ہی۔

علماء اسلام کی شہادتین شاہ ولی اللہ اور ذی علم مصنف کی خلاف بتا یہہ اسکی کہ ہر قول وفعل نبی کا بوجہ اوسکی معصوم ہونیکی واجب الاتباع ہی اور اوسمین تفریق اقسام نہین ہی شاہد اول قاضی عیاض۔

علماء اسلام مین سے قاضی عیاض نے کتاب شفا مین، کرمانی نے شرح صحیح بخاری مین نووی نے شرح صحیح مسلم مین پیغمبر کو معصوم اس وجہ سے قرار دیا ہی کہ پیغمبر سے اپنے کلام مین مخالفت، اور اضطراب اور امر خلاف واقع صادر نہین ہوتا ہے نہ عمداً نہ سہواً، نہ صحت مین، نہ مرض مین نہ بعنوان جداً، نہ مزاحاً۔ نہ حالت رضا مین، اور نہ حالت غضب مین۔

امام فخر الدین رازی کی شہادت۔

فخر الدین رازی، امام اہلسنت جو مشاہیر علماء مین سے ہین تفسیر قول خداے تعالے۔

وقال موسے یا فرعون انی رسول من الرب العالمین حقیق علی ان لا اقول الی الله الا الحق[۵۱] سورہ اعراف۔

---

۵۱ سورۂ عراف۔

مین نظم کلام سے یہہ معنی بیان کرتے ہین کہ "حضرت موسے نے کہا کہ مین رسول خدا کا ہون اور رسول نہین کہتا ہی مگر حق" اور تفسیر آیت "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"[۵۱] مین یہہ کہتے ہین کہ یہہ قوی تر دلایل مین سے ہے اثبات پر کہ تحقیق رسول معصوم ہی جمیع اوامر و نواہی مین، اور اثبات مین کہ جو کچھہ پہونچاوے خدا کی طرف سے اسواسطے کہ اگر وہ خطا کرے کسی چیز مین اونمین سے نہوگی طاعت اوسکی طاعت اللہ۔ اور نیز واجب ہے یہہ کہ وہ معصوم ہو تمام اقوال اور افعال اور احوال اپنے مین، اسواسطے کہ خدا نے حکم کیا ہی اوسکی متابعت کا اپنے قول "فاتبعوہ"[۵۲] مین"

تفسیر کبیر (سورہ نساء پارہ پنجم بعد ربع اول مسلۂ ثانیہ) مین یہہ ہی کہتے ہین کہ "قول رسول کی اطاعت واجب ہے بنا بر قول خدا "اطیعوا الرسول" کے۔ اور فعل رسول کی اطاعت واجب ہی است پہ بہ سبب اقتدار رسول کی اسلیے کہ قول حکم اطیعوا الرسول، دلالت کرتا ہی اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہی۔ پھر خدا نے دوسری آیۃ مین صفت آنحضرت صلعم کے بارے مین فرمایا ہی "فاتبعوہ" اس سے ثابت ہوتا ہی کہ متابعت اوسکی واجب ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ قول خدا "اطیعوا الرسول" واجب کرتا ہی اطاعت رسول کل افعال و اقوال رسول مین اوسکی اقتدا کو"

علامہ جلال الدین سیوطی کی شہادت معہ بیان نورالدین عزیزی۔

سیوطی نے جامع صغیر مین یہ روایت کی ہی کہ "پیغمبر نے فرمایا کہ "اطاعت کرو میری جب تک کہ مین ہون درمیان ظہور تمہاری کی

[۵۱] سورہ نساء ۱۱۔ [۵۲] سورہ عراف ۲۰۔

اور واجب ہی تمپر کتاب اللہ حلال جانو تم اوسکے حلال کو اور حرام جانو

"اطیعونی ماکنت بین اظہرکم وعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ وحرموا حرامہ" طب فان الکتاب۔ علی نزل وانا اعلم الخلق بہ"

تم اوس کے حرام کو۔ پس کتاب مجہپر نازل ہوئی ہے اور مین تمام خلق سے اوسکا بہتر جاننے والا ہون

نور الدین عزیزی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہی کہ مین جب تک تمہارے درمیان زندہ ہون نہین امر کرونگا مگر جو کچہہ کہ امر کریگا اللہ اور نہین منع کرونگا مین مگر اوس چیز سے کہ نہی کریگا اللہ اوس سے"

تتمہ شہادت امام رازی صاحب تفسیر کبیر

تفسیر کبیر مین ذیل تفسیر آیۃ "یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت" مسئلہ ثالث کی تیسری وجہ مین ذکر قول تعالے "فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ" الآیہ کرکے یہہ کہتے ہین کہ " یہہ دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ مخالفت اوس کی معصیت عظیمہ ہے اور ان آیات مین دلایل اس امر پر ہین کہ جو کوئی رد کرے کسی چیز کو اوامر اللہ اور اوامر رسول سے۔ پس وہ خارج ہی اسلام سے۔ برابر ہے یہہ کہ رد اوسکا بجہت شک سے یا بجہت تمرد سے

علامہ زمخشری صاحب کشاف کی شہادت۔

علامہ زمخشری نے کشاف مین تحت آیۃ "اذ کنتم تحبون اللہ" مین کہا ہے کہ "حسن سے منقول ہے کہ زعم کیا اقوام نے عہد رسول اللہ مین یہہ کہ وہ اقوام محبت رکہتی ہین اللہ کی پس خدا نے اونکی قول کی اون کے عمل سے تصدیق چاہی پس جو کوئی

دعوے کرے رسول کی محبت کا اور مخالفت کرے سنت رسول کی،
پس وہ کذاب ہی اور کتاب اللہ اوسکی تکذیب کرتی ہی"

صاحب مواہب لدنیہ کی شہادت۔

اور صاحب مواہب لدنیہ آیۃ بالا کے ذیل مین یہہ کہتے ہین کہ "اشارہ ہی طرف دلیل محبت کے اور اوس کے فائدے اور ثمرہ کے پس دلیل اوسکی اور علامت اوسکی اتباع رسول ہی گردانا سبحانہ تعالیٰ نے اتباع رسول کو شرط محبت اور اس دلالت ہی اسبات پر کہ متابعت اور اطاعت رسول وہی حبّ اللہ ہی اور ذیل آیۃ " فلا وربک الخ - مین کہتے ہین کہ خدا اپنی نفس کریمہ کی قسم کہاتا ہی۔ اسبات پر کہ نہین ایمان لاتا ہی کوئی یہانتک کہ حکم کری رسول اوسکے تمام امور مین، اور درحالیکہ راضی ہو وہ تمام باتو نپر جو کچھہ کہ حکم کری پیغمبر اوسکو، ظاہر مین اور باطن مین، برابر ہی کہ ہو حکم اوسکی خواہشون کے موافق یا مخالف " اور ذیل تفسیر آیت " یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ " الخ مین لکھا ہی کہ " یہہ امر ادب ہی ہی کہ نہ مقدم کرے کوئی پیغمبر پر ساتھہ امر کے اور نہ نہی کے، اور نہ اذن کے، اور نہ تصرف کو یہانتک کہ امر کرے پیغمبر اور نہی کرے یا اذن دے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین حکم فرمایا ہی۔

ابن القیم صاحب زاد المعاد کی شہادت۔

اور ابن القیم زاد المعاد مین کہتے ہین کہ " مقصود یہ ہے کہ بیشک حب متابعت رسول کے ہوتی ہے عزت اور کفایت اور نصرت، جیسے کہ بے شک حب متابعت اوسکے

ہوتی ہی ہدایت اور فلاح اور نجات پس اللہ تعالی نے لٹکا دی ہے نجات دارین کی اوسکی متابعت کے ساتھہ اور گردانا ہی شقاوت دارین کو اوسکی مخالفت مین - پس اوسکے اتباع مین ہدایت ہی اور امن ہے اور فلاح ہی اور عزت ہے اور نصرت ہے اور ولایت ہے اور تائید ہی اور دنیا و آخرت مین پاکیزہ عیش ہی اور اوس کی مخالفت مین ذلت ہی اور چہاپن ہی خوف، اور گمراہی خذلان، اور شقاق دنیا و آخرت مین ہے اور تحقیق کہ قسم کہائی ہے آنحضرت صلعم نے اسبات کی کہ نہین مومن ہوتا ہے کوئی یہانتک کہ ہو وے پیغمبر اوسکو محبوب تر اپنی نفس، اولاد، والدین اور جملہ لوگون سے اور قسم کہائی خدا نے اسبات کی کہ نہین مومن ہوتا ہی مگر جس کو کہ حکم کرے نبی اوسکے اور اوسکے غیر کے جہگڑے مین اور پہر وہ راضی ہو اوس حکم پیغمبر پر اوس حکم سے دل تنگ نہو اور اوس کو جیسا کہ تسلیم کرنا چاہیے تسلیم کرے اور انقیاد کرے - جیسے کہ انقیاد کرنا چاہی اور کہا ہی اللہ نے - ما کان لمومن ولا مومنہ اذا قضے اللہ و رسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم " پس کاٹ ڈالا خدا نے اپنے اور اپنے رسول کے حکم کے بعد اختیار کو پس لازم نہین ہی مومن کو یہہ کہ اختیار کرے کوئی چیز بعد امر پیغمبر کے بلکہ جس وقت امر کرے پس امر اوسکا حتمی ہی -

پہر تتمہ شہادت امام رازی

امام فخرالدین رازی نے بتفسیر سورہ یونس تحت آیت " ان اتبع الا ما یوحی الی " کے معنی یہہ بیان کیے ہین کہ " نہین پیروی کرتا ہون مین مگر جو کچہہ کہ وحی ہوتی ہی میرے طرف پس یہہ دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ پیغمبر نے نہین حکم کیا مگر یہہ کہ ساتہہ وحی کے، اور یہہ امر دلالت

کرتا ہی اسبات پر کہ نہین حکم کیا پیغمبر نے کبھی ساتھہ اجتہاد کے۔ اور تفسیر سورہ انعام مین ہذیل آیتہ مذکور کہا ہی یہ ظاہر اوسکا دلالت کرتا ہی اسبات پر کہ نہین عمل کرتا ہی پیغمبر مگر ساتھہ وحی کے اور وہ دلالت کرتا ہی اوپر حکم جکین کے پہ انہیں دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ ایسا نہین تہا کہ حکم کرتا ہو پیغمبر اپنے نفس ہی کسی چیز مین احکام سے اور وہ (پیغمبر) ایسا نہین تہا کہ اجتہاد کرتا ہو۔ بلکہ تمام احکام اوس کے وحی سے صادر ہوتے تہے اور تاکید کی ہی اسی بات کی خدا نے اپنے قول ”ماینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحیٌ یوحے“

صاحب شرعتہ الاسلام کی شہادت۔

شرعتہ الاسلام مین رسول خدا کی نسبت کہا گیا ہی کہ وحی حق ہوتا تہا جو کچہہ کہ وہ فرماتے تہے اور عمل کرتے تہے یا اشارہ کرتے تہے اوسکی طرف یا فکر کرتے تھے یا اشارہ کرتے تہے اوسکی طرف یا فکر کرتے تہے اوسمین یا جو کچہہ کہ اون کے دل مین اندیشہ گذرتا تہا یا آواز نرم دلسے سنتے تہے۔ وہ ایسے بزرگ تھے کہ نہین بات کرتے تہے اپنی خواہش سے اور نہین امر کرتے تہے اور نہ نہی کرتے تہے مگر یہہ کہ جو کچہہ نازل ہوا اونپر اور وحی کیا جاے“

تتمہ شہادت قاضی عیاض

قاضی عیاض نے کتاب شفا مین کہا ہے کہ ”یہ تحقیق تواتر کے ساتھہ نقل ہوا ہی کہ پیغمبر کی معرفت امور دنیا مین اور دقایق مصالح دنیا مین اور سیاست مین اہل دنیا پر فوق رکہتے تہے ایسا جس سے کہ بشر عاجز ہو جاے“ اور یہہ بہی کہا ہی کہ ”وہب بن منبہ کہتا ہے کہ مین نے اکہتر کتب مین پڑہا ہے اور سب مین یہی پایا کہ بے شک نبی کی

عقل کو لوگوں پر ترجیح ہوتی ہی اور اوسکی راے سب پر افضل ہوتی ہی۔ اور دوسری روایت میں یہ آیا ہی کہ میں نے سب میں یہہ پایا کہ بے شک اللہ نہین دیتا ہی لوگون کو شروع دنیا سے اوسکے گذر جانے تک عقل ہم پہلو نبی کی عقل کے اگر مثل ایک ذرہ ریت کے جو مثل اوس ذرہ کے ہو جو دنیا کے ریت مین ہو۔

صاحب کتاب مغنی قاضی القضاۃ کی شہادت

قاضی القضاۃ نے کتاب مغنی مین کہا ہی کہ اجتہاد پیغمبر کا اپنی حیات مین غیر کے اجتہاد سے اولے ہے۔

مندرجہ بالا آیات اور روایات علماء اسلام سے ذی علم مصنف کی راے افعال و اقوال نبی مین تفریق اقسام کی حقیقت

بمقابلہ اون آیات قرآنی اور ان راویان علماء اسلام کے یہہ تفریق افعال و اقوال پیغمبر کی کہ کچھہ اون مین سے منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہین اور کچھہ منصب رسالت سے تعلق نہین رکھتے ہین کسیطرح تسلیم نہین کیجا سکتی، بلکہ ایسا ماننا ہی قبول کرنا لازم آتا ہی کہ پیغمبر کا ہر قول اور فعل منصب نبوت اور رسالت سے تعلق رکھتا ہی۔ اور پیغمبر جو کچھہ کہ فرماتے تھے اور کرتے تھے وہ عین وحی ہے۔ پس یہہ تفریق جو حضرت عمر کے جواز مخالفتون کے لئے قرار دی جاتی ہی نکتہ بعد از وقوع ہے۔ ایسا نکتہ بعد وقوع حمایت حضرت عمر مین زبان پر لانا کہ حسب منقصت نبی اور رسول کی لازم آئے قابل شرم ہی۔

Marfat.com

منافق کی جنازہ پر نماز پڑہنے اور قیدیان بدر اور صلح حدیبیہ کی معاملات کو حضرت عمر اگر منصب نبوت سی متعلق سمجہکر مخالفت پیغمبر سے کرتی تو مصنف اونکو بزرگ ماننا تو درکنار دائرہ اسلام سی ہی خارج سمجہتی

شاہ صاحب نے جو احادیث کے مراتب مین فرق بتایا ہے اوس تفریق مراتب کا موجد لحلیم مصنف نے دراصل حضرت عمر کو قرار دیکر یہ ظاہر کیا ہے کہ "کتب سیر و احادیث سے ایسے موقعونکا پیش آنا معلوم ہوتا ہی کہ رسول الله صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرائی تو حضرت عمر نے اوس کے خلاف رائے ظاہر کی اور پھر منافق کے جنازہ پر نماز پڑہنے اور قیدیان بدر کے اور صلح حدیبیہ کے معاملات کی مثالین بیان کرتے ہین کہ "حضرت عمر ان باتون کو منصب نبوت سے الگ سمجھتے تہے ورنہ اگر باوجود اس امر کے علم کے کہ وہ باتین منصب رسالت سے تعلق رکہتی تہین اون مین دخل دیتے تو بزرگ ماننا تو درکنار ہم اونکو اسلام کے دائرہ سے بہی خارج سمجہتے"

مصنف کے بیان کی حقیقت پر ایک اجمالی رائے

تمام کتب احادیث و سیر اور تاریخ کے دیکہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر کے اقوال و افعال کی دو کیفیتین ہوتی ہین ایک یہہ کہ

پیغمبرؐ بغیر کسی سے مشورہ کئے ہوئے خود اپنے غور اور فکر سے کوئی فعل
کرتے ہتے یا حکم دیتے ہتے اور ایسا اونکا فعل اور قول وحی، القا، یا الہام
سے خالی نہین ہوتا تہا۔ دوسری کیفیت یہہ ہوتی تہی کہ کسی امر مین مشورہ
صحابہ سے کرتے تہے لیکن مشورہ سے قبل کسی فعل یا کسی حکم پر پیغمبرؐ کی رای
قایم نہین ہوئی ہتی اور وقت مشورہ کے ہرایک صحابی کو اختیار اپنی رائے
ظاہر کرنے کا ہوتا تہا اور وہ اپنی رائے ظاہر کرتا تہا اور بعد اوس کے
پیغمبر صلعم کوئی فعل یا حکم صادر فرماتے ہتے تو وہ حکم اور فعل بموجب نص صریح
وما ینطق عن الہوے ان ہو الا وحی یوحے " کے وحی یا القا یا الہام، ہوتا تہا
اور وہ فعل اور حکم بموجب نص صریح " فاتبعوہ " کے واجب الاتباع ہوتا تہا
ایسے افعال واقوال پیغمبرؐ سے خواہ بغیر مشورہ یا بعد مشورہ صادر ہون،
اور جو بموجب نصوص قرآنی وحی یا القا یا الہام، اور واجب الاتباع ہون،
اختلاف کرنا یا اوسکے خلاف رائے ظاہر کرنا درحقیقت ایسا ہی ہی جیسا کہ
ذی علم مصنف نے کسی ایسے اختلاف کرنے والے یا خلاف رائے رکہنی
والے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجہا ہے۔ وجہ اسکی صریح ہی کہ جو
کوئی پیغمبرؐ کے ایسے قول اور فعل سے مخالفت یا اختلاف کرنے والا
ہوگا درحقیقت وہ اپنے قلب مین اوسکا ماننے والا اور قبول کرنے
والا نہین ہی۔

عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازہ پر نماز کی حقیقت:۔

بحوالہ صحیح بخاری، عبداللہ
بن ابی کے نماز جنازہ پڑہنے کے
متعلق ذی علم مصنف نے صرف اس
قدر لکہا ہی کہ " جب آنحضرت صلعم نی

عبد اللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز پڑھنی چاہیے تو حضرت عمر نے کہا
کہ آپ منافق کے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں؟ جس سے یہ امر ظاہر ہے
کہ یہہ فعل پیغمبر نہ قابل مشورہ تھا اور نہ قابل مشورہ ہوسکتا تھا۔ اور یہہ
امر صریح ہے کہ کسی کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا عمل قطعی امر دین سے متعلق
ہے اور ہر کوئی ایسا شخص نہیں کہ جو افعال پیغمبر میں منصب رسالت اور
غیر نبوت کی تفریق کرنے والا ہو تسلیم کرے گا کہ نماز جنازہ منافق
منصب نبوت سے تو [illegible] تعلق رکھتی ہے
پیغمبر نے جب قصد منافق کے جنازہ پر نماز کا کیا تو صریح ہے کہ وہ
قصد پیغمبر فعل نماز جنازہ، وحی یا القا یا الہام سے خالی نہ تھا پھر حضرت
عمر نے جو یہہ خلاف ظاہر کیا کہ پیغمبر کو نماز جنازہ منافق کی نہیں پڑھنی
چاہیے تو اس رائے حضرت عمر سے صریح یہ امر پیدا ہوتا ہے کہ وہ بعض
منصب نبوت کو قبول کرنے والے نہیں تھے اور فعل ذات رسول کو
دل سے نہیں مانتے تھے۔

عبد اللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز والی حدیث بخاری کا پورا ترجمہ مع مشروح شارحین۔

جس روایت صحیح بخاری کا ذی علم مصنف نے ذکر کیا ہے اوسکا پورا ترجمہ یہہ ہے کہ بے شک عبد اللہ بن ابی جسوقت کہ مر گیا بیٹا اوسکا آنحضرت کے پاس آیا
اور کہا کہ اے رسول اللہ مجھکو اپنی قمیص دیجیے تاکہ اوس کو اوسمین کفن
کروں اور نماز اوسپر پڑھیے اور اوس کے لئے استغفار کیجیے
پس نبی نے اوس کو اپنا قمیص عطا کیا۔ اور فرمایا کہ اذن دے مجھکو کہ

اوس پر نماز پڑہون، پس اذن دیا اوسنے پیغمبر کو اور جسوقت کہ ارادہ کیا پیغمبر نے اوسپر نماز پڑہنے کا، کہنچ لیا حضرت عمر نے پیغمبر کو اور کہا آیا نہین منع کیا تم کو خدا نے منافقون پر نماز پڑہنے سے پس فرمایا پیغمبر نے مین درمیان دونون اختیار ون کے ہون خدا نے فرمایا ہی استغفار کراون کے واسطے یا استغفار نہ کراون کے واسطے" شارح عون الباری نے یہہ بہی لکہا ہی کہ ابوذر نے اپنی روایت مین یہ زیادہ کیا ہی" ولاتقم علی قبرہ" اور مت کہڑے ہو اوپر اوسکی قبر کے" شارحین اور مفسرین نے یہ ظاہر کیا ہی کہ" حضرت عمر نے آیات قرآنی سے ایسا ہی سمجہا تہا"

آیات قرآنی درباب استغفار بر منافقین متعلق اقوال و افعال نبوی و مخالفت فاروقی

وہ آیات قرآنی جنکا تعلق ان قول اور فعل رسول یا مخالفت حضرت عمر سے ہو سکتا ہی یہہ ہین کہ" جو لوگ کہ عیب رکہتے ہین افزون دینے والون پر مومنین سے صدقات مین اور جو لوگ (مومنین) کہ نہین پاتے ہین مگر بقدر طاقت اپنی کے پس ٹہٹہ کرتے ہین وہ اون (مومنین) سے

" الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الاجہدہم فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم ۵ استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرہ

ٹہٹہ کرتا ہے اللہ اون (ٹہٹہ کرنے والون) سے اور واسطے اون کے عذاب دردناک ہی۔ چاہی تو استغفار کراون کے لئے یا نہ استغفار کراوے اون کے لئے اگر استغفار کریگا تو

فلن یغفر اللہ لہم ۰ ذالک بانہم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین ۵ (سورہ توبہ)

اون کے لئے ستر مرتبہ (یہ عدد محاورہ عرب مین کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہی جیسے ہندوستان مین کسی کی بات نہ جاننے کے موقع پر کہا جاتا ہی " آپ لاکہہ کہین گر نہ مانیگی ") پس ہرگز نہ بخشیگا اللہ اونکو اسواسطے کہ بلاشبہ انہون نے کفر کیا خدا اور رسول کے ساتہہ اور خدا قوم فاسقین کو ہدایت نہین کرتا " اس آیۃ مین وصف اور خصلت خاص منافقین کی اول بیان ہوئی ہین- پہر اونپر استغفار کرنے نہ کرنے کا بیان ہے-

" فرح المخلفون بمقعدہم خلاف رسول اللہ وکرہوا ان یجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا ۰ لو کانوا یفقہون فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا ۰ جزاء بما کانوا یکسبون ۰ فان رجعک اللہ الی طائفۃ منہم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا ۰ انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا مع الخالفین ۰ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون ۰ (سورہ توبہ)

" خوش ہوئے پیچہے رہجانے والے اپنی جگہہ بیٹہہ رہنے کے خلاف رسول اللہ کے، اور مکروہ جانا اونہون نے یہہ کہ جہاد کرین اپنے مالون اور جانون سے راہ خدا مین اور کہا انہون نے کہ نہ باہر نکلو گرمی مین کہہ تو کہ آگ جہنم کی سخت تر گرم ہے اور اگر وہ سمجہتے ہون پس چاہیے کہ ہنسین تہوڑا اور روئین بہت یہہ جزا ہی کہ وہ لوگ کسب کرتے ہین- پس اگر پہیرے تجہکو خدا ایک گروہ کی طرف اون مین سے، پس اذن چاہین گے تجہسے وہ لوگ واسطے

Marfat.com

نکلنے کے، پس کہہ تو کہ ہرگز نہ نکلو تم میرے ساتھہ کبھی اور ہرگز نہ لڑو تم میرے ساتھہ ہو کر دشمن سے، بے شک تم راضی ہوئے ہو بیٹھہ رہنے پر پہلی مرتبہ، پس اب بھی بیٹھہ رہو تم ساتھہ پیچھے رہنے والون کے اور نہ نماز پڑھ تو کسی پر اون مین سے کہ مر گیا ہو کبھی اور نہ کہڑا ہو اوس کی قبر پر، بے شک کفر کیا اون لوگون نے خدا و رسول کے ساتھہ اور مر گئے درحالیکہ وہ فاسق تہے " اس آیتہ مین خاص منافقین کی حالت کی خبر دی گئی ہی اور نیز نماز پڑہنے کی اور اونکی قبر پر کہڑے ہونے کی قطعی ممانعت کی گئی ہے برخلاف اون منافقین کے جن کے لئے استغفار کرنے نہ کرنے کا اختیار تہا۔

" ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم (سورہ توبہ)

" نہو گا واسطے نبی کے اور ان لوگون کے جو ایمان لائے۔ یہہ کہ استغفار کرین مشرکین کے لئے اگرچہ وہ اہل قرابت ہون بعد اسکے کہ ظاہر ہوا واسطے اونکے بیشک وہ اصحاب جہنم ہین " یہہ آیتہ مخصوص مشرکین کے متعلق ہی جسمین اونپر استغفار کی قطعی ممانعت ہی اور وہ منافقین سے متعلق نہین ہے

واذا قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسہم ورأیتہم یصدون وہم مستکبرون سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم ان اللہ لا یہدی القوم الفاسقین سورہ منافقون۔

" اور جبکہ کہا جائے اون لوگون (منافقون) کو کہ آؤ تاکہ استغفار کرے تمہارے لئے رسول خدا پہیر لیتی ہین سر اپنا اور دیکہتا ہی تو اونکو کہ روگردانی کرتی ہین وہ درحالیکہ وہ تکبر کرنے والے ہین برابر ہی اونپر یہ کہ استغفار

کرے اویانہ کرے تو اون کے لئے، ہرگز نہ بخشیگا خدا اونکو تحقیق کہ خدا قوم فاسقین کو ہدایت نہین کرتا ہی" یہ آیت بے شک عموماً منافقین سے متعلق ہی اور اسمین استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مثل آیت اول الذکر کے ہے۔

آیات بالا مین جدا جدا احکام بلحاظ مراتب و درجہ شرک و فسق و نفاق کے ہین۔

عموماً جیسا کہ تمام قرآن سے اور شریعت محمدی مین مسلم ہی ان آیات کے جمع کرنے سے خصوصاً معاملہ استغفار اور نماز جنازہ کی بارے مین یہ ظاہر ہوتا ہی کہ احکام مشرکین اور فاسق کافرون اور منافقین کے باعتبار اون کے درجہ نفاق کے، مراتب جدا جدا ہین گو نتیجہ آخرت اون کے لئے متحد ہو۔

منافق کی تعریف اور اونکے ساتھ برتاؤ کی مصالح۔

منافق اونکو کہتے ہین کہ جو زبان سے اقرار مسلمان ہونے کا کرین اور دل سے اوسکی تصدیق نہ کرنے والے ہون اور ظاہر اونکا خلاف باطن ہو، لہذا باعتبار ظاہر منافقون کے ساتھ عہد پیغمبر سے برتاؤ کا وہی قاعدہ رکہا گیا ہی جو ظاہر مین باہم تمام مسلمانون کے واسطے ہی اور اسی سبب سے سوای خاص سے منافقون کا دفن اور کفن اور نماز جنازہ اوسی طور پر ہونی چاہیے جیسا کہ عام مسلمانون کے لئے ہونا ضروری ہی اور اس طریقہ مین بڑی مصلحت یہہ تہی کہ منافقین مثل مسلمانون کے اپنی ساتھ برتاؤ دیکھکر خود مسلمان ہوجائین یا دوسرے لوگ مذہب اسلام قبول کرین، اور

Marfat.com

اور سچائی مذہب اسلام کی اون کے دل پر نقش ہو جائے

پیغمبر کی ربانی برتاؤ کے مصالح اور عبد اللہ کے ساتھ مصلحتی برتاؤ کا فوری اثر

چنانچہ جبکہ پیغمبر نے اپنا پیرہن عبد اللہ ابی کو دیا تھا اور لوگون نے اوسکے بارے مین پوچھا تو فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ میرا پیرہن اوسکو کچھہ فائدہ نہ کریگا لیکن امید ہی کہ اس سبب سے لوگ اسلام مین داخل ہون اور دوسری روایت مین ہی کہ جب حضرت نے پیرہن اپنا اوسکو دیا تو ایک ہزار آدمی خزرج کے مسلمان ہوئے جسوقت اونکو علم ہوا کہ رسول خدا کے پیرہن سے عبد اللہ نے شفا طلب کی ہی۔

نہ پیغمبر سے بہتر کوئی مقصود آیات جان سکتا تہا نہ تطبیق آیات کر سکتا تہا اور وہ فعل نماز داخل منصب رسالت تہا۔

اب یہہ امر قابل غور کے ہے کہ جب یہہ کل آیات یا بعض نازل ہو چکی تہین اور پیغمبر اون کی بابت تبلیغ رسالت کر چکے تہے تو جو فعل نماز جنازہ عبد اللہ ابی پر پیغمبر نے کیا وہ فعل پیغمبر داخل منصب رسالت کی تہا اور مقصود اون آیات کا پیغمبر سے بہتر کوئی نہین جان سکتا تہا اور نہ اون سے بہتر تطبیق مضامین آیات کی ہر منافق پر کر سکتا تہا اور نہ اون سے بہتر کوئی شان اور حالت کسی منافق کی جان سکتا تہا کہ اوسپر استغفار نماز ہی چاہئے یا نہین؟ اور نماز مین پیغمبر نے اوس منافق پر استغفار کیا

Marfat.com

یا اوس [illegible] بد عا کی؟

حضرت عمر کا فعل نماز جنازہ منافق کو داخل اسلام ہونے کا خود اقبال۔

پیغمبر نے جو عبد اللہ ابی منافق کی نماز پڑہنے کا قصد کیا، اور حضرت عمر نے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑہنی سے کہینچ لیا اور نماز پڑہنے مین مزاحمت کی [illegible] اوس فعل پیغمبر کے تہا جو صریح منصب رسالت [illegible] تعلق رکہتا تہا چنانچہ خود حضرت عمر اپنے اس فعل کو داخل اسلام [illegible] سے فرمایا ہے کہ "اسلام مین مجہکو کبہی ایسی [illegible] نہین ہوئی [illegible] کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ نے عبد اللہ بن ابی پر نماز پڑہنے کا ارادہ کیا اور مین نے اونکا کپڑا پکڑ کر کہینچ لیا اور [illegible] خدا نے یہہ حکم نہین کیا ہے"۔ ۱ه

خود [illegible] رخصت نماز جنازہ منافق [illegible]

آیۃ مین جو یہہ حکم ہی کہ اے پیغمبر تم استغفار کرو یا نہ کرو خدا انہین بخشے گا نہین، یہہ حکم بوجہہ بطون منافقین کے نتیجہ آخری منافق سے تعلق رکہتا ہے [illegible] منافق کے ساتہہ جو ارکان اسلام کا، ظاہری برتاو کیا جائے، اوسکی [illegible] استغفار کرنے کے حکم سے ظاہر ہے۔

[illegible] قاعدہ اسلامی کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہونا چاہئے۔

حضرت عمر ظاہری برتاو اسلام کے منافق کے ساتہہ مخالف تہے اور اس قاعدہ کو اسلام کے

[illegible]

Marfat.com

قبول کرنے والے نہین تہے اس سے جو نتیجہ حضرت عمر کے [illegible] پیدا ہو اوس کے بیان کرنے کی مجہکو ضرورت نہین ہی خود ذی علم مصنف دلیری سے اسکی نسبت راے ظاہر کر چکے ہین۔

مصنف کی دوسری مثال قیدیان بدر کی معاملہ کی بحث

قیدیان بدر کے معاملہ مین ذی علم مصنف یہہ ظاہر کرتے ہین کہ حضرت عمر کی راے بالکل آنحضرت کی تجویز سے الگ تہی۔ قیدیان جنگ کے بارہ مین یہہ آیت نازل ہوئی ہے۔

فاذا لقیتم الذین کفروا، فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعدہ او فداء حتی تضع الحرب اوزارہا ذلک" (سورہ محمد)

پس جبکہ مل جاؤ تم اون لوگون سے جنہون نے کفر کیا ہی۔ پس مارو اونکی گردنین یہانتک کہ جب چور کردو تم اونکو پس مضبوط کرو تم بندش (مشکین خوب جکڑکے باندہو) پس یا احسان کرنا ہے بعد اوسکے یا فدیہ لینا ہی۔ یہانتک کہ رکہے لڑائی ہتیار اپنے یہہ (حکم تمہارے واسطے) ہے" سورہ محمد۔

نتیجہ آیات سے قیدیان بدر کے معاملہ مین حضرت عمر کی رائ مخالف حکم خدا تہی

مضمون سے اس آیت کے صاف ظاہر ہے کہ جب لڑائی مین کافرون کو زخمون سے چور کر دو تب اون کی مشکین کس کے باندہ لو اور اوس کے بعد یا اونکو اوپر احسان کرکے چہوڑ دیا جاے یا فدیہ لیکر بموجب اس حکم خداوندی کی جب جنگ بدر مین دشمن [illegible]

گرفتار کریگے تو آیندہ حکم ربانی (احساناً یا فدیہ لیکر چھوڑنے) کے خلاف حضرت عمر یہ رائے رکھتے تہے کہ قیدیون کو قتل کیا جائے۔ لیکن پیغمبرؐ نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔

پیغمبرؐ کا فعل متعلق معاملہ قیدیان بدر منصب رسالت سے متعلق تہا اور اوسکے خلاف رائے رکھنے والا ذی علم مصنف کے فیصلہ کی اثر مین ہی۔

یہ امر صریح ہے کہ پیغمبرؐ نے قیدیان بدر کو بموجب آیۃ قرآنی فدیہ لیکر چھوڑا۔ یہہ فعل پیغمبرؐ کا ضرور منصب رسالت سے تعلق رکہتا تہا۔ یہان تک کہ پیغمبرؐ نے جو اسبارہ مین آیت نازل ہوئی تھی اوسکی تبلیغ رسالت کی تہی۔ اس کو کوئی صاحب نظر نہ قبول کر سکتا ہے نہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شمس العلماء ذی علم مصنف کی رائے کو مان سکتا ہی کہ یہ فعل پیغمبرؐ منصب نبوت سے متعلق نہین تہا اور حضرت عمر کی نسبت مخالفت کا وہی الزام لگایا جا سکتا ہے جسکا فیصلہ ذی علم مصنف نے کر دیا ہے۔

صلح حدیبیہ کی مثال۔

صلح حدیبیہ کے متعلق اس موقع پر ذی علم مصنف صرف اس قدر بیان کرتے ہین کہ "حضرت عمر نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ اس طرح دب کر کیون صلح کیجائے" ہم مناسب سمجھتے ہین کہ مختصراً اوس واقعہ صلح حدیبیہ کا بیان کرین تاکہ ہر شخص سمجھ سکے کہ اوسکا تعلق منصب نبوت و رسالت سے تہا یا نہین؟

Marfat.com

سفر اور صلح حدیبیہ کا مختصر تاریخی حال۔

کیفیت اس واقعہ کی یہہ ہی کہ ہجرت کے چھٹے سال آنحضرتؐ نے خواب مین دیکھا کہ ہمراہ ایک جماعت اصحاب کے بحکم خدا مکہ کو گئے اور طواف خانہ کعبہ کا کیا، اور اعمال عمرہ کے بجا لائے ہین۔ حضرت نے اس خواب کو اصحاب کے روبرو بیان کیا۔ اور واسطے روانگی مکہ کے سامان سفر تیار کیا، اور اصحاب کو حکم روانگی کا دیا اور روانہ ہوئے اور جسوقت ذوالحلیفہ مین پہونچے تو احرام عمرہ کا باندہا اور اونٹ قربانی کا ہر ایک نے اپنے ہمراہ لیا اور آنحضرتؐ نے چہیاسٹہ یا ستر اونٹ اپنے ساتہہ لئے جسوقت مشرکون کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اونہون نے خالد بن ولید کو معہ دو سو سوار کے حضرت کے مقابلہ کو بہیجا اور رسول خدا مقام ”حدیبیہ“ مین پہونچے اور مشرکین مکہ سے باہر نکلکر بلدح مین جمع ہوئے، بعد گفت و شنید اور آمد و رفت ایلچیون کے یہہ مضمون صلحنامہ کا لکہا گیا کہ دو سال تک جانبین مین لڑائی نہو اور اس عرصہ مین محمدؐ کے اصحاب مین سے جو کوئی واسطے حج اور عمرہ کے یا واسطے تجارت کے مکہ مین آوے وہ اپنی جان اور مال سے امن مین ہو اور جو کوئی قریش کا آدمی مدینہ مین آئے اور وہان سے مصر و شام کو جائے وہ بہی امن مین ہو اور جو کوئی اونکا اس مدت مین مسلمانون کے پاس جائے تو اوسکو واپس کردین اور مسلمانون مین سے جو کوئی آئے وہ واپس نہ کرین اور جو کوئی چاہے محمدؐ کے عہد مین آجائے اور جو کوئی چاہے قریش کے عہد مین آجائے اور رسول خدا اس سال زیارت کعبہ کو موقوف رکہین اور مکہ مین تین دن

سال آیندہ مین قریش تین روز مکہ کو خالی کردین گے۔ پیغمبرؐ بلا ہتیار رولنا
کے مکہ مین داخل ہون اور قربانی کے اونٹون کو ہانکتے ہوئے چلے
آئین جہانتک کہ قریش اجازت دین اور وہی جگہ قربانی کو ذبح کرین
اور وہین سے واپس چلے جائین۔ اس صلح اور قربانی کے بعد جب
پیغمبرؐ نے مراجعت فرمائی تو آیت "انا فتحنا لک فتحاً مبیناً" نازل ہوئی
مفسرین نے قرار دیا ہی کہ اس آیۃ مین فتح سے مراد صلح حدیبیہ یا یہی
صلح بنیاد فتح مکہ کی ہی۔ حضرت عمر نے اس صلحنامہ کے ہوجانے پر کہا کہ
مین جب سے مسلمان ہوا ہون آج کے دن کی مثل و مانند مین نے
شک نہین کیا، اگر مین سو یا ستر آدمی پاجاتا تو قریش سے جنگ کرتا
اور پیغمبرؐ ہی صلح کو بگاڑ دیتا۔ اور پیغمبرؐ کے پاس آکر یون گفتگو کی۔
حضرت عمر نے کہا۔ کیا تو نبی نہین ہی؟
آنحضرتؐ نے کہا مین نبی ہون۔
حضرت عمر آیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین؟
آنحضرتؐ ہان ہین۔
حضرت عمر۔ پہر کیون تو ہمارے دین کو ذلیل اور خوار کرتا ہی؟
آنحضرتؐ خدا نے مجھسے وعدہ کیا ہی اور وعدہ مین اسکے ہرگز خلاف نہین ہی
حضرت عمر کیا تو نے نہین کہا تہا کہ ہم طواف کرینگے، اور سر منڈائین گے
اور مسجد الحرام مین داخل ہون گے؟
آنحضرتؐ ہان مین نے کہا تہا مگر اسی سال کی قید نہین لگائی تہی"

واقعات امر صلح حدیبیہ جس سے پیغمبرؐ کی نبوت پر شک ہوا

اس واقعہ سے صریح ظاہر
ہی کہ صلح حدیبیہ قطعاً منصب نبوت

Marfat.com

اور حضرت عمر کی گفتگو سے اس صلح کا تعلق و منصب رسالت سے ثابت ہی اور حضرت عمر کی مخالفت

اور رسالت سے متعلق ہی چنانچہ بعد صلح کے آیۂ فتح نازل ہوئی جسکی مراد فتح سے حدیبیہ ہے، یا صلح حدیبیہ بنیاد فتح مکہ کی ہی ایسی صلح اور فتح کو کیونکر سمجہا جا سکتا ہی کہ اوسکا تعلق منصب نبوت اور رسالت سے نہین تہا اور ایسی حالت مین اوس شدید مخالفت حضرت عمر کو (اوس امر مین، کہ جسکی وجہ سے حضرت عمر نے نفس نبوت پر شک کیا) کیسے قرار دیا جا سکتا ہی کہ وہ مخالفت امر رسالت اور نبوت سے متعلق نہ تہی حضرت عمر کے سوالات اور پیغمبرؐ کے جوابات صاف پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ حضرت عمر خود اوس امر صلح حدیبیہ کو جسکے سبب سے حضرت عمر کو نفس نبوت پر شک ہوا داخل منصب نبوت اور رسالت کے جانتے ہتے۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۵ مین منقول ہی کہ جب حضرت عمر نے اپنی گفت و شنید کا قصہ حضرت ابو بکر سے بیان کیا تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ "اے عمر جاؤ اور آنحضرت کا اتباع کرو اور کچہہ اعتراض نہ کرو کہ وہ فرستادۂ خدا ہین اور جو کچہہ کرتے ہین بر وحی کرتے ہین اور اسمین مصلحت ہوتی ہے" ایسی حالت مین ذی علم مصنف کیسے کہتے ہین کہ معاملہ صلح حدیبیہ داخل منصب نبوت اور رسالت نہین ہی۔؟

بعد پیغمبرؐ جن مسایل مین حضرت عمر نے مذہب سے

ذی علم مصنف اس فرق مراتب کے سبب سے حضرت عمر کی مخالفتون اور مزاحمتون کی

اون کو بے تعلق سمجھ کر مزاحمت کی اسکی پہلی مثال مین بیع امہات الولد کا مسئلہ

عہد رسول مین مثالین دی چکنے کے بعد اب اون مخالفتون اور مزاحمتون کی نسبت کہ جو بعد وفات رسول وقوع مین آئی ہین یہہ کہتے ہین کہ "بہت سی باتون مین جو مذہب سے تعلق نہین رکھتی تھین اپنی رائے پر عمل کیا جسکی پہلی مثال یہہ دیتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ تک امہات اولاد یعنی وہ لونڈیان جن سے اولاد پیدا ہو چکے برابر خریدی اور بیچی جاتی تہین حضرت عمر نے بالکل اسکو روک دیا"

مسئلہ بیع امہات الولد مذہب سے خارج نہین ہے اور قرآن سے ثبوت۔

مجہکو سخت افسوس ہی کہ ذی علم مصنف امہات الولد کے معاملہ کو مذہب سے بے تعلق ظاہر کرتے ہین۔ نہین معلوم کہ ذی علم مصنف کی مراد مذہب سے کیا ہی؟ آیا وہ مذہب نہین ہے جسکا ذکر قرآن مین ہوا اور احادیث رسول کی روسے شریعت محمدی مین مسایل قرار دئے گئے ہون خدا قرآن مین فرماتا ہی "پس نکاح کرو فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث جو تم کو بہلی لگین عورتون سے دو ورباع فان خفتم ان لا تعدلوا فوا دو اور تین تین۔ اور چار چار، اور حدۃ او ما ملکت ایمانکم" اگر تم کو خوف ہو کہ نہ عدالت کر سکوگے تم پس ایک یا وہ عورتین کہ مالک ہوئے ہین ہاتہ تمہارے" تمام علماء اسلام اور مفسرین نے قبول کیا ہے کہ وہ عورتین کہ جو ملک یمین

ہو جائین " لونڈیان " ہین "

آیت بالا کا نتیجہ -

اس آیتہ سے ظاہر ہے کہ اسمین ایک قاعدہ تشریح اور ازدواج کا بیان کیا گیا ہی یعنی اون عورتونکا ذکر ہے کہ جن سے جفت ہونا روا ہی۔ خواہ وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی "

دوسری آیتہ اور اسکا نتیجہ

دوسری آیتہ مین خدا نے اون عورتون کو بتایا ہی کہ جو حرام کی گئی ہین اور اوسکے آخر مین خدا فرماتا ہی " والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم " اور حرام کی گئی ہین شوہردار عورتون مین سے مگر وہ کہ مالک ہوئے ہین اوس عورت کے ہاتھ تمہارے " (لونڈی) اس آیتہ سے یہہ ظاہر ہے کہ جہان خدا نے محرمات عورات کا ذکر فرمایا ہی وہان عموماً لونڈیون کو حرمت سے مستثنے کیا ہے

لونڈیون کی اقسام

تمام علماء اسلام نے اتفاق کیا ہی کہ لونڈیان دو قسم کی ہوتی ہین ایک وہ کہ جو جہاد مین گرفتار ہو کر آئین اور ایک وہ کہ جو خرید کیجائین۔

بیع امہات ولد کا مسئلہ جسکو فقہای اسلام نے قرار دیا ہی مدت سی خارج نہین ہے اور حضرت عمر کی رایہ

علماء اسلام نے بموجب احادیث نبوی کے فقہ مین یہی قرار دیا ہی کہ کن کن وجوہ سے لونڈیان آزاد ہو سکتی ہین، اور لونڈیون کی فروخت کا اون کے مالکون کو اختیار

Marfat.com

اتمنا عی پچہ خلاف عمل عہد رسول و خلافت اول ہی۔

تہا کہ وہ اون کو فروخت کرین خواہ وہ امہات ولد ہون یا نہون۔ اور یہی معمول عہد پیغمبر اور عہد حضرت ابو بکر اور نصف عہد حضرت عمر مین جاری رہا اور کوئی حدیث ممانعت بیع امہات ولد کی پیغمبر سے کسی صحابی نے نہین سنی تہی۔ لیکن حضرت عمر نے اپنی رائے سے یہہ قرار دیا کہ ام الولد بغیر رضا مالک کے بعد وضع حمل آزاد ہو جائیگی اور مالک اوسکو فروخت نہ کر سکے گا۔ ایسے صاف و صریح مسئلہ کو کہ جسکا تعلق ایک حیثیت سے زوجیت کے ساتھہ ہی مذہب سے غیر متعلق قرار دینا ذی علم مصنف کی جرأت کے لایق ہی۔

وجہ ممانعت بیع امہات الولد اصول مسئلہ نکاح وطلاق سے حضرت عمر کی لاعلمی ہی۔

حضرت عمر نے جو بیع امہات الولد کو منع کیا ہی ظاہرا اونکو یہ امر اچہا نہین معلوم ہوا کہ جو لونڈی صاحب اولاد ہو جائے اوسکی بیع کا اختیار مالک کو رہے لیکن حقیقت مین وہ اصول مسئلہ نکاح اور طلاق سی آگاہ نہ تہی اور اسی وجہ سے لونڈی صاحب اولاد کا بیع ہونا پسند نہین آیا۔ اگر وہ مسئلہ نکاح اور طلاق کے اصول سے واقفیت رکہتے تو بیع امہات اولاد کو ہرگز منع نہ کرتے۔ اسلئے کہ جیسے منکوحہ صاحب اولاد کو طلاق دیجا سکتی ہی ایسے ہی بیع امہات الولد کا اختیار اوس کے مالک کو ہے کہ جو حقیقت مین بمنزلہ طلاق اور جدائی کے ہے اور جو قیمت کہ لونڈی کی دیجاتی

وہ درحقیقت مثل مہر کے ہے، اور جہاد مین جو کوئی گرفتار ہو جس سے فدیہ لینے کا حق ہوتا ہی اور وہ فدیہ دیکر اپنے آپ کو رہا نہ کرسکے تو وہی فدیہ بمنزلہ مہر کے ہوگا۔ اگر حضرت عمر کو امہات اولاد کے لئے طلاق اور افتراق پسند نہین تھا تو اونکو چاہئے تھا کہ وہ حرمنکوحہ عورت صاحب اولاد کے طلاق کے مسئلہ کو بھی باطل کر دیتے حالانکہ جلسہ واحد مین تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہدینے سے طلاق کو جائز کیا ہی۔

مسئلہ جزیہ بھی مذہب سے غیر متعلق نہین ہی اور قرآن سے جزیہ کا حکم۔

دوسری مثال ذی علم مصنف نے یہ دی ہی کہ "آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین" اس مثال کو بھی مذہب سے غیر متعلق قرار دینا قابل سخت افسوس کے ہی۔ خدا قرآن مین فرماتا ہی کہ

"قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون" (سورہ توبہ)

لڑو ان لوگون سے کہ جو نہین ایمان لاتے ہین ساتھ خدا کے اور دن قیامت کے اور نہین حرام جانتے ہین کہ جو کچھ کہ حرام کیا ہی اللہ اور اوس کے رسول نے اور نہین قبول کرتے ہین دین حق کو ان لوگون مین سے کہ جن کو کتاب دی گئی ہی یہانتک کہ دیوین جزیہ ہاتھ سے درحالیکہ ہون وہ ذلیل"

آیۃ سے نتیجہ جزیہ اور زکوۃ

اس آیۃ سے ظاہر ہی کہ قتل سے وہ لوگ مستثنےٰ کئے گئے ہین

Marfat.com

جو جزیہ دین، اور جزیہ بمنزلہ انکم ٹکس کے ہے یعنی باعتبار اون کے مال اور طاقت کے لیا جا سکتا ہی اور یہہ ٹکس اوسی قسم کا ہی جیسا کہ مسلمانون سے زکوۃ کا ٹکس لیا جاتا ہی۔ قرآن مین نہ حد جزیہ یا زکوۃ کی معین نہین ہے اور اسکا تعین مذہب اسلام مین از روے قول اور فعل پیغمبر کے ضرور تسلیم کیا گیا ہی اور تسلیم ہونا چاہیے. ایسی حالت مین مسئلہ جزیہ کو یہ کہنا کہ وہ مذہب سے تعلق نہین رکھتا ایسا ہی ہے جیسے کوئی زکوۃ کو کہے کہ وہ مذہب سے غیر متعلق ہی۔

شرح عہد پیغمبری سے خلاف مختلف شروح جزیہ مختلف ملکوں مین ناجائز طریقہ

پیغمبر نے جو شرح اپنی زندگی مین قرار دی تھی اوس کے خلاف حضرت عمر کو مختلف ملکون مین مختلف شرحین قرار دینا ہرگز جائز نہین تھا ہان اگر یہ ثابت ہو کہ پیغمبر نے کوئی اختیار اپنی جانشین مابعد کو مقدار کے تعین کا دیا ہے تو وہ صورت علیحدہ ہوگی مگر اوس سے یہہ لازم نہین آئیگا کہ مسئلہ جزیہ کا مذہب سے تعلق نہین رہا۔

تیسری مثال حد شرب خمر کو مذہب سے غیر متعلق کہنا سخت غلطی ہے

تیسری مثال ذی علم مصنف نے یہ دی ہے کہ آنحضرت کے عہد مین شراب کی کوئی حد مقرر نہ تھی حضرت عمر نے اسی کوڑے مقرر کیے اور ذی علم مصنف نے اس مثال کو اس موقع پر ہر طرح سے غلطی سے پیش کیا ہے یہہ بالکل غلط ہے کہ شراب پینے والے کو جو حد لگائی جاتی ہے وہ داخل مذہب اسلام نہ سمجھا جائے اور یہ ہی صحیح نہین

عہد نبوت مین حد شرب خمر مقرر تھی۔

کہ آنحضرت کے عہد مین شراب کی کوئی خاص حد مقرر نہ تھی اور حضرت عمر نے اسی کوڑے مقرر کئے۔ بلکہ پیغمبر کے عہد مین یہ حد جاری کی گئی ہی مگر لوگ نہین جانتے تھے تعداد کوڑون کی کیا ہی۔ اسی لاعلمی کی وجہ سے جب کہ عہد حضرت عمر مین جرم شرب خمر کا کیس ہوا (مقدمہ) تو انہون نے علی مرتضےٰ سے دریافت کیا تو آپ نے بتادیا کہ اوسکی حد اسی کوڑے ہین اور اوسکی وجہ کو بھی بتادیا اور جسکو حضرت عمر نے قبول کر لیا جسکی تفصیل ہم پہلے لکھہ چکے ہین۔ پس یہ امر بھی ٹھیک نہین ہے کہ پیغمبر کے عہد مین شراب کی کوئی خاص حد مقرر نہ تھی اور حضرت عمر نے اسی کوڑے مقرر کئے یا اسکا تعلق مذہب سے نہین ہے بلکہ عہد پیغمبر ہی مین جو خاص حد اس جرم کی مقرر تھی حضرت عمر نے اوسی کو علی مرتضےٰ سے دریافت کرکے جاری کیا اور یہ مسئلہ مذہب اسلام مین داخل ہی اوس سے خارج یا غیر متعلق نہین ہی اور نہو سکتا ہی۔

مصنف کی مثالون پر ایک مختصر مگر جامع نوٹ

درحقیقت ان معاملات کی جو مصنف نے دکھائی ہی ظاہر ہے کہ اون مین افعال و اقوال پیغمبر صریح شرعی حیثیت سے تھے اور باوصف اسکی حضرت عمر نے اپنی قوت خلافت سے اون مین کمی وبیشی کی اور وہ اون معاملات مین یا دیگر امور مین کہ جنکا ذکر ذی علم مصنف نے نہین کیا ہی پیغمبر کی رائے کو قبول و پسند نہین کرتے تھے یہان تک کہ

پیغمبر کے منصب نبوت مین شک کرنے لگتے تہے اور جن معاملات اور امور مین کہ حضرت عمر پیغمبر کے قول اور فعل کو پسند نہین کرتے تہے اون معاملات اور امور مین وہ اپنی رائے کو بزور خلافت اور حکومت اپنے عہد کے قایم کر دیتے تہے

بحالت تشریعی امور مین کمی بیشی کرنے کی حضرت عمر کو صحابہ کی مسند خلافت پر نہ قایم رہنے دینے کی قیاس مصنف کی حقیقت -

یہہ قیاس کہ تشریعی معاملات یا امور مین اگر حضرت عمر کمی و بیشی کرنا چاہتے تو گروہ صحابہ ایک لحظہ کے لیے بہی مسند خلافت پر اونکا بیٹہنا کب گوارا کرسکتا تہا - خلاف نتایج واقعات کے ہے - خود حضرت ابوبکر کا خلیفہ منتخب ہونا، حضرت عمر کا استخلاف بحالت اختلاف عمل مین آیا ہے اور جو صحابہ کہ علانیہ یا دلسی ان خلافتون پر راضی نہین تہے اونہون نے مصلحت نہین سمجہی کہ وہ ان خلافتون کا مقابلہ کرین یا اوسمین خلل ڈالین وہ یہ جانتے تہے کہ خلاف مرضی خدا اور رسول جو کوئی مسند خلافت پر قدم رکہے گا، یا خلاف حکم خدا او رسول امور تشریعی مین کمی بیشی کرے گا اوس کی ذمہ داری کا بار خود اوسکی گردن پر ہے اور اس لئے اونکو کچہہ ضرورت اس بات کی نہین تہی کہ حضرت عمر امور تشریعی مین کمی بیشی کرین تو اوس پر وہ جہگڑہ کرکے اونکا قدم مسند خلافت پیغمبر سے اوٹہاوین اور جن صحابہ نے اپنی خوشی خاطر سے یا بے پروائی سے اونکو خلیفہ قبول کیا تہا وہ اون معاملات تشریعی حیثیت مین حضرت عمر کی کمی بیشی کو اوسی خوشی یا بے پروائی سے

قبول کرتے تھے اور وہ حضرت عمر کا قدم مسند خلافت رسول سے اوٹھانا
کس طرح گوارا نہین کر سکتے تھے وہ اونکی اطاعت ویسی ہی کرتے تھے
جیسے کہ کسی صحیح واجب الامر کی اطاعت کرنی لازم ہو۔

حضرت عمر کو احکام نبوت دخل دینے کی جرات کی وجہ اور تائید رائے اونکے وحی الہی کی آنی اور اوسکی مثالون کی حقیقت۔

ذی علم مصنف حضرت عمر
کے امتیاز مراتب کی جرات کی وجہ
یون بیان کرتے ہین کہ آنحضرت
کے متعدد احکام مین جب اونہون نے
دخل دیا تو آنحضرت نے اوسپر
ناپسندیدگی نہین ظاہر کی بلکہ متعدد
معاملات مین حضرت عمر کی رائے کو
اختیار فرمایا اور بعض موقعونپر تو خود وحی الہی نے حضرت عمر کی رائے
کی تائید کی قیدیان بدر، حجاب ازواج مطہرات نماز جنازہ منافق
ان تمام معاملات مین وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی رائے کے موافق
آئی:۔

مصنف نے حضرت عمر کو دخل دینے پر پیغمبر کی ناپسندیدگی یا اونکی رائے کے پیغمبر کو اختیار کرنے کی ایک بھی مثال نہین دی

جو وجہ ذی علم مصنف نے
امتیاز مراتب کی جرات کی ظاہر کی
ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہے اپنے دعوے
کے ثبوت کے لئے ذی علم مصنف
نے کوئی بھی مثال نہین دی کہ آنحضرت
نے متعدد احکام مین جب اونہون
نے دخل دیا تو حضرت نے اوس پر

Marfat.com

ناپسندیدگی ظاہر نہین کی نہ اس امر کی کوئی مثال دی کہ متعدد معاملات
مین حضرت عمر کی رائے کو پیغمبر نے اختیار فرمایا اور حقیقت مین جس
صفائی سے کہ ذی علم مصنف نے یہ امور ظاہر کئے ہین کوئی موقع کتب
تواریخ وسیر مین ایسا نہین ملیگا کہ خلاف قول و فعل پیغمبر جب حضرت عمر نے
دخل دیا تو آنحضرت نے اوسپر ناپسندیدگی ظاہر نہ کی ہو یا حضرت عمر کی
رائے کو اختیار فرمایا ہو۔

بتائید رائے حضرت عمر وحی کا آنا بھی سراسر غلط ہے۔

جیسے کہ یہہ امر غلط ہے کہ آنحضرت نے حضرت عمر کے دخل پر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی یا اون کی رائے کو اختیار فرمایا

ویسی ہی یہہ امر بھی غلط ہی کہ بعض موقعونپر خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی رائے کی تائید کی جن مثالون کے اس امر کے متعلق پیش کرتی ہین اونمین ہرگز ایسا نہین ہوا ہے کہ وحی حضرت عمر کی رائے کی موافق آئی ہو۔

معاملات قیدیان بدر اور نماز جنازہ منافق کو جب مصنف منصب نبوت سی متعلق ہی نہین بتلاتے تو پھر اون مین نزول وحی تعجب کی بات ہی۔

جو تین مثالین ذی علم مصنف نے اس موقع پر پیش کی ہین منجملہ اون کے معاملہ قیدیان بدر اور معاملہ نماز جنازہ منافق ایسا ہی جنکی نسبت وہ ادپر یہ کہہ آئے ہین کہ یہ معاملات منصب نبوت اور رسالت سے تعلق نہین رکھتے تھے

مین بہت تعجب کی نظر سے دیکھتا ہون کہ ذی علم مصنف کو بہت جلد نسیان واقع ہوا کہ اونہین دو معاملات کو اسموقع پر درہ فرماتے ہین کہ اون مین موافق راے حضرت عمر کے وحی آئی اگران معاملات مین وحی آئی تو صریح ہی کہ وہ معاملات منصب نبوت و رسالت سے غیر متعلق نہ تھے لیکن مجھکو اس سے کچھہ کام نہین کہ ذی علم مصنف کے بیان مین کیا لغزش ہی مین، جو تین مثالین اونہی نے پیش کی ہین دکھاتا ہون کہ اون مین حضرت عمر کی راے کے موافق وحی نہین آئی ہی۔

پہلی مثال واقعہ قیدیان بدر

پہلی مثال قیدیان بدر کی ذی علم مصنف پیش کرتے ہین،

واقعہ قیدیان بدر کا یہہ ہے کہ کفار و مشرکین مکہ نے پیغمبر پر چڑھائی کی اور دونون لشکرون مین بمقام بدر جنگ ہوئی جسمین کفار و مشرکین خونریزی کے بعد مغلوب ہوکر گرفتار ہوے اسپر مفسرین اہلسنت یہہ کہتے ہین کہ "بعض صحابہ کی جنمین حضرت عمر بھی تھے یہ راے ہوئی کہ ان قیدیون کو قتل کیا جاے اور بعض صحابہ کی یہ راے ہوئی کہ ان قیدیونکو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاے اور پیغمبر نے جو فدیہ لیکر چھوڑ دیا اسپر خدا نے اپنی ناخوشی ظاہر کی، اور قتل کیا جانا قیدیون کا پسند کیا جیسے کہ حضرت عمر کی راے تھی، لیکن یہ بیان سراسر خلاف اوس آیتہ کے ہی جو قیدیان بدر کے بارے مین نازل ہوئی ہی اور جو سورہ انفال مین ہی جس کا مضمون یہہ ہی کہ "نہین ہے سزاوار واسطے نبی کے یہہ کہ ہوان اسکے واسطے قیدی یہانتک کہ بافراط کشتہ کرے اونکو زمین پر چاہتے ہوتم عرض دنیا کو (لغت مین عرض کے معنی ساز و سامان سواے سیم و زر کے

ہین) اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اگر نہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے
کو پہلے (حکم) ہو لیا ہی البتہ چمٹ جاتا تم کو عذاب بڑا اوسمین کہ لیا ہے
تمنے، پس کہاؤ تم اوس چیزین سے کہ غنیمت مین لیا ہی تمنے جو حلال اور
پاکیزہ ہی"

اس آیتہ مین جو قیدیان بدر کے بارے مین نازل ہوئی ہی
مطلق اس امر کا ذکر نہین ہی کہ بعد مغلوب ہونے کے جو دشمن گرفتار
ہون وہ قتل کئے جائین یا قتل ہونے کے قابل تہے نہ اوسمین کسی
صحابی کی رائے قتل قیدیان کی خبر ہے اوسمین صرف صحابہ کی نسبت
یہہ خبر دی گئی ہی کہ "تم عرض دنیا (دنیاوی لہاٹہہ) چاہتے ہو عرض
دنیا کے معنی لغت مین لہاٹہہ کے ہین سوائے سیم وزر کے اور فدیہ مین
سیم وزر لیا گیا تہا۔ پس اس آیتہ مین جو عتاب اور ناخوشی سمجہی جاتی ہی
وہ فدیہ لینے کے متعلق نہین سمجہی جاسکتی، بلکہ سامان دنیا کی خواہش
پر وہ عتاب سمجہا جاسکتا ہی اور سامان دنیا عرب کے دستور کے موافق
قیدیان جنگ کو غلام بنا لیتا تہا، جس سے حشم و خدم، جاہ و جلال دنیاوی
کا بڑہانا مقصود تہا اور پیغمبر کے ساتہہ جیساکہ ابن مسعود (جنکو ذیلعلم مصنف
حضرت عمر کا تربیت یافتہ قرار دیتے ہین) کی روایت سے ثابت ہی
ایک گروہ محض طالبان دنیا کا تہا جنکا ذکر خدا نے آیتہ منکم من یرید الدنیا
والذین ارادوا الغنیمۃ الخ" مین فرمایا ہی اور جنکی نسبت ابن مسعود کہتی ہین
کہ مجہکو گمان نہ تہا کہ اصحاب نبی مین ایسے دنیا کے لالچی بہی ہین مگر احد
کے روز مجہکو یقین ہوگیا جیساکہ صاحب تاریخ طبری نے یہ سلسلہ واقعہ
جنگ احد تفصیل کے ساتہہ لکہا ہی اور ہم بہی جلد اول الفرق مین

بسلسلہ حالات جنگ و قیدیان جنگ بدر لکہہ آئی ہین جن علماء نے یہ رای دی ہی کہ فدیہ لیکر چہوڑ دینے پر خدا نے عتاب کیا ہی اور اسکو پسند نہین فرمایا ہی اور اوسی سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ حضرت عمر کے موئد گروہ صحابہ کی رائے کو جو قتل قیدیان کی نسبت تہی اسکو خدا نے پسند کیا ہے یہ رائے خود خلاف مضمون آیات کے ہے اسلیئے کہ خدا نے اوسی آیۃ کر دوسرے حصہ مین یہہ خبر دی ہی کہ اگر پہلے سے لکہا ہوا ہوتا (فدیہ لیکر چہوڑنا) یعنی جو کچہہ تمسے لیا وہ پہلے سے لکہا ہوا (اوسکے لینے کا حکم) ہوتا تب تم کو عذاب چمٹ جاتا لیکن ایسا نہین ہے بلکہ جو کچہہ تمنے لیا ہی اوسکا پہلے سے حکم تہا اسلیئے تم کو کچہہ اوسکے لینے سے عذاب نہین ہوسکتا جو کچہہ تم نے لیا وہ ٹہیک لیا اور تمہارے لیئے وہ حلال و پاکیزہ ہی کہاؤ پیئو پہر یہہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فدیہ لینے پر عتاب نازل ہوا اور خدا نے اسے ناپسند کیا حالانکہ خدا اسکو پسند کرتا ہی کیونکہ وہ آیۃ سورہ محمد میں جو بالعموم قیدیان جنگ کے بارہ مین اس واقعہ سے قبل نازل ہوچکی تہی صاف حکم دے چکا ہے کہ جب خوب خونریزی ہوچکے کے بعد دشمن گرفتار ہوجائین اور جنگ ختم ہوجائے تو اون قیدیون کو یا احسان دہر کے چہوڑ دو یا فدیہ لیکر چہوڑ دو ہر حیثیت سے چہوڑ دینے کا حکم ہے نہ اون کے لونڈی غلام بنا لینے کا حکم ہے اور نہ قتل کرنیکا اور فدیہ مین سیم و زر ہی لیا گیا ہی جو حقیقت مین بمنزلہ خرچہ جنگ کے تہا اسلیئے اوسپر خدا کا عتاب ہونا کسطرح سمجہہ مین نہین آسکتا۔ نہ اس کی یہہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے کہ خدا نے قتل کی رائے کو پسند کیا تہا کیونکہ

خدا نے جنگ کے گرفتار قیدیوں کے لیے جو کچھ پہلے سے ضابطہ مقرر کر دیا
تھا وہ یہہ تھا کہ یا تو انکو احسان دہر کے چھوڑ دیا جاے یا فدیہ لیکر۔
قیدیان جنگ کے متعلق جو آیات قرآنی ہین اور مورخین اور مفسرین
نے جو کچھہ انکی نسبت لکہا ہی اور واقعات بیان کیے ہین اونپر غور کرنے
سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سورہ محمد مین اس مضمون کی آیت ہے کہ "جسوقت
تم کافرون سے لڑو اونکو بافراط کشتہ کرو یہانتک کہ جب خوب خونریزی
ہو چکنے کے بعد وہ گرفتار ہو جائین تو اونکی مشکین جکڑکر باندہ لو اور پہر احسان
کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لیکر" اوسوقت نازل ہوئی ہی کہ جب آنحضرت مکہ سے
مدینہ کی طرف جا رہے تھے اور نہایت حزن سے اپنے مسکن کی طرف
دیکھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ اس سورۃ کا نام سورۃ قتال
بھی ہی جسوقت کہ پیغمبر مکہ سے مدینہ کو چلے ہین اوسوقت ضرور اس امر کا یقین
تہا کہ کفار اور مشرکین سے کبھی نہ کبھی وقت قتال و جدال واقع ہوگا۔
پس خدا نے قرآن مین قبل اس کے کہ قتال و جدال واقع ہو ایک قاعدہ
قرار دیا کہ کب مغلوب دشمن کو قید کرنا چاہیے اور کس مضبوطی سے اون کو
باندہا جاے اور بعد اوسکے ان کے ساتھ کیا کیا جاے۔" اس مضمون کا
قاعدہ جسکا مین نے مطلب ابہی اوپر ظاہر کیا ہی سورہ محمد یا قتال" مین نازل
کیا گیا۔ بعد نزول اس حکم اور آنحضرت کے مدینہ پہونچ جانے کے جب
واقعہ جنگ بدر کا پیش آیا اور دشمن گرفتار ہوے تب بہ نظر قاعدہ
اوسی آیت کے یہہ بحث پیش آئی معلوم ہوتی ہے کہ ان قیدیوں کو احسان
چھوڑا جاے یا فدیہ لیکر اس لیے کہ اوس قاعدہ آیۃ مین خدا نے دونون
اختیار دیے تہے اوسوقت بعض بزرگ صحابہ کی یہ راے ہوئی کہ ان

قیدیون کو نہ احساناً چہوڑا جاے نہ فدیہ لیکر بلکہ قتل کیا جاے کہ جو قاعدہ مقررہ خدا کے خلاف تہا اور بعض کی یہ راے ہوئی کہ "عرض دنیا" جس سے حاصل ہو وہ عمل ان قیدیون کے ساتہہ کیا جاے۔

آنحضرت نے ان دونون راؤن کو کہ جو خلاف حکم خدا تہین نامنظور کرکے اور فدیہ سیم و زر لیکر قیدیون کو رہا کر دیا۔ اسپر وہ آیات نازل ہوئین جو سورہ انفال مین ہین۔ جنمین صحابہ کو اونکی غلطی پر اور اونکی نیتون پر متنبہ کیا گیا ہے۔

یہہ جو کچہہ مین نے ظاہر کیا باعتبار آیات مضامین قرآنی اور باعتبار اون اقوال مورخین اور مفسرین اہلسنت کے تہا کہ جو اونکے نقابل سے نتیجہ ظاہر ہوتا ہی لیکن اسی قصہ اختلاف راے صحابہ کو جناب امام جعفر صادق امام اہلبیت نے یون فرمایا ہی کہ "جب لوگ (دشمن) بہاگ گئے اصحاب رسول اللہ کے تین گروہ تہے ایک وہ جو خیمہ نبی کے پاس موجود رہتا تہا ایک گروہ تہا کہ جو لوٹنے مین مصروف تہا ایک وہ گروہ تہا کہ جسنے دشمن کو ڈہونڈا اور گرفتار کیا اور غنیمت جمع کی۔ جب سب غنیمت اور قیدی جمع ہو گئے انصار نے اسارے کے بابت باہم کچہہ گفتگو کرنی شروع کی اسپر آیۂ ما کان لنبی ان یکون لہ اسارے الخ نازل ہوئی۔ جب اون کے واسطے قیدی اور غنیمت مباح ہو گئی۔ تب سعد بن معاذ نے کہ جو اوس گروہ مین سے تہے کہ جو خیمہ نبی کے پاس تہا رسول صلعم سے یہہ کہا کہ ہم کو دشمن کی تلاش سے نصرت جہاد یا دشمنون سے بزدلی کرنے نے نہین روکا بلکہ ہمکو یہہ خوف ہوا کہ اگر ہم اپنی جگہہ کو چہوڑ جائین تو آپ پر گروہ مشرکین کا میل نہ کرے اور تحقیق کہ خیمہ کے پاس رود ارمہاجر اور انصار قایم رہی اور اونکو

کوئی چیز نہین رہا تھا اور لوگ بہت ہین اے رسول اللہ اور غنیمت
تھوڑی سی ہے اور جسوقت کہ آپ دینگے اون کو تو کچھہ باقی نہین رہیگا
آپکے اصحاب کے لئے (جو لوگ کہ اس موقع پر ہمنشین پیغمبر تھے انکو لئی)
اور خوف کیا بعضون صحابہ نے یہہ کہ تقسیم کردینگے رسول اللہ صلعم
کشتون کے ہتیار اور پوشاکین اون لوگون کو کہ جنہون نے اون کو
قتل کیا ہی اور جو کوئی کہ کچھہ رسول اللہ کے پاس رہ گیا تھا اون کو کچھہ
نہ دیا جاےگا پس اختلاف اون سب کے باہم ہوا اور آخرکار آنحضرت سی
پوچھا کہ یہ غنائم کس کے واسطے ہین پس آیۃ یسئلونک عن الانفال الخ
نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہہ ہے پوچھتے ہین تجھہ سے انفال کو کہدے کہ
انفال خدا کے واسطے ہی اور رسول کے لئے (تب سے یہہ مراد معلوم ہوتی
ہے کہ انفال مین مطلق حق خدا و رسول کا ہے اور وہی اختیار
رکھتے ہین کہ جسکا چاہین اوسمین حق قرار دین) اس آیۃ کے نازل ہونیسے
وہ لوگ مایوس ہوکر چلے گئے کہ اون کے لیے اس غنیمت مین کچھہ نہین پھر
بعد اوس کے یہہ آیۃ نازل ہوئی "واعلموا انما غنمتم من شئ الخ - جان لو تم
بیشک جو کچھہ غنیمت مین ملا ہی تم کو واسطے اللہ کے ہے پانچوان اوس کا
اور واسطے رسول کے اور واسطے ذوی القربے کے اور یتامی اور
مساکین اور ابن السبیل کے" پس تقسیم کیا رسول اللہ نے اون کے
درمیان اسپر سعد بن وقاص نے کہا اے رسول اللہ آیا دیتے ہین آپ
حصہ شہسوار قوم کو جو حمایت کرتے ہین کمزورون کی برابر اس کے کہ دیتے
ہین آپ کمزور کو (یعنی شہسوار قوم اور ایک کمزور کو برابر برابر حصہ

دیتے ہو حالانکہ شہسوار کمزوروں کی حمایت کرتے ہیں) فرمایا پیغمبر صلعم نے تمہاری ماں
تمہارے غم میں بیٹھے آیا نہیں نصرت کیے جاتے ہو تم خود مگر ساتھ ضعیفوں کی
(یہ ارشاد آنحضرت کہ "نہیں نصرت کئے جاتے ہو تم مگر ساتھ ضعیفوں کے"
درحقیقت ایک بہت بڑا مسئلہ اصول تمدن کا ہے۔ اس لئے کہ سرداروں کو وہ
لوگ جو اون سے کمزور ہیں معاشرت اور معیشت میں اگر مدد نہ کریں تو سردار
یا اغنیا زندہ نہیں رہ سکتے) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے
غنیمت بدر سے خمس نہیں لیا اور اسکو درمیان صحابہ کے تقسیم کر دیا لیکن جنگ
بدر کے بعد پھر آنحضرت خمس لینے لگے۔ اس تفسیر امام سے یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ جو کچھ قیدیان بدر کے بابت باہم صحابہ میں گفتگو تھی وہ صرف انصار کو
تھی اور وہ گفتگو صرف اس امر کے متعلق تھی کہ آیا وہ اسارے اسی جنگ میں
گرفتار ہوئے ہیں کہ جنہیں ان کا گرفتار رہنا مباح ہے؟ جب خدا نے آیت
ما کان للنبی الخ نازل کرکے اسکو مباح کر دیا تب درمیان گروہ صحابہ غیر
یہ اختلاف پیدا ہوا کہ وہ غنیمت کس کو دیجائے اور کسکو نہ دیجائے جس سے
یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باہم صحابہ رسول کے کوئی ایسا اختلاف نہ تھا
کہ قیدیان بدر قتل یا فدیہ لیکر چھوڑے جائیں اور یہ تفسیر جو امام نے فرمائی
ہے نہ محتاج کسی تاویل کی ہے نہ معنی صریح آیہ قرآنی سے کوئی خلاف
لازم آتا ہے۔

حضرت عمر کی بتائید رائے نہ وحی آئی اور نہ آسکتی تھی۔

ان تمام حالات اور واقعات کے
نتائج سے بخوبی ظاہر ہے کہ جو حضرت عمر
رائے جو واسطے قتل قیدیان بدر
تھی وہ خلاف حکم خدا کے تھی نہ اوسکی

Marfat.com

موافق کوئی وحی آئی اور نہ آسکتی تھی۔

حجاب ازواج مطہرات کی مثال اور آیات حجاب

حجاب ازواج کے متعلق ذیل کی دو ہی آیات ہوسکتی ہین جو سورۂ احزاب مین ہین۔

"۱) یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی الطعام غیر ناظرین اناہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا، فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث، ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم، واللہ لا یستحی من الحق، واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب ۵"

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو نبی کے گھرون مین مگر یہہ کہ اذن دیا جائے تم کو کھانے کے واسطے اوسوقت تم برتنون کے دیکھنے والے نہو اور لیکن جسوقت کہ بلائے جاؤ تم بس داخل ہو اور جبکہ کھا چکو تم بس چلے جاؤ اور نہ ٹھہرے رہو باتون کے لئے بے شک یہ بات تمہاری ایذا دیتی ہے نبی کو اور شرم آتی ہی اوسکو تم سے اور خدا نہین شرم کرتا ہی حق سے جسوقت کہ مانگو تم نساء نبی سے کوئی متاع بس مانگو تم ان سے پردہ کے باہر سے"

"(۲) یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیہن من جلابیبہن۔ ذلک ادنے ان یعرفن۔ فلا یوذین وکان اللہ غفور الرحیما ۵"

(۲) اے نبی کہہ اپنی ازواج سے اور لڑکیون سے اور عورات مومنین سے کہ نیچے تک ڈھکین اپنی آپ کو چادرون سے یہ بات نزدیک تر ہے اس سے کہ پہچانین وہ بس نہ اذیت دیجائین گی وہ، اور اللہ غفور الرحیم ہے"

Marfat.com

آیات حجاب کی متعلق شان نزول کی روایات

آیت اول الذکر کی شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ کہا ہی کہ جسوقت رسولخدا نے حضرت زینب بنت جحش سی نکاح کیا اور حضرت انکو بہت دوست رکہتی تہی حضرت نے ولیمہ کیا اور اصحاب کو بلایا جب اصحاب کہا چکے تو وہ اسبات کو پسند کرتے تہے کہ باتین کرتی رہین اور آنحضرت یہ پسند کرتے تہے کہ تخلیہ ہو اوسپر یہہ آیۃ نازل ہوئی۔ اور ادن لوگون کی یہہ عادت تہی کہ پیغمبر کے گہر مین بلا اذن آجاتے تہے۔ اس تفسیر کی صداقت مضمون آیۃ سے ہوتی ہی جسمین حضرت عمر کی کسی رائے کا کوئی ذکر نہین لیکن ایک روایت مجاہد کی بی بی عائشہ سے یہہ ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ مین نبی کے ساتہہ ایک قعب مین حیس (ایک قسم کا کہانا عرب مین جو مسکہ اور خورمہ اور روغن سے بنایا جاتا ہے) کہا رہے تہے عمر کو دیکہکر پیغمبر نے اونکو بلایا اور وہ بہی شریک طعام ہوگئے۔ اونکی انگلی میری انگلی سے لگ گئی پس عمر ندامت سے اونہون سے کہنے لگے کہ اگر تم عورتون کے بارے مین میری کوئی سنتا تو تم کو کوئی آنکہہ نہ دیکہتی اوسپر آیۃ حجاب نازل ہوئی اور بعض روایات مین یہ ہے کہ حضرت عمر کی انگلی جب بی بی عائشہ کی انگلی کو لگ گئی تو پیغمبر کو یہ امر مکروہ معلوم ہوا۔

دوسری آیۃ کے مفسرین نے شان نزول یہ لکہی ہے کہ مسلمان عورتین جو رات کو مسجد نبوی مین نماز پڑہنے آتی تہین تو اونکو اوباش بدکار و منافق آمد و رفت مین ایذا دیتے تہے۔ آیۃ اول الذکر کی شان نزول مین جو مفسرین نے واقعہ ولیمہ کو بیان کیا ہے اور جس کی تصدیق مضمون آیۃ سے ہوتی ہی یہ ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے کسی خاص واقعہ یا قول کا اوسمین

Marfat.com

ذکر نہین ہی اور نہ اوس سے اون کے کسی واقعہ یا قول کا ذکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے اسلئے بی بی عائشہ سے جو مجاہد نے روایت کی ہے وہ مشکل سے صحیح تسلیم ہو سکتی ہی اسلئے کہ کوئی روایت خلاف مضمون قرآنی تسلیم نہین کی جا سکتی تاہم اس روایت بی بی عائشہ سے یہ امر ظاہر نہین ہوتا ہی کہ مسئلہ حجاب مین کوئی رائے پیغمبر نے اول ظاہر کی تہی اور حضرت عمر نے اس کے خلاف رای دی تہی اور وحی مطابق رائے حضرت عمر کی آئی۔ بلکہ حضرت عمر نے اپنی اس حرکت پر ندامتانہ افسوس کیا تہا۔

اور اوس ندامت کے رفع کرنے کے لئے بجز اوس مقولہ کے جو اونہون نے کہا اور کچھہ کہہ نہین سکتے تہے اور بنظر دوسری روایت کے جو اسی واقعہ سے متعلق ہی کہ حضرت عمر کی اس حرکت سے پیغمبر کو ناخوشی پیدا ہوئی۔ اپس فعل قلبی پیغمبر کا یہہ نتیجہ لازمی تہا کہ آیۃ حجاب نازل ہو نہ حضرت عمر کا وہ قول کہ جس سے وہ پیغمبر کی ناخوشی کو جو اون کی حرکت سے واقعہ ہوئی تہی رفع کرنا چاہتے تہی اور انکے اس قول سے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ اونکی رائے کے موافق آیۃ نازل ہوئی۔ البتہ یہہ کہا جا سکتا ہی کہ حرکت حضرت عمر کی جو باعث ناخوشی اور کراہت پیغمبر کا ہوئی تہی سبب نزول آیۃ کا تہی جیسا کہ دوسری آیۃ کا سبب نزول اوباش و بدکار و منافق لوگونکا عرب کی عورتوں کو ایذا دینا ہی۔ لیکن اس مثال سے یہ مقصد ذی علم مصنف کا پورا نہین ہو سکتا کہ مسئلہ حجاب کو تعلق منصب رسالت سے نہین ہی جب حجاب کے متعلق آیات نازل ہوئین تو کیسے قرار پا سکتا ہی کہ اون کا تعلق منصب رسالت سے نہین ہی۔

نماز جنازہ منافق کی مثال کی

Marfat.com

مختصر حقیقت جو آیات اور واقعات ہین اون کو

مین اوپر دکہا آیا ہون اون سے ظاہر ہے کہ منافق کے لیے استغفار کرنے کی آیت اور یہہ حکم پیغمبر کو کہ منافق کے جنازہ پر نماز مت پڑہو اور اسکی قبر پر مت کہڑا ہو - پہلے نازل ہوچکا ہی اوس قضیہ سے کہ جسمین پیغمبر کے ساتھ نماز جنازہ منافق پر حضرت عمر نے مزاحمت کی اور دلیل اس بات کی کہ وہ آیات اوس قضیہ سے پہلے نازل ہوچکی این یہہ ہے کہ پیغمبر کو نماز جنازہ سے ہٹانے کے وقت حضرت عمر نے اونہین آیات کے لفظ استدلالاً بیان کیے ہین جس سے یہ امر صریح ہی کہ حضرت عمر کی راے کے موافق وحی نازل نہین ہوئی بلکہ بعد نزول آیات کے حضرت عمر باستدلال الفاظ اور مضامین اون آیات کے پیغمبر پر مخالفت قرآن عمل کرنے کا الزام لگاتے ہین -

فاروقی تفریق و امتیاز سے فقہ کے مسایل پر اثر پڑنے اور نئے قوانین وضع کیے جانے کی حقیقت -

بنظر اس کے کہ کوئی بنیاد تفریق اور امتیاز کی نہین ہی اور نہ کوئی چیز ایسی ہی کہ جسمین آنحضرت کے ارشادات منصب رسالت کی حیثیت سے نہ تہے لہذا یہہ کہنا ذیعلم منصف کا کہ اس تفریق اور امتیاز کی وجہہ سے فقہ کے مسایل پر بہت اثر پڑا اور جن چیزون مین آنحضرت کے ارشادات منصب رسالت کی حیثیت سے نہ تہے انمین اسباب کا موقع باقی رہا کہ زمانہ اور حالات موجودہ کے لحاظ سے نئے قوانین وضع کیے جائین " تسلیم نہین کیا جاسکتا دین اسلام کا بانی ختم المرسلین ہی اور یہہ دین قیامت باقی رہنے

Marfat.com

والا ہی کہ جس کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہین ہی کہ جو اس دین مین نقصان ہوں یا کمی رہی ہو اوسکی تکمیل کرے - پیغمبر آخر الزمان کل ارکان دین قایم کر گئے ہین اور کوئی ایسا امر نہین ہوسکتا تہا کہ جسمین کسی زمانہ مین اور کسی حالت کے لحاظ سے نئے قانون وضع کئے جائین اور جن معاملات مین جیساکہ ذیعلم مصنف کہتے ہین کہ "حضرت عمر نے زمانہ اور حالات کی ضرورتون سے بہت سے نئے نئے قاعدے وضع کئے جو آج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین" اون معاملات مین پیغمبر کے اوامر و نواہی پیغمبر کے اقوال و افعال سے قطعی ظاہر ہوتے ہین حضرت عمر کا اون سے لاعلم ہونا نئے نئے قاعدہ وضع کرنے کے لیئے کافی نہین ہی قواعد اور مسایل موجودہ شرع محمدی مین نئے نئے قاعدے وضع کرنا بالکل ناواجب ہے اور ہرگز اوسپر عمل نہین ہوسکتا جب تک کہ حضرت عمر کو پیغمبر اور ناسخ شریعت محمدی نہ تسلیم کیا جائے -

اقوال و افعال مین سے شرع مین ہر امر کے طے ہوجانیکا ثبوت -

یہہ امر کہ قول اور فعل پیغمبری شریعت محمدی مین ہر امر طے ہوگیا ہی اسی سے ظاہر ہے کہ خود ذیعلم مصنف لکہتے ہین کہ "برخلاف حضرت عمر کے امام شافعی کو یہہ تمسک کہ ہے کہ ترتیب فوج تعین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بہی وہ آنحضرت کے اقوال کو تشریعی قرار دیتے ہین اور حضرت عمر کے اقوال کی نسبت لکہتے ہین کہ رسول اللہ کے سامنے کسی کی قول اور فعل کی کچہہ حقیقت نہین ہی -

بحث خبر احاد اور قیاس کی بنیاد

ذیعلم مصنف نے خبر احاد کے

کسنے اول ڈالی

قابل احتجاج ہونے نہونے کی بحث کی ہی اور اسی ضمن مین قیاس کی ضرورت

بیان کرکے یہہ کہا ہی کہ ائمہ اربعہ سب قیاس کی قایل ہوئے ہیں لیکن قیاس کی بنیاد اول جسنے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہین " ہم کو خبر احاد کے قابل احتجاج ہونے نہونے کی بحث مین پڑنیکی ضرورت نہین ہی ہماری سمجہہ مین خبر احاد ہو یا متواتر صرف اوسکو یہہ دیکہنا چاہیے کہ وہ خلاف قرآن اور خلاف عقل تو نہین ہی؟ اور ایسا ہی ہم کو ارشادات پیغمبرؐ اور ائمہ اہلبیت سے معلوم ہوتا ہی۔ البتہ قیاس کی اقسام کی ظاہر کرنیکی ہم ضرورت سمجہتے ہین ایک قیاس وہ ہی کہ جسکا محمول منصوص ہو ایک قیاس وہ ہی کہ جسکا محمول منصوص نہو اور قیاس کرنے والا محض اپنی رائے سے قیاس کرے اس قیاس کی تفریق پر یہہ بحث ہوسکتی ہی کہ جب حسن و قبح اشیاء کا عقلی ہی تو قیاس مین محمول منصوص ہونیکی قید کی کچہہ ضرورت نہین ہی ہر شخص اپنی عقل کی موافق قیاس محض کرسکتا ہی لیکن یہ خدشہ ٹہیک نہین ہوسکتا اس لئے کہ انسانون کے مدارج عقل متفاوت درجہ کے ہوتے ہین اس بنا پر یہ لازم آتا ہی کہ حسن و قبح اشیاء کا اوس کسی شخص کی عقل پر موقوف رکہا جائے کہ جن لوگون قدرت نے جسکا دل و دماغ امور حکمیہ الٰہی کو اعلیٰ درجہ پر سمجہنے کے قابل بنایا ہو اور وہی پیغمبرؐ اور امام معصوم مانے جانے کے قابل ہوتا ہی اوس سے کم درجہ کے لوگونکی عقل کے لوگو نسبت یہہ بہروسہ نہین ہوسکتا کہ وہ حسن و قبح اشیاء کا اپنی عقل سے صحیح بیان کرسکین اس لئے اس قید کی نہایت ضرورت ہے کہ قیاس مین محمول منصوص ہو۔ کہ کلیہ جاننے والے سے جزئیہ پر منطبق کرانے

Marfat.com

مین غلطی واقع ہوجائے اور اوسی غلطی سے حفاظت کے واسطے
وہ قید ضروری ہی۔ ذی علم مصنف نے جو ذکر قیاس کا کیا ہی اوس کی
کوئی صاف وصریح تعریف نہین کی صرف قیاس کو شرعی قیاس کہا ہی
لیکن یہ ضرورت بیان کی ہی کہ "قرآن اور احادیث مین تمام جزئیات
مذکور نہین ہین اس لئے جزئیات کے فیصلہ کے لئے قیاس شرعی سے
کام لیا جائے مگر ایسی حالت مین اور ضرورت مین محض قیاس کو بھی
جسکا محمول منصوص نہو قیاس شرعی کہہ سکین گے۔ لیکن ذی علم
مصنف عام قیاس کی اول بنیاد ڈالنے والے حضرت عمر فاروق کو
قرار دیتے ہین۔ قیاس کی نسبت یہہ خبر ہمیشہ سی ہم اکابر علماء اہلسنت
کی کتابون مین دیکھتے چلے آئے ہین "کہ اول قیاس کرنے والا
شیطان ہی جسنے اپنے قیاس کے سبب سے خدا کی نافرمانی کی
جسکا ذکر قرآن مین موجود ہے کہ "خدا نے جب آدم کے لئے اوسکو
سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اوسنے یہ قیاس کرکے انکار کیا کہ آدم مٹی سے
بنا ہی اور مین نار سے ہون مین اوس سے افضل ہون" اور دوسرے
قیاس کرنے والے بلحاظ تحریر ذی علم مصنف کے حضرت امام ابوحنیفہ
مقدم سمجھے جاسکتے ہین بمقابلہ دیگر تین آئمہ کے ائمہ اربعہ سے۔ مگر ایسین
کسیکا کچھ حرج نہین ہی بپاس خاطر ذی علم مصنف اول قیاس کرنے
والے حضرت عمر ہی سمجھ لئے جائین۔

حضرت عمر کے مسایل مین اجتہاد کا بیان۔

اسی سلسلہ قیاس مین ذی علم مصنف نے اجتہاد کا بیان
شروع کیا ہی۔ ہم کو اوسکی نسبت صرف اسقدر کہنا ہی کہ کوئی اجتہاد

Marfat.com

روا نہین ہوسکتا جب تک کہ محمول اوسکا منصوص نہو۔ یہ قبول کیا گیا ہی
کہ "حضرت عمر نے جو فقہ کے مسایل بیان کئے ہین اونمین اکثر ایسے ہین
جنمین اور صحابہ نے بھی اونسے اتفاق کیا اور ائمہ مجتہدین نے اون کی
تقلید کی اور بہت سے ایسے مسایل بھی ہین جنمین دیگر صحابہ نے اون سے
اختلاف کیا" اسی کے ساتھ ذکی علم مصنف یہ رائے بھی ظاہر کرتے ہین
کہ "جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین مثلاً تیمم جنابت تمتع حج
طلاق ثلثہ وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ
صحیح معلوم ہوتا ہی لیکن اکثر مسایل اور خصوصاً اون مسایل مین جو مہتم
الآثار رہی ہین اور جنکو تمدن اور امور ملکی مین دخل ہی عموماً حضرت عمر کا اجتہاد
نہایت نکتہ سنجی اور دقت نظر پر مبنی ہے اور انہین مسایل سے حضرت
عمر کے کمال اجتہاد کا اندازہ ہوتا ہی"

فاروقی مسایل مین اجتہادات کی پسندیدگی و ناپسندیدگی کے متعلق محاکمہ کے لئے کوئی معیار قرار دینا تھا۔

یہ تو مسلم ہے کہ حضرت
عمر کے مسایل دراوسکے اجتہادات
کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی پر
محض اپنی ایک طبعی رائے ظاہر کی
ہی جنکو درمیان حضرت عمر اور اونکے
مخالفون کے محاکمہ کرنے کا ذریعہ شاید بلحاظ خطاب شمس العلماء کہ جو گورنمنٹ
انگلشیہ نے عطا فرمایا ہی حاصل ہو لیکن اونہون نے کوئی اصول اور معیار
ایسا قرار نہین دیا کہ جسپر منطبق کرنے سے معلوم ہو کہ کون مسئلہ اونہون
نے صحیح قرار دیا اور کون مسئلہ غلط؟ اور کون اجتہاد اونکا کھرا ثابت اور
کون کھوٹا؟

Marfat.com

فقہی مسائل اجتہادی فاروقی سے صحابہ کی اتفاق و اختلاف کرنیکی حقیقت۔

حضرت عمر کو علم فقہ بذاتہ بہت ہی کم تہا اور ہمیشہ وہ دوسرے صحابہ سے دریافت کرکے اپنی رائی موافق یا مخالف قایم کیا کرتے تھے۔ جن صحابہ نے اون کے طے کردہ مسایل اور اجتہادات سے اتفاق کیا یا جن ائمہ مجتہدین نے اون کی تقلید کی اگر وہ بھی علم مین مانند حضرت عمر کے تہے تو اونکا اتفاق یا تقلید کچہہ مفید صحیت رائے اور اجتہادات حضرت عمر کے نہین ہوسکتی اور نہ اختلاف کرنے والے صحابہ کا اختلاف کچہہ سند ہوسکتا ہی۔ ہان اگر اون رایون اور اجتہادون سے ایسا کوئی شخص اتفاق یا اختلاف کرنے والا ہو کہ جس کے علم اور فضل کی پیغمبرؐ نے سند دی ہو تو اوسکا اتفاق اور اختلاف دونو معتبر ہو سکتے ہین۔

مسئلہ خمس مین واقعات اور استدلال مصنف

جن مسایل مین حضرت عمر کے اجتہاد کے کمال کی ذاعلیم مصنف نہایت تعریف کرتی ہین اونمین سے ایک بڑا معرکۃ الآرا مسئلہ "خمس" کا ظاہر کرکے اول آیت خمس لکہتے ہین "جو کچہہ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتہہ آئے اوس کا پانچوان حصہ خدا کے لئے ہے اور پیغمبر کے لئے اور رشتہ دارون کے لئے اور غریبون اور مسافرون کے" پہر یہہ کہتے ہین کہ "حضرت عمر کی نسبت لوگونکا بیان ہی کہ وہ قرابتداران پیغمبرؐ کو مطلقاً خمس کا حقدار نہین سمجہتے تہے چنانچہ اونہون نے اہلبیت کو کبہی خمس نہین دیا امام ابوحنیفہ

بھی ذوی القربےٰ کے خمس کے قایل نہ تھے اونکی رائے تھی کہ جسطرح آنحضرت کے بعد آنحضرت کا حصہ جاتا رہا اسیطرح آنحضرت کے قرابتدارونکا بھی حصہ جاتا رہا۔

ذی علم مصنف اپنی عندیہ مین یہہ ثابت بتاتے ہین کہ "حضرت عمر نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا حق بحال رکھا مگر وہ یہہ نہین سمجھتے تھے کہ خمس کا پورا پانچوان حصہ ذوی القربا کا حق ہی اور مصلحت اور ضرورت کے لحاظ سے کم و بیش تقسیم کرنا خلیفہ وقت کا حق سمجھتے تھے۔ برخلاف اس کے عبد اللہ بن عباس وغیرہ کا یہ دعوے تھا کہ پانچوان حصہ پورے کا پورا خاص ذوی القربا کا حق ہے اور کسیکو نہین کسی قسم کے تصرف کا حق نہین ہے"

ذی علم مصنف نے یہ بھی ذکر کیا ہی کہ "صرف کلبی کی ایک روایت ہی کہ حضرت ابوبکر اور عمر نے ذوی القربے کا حق مطلقاً ساقط کردیا تھا لیکن اس روایت کو "ضعیفت" ظاہر کرکے اعتبار نہین کرتے اور یہہ ظاہر کرتے ہین کہ حضرت عمر نے جو کچھہ کیا وہ بالکل قرآن اور حدیث کے مطابق تھا امام شافعی وغیرہ اسبات کا ثبوت نہین پیش کرسکتے کہ۔

۵۱ جنکو اسی بحث مین دریائے علم مصنف نے لکھا ہی اور پہلے اونکو حضرت عمر کا شاگرد رشید اور خاص اونہین کا تعلیم و تربیت یافتہ قبول کیا ہے۔

۵۲ اس وغیرہ مین علی مرتضٰے اور بنی فاطمہ شامل ہین جنکے نام ظاہر کرنے کی ذی علم مصنف نے مصلحت نہین سمجھی۔ ۱۲ منہ

۵۳ اس وغیرہ مین اون سب لوگون کو سمجھنا چاہئے کہ جو حضرت عمر کے خلاف تھے یعنی عبد اللہ بن عباس علی مرتضٰے حسنین علیہم السلام اور دیگر بنی فاطمہ اور ائمہ اہلبیت اور علمائے شیعہ مولف عفی عنہ۔

Marfat.com

آنحضرت ہمیشہ پورا پانچوان حصہ دیتے تہے قران مجید سے تعین اور تجدید بالکل ثابت نہین ہوسکتی باقی ذوی القربے کا غیر معین حق تو اس سے حضرت عمر کو ہرگز انکار نہ تہا!

مصنف کی مسئلہ خمس مین استدلال کی حقیقت

بعد وفات پیغمبر قرابتداران رسول کو حضرت عمر نے کوکسی حجت یا حیلہ یا بہانہ سے خمس نہین دیا۔ اور جس حیثیت سے کہ وہ دینا چاہتے تہے اوسکو قرابتداران رسول نے نہین لیا کہ اوسمین اونکی حق تلفی کی تسلیم خود اونکو لازم آتی ہی مگر اصل امر یہہ دیکہنا ہی کہ آیت قرآنی کی بموجب رائے یا اجتہاد حضرت عمر کا ٹہیک تہا یا نہین؟

آیت سے فاروقی قیاسی رائے اور اجتہاد کی غلطی

آیت سے صاف ظاہر ہی کہ خمس (پانچوان حصہ مال غنیمت کا) حق خدا و رسول اور قرابتداران رسول اور اون کے یتیمون اور مساکین اور ابن السبیل کے لیئے قرار پایا ہی اور سوائے اون کے کہ جو مستحق قرار پائے ہین اور کسی کو اس پانچوین حصہ غنیمت مین کسی قسم کا نہ حق ہی اور نہ اختیار کہ کسی بنا پر اوسکو روکے جس کسی کے ہاتہہ مین مال غنیمت آئی اوسکا خمس مستحقین کے لیئے جدا کردے اور وہ کسی مستحق کو بلا تعین اور تفریق حصہ کسی مستحق کے دیدے

آیتہ مین مستحقون کی تعین یا حد حصہ مقرر نہونے کی وجہہ۔

بے شک آیتہ قرآنی مین اون مستحقین کی باہم کوئی تعین یا حد یا حق اور حصہ کی مقدور نہین کی گئی ہی اور اوسیکا

یہہ نتیجہ ہے کہ وہ کل مستحقین خدا ہو یا رسول یا اوس کی قرابتدار جنہین اون کے یتامی اور مساکین اور ابن السبیل داخل ہین حق اجمالی بلاتفصیل رکہتی ہین اور یہہ مسئلہ رومن لا قدیم کا ہی جسکو اسوقت تک تمام سلطنتین قبول کرتی چلی آئی ہین۔

حق مشترک و اجمالی کے تقسیم کرنیکا طریقہ۔

جس چیز مین کہ ایسا حق مشترک اجمالی بلاتفریق ہوتا ہی اوس حق کی ادا کرنے سے وہ شخص جس کی پاس وہ چیز ہی وہ حق ہی بری ہوجائے گا جبکہ وہ کل حق اجمالی کو کسی ممبر خاندان مستحق کی پاس جمع کر دیگا۔ لیکن ادا کرنے والے کو یہہ بہتر ہے کہ وہ افسر خاندان اجمالی مستحقین کی پاس جس کے تابع ممبران حق اجمالی ہون۔ اور جو منتظم اوس خاندان اجمالی کا ہو جمع کرے اوس جمع کر دینے والے کو یہ حق نہین ہی کہ بوجہہ نہو تفریق حصص مستحقین کے کسی کو نہ دے اور ایسا اوسکا نہ دینا عدم ادای حق مشترکہ کا بہانہ ہے کیونکہ وہ بذاتہ کوئی تعین یا کوئی تفریق اوس حقین نہین کرسکتا۔ البتہ افسر خاندان اجمالی ممبران خاندان پر اون کی ضرورتون کے موافق۔ صرف کرے گا کہ حق اجمالی مین مستحقین کو ایسا ہی حق ہوتا ہی نہ اس سے زیادہ۔

حضرت عمر ممبر خاندان اجمالی کی نہونیکی وجہہ سی پورا حصہ نہ دیتی اونہین کسی کی مرجانیسے کم و بیش کرنیکا حق نہین رہتی تہی۔

حضرت عمر چونکہ مستحقین پانچوین حصہ غنیمت مین کہ جو حق اجمالی تہا شامل نہ تہی اسلئے اونکو یہ کوئی حق نہین ہوسکتا تہا کہ وہ مصلحت اور ضرورت کے لحاظ سے کم و بیش تقسیم کرنا

Marfat.com

اپنا حق ہمین یا ذوی القربا کو پانچوان حصہ پورے کا پورا نہ دین وہ بموجب
قاعدہ حق اجمالی کے ایک ممبر مستحق حق اجمالی کو پورا حصہ دے سکتے تھے
اور اونکو دینا لازم تھا۔

پیغمبر افسر خاندان اجمالی پورا پانچوان حصہ لیتے تھے اور بلحاظ ضرورت اور مصلحت ہر ممبر پر صرف کر سکتے تھی۔

ایسے حق اجمالی کی نسبت یہ تلاش کرنا کہ آنحضرت ہمیشہ پورا پانچوان حصہ ذوی القربے کو دیتے تھے؟ نفاذ قاعدہ ادائے حق اجمالی سے بالکل غیر متعلق ہی بلکہ یہ تلاش
کرنا چاہیے تھا کہ آنحضرت غنیمت کا پورا پانچوان حصہ خود لیتے تھے یا نہین
اور اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ آنحضرت پورا پانچوان حصہ
غنیمت کا لیتے تھے کہ وہ ممبر حق اجمالی اور افسر خاندان حق اجمالی کے تھے
اور وہ اونکا لینا درحقیقت طرف سے کل ممبران و مستحقین کے تھا اور وہ
ہر ممبر خاندان اجمالی کے مستحق کو بقدر اوسکی ضرورت اور مصلحت کی بلحاظ
قاعدہ اجمالی کے جو قرآن مین قبول کیا گیا ہی دے سکتے تھے اسی ضرورت
اور مصلحت کے لحاظ سے البتہ یہہ ہو سکتا تھا کہ وہ پورا پانچوان حصہ بالانفراد
اور بلاتعین حصہ کے کسی ایک قرابت دار کو دے سکتے تھے اور اگر اون ممبران
خاندان اجمالی مین سے کوئی مر جاوے۔ یا غیر حاضر ہو سکتا ہو۔ یا اوسکو
اپنی ذات پر کسی صرف کی ضرورت نہو تو کل وہ حق اجمالی مشترکہ باقیماندہ
اور موجودہ حاضر پر صرف کے لایق ہوگا جیسی جس کسی کے لئے ضرورت اور
مصلحت ہو۔

یا کسی ممبر خاندان اجمالی

پس یہ رائے کہ پیغمبر مر گئی

پیشتر کے مرجانے سے ان ... باندون کا حق نہین جاتا ... اوسمین کمی بیشی ہوگی

[illegible]

ہوتی ہو اس لیئے کسی کے مرجانے سے [illegible] کے سبب
کمی نہین ہوتی اور ایسے ہی [illegible] پیدا
ہو جاتے ہین اور بڑھے جائین [illegible]
حق مین کوئی بیشی ہوگی اور نہ [illegible]
آئے گی اسلیئے کہ کمی و بیشی اوس [illegible] مستحقین کا
حق معین ہو یا اوسمین تفریق ہو

حق مشترکہ خاندان اجمالی کو صرف کی ایک مثال۔

[illegible]

ہو اور چند طائر اوسکے چگنے [illegible] اگر ایک پرند [illegible] چگتی اوڑ
جائے تو باقیماندہ پرند و جانور کا اوس کل انبار [illegible] جگنی کا
وہی حق ہوگا جو اونکا بحالت موجود [illegible] طائر [illegible] ایک کے اوڑجانے
سے باقیماندہ طائرون کے حق مین کچھ کمی ہوگی اور نہ اوڑ جانے والے
طائر کا کچھ حق اس انبار سے کم کیا جائیگا۔

امام صاحب اور ان کے متبع لوگون کی غلط قیاس [illegible] کی وجہ۔

حضرت امام ابو حنیفہ [illegible]
[illegible] قیاس کرتے
ہین قدیم دستور کے مسئلے سے جسکو

مذہب اسلام لانے ہی قبول کیا ناآگاہ ہین اسلئے اوس کے خلاف قیاس کرتے ہین جو کسیطرح سے تسلیم نہین ہوسکتا۔

حضرت عمر کی رائے متعلق خمس کی تائید مین مصنف کے دلایل عقلی:۔

ذی علم مصنف اپنی مسند یہ مین اصول عقلی کے لحاظ سے حضرت عمر کی رائے کی تائید مین یون کہتے ہین کہ "آنحضرت تبلیغ احکام اور مہمات رسالت کے انجام دینے کی وجہہ سے معاش کی تدابیر مین مشغول نہین ہوسکتے تہے اسلئے ملک کی آمدنی سے کوئی حصہ مخصوص اون کی لئے ہونا چاہئے تہا اوسوقت مال غنیمت فے "انفال" کی آمدنیان تہین۔ ان سب مین سے خدا نے آپ کا حصہ مقرر کیا جسکا ذکر قران مجید کی مختلف آیتون مین ہی جیسے بادشاہ کے مصارف کے لئے "خالصہ" مقرر کیا جاتا ہی۔ ذوی القربے کا حق اسوجہہ سے قرار دیا گیا کہ اون لوگون نے ابتداء اسلام مین آنحضرت کا ساتہہ دیا تہا۔ تمام بنو ہاشم جبکہ آنحضرت مکہ سے نکلکر ایک پہاڑ کے درّہ مین پناہ گزین ہوئے تو سب بنی ہاشم ہی ساتہہ گئے جنمین وہ لوگ بہی شامل تہے جو اوسوقت تک اسلام نہین لائے تہے آنحضرت اور ذوی القربے کے لئے جو کچہہ مقرر تہا وقت کی ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے تہا یہ قرار دینا کہ قیامت تک آپ کے قرابتہ اروں کے لئے پانچوان حصہ قرار دیا گیا ہی اور گو اون کی نسل مین کسی قدر ترقی ہو۔ اور گو وہ کتنے ہی دولتمند اور غنی ہوجائین تاہم اونکو یہہ رقم ہمیشہ ملتی رہے گی ایسا قاعدہ ہی جو اصول تمدن کے بالکل خلاف ہی کون یقین کرسکتا ہی کہ ایک سچا بانی

شریعت یہ قاعدہ نبائیگا کہ اسکی تمام اولاد کے لئے ایک معین رقم ملتی رہی اگر کوئی بانی شریعت ایسا کرے تو اوسمین اور غرض مند برہمنون مین کیا فرق ہوگا؟ حضرت علی اور عبد اللہ بن عباس جو خمس کے مدعی تہے اونکا بہی یہ مقصد ہرگز نہین ہو سکتا تہا کہ یہ حق قیامت تک کے لئے ہے بلکہ جو لوگ آنحضرت کے زمانہ کے باقی رہ گئے تہے اونہین کی نسبت اون کو ایسا دعوے ہوگا"

مصنف کے دلایل عقلی کی حقیقت آیات سے۔

سورہ انفال، اور سورہ حشر کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار مشرکین اور دار الحرب سے جو کچہہ مسلمانون کے ہاتہہ مین آیا اوسکو انفال کہا گیا ہی کسی موقعہ پر غنیمت اور کسی موقعہ پر "فے" اور اون آیات کی شان نزول دیکہنے سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہر موقع کے لحاظ سے اوس مال کو جدا جدا لفظون سے بولا گیا ہے۔ اور ہر لفظ کے متعلق جو ہر ایک آیتہ مین حکم ہے وہ حکم بہی ہر موقع اور لفظ کے لئے جدا جدا ہے اور جدا جدا حیثیت سے اوسکے مستحق اور محل صرف بتلائے گئے ہین۔

انفال کی متعلق آیتہ

انفال (زیادہ ہاتہہ آنے والی چیز) کے لئے یہ آیتہ ہے "پوچہتی ہین تجہہ سے انفال کو کہدی (اے پیغمبر) انفال واسطے اللہ کے ہے اور رسول کے" "یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول ۵" اس آیتہ سے ظاہر ہے کہ انفال مین سوائے خدا اور رسول کے کسیکا کچہہ حق نہین قرار پایا ہی۔

غنیمت کے متعلق آیتہ

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ [illegible]
خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی
والمساکین وابن السبیل [illegible]
[illegible]

[illegible]

غنیمت کے متعلق یہ آیتہ

اور جان لو تم جو کچھ کہ غنیمت مین ملے تم کو کسی
چیز سے پس بتحقیق کہ واسطے اللہ کے
ہے خمس اوسکا واسطے رسول کے
اور واسطے ذوی القربی کے اور
[illegible] سبیل کے اس آیتہ سے ظاہر ہوتا
ہے [illegible] اوس مین سے پانچوان حصہ واسطے
[illegible] اور مساکین اور ابن السبیل
[illegible] پانچوان حصہ
[illegible] رسول اور اوسکے قرابتدار
نے (جو مال بغیر قتال کے آ
کے متعلق یہ آیات مین ''اور جو کچھ
نے کہا اللہ نے اپنے رسول پر ان
لوگون کو (کفار) سے پس نہین دوڑا
تھے اوس (مال) پر گھوڑے اور نہ
اونٹ لیکن اللہ مسلط کرتا ہے
اپنے رسول کو جس کسی پر چاہتا ہے
اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ جو کچھ کہ
پھیرا ہے اللہ نے اپنے رسول پر
[illegible] واسطے خدا کے

[illegible]

وما نہکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ
شدید العقاب للفقراء المہاجرین الذین
اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا
من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ
اولئک ہم الصادقون، والذین تبوو
الدار والایمان من قبلہم یحبون من
ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ
مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان
بہم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک
ہم المفلحون۔ والذین جاؤ من بعدہم
یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا
للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم۔
سورہ حشر

اور واسطے رسول کی اور واسطے
ذوی القربے اور واسطے یتامی اور
مساکین اور ابن السبیل کی تاکہ نہووی
دست بدست درمیان اغنیاء کے تم
مین سے اور جو کچھہ کہ دیا تم کو رسول نے
لو اوسکو اور جس چیز سے کہ منع کیا
تم کو اوس سے پس باز رہو تم اور ڈرو
خدا سے بے شک اللہ کا عقاب سخت
ہے۔ واسطے فقرا اور مہاجرین کے ہی
اون لوگون کے کہ باہر ہو گئے اپنے
گھرون سے اور مالون سے ڈھونڈتی
ہین فضل خدا اور خوشنودی خدا کی
اور مدد کرتے ہین اللہ اور اوس کے
رسول کی وہی لوگ ہین صادق۔

اور وہ لوگ کہ جنہون نے ٹھیرالی جگہہ بنائی گہر کو اور ایمان کو اوسنے
بیشتر دوست رکھتے ہین کہ ہجرت کی طرف اونکے اور نہین پاتے ہین اپنی
سینون مین کوئی حاجت جو کچھہ کہ اونکو دیا گیا اور قبول کرتے ہین اپنے
اوپر اگرچہ ہو ان کے ساتھہ حاجت اور جس کسی نے بخل سے بچایا اپنے نفس کو
پس وہی فلاح پانے والے ہین اور وہ لوگ کہ آئے بعد اون کے کہتے ہین
پروردگار ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بہائیون کو جنہون نے کہ سبقت کی
ہمسے ساتہہ ایمان کے اور مت کر ڈال ہمارے دلون مین کینہ اون لوگونکی

کہ ایمان لائے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان و رحیم ہے"

" یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی آتیت اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک " (سورۂ احزاب)

اے نبی بے شک ہم نے حلال کین تیرے لئے ازواج تیری ایسی کہ دیا تو نے مہر اون کا اور جو کچھ کہ مالک ہوا داہنا ہاتھ تیرا اوس چیز سے کہ فے کیا اللہ نے اوپر تیرے"

نتیجہ مضامین آیات

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال "فے" بالکل اختیار مین پیغمبر کے تھے اور وہ اپنی ذاتی مصارف مین صرف کرے یا اون لوگون کو دے کہ جنکا ذکر آیات مین ہے"

آیات مین جو حق قرابتداران رسول کا قرار پایا ہے وہ قیامت تک کے لئے ہے

ذی علم مصنف نے اون آیات کا جنمین غنیمت اور انفال اور "فے" بولا گیا ہے اس موقع پر کم و بیش ذکر کیا ہے اور یہ قبول کیا ہے کہ " انہین تینون آمدنیون سے پیغمبر اور اون کے ذوی القربے کا حق قرار دیا گیا ہے" لیکن وہ اوسکو " وقتی ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے قیامت تک کو قرار نہین دیتے " ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ وہ حق پیغمبر اور اون کے ذوی القربے کا جو قرار دیا گیا ہے وہ ضرورت وقت اور مصلحت کی نظر سے تھا مگر ضرورت وقت اور مصلحت مقتضی اسکی ہے کہ وہ حق قیامت تک ہمیشہ قایم اور برقرار رہے

حقوق اور اخلاق مقررہ

دین اسلام نے جو حقوق اور اخلاق قایم کئے ہین خواہ وہ تمدنی

Marfat.com

اسلام قیامت مسلمانون کیلئے واجب العمل ہین

سے متعلق ہون خواہ سیاست مدن سے خواہ انتظام منزل سے، وہ قیامت تک کے مسلمانون کے حق ہین مقرر کئے گئے ہین خواہ وہ مسلمان قرابتدار رسول سے ہون یا غیر قرابتدار رسول سے اُنہین حقوق کی بموجب کہ جو قرار دئے گئے ہین قیامت تک ہر مسلمان کو عمل کرنا ہوگا

ہر شخص اپنی یا اپنی قرابتدارون کیلئے اپنی آمدنی سے کوئی حق اخلاقاً اور بروے فطرۃ انسانی ہمیشہ کیلئے مقرر کرسکتا ہی۔

یہ عین اخلاق ہی اور انسانی فطرۃ مین داخل ہے کہ ہر شخص خواہ وہ رسول ہو یا نہو خواہ وہ بادشاہ ہو یا نہو جس حیثیت کی آمدنی اوسکے ہاتھہ مین آتی ہی اوس سے وہ کوئی اپنا یا اپنے قرابتدارونکا حق ہمیشہ کے لئے مقرر کرنے کا قصد کرے اور جو کوئی ایسا قصد نہ کرے وہ بداخلاق اور خلاف فطرۃ انسانی کرنے والا ہوگا۔

شاہی اختیارات سے وظایف اور جاگیرونکا دیا جانا اور اونکا ہمیشہ برقرار رہنا۔

تمام بادشاہ اپنے بادشاہ ہونے کے وقت اپنی لئے اور اپنے قرابتدارون کے لئے ملک کی آمدنی سے وظایف یا زمین علیحدہ مقرر کردیتے ہین اور اس مین مال یا محاصل زمین کو اپنے اختیار سے

صرف کرتے ہین جسطرح سے چاہین۔ اگر کوئی قرابتہ ارمز تا ہے جسکا حق
مقرر ہو چکا ہے تو اسکا وارث اوسکا قایم مقام اوس حق مین ہوتا ہی
چنانچہ بادشاہون اور ریاستون مین عموما ایسے حقوق ہمیشہ کے لیے بحال
اور برقرار رکہے جاتے ہین خواہ بادشاہ اور رئیس جدید قانون خاص
پاس کرکے یا اپنی حکم خاص سے قرابتداران بادشاہ اور رئیس سابق کی
وظایف کو بحال رکہتا ہی خصوص جبکہ وہ بادشاہ آیندہ اوسی خاندان سے
ہوتا ہی لیکن جو کوئی بادشاہ خواہ اوس خاندان سے ہو یا دوسرے سے
اور ایسے حق کو جو بادشاہ یا رئیس سابق کے قرابتداروں کے لئے اونکی
اختیاری اور ذاتی مصارف کے واسطے وظایف یا خالصہ مقرر تھی قایم
اور برقرار نہ رکہے تو یہ اوسکی بداخلاقی ہی اور اوس کی وہ بداخلاقی خود
قانون نہین ہو سکتی۔

اصول قانون کا مسئلہ اور سلطنت مین اسپر عمل اور اس سے مصنف کی استدلالون کی تطبیق

اصول قانون کا یہ مسئلہ ہی کہ جو حقوق کسی بادشاہ نے قایم کئے ہون تو دوسرے بادشاہ کو اوسکے منسوخ کرنے کا اختیار نہین ہی چنانچہ ہر سلطنت مین جو حقوق یا عطیات رعایا کو دیے جاتے ہین خواہ وہ
اوس کے مذہبی حیثیت سے ہون یا قانونی اوسکو دوسری سلطنت
عادل ہمیشہ قایم و برقرار رکہتی ہے پیغمبرؐ اور اون کے ذوی القربے کا
جو کچہہ حق قرار پاتا تہا وہ اونکو بے شک قیامت تک ملنا چاہے گو اونکی
نسل مین کسیقدر ترقی ہو گو وہ کتنے ہی غنی اور دولتمند ہو جائین۔ اون کی

ترقی اور دولتمندی اوس حق کے ہمیشہ قایم رہنی مین کچہہ خلل انداز نہین ہوسکتی۔ حق خمس پانچوین حصے مال غنیمت کا مصرف ایسا نہین رکہا گیا ہی کہ ہرکسیکو علی السویہ تقسیم کیا جائے بلکہ حسب ضرورت اور مصلحت ہر وقت کی کسی ممبر خاندان اجمالی کو وہ حق دیا جائے گا اور یہہ ضرور نہین کہ ہر ممبر اوس خاندان اجمالی کا ہر زمانہ مین دولتمند اور غنی ہو۔ ایسا قاعدہ ہرگز اصول تمدن کے برخلاف نہین ہی بلکہ یہ قاعدہ عین پولیٹکل اکانمی کے موافق ہی

مسئلہ اصول تمدن کی تطبیق آیۃ سے اور حیات تک قرابتدارون کے حق کا برقرار رہنا موافق اصول تمدن کے ہے۔

پولیٹکل اکانمی کا مسئلہ یہہ ہی کہ دولت کسی ایک جگہ جمع نہین رہنی چاہیے بلکہ دو مخلوق پر تقسیم ہوتی رہے اور ایسی صورت مین بقاء نسل انسانی کی رہ سکتی ہے ورنہ صرف چند اغنیاء اور دولتمندون کے سوا، دوسری مخلوق تباہ اور برباد ہوجاویگی اور دوسری مخلوق کے باقی نرہنے سے اغنیار اور دولتمند ہی زندہ نہین رہ سکین گے چنانچہ اوسی اصول کو آیت قرآنی مین دلیلاً بیان کیا گیا ہے جس کو ذیلعلم مصنف نے نقل آیتہ مین ایسے × × × × نشان دیکر چہوڑ دیا ہے اور جو یہہ ہے ”جو کچہہ کہ پہیرا ہے (مال بنی نضیر کا) اللہ نے اوپر رسول اپنے کے بستی والون سے اپس واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول کے اور واسطے صاحب

ما افاء اللہ علے رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربےٰ والیتامےٰ والمساکین وابن السبیل

قرابت اور یتیمون اور مسکینون اور ابن السبیل کے، تاکہ ہووے وہ چیز آنیوالی درمیان اغنیاء کے تم مین سے اور جو کچھہ کہ دیوے تم کو رسول پس لے لو تم اوسکو اور جو چیز کہ منع کی ہی اوسنے تم کو اوس سے باز رہو۔ } کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما آتکم الرسول فخذواہ وما نہکم عنہ فانتہوا۔ حشر

جسکا صاف مطلب یہہ ہی کہ دولت اغنیاء کے پاس جمع نرہے بلکہ دوسرون کے ہاتہہ مین چلتی پہرتی رہے۔ پس کوئی حق پیغمبر یا اوسکے قرابتداروں کا قیامت تک مقرر ہونا عین موافق اصول تمدن کے ہے اور اوس آیت مین ہی جسکی رو سے یہ حق مقرر ہوا ہے کوئی ایسی قید نہین ہے جس سے اوس حق کا تقرر کسی خاص وقت کے لئے سمجھا جائے اور ہمیشہ کے لئے نہ سمجھا جائے۔

پیغمبر کی خودغرض برہمنون سی مثال مصنف کی حقیقت

ایسے مسئلہ کے قایم کرنے مین خودغرض برہمنون کی مثال ذرا نہین ہوسکتی اس لئے کہ بانی شریعت نے کہ جو بادشاہ ہوگیا تہا وہ مسئلہ قرار دیا ہی اور اوسنے ہی محض اپنی حدیث سے ایسا مسئلہ قرار نہین دیا۔ بلکہ خدا کی طرف سے جس حیثیت سے کہ سمجہا جاتا ہے [illegible] آیات قرآنی کے وہ مسئلہ قرار پایا ہے۔ خودغرض برہمنوں سے [illegible] مصنف کی مراد شاید پنڈتون سے ہے کہ جن کو ایسی حقوق ہندوستان مین آریہ قوم کے درمیان دیگر لوگون پر قانون کے ذریعے سے یا سلطنت کی طرف سے جبکہ وہ تقسیم خدمات مخلوق کی کر رہی تہی مقرر کئے گئے ہین کہ جو نسلاً بعد نسل کوئی نہ کوئی پنڈت اون حقوق کو دوسرے

لوگون سے اپنی اداے خدمت کی عوض مین حاصل کرتا رہتا ہی، اونکی نسبت یہی بمشکل سے کہا جاسکتا ہی کہ وہ خودغرض برہمن تہی اگر قرابتداران رسول یا علمار امت محمدی خود اپنے ایسے حقوق مقرر کرلیتے تو البتہ قابل اعتراض کے ہتا جن رشتہ داران رسول نے محض خودغرضی سے سلطنت حاصل کی یا جن علمار امت محمدی نے اپنی غرضون اور خواہشات نفسانی کی پورا ہونے کے لئے حیلون اور بہانون سے مسلمانون کی سلطنت مین رسوخ پیدا کرکے کچہہ فوائد محض لطمع دنیاوی حاصل کئے ہین۔ البتہ اونکی مثال اون خودغرض برہمنون سے دیجا سکتی ہی جو خودغرض نائب ہون۔ مگر جبکہ خود خدا اپنے رسول (بادشاہ) کے لئے اور اوسکے قرابتدارون کے لئے کوئی حق مقرر کرے تو اوسکی نظیر خودغرض برہمنون سے دینا ذلیل مصنف کے ہی شایان ہی۔

تقرر حق خمس کی وجہہ علی مرتضی اور ابن عباس کی زبانی۔

علی مرتضے اور ابن عباس کی رائے کو ”صریح خلاف“ محض اپنے قیاس سے تعبیر کرنا صحیح نہین ہوسکتا جب تک کہ خود اون دونون نے اپنے کسی قول مین اسکی ایسی تعبیر نہ کی ہو بلکہ علی مرتضے اور ابن عباس نے وجہہ خمس کے مقرر ہونیکی قرابتداران رسول کے لئے یہ فرمائی ہے کہ قرابتداران رسول کو اون کے فضل و شرف کی وجہہ سے ”زکوۃ“ لینے سے منع کیا گیا ہے اور بجائے اوسکی خمس انکا حق مقرر ہوا ہے جس سے یہہ نتیجہ صریح پیدا ہوتا ہے کہ جیسے جسنے زکوۃ قیامت تک کے لئے زکوۃ لینے والون کے

واسطے مقرر کی ہے ویسے ہی اسنے خمس اسکے لینے والون کے لئے قیامت تک کے واسطے مقرر کیا ہے۔

حقوق زکوٰۃ اور خمس ہمیشہ کو انہی مستحقین کیلئے خلاف اصول تمدن نہین ہین۔

حقیقت مین زکوٰۃ اور خمس دو علیحدہ علیحدہ ٹکس ہین کہ جو سلطنت اسلامی نے مقرر کئے ہین ٹکس زکوٰۃ کا اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ غیر قرابتداران رسول کو دیا جائے اور اوسکے مستحق وہی لوگ ہین جو اوس آیۃ مین مذکور ہین کہ جنکی روسے حق زکوٰۃ قرار دیکر اور اوسکے مستحق بنائے گئے ہین اور جسکا ذکر خود ذی علم مصنف نے مشابہت خمس کے لئے کیا ہے۔ اور ٹکس خمس کا حق قرابتداران رسول کے لئے جو خاندان شاہی کی شہزاد تھے مقرر کیا گیا ہے۔ اور ٹکس زکوٰۃ کا جیسے ہمیشہ کے لئے خلاف اصول تمدن کے نہین ہے۔ ویسے ہی ٹکس خمس کا ہمیشہ کے لئے خلاف اصول تمدن کے نہین ہے۔

معاملہ فدک مین مصنف کا بیان۔

ابھی بحث خمس کے سا ذی علم مصنف مسئلہ "فے" کی کرکے معاملہ فدک کو فرع مسئلہ ق دیکر اس بحث کو یون طے کرتے ہین کہ "حضرت عمر فدک کو آنحضرت کا خالصہ سمجھتے تھے لیکن اوسی قسم کا خالصہ جو ذاتی ملکیت نہین ہوتا طرح سلاطین کے مصارف کے لئے کوئی زمین خاص کر دی جاتی اوسمین میراث کا عام قاعدہ جاری نہین ہوتا بلکہ جو شخص جانشین سلطنت

Marfat.com

ہوتا ہی تنہا وہی اوس سے متمتع ہو سکتا ہی۔

:: نا علم مصنف اسی بحث فدک مین فدک کو "مال فے" اور "تحت آیات فے" قبول کرتے ہین اور فدک کو مال فے۔ اوسی حالت کے ہونے سے انکار نہین کرتے کہ جسپر مسلمانون نے اونٹ اور گھوڑے نہ دوڑای ہون، لیکن "آیۃ فے" سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جو زمین مال فے ہو وہ تقسیم نہ کیجائے گی بلکہ بطور وقف کے محفوظ رہے گی اور اوسکے منافع سے تمام موجودہ اور آیندہ مسلمان متمتع ہون گے" اور یہ بھی رائے ظاہر کرتے ہین کہ جو مال اک صلح کے ذریعہ سے قبضہ مین آتے ہین وہ امام یا بادشاہ کی ملکیت خالص قرار نہین پاتے"

نتیجہ مصنف خلاف مضمون آیت فے ہے۔ آیت فے کی توضیح اور تشریح اور نتایج صحیحہ۔

یہہ ایک ایسا نتیجہ نکالا گیا ہی کہ جو صریح مضمون آیت "فے" کے خلاف ہے جن آیات مین "فے" کا لفظ آیا ہے وہان عام مال سے مراد ہے خواہ وہ زمین اور جائداد ہو یا نقد اسباب اور اوس آیۃ "فے" مین دو حصے ہین۔ حصہ اول مین وہ "فے" بتایا گیا ہے کہ جسپر گھوڑی اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہون یعنی بغیر جنگ حاصل ہوا ہو، اوسکی نسبت صرف یہ کہا گیا ہی کہ جو کچھہ فے کیا اللہ نے اپنے رسول پر، اور اللہ متسلط کرتا ہی اپنے رسول کو جسپر چاہے "جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ اس قسم کا مال "فی" خاصۃ اور خالصۃ رسول کے لیئے ہے

دوسرا حصہ آیۃ مین جو خدا نے "فے" کیا ہی اپنے رسول پر اہل قری سے

اسمین خدا نے اوس فے کے مستحقین کو بتا دیا ہی کہ وہ " واسطے خدا و رسول
اور واسطے ذوی القربےٰ اور یتیمون اور مساکین اور ابن السبیل کے ہے
...... اور واسطے فقراء مہاجرین کے ...... اور اون لوگون کے جنھون نے
جائیگاہ بنایا گھر اور ایمان کو ...... اور اون لوگون کے لئے جو آئے اونکے
بعد" اس دوسرے حصہ آیتہ کا فے معلوم ہوتا ہی کہ قسم اول کے فے کے،
جسمین خاص رسول کا حق ہی خلاف ہی کہ اس دوسری قسم "فے" مین خدا
و رسول اور ذوی القربےٰ اور دیگر گروہ مستحق قرار دئے گئی ہین اور یہ اختلاف حکم اور تشریح
مستحقین ابات پر دلالت کرتی ہی کہ یہ فے خلاف فی اول کا حاصلات کا ہی کہ جب دشمنونسی جنگ کیکے فتح کے
ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اور اسیوجہ سے پیغمبر اور اون کے قرابتدار اون
اور دیگر مسلمانون کا اوسمین حق قرار دیا گیا ہی۔ لیکن اس قسم فے کو بھی
خدا نے یہی فرمایا ہی کہ۔ خدا نے اپنے رسول کو "فے" کردیا ہے گو اسمین
مستحق یعنی مصرف اوس فے کے بیان کئے گئے ہین لیکن مقصود خدا کا
اور اوس قاعدہ کا ہی جو اس آیتہ مین ہی ہی معلوم ہوتا ہی کہ پیغمبر کو اختیار ہے
کہ اس قسم کے مال "فے" مین سے ہی جسقدر چاہے اپنی ذاتی مصارف
کے لئے الگ کرے اور جسقدر چاہے دوسرے مستحقین کو دیدے۔ چنانچہ
خود مصنف قبول کرتے ہین کہ" امام شافعی اور اون کے ہم خیالونکا
بڑا استدلال یہ ہی کہ آنحضرت نے خیبر کی زمین کو مجاہدین پر تقسیم
کردیا تھا"

ان نتایج صحیحہ سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ پیغمبر نے
جو ایسے فے کی زمینین جو فتح سے
حاصل ہوئی تھین مجاہدون پر تقسیم

Marfat.com

کردین تو وہ اون مجاہدین کی ملکیت ہوگئی کہ نہین؟ جیسے کہ زرنقد اور اسباب منقولہ مال غنیمت کا کسی مجاہد کو دیا جائے تو وہ اوسکی ملکیت ہوجاتا ہی کہ نہین؟ اور اگر وہ زمینین مجاہدین کی ملکیت ہوگئین تو پہر اونمین میراث جاری ہوگی یا نہین؟ ایسے ہی اس قسم کے مال "غنیمت" سے ہی جیسے کہ پیغمبر نے دوسرے مجاہدین کو تقسیم کرین۔ اگر پیغمبر اپنی ذات کے واسطے کہ وہ امیر المجاہدین ہتے کوئی قطعہ آراضی علیحدہ کرے تو وہ اوسکی ملکیت ہوگا کہ نہین؟ اور پہر پیغمبر کے اوسمین میراث جاری ہوسکے گی یا نہین؟

میری سمجھ مین کوئی عالم مسلمان اس سے انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر نے جو زمینین کہ مجاہدین کو تقسیم کردین وہ انکی ملکیت ہوگئین اور اوسمین میراث جاری ہوگی اور ایسے ہی پیغمبر امیر المجاہدین نے جس زمین کو خاصۃً اپنے واسطے کرلیا وہ اونکی ملکیت ہوگئی اور اوسمین بہی میراث جاری ہوگی۔

ممالک مفتوحہ کی تقسیم سے انکار فاروقی کی استدلال کی حقیقت

حضرت عمر کے عہد مین جب شام اور عراق فتح ہوئے تہے اور حضرت عمر نے ممالک مفتوحہ کی تقسیم سے انکار کیا تہا اس استدلال سے کہ آیۃ فے (حصہ دوئم) مین جو یہ الفاظ ہین کہ "والذین جاؤ من بعدہم" اور جو لوگ کہ آئے ... ذی علم مصنف نے اسی استدلال کی بنا پر یہ رائے قایم کی ہے کہ "جو زمین فتح ہو وہ تقسیم نہین کیجائیگی بلکہ بطور وقف کے محفوظ اور اون کی

منافع سے تمام موجودہ اور آیندہ مسلمان متمتع ہون گے" جس حیثیت
سے کہ الفاظ آیت پر استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہوسکتا اس لئے
کہ آیت مین وہ لوگ بہی مستحق نے کے قرار پائے ہین کہ جو بعد مہاجرین
کے آئے تہے وہ لوگ قرار نہین دئے گئے ہین جو آیندہ کو آنے والے
ہون اس لئے کہ الفاظ آیت مین صیغہ ماضی کا ہی نہ مضارع کا، اور
سیاق مضمون آیت بہی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ جو لوگ بعد مہاجرین
کے آئے ہین اونکا حق بہی قرار دیا گیا ہی یعنی باعتبار واقعات کے
ہر ایک گروہ مستحق مال "فے" کے قرار پائے ہین اول خدا اور رسول اور
ذوی القربے اور یتیم ومساکین وابن السبیل، دوم مہاجرین جن کی
صفت آیتہ مین مذکور ہے۔ تیسرے وہ لوگ جنہون نے جائیگاہ بنایا
گہر اور ایمان کو پہلے سے اور دوست رکہتے تہے اوسکو جو اونکی طرف
ہجرت کرے اور اون کی ادر صفت بہی آیتہ مین بیان ہوئی ہے۔
جس سے مراد انصار ہین انکے بعد وہ لوگ ہین کہ جو بعد آئے اونکے
یہ کہتے ہوئے کہ پروردگار ہمارے تو ہم کو اور ہمارے بہائیون کو
بخش جو ہمسے ایمان مین سبقت لے گئے۔ یہ مراد اون لوگون سے ہے
کہ بعد ہجرت اور پناہ دہی انصار کے بلکہ بعد جنگ بدر واحد، اور قبل
جنگ خیبر اور بنی نضیر و بنی قریظہ کے آئے تہے اگر اس آیتہ سے ممانعت
تقسیم زمین "فے" کی ہوتی تو پیغمبر اسی جنگ قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر
سے "فے" کو درمیان مہاجرین کے کیون تقسیم کرتے اور انصار
سے ابو دجانہ اور سہل بن حنیف اور حارث بن صمت کو کیون
دیتے؟ اور حضرت عمر کے حصہ مین زر خیبر قطعہ ثمغ کیسے آتا؟

امام شافعی اور امام شبلی دونون کے استدلالونکی غلطی آیۃ سے ۔

امام شافعی کی رائے صحیح نہین ہی کہ زمین مفتوحہ اوسی وقت غنیمہ کردینی چاہیئے ۔ یعنی کل زمین مفتوحہ کا تقسیم ہونا لازمی نہین ہی بلکہ اختیاری پیغمبرؐ ہے۔ بمقابلہ امام شافعی کی دلیل

مصنف یہہ بحث کرتے ہین کہ " امام شافعی اور اون کے ہم خیالونکا بڑا استدلال یہ ہے کہ " آنحضرتؐ نے خیبر کی زمین کو مجاہدین پر تقسیم کردیا تھا لیکن وہ یہہ نہین خیال کرتے کہ خیبر کے بعد اور مقامات بھی تو فتح ہوئے یہانتک کہ آنحضرتؐ کے انتقال سے پہلے تمام عرب پر قبضہ ہو چکا تھا لیکن آنحضرت نے کہین چپہ بھر زمین بھی تقسیم کی " مگر امام شافعی کو جواب دینے والے بھی یہ خیال نہین کرتے کہ آیت قرآنی اس قسم کی " فے " مین درحقیقت پیغمبرؐ کا اختیار رہی کہ چاہے وہ اوس مال فے کو مجاہدین پر تقسیم کرے اور اپنے واسطے بھی خاص الگ کرلی اور خواہ اوسکو تقسیم نہ کرے اور نہ اپنے لئے رکھے کہ اس حالت مین وہ متعلق عام اخراجات خلافت اور سلطنت کے وہ مال فے رہے گا پس پیغمبرؐ نے جہان کہین مجاہدین پر فے کو تقسیم کیا خواہ اپنے واسطے الگ کرلیا وہ بھی مطابق مضمون آیت کے تھا اور جہان کہین پیغمبرؐ نے ایسا نہین کیا وہ بھی مطابق مضمون آیۃ کے تھا ۔ اور تقسیم کا لازمی ہونا دونون غلط ہین تقسیم کا کرنا یا نہ کرنا پیغمبرؐ کا اختیاری ہونا صحیح ہی ۔

آیت مستدلہ سے حضرت عمرؓ کی استدلال کی تطبیق کی صورت

الفاظ آیۃ مستدلہ حضرت عمر کی اگر یہی مراد لیجائے کہ وہ آیندہ

آنے والی نسلون سے متعلق ہے تو اسکا انطباق اسیوقت ہوسکتا ہے کہ جب زمین مفتوحہ تقسیم کیجائے اور جن مستحقین کو دیجائے وہ اس کے مالک ہوجائین تاکہ اونکی آیندہ نسلین اوس سے تمتع حاصل کرین اور قرینہ کلام بہی پر دلالت کرتا ہے کہ اون لوگونکا ذکر بعد ذکر مستحقین "فے" کے ہے یعنی جب اونکو زمین تقسیم کردیجائین تو اونکی آیندہ نسلین بہی اوس سے فائدہ اوٹہائین

رسول اور امام کی منجانب خدا تمام زمین اور اوس کی پیداوار ملکیت کا مسلم مسئلہ

مذہب اسلام مین جہانتک مین خیال کرتا ہون یہہ مسئلہ مسلمہ ہی کہ رسول اور امام جیسا کہ آیات قرآنی سے پایا جاتا ہی منجانب خدا تمام زمین اور تمام اوسکی پیداوار اور تمام اون لوگونکا کہ جو زمین پر آباد ہین مالک ہوتا ہی لیکن رسول اور امام کو یہ اختیار رہتا ہے کہ وہ کسی زمین کو یا کسی حق کو جو زمین سے متعلق ہو کسی کو بخشدے، یا جو حقوق لوگون کے کسی چیز مین ہون اون کو قایم اور بحال رکہی اور اسی حیثیت سے وہ حقوق اون لوگون کو جن کو عطا کئے گئے یا بحال اور قایم رکہی گئی مالکانہ حاصل ہوئے ہین اور وہی حق ملکیت اونکا بحالت انتقال کے ہاتہہ مین منتقل الیہ کے آتا ہی اور وفات سے بہی بغیر مرضی مالک انتقال واقع ہوتا ہی جسکو فقہ مین بیان کیا گیا ہی۔

اس مسئلہ کو تمام سلطنتین قبول کرتی چلی آئی ہین۔

یہہ مسئلہ ایسا نہین ہی کہ صرف رسول اور امام اور اون کے متبعین اور مقلدین نے قبول کیا ہو بلکہ یہ ایک ایسا عام مسئلہ ہے جسکو تمام قومین اور ملک اور سلطنتین بہی جو

Marfat.com

دنیا مین ہوتی رہی ہین اور ہوتی چلی آتی ہین قبول کرتی رہی ہین اور قبول کرتی چلی آتی ہین۔

اس مسئلہ کی روسے بادشاہ کی ملک پر حقوق و اختیارات انتقال۔

جب کوئی بادشاہ قرار پاتا ہے تو وہ کل زمین اور اس کی حقوق کا مالک ہوجاتا ہی اور اوسکو اختیار رہوتا ہی کہ وہ حقوق رعایا کو جو اون کے ہاتھہ مین ہین اون کو بحال اور قایم رکھے خواہ کل یا جزو کو اونمین سے اپنے ہاتھہ مین لیلے اوسکو یہہ بہی اختیار ہوتا ہی کہ کسی زمین یا کسی حق کو جسے چاہے کسیکو عطا کرے چنانچہ خود ذلیلم مصنف نے قبول کیا ہی کہ فلسطین کے اضلاع مین جو یہود کا فرقہ سامرہ رہتا ہتا اوسکو خبررسانی کے صلہ مین حضرت عمر نے اون کی مقبوضہ زمینین دیدین اور اسی طرح جراجمۃ کی قوم بہی اس خدمت پر مامور ہوئی اور اونکو بہی خراج معاف کردیا گیا پس ایسی حالت مین

عطیہ شاہی مین حقوق و اختیارات۔

وہ شخص جسکو بادشاہ نے عطا کیا اوس عطیہ کا مالک ہوجاتا ہی اور وہ شے اوس شخص کی ملکیت قرار پاجاتی ہی اور اوس کو اوسکے انتقال کا اختیار ہوجاتا ہی اور بعد وفات اوسکے اوسمین میراث جاری ہوجاتی ہی۔

کسی بادشاہ کا جانشین عطیات عہد سابق واپس

جب کبہی کوئی اوس ملک کا دوسرا بادشاہ قایم ہوتا ہی تو وہ عطیات بادشاہ سابق کو واپس نہین لیتا

نہین لیتا۔

چنانچہ ابھی ہندوستان مین گورنمنٹ انگلشیہ نے صدہا دیہات اور ہزارہا حقوق جو رعایا کو شاہان سابق نے عطا کئے تھے اونکو قایم اور برقرار رکہا ہی اور وہ دیہات اور حقوق ابتک رعایا کے قبضہ مالکانہ مین ہین جسکی خرید و فروخت ہوتی ہی اور جسمین میراث جاری ہوتی ہی۔

اس مسئلہ کی روسے دونون اقسام فے مین رسول کی اختیارات اور حقوق۔ اور شئے منتقلہ کا سلطنت سے کچہہ تعلق باقی نرہنا۔

اسی مسئلہ ملکیت کے لحاظ سے جبکہ رسول مالک تمام زمینون اور اوس کے حقوق کا ہوتا ہے جو کچہہ رسول کے قبضہ مین آوے گا وہ مال "فے" ہوگا اور اوسکو اختیار ہوگا کہ وہ اوس مال مین سے جسقدر جس کو چاہے عطا کرے اور اس کا عطا کرنا ہی دلیل اسبات کی ہے کہ وہ اوس مال مین حق ملکیت رکھتا تھا اور اوس مال مین اختیاری مصارف اس کے اور اوس کے محل صرف جو کچہہ بیان کئے گئے ہین اوس سے اسکا حق ملکیت سلب نہین ہو سکتا بلکہ دوسرون کو حق ملکیت اوس کے عطیہ سے پیدا ہو جاتا ہے جبکہ پیغمبر اس مال کو بوجہہ حسن خدمت کسی کے یا کسی دوسرے معاوضہ مین یا محض بوجہہ الفت فطری کے اوسکو منتقل کرے۔ ایسے ہی جو کوئی چیز مال فے سے جو لڑائی ہو کر حاصل ہوئی ہو اپنے ذاتی مصارف کے لئے اوس مین سے الگ کر لی اوس مین بھی حق ملکیت رسول کا ساقط نہین ہوگا بلکہ وہ ملکیت

مخصوص اوس کے ذاتی مصارف کے لئے قرار پاویگی اور اوسکو کچھ تعلق مصارف سلطنت سے باقی نہین رہیگا۔

جب جنگ کے مال فی مین اختیار اور حق انتقال پیغمبر کو ہی تو بغیر جنگ حاصل شدہ فی حق مخصوص و خالص پیغمبر مین حق اور اختیار انتقال بدرجہ اولی ہوگا۔

جب یہہ اختیار او رحق پیغمبر کا اوس مال "غنیے" مین ہی کہ جو بعد جنگ اور فتح کے حاصل ہوا ہو تو اوس مال "فے" مین کہ جو بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور اوسی کے ذاتی مصارف کے واسطے مخصوص اور خالص کیا جاے جیسا کہ فدک، تو وہ بدرجہ اولی خالص اور خالص ملکیت ذاتی مصارف پیغمبر کے لیے قرار پائیگا اور مصارف سلطنت سے اوسکو کوئی تعلق نہو سکیگا۔ اور ایسی ملکیت مخصوص پیغمبر مین کہ جس کو مصارف سلطنت سے تعلق نہو میراث جاری ہوگی۔ جیسے کہ پیغمبر اوسکو بحالت حیات منتقل اور عطا کرنے کا اختیار رکھتے ہین ویسے ہی بعد وفات بذریعہ میراث کے وہ منتقل ہو جاویگی۔

اسی اختیار کے بموجب آنحضرت سے فدک کا جناب سیدہ کو بحکم ربانی ملنا۔

ایسے ہی اختیار کے بموجب پیغمبر نے اسی فدک کو اپنی اکلوتی دختر فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کو بموجب حکم آیۂ قرآنی عطا یا ہبہ کیا ہی جس سے فدک ملکیت پیغمبر قابل الانتقال ثابت ہوتا ہی اور اسی سبب سے ذی علم مصنف نے

اوس انتقال کا ذکر اپنی بحث مین متروک کر دیا ہی جس کا ذکر مین مفصل لکھون گا۔

اس زمانہ کے اصول سیاست مدن سے بھی مخصوص و خالص ملکیت پیغمبر داخل مصارف سلطنت نہین سمجھی جاسکتی۔

بہر حال جب فدک ملکیت پیغمبر کی ذاتی مصارف کے لئے مخصوص اور خالص ہوگیا تو وہ مصارف سلطنت مین شامل اور داخل نہین سمجھا جاسکتا گو اس زمانہ مین سیاست مدن کے اصول جیسا کہ مصنف کہتے ہین زیادہ صاف اور عام فہم ہوگئے ہین لیکن جو مسایل دین اسلام مین قرار دے گئے ہین اون مین کچھہ بھی سقم لازم نہین آسکتا ہے۔ بلکہ جہانتک اس زمانہ کی جدید کوششون سے جہان بین مسایل کی ہوگی اوس سے مسایل دین اسلام کی صداقت زیادہ تر روشن ہوتی جائیگی۔

مملوکہ خاص کی حاصل ہونے مین نبوت امامت یا بادشاہت کے منصب کو دخل نہونے اور اوس سے استدلال کی حقیقت

یہہ صحیح ہی کہ " نبی یا امام یا بادشاہ کے قبضہ مین جو مال یا جائداد ہوتی ہی اوسمین ایک مملوکہ خاص ہوتا ہی اور دوسرا مملوکہ حکومت" لیکن یہہ صحیح نہین ہی کہ " اوس مملوکہ خاص کے حاصل ہونے مین نبوت اور امامت اور بادشاہت کے منصب کو کچھہ دخل نہین ہ منصب نبوت و امامت و بادشاہت جب

کسیکی ذوات مین پیدا ہوجاتا ہی اور اوس منصب کے ذریعہ سے جو ملک اوس کے قبضہ مین آتا ہی اوسمین اوسکو اختیار رہوتا ہی کہ اوسمین کوئی حصہ یا زمین یا کوئی حق کسی وجہ سے بذریعہ عطا یا ہبہ یا کسی قسم کی انتقال کے کسی کو دیدے اور جس کسیکو کہ وہ ایسے انتقال کے ذریعہ سے کچھہ دیگا وہ منتقل الیہ کے ورثا اور اوسکے قایم مقام کو بذریعہ ارث کے پہونچے گا اور پہر اوسکو مملوکہ حکومت سے کچھہ تعلق نہین رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی نبی یا امام یا بادشاہ کسی ایسی چیز سے جو بذریعہ اوسکے منصب کے اسکو حاصل ہو اسکی وجہ سے اپنے واسطے اوسی شان سے مخصوص کرلے جیساکہ دوسرون کے لئے مخصوص کردیتا ہی تو اوسکو بھی مملوکہ حکومت سے کچھہ تعلق نہین ہوگا اور اسپر وصف مملوکہ حکومت کا باقی نہین رہیگا اور آئین اجراء میراث کا لازم آجائے گا۔

سیاست مدن کا کوئی مسئلہ مانع اختیار عطائے جاگیر دائمی کا بادشاہ کو مملوکہ حکومت سی نہین ہی ہوسکتا ہی

آج تک کوئی مسئلہ سیاست مدن کا ایسا محقق نہین ہوا ہے اور نہو سکتا ہی کہ کوئی نبی یا امام یا بادشاہ ایسی چیز مین سے کہ جو بذریعہ منصب کے حاصل ہوئی ہو اور وہ مملوکہ حکومت ہو کچھہ دوسرون کے لئے یا اپنے لئے جدا کردینے کا اس شان سے کہ اوسکو پہر کسی وقت اور کبھی تعلق حکومت سے نہ رہے اور تابع عام قاعدہ وراثت کے ہوجائے اختیار نہ رکھتا ہو۔

مملوکہ حکومت کے معنی

مملوکہ حکومت کے معنی ہی یہ ہین کہ وہ مملوکہ زیر حکم اوس منصب کے ہے کہ جو اوسکو حاصل ہی۔ یعنی اوس مملوکہ مین اوسکو ہر طرح کا حکم دینے کا اختیار ہی اور اسی واسطے اوس کو مملوکہ حکومت بولتی ہین

عطیہ دائمی مین میراث جاری ہوگی کہ اوس کا تعلق مملوکہ حکومت سے قطع ہوجاتا ہی۔

جب کوئی نبی یا امام، یا بادشاہ اس شان سے کوئی چیز حکومت سے کسی کو دے یا اپنے واسطے جدا کرلے کہ پھر کسی وقت اور کبھی اوسکا تعلق حکومت سے نہو تو اوسمین ضرور میراث جاری ہوگی، اسلئے کہ وہ اسی نیت اور ارادہ سے مملوکہ حکومت سے علیحدہ کیا جاتا ہی۔

عطیہ میعادی موقت کا تعلق مملوکہ حکومت سے منقطع نہین ہوتا۔

اگر وہ عطیہ، یا ہبہ، یا کسی قسم کا انتقال دائمی اور نسلاً بعد نسل نہو اور حین حیاتی یا کسی زمانہ تک محدود ہو تو وہ بعد وفات، یا انقضاے زمانہ محدودہ کے شامل مملوکہ حکومت ہوجائے گا اس لئے کہ اوسکا ہمیشہ کے لئے مملوکہ حکومت سے تعلق منقطع نہین ہوا ہی۔

فدک کا مملوکہ پیغمبری بطور دائمی اور قابل اجراء

فدک جو پیغمبر کے لئے مملوکہ خاص قرار دیا گیا ہی وہ دائمی تھا

Marfat.com

میراث ہونا خود عمل پیغمبری سے بلا خدشہ ثابت ہی۔

اور وہ قابل اجراء میراث کے تہا اور یہ امر پیغمبر کے عمل سے بغیر کسی خدشہ کے ثابت ہوتا ہی۔ خیبر کی زمینین جو پیغمبر کو فے مین ملی تہین اور وہ پیغمبر نے مہاجر و انصار کو تقسیم کر دین اور کوئی انکار نہین کر سکتا کہ پیغمبر نے جو زمینین مہاجرین اور بعض انصار کو دی تہین وہ دائمی نہ تہین یا ایسی تہین کہ جسمین میراث جاری نہو سکے بلکہ جہانتک غور کیا جاتا ہی پیغمبر کے قلب اور نیت مین ہی یہ امر نہ تہا کہ وہ زمینین جن مہاجر و انصار کو دی گئین اونکو حین حیاتی یا اون کو کسی وقت معین تک کے لئے دیجاتی ہین اسی عمل پیغمبر سے یقین ہوتا ہی کہ پیغمبر نے فدک کو جو اپنے واسطے مخصوص اور خالص کر لیا۔ اور حصہ اول آیت "فے" کے مضمون سے کہ جس سے فدک کو تعلق ہی ظاہر ہوتا ہی کہ خدا نے صرف پیغمبر کو خاص اور خالصتہً اوسپر مسلط کیا ہی وہ مخصوص اور خالص ہو جانا فدک کا پیغمبر کے لئے یا خالص اور خاص مملوک پیغمبر کا کر لینا دائمی تہا نہ حین حیاتی یا کسی وقت معین و محدود کے لئے اور اسیوجہ سے قابل میراث تہا۔

مجاہدین کو بطور دوامی آراضیات دینے اور فدک کو اپنے لئے مخصوص کر لینے کی وجہ متحد ہے۔

جو وجہ کہ مہاجرین اور بعض انصار کو تقسیم کر دیتے زمینون کی اور اونکو اونکی خاص مملوک کر دینے کی تہی وہی وجہ پیغمبر کے واسطے فدک کے مخصوص اور خالص کر لینے کی

تہی۔ یعنی کل "فے" جو بذریعہ منصب نبوت کے حاصل ہوا تہا خواہ بذریعہ جنگ کے خواہ بذریعہ صلح کے اس مین سے وقت تقسیم کچہہ زمینین مہاجر اور بعض انصار کو دی گئین اور کچہہ زمین اور درخت (باغ فدک) پیغمبر نے اپنے لیئے مخصوص کرلیا گویا اپنی حق مین لگایا اوسکی وجہ متحدہ ہے

وجہ متحد کیا تہی؟

وہ وجہ متحد یہ تہی کہ کچہہ زمینین جو مہاجر و انصار کو دی گئین وہ اون کے حق خدمت اسلام کے معاوضہ مین تہین یا اون کے حسن خدمت اسلام کا عطیہ تہا۔ اور پیغمبر نے جو اپنے واسطے فدک خالص و مخصوص کرلیا وہ بہی عوض خدمت اسلام کے تہا اگرچہ بوجہ پیغمبر کے امیر اور رئیس المجاہدین والانصار ہونے کے پیغمبر کی خدمت اسلام مہاجرین و انصار کی خدمت اسلام سے ہر آئینہ افضل و اعلیٰ تہی۔

فدک اپنا خاص و خالص کرلینی سے عدل پیغمبر کا ایک بین ثبوت۔

پیغمبر نے جو فدک کو خاص اور خالص اپنا مملوکہ کرلیا اوس سے صرف عدل ہی پیغمبر کا ظاہر نہین ہوتا بلکہ تمام مسلمانون مہاجر و انصار کے ساتہہ مین سلوک اور مراعات ظاہر ہوتے ہین اسلئے کہ پیغمبر نے فدک اس مال فے کو اپنا مملوکہ خاص اور خالص کرلیا اور اپنی طرف لگالیا جو بغیر اونٹ گہوڑے دوڑائے ہوئے کہو یا بغیر جنگ حاصل ہوا تہا اور از روے آیت قرآنی وہ خاص اور خالص حق پیغمبر کا قرار پایا تہا اور اسمین کسی مہاجر اور انصار کا کوئی

Marfat.com

حق قرار نہین دیا گیا ہی برخلاف دوسری قسم "نفے" کے کہ جسمین حق مہاجرین والنصار اور دیگر مستحقون کا بروے آیت قرآنی قرار دیا گیا ہی مگر اس "فے" سے کہ جسمین مہاجر و النصار کا حق اور اوسکی کچھہ زمنین مہاجر اور بعض النصار کو دی گئین پیغمبر نے باوجود اُسمین اپنا حق ہونے کے بہی خود کچھہ نہ لیکر صرف اوسی پر قناعت و کفایت کی کہ جو دوسری قسم کا "فے" خدا نے اون کے لئے بلا شرکت غیرے خالص و مخصوص کیا تہا۔

فدک کو خدا کے پیغمبرؐ کے لئے خالص قرار دینے اور پیغمبرؐ کی اسکو اپنے لئے خالص کر لینے کی وجہ:۔

یقین کرنا چاہی کہ پیغمبرؐ کی لئے جو فدک کہ خدا نے خاص اور خالص قرار دیا اور پیغمبرؐ نے اوسکو اپنے واسطے خاص اور خالص کر لیا وہ واسطے اپنے اور اپنے اہلبیت (فاطمہ علی مرتضےٰ اور حسنینؑ) کے تہا جیسا کہ جن مہاجرین و النصار کو زمینین دی گئی ہین اوس مین اونکی آیندہ نسلون کا اور قایم مقامونکا حق شامل ہی۔

فاتح خیبر جناب حیدر کو چپتہ بہر زمین بہی نہ ملنے کی وجہ۔

تاریخ کو جہانتک مین نے دیکہا یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ فتح خیبر مین علی مرتضےٰ کو کسی زمین مین کچھہ ملا ہو اور سب پر ظاہر ہے کہ فاتح خیبر وہی ہین جنکی بابتہ ذی علم مصنف کو بھی تسلیم ہی کہ "قصناؤ قدر نے یہ فخر اونہین کے لئے اوٹہا رکہا تہا" [۱]

---

[۱] صفحہ ۵۵ ج اول۔

یہ امر نہایت تعجب انگیز ہی کہ ایسے مہاجر کو چپتہ بہر زمین نہ دیجائے۔ لیکن یہ تعجب یونہی رفع ہو سکتا ہی کہ پیغمبرؐ نے جو فدک اپنے اور اپنی اولاد کے لئے مخصوص کر لیا تہا اوسمین علیہ تعظے بہی شامل تہے پیغمبرؐ نے جو اونکو علیحدہ زمین نہین دی اونکی خدمت کو پیغمبرؐ اپنی خدمت سے جدا نہین سمجہتے تہے یہانتک کہ قرآن مین علی مرتضٰے کو نفس رسول کہا گیا ہی پیغمبرؐ جو کچہہ اپنے واسطے کرتے تہے اوسمین اپنے اہلبیت کو ضرور شامل کر لیتے تہے اور تسلیم کیا گیا ہی کہ علیہ تعظے اہلبیت رسول مین شامل ہین۔

قرآن جو قانون ہی اوسکی روسی بہی یہ عطیئے یا فدک کا اپنی لئی مخصوص کرنا دائمی ثابت ہوتا ہی:-

آیات قرآنی مین جو مہاجرین والنصار یا دیگر لوگون کے لئے خواہ وہ موجودہ وقت ہون یا اون کی آیندہ آنے والی نسلین ہون مستحق قرار پائے ہین یا پیغمبرؐ کا خالص حق قرار دیا گیا ہی وہ حقیقت مین ایک قانون ہی کہ جسکی بموجب پیغمبرؐ نے زمینین مہاجرین اور بعض انصار کو دین اور فدک اپنے لئے خاص اور خالص کر لیا۔ اوس سے ظاہر ہے کہ اون حقوق مین کوئی قید حق حین حیاتی یا تعین کسی مدت کی نہین ہی اور جب اون مین کوئی قید حین حیات یا کسی مدت معین کی نہین ہے تو اس سے لازم آتا ہی کہ وہ حقوق قانون (آیات قرآنی) مین دائمی قرار دئے گئے ہین کہ جسمین میراث جاری ہو سکے۔

ذی علم مصنف کی مثال اپنی کردہ مملوکہ خاص آمدنیون کی

ذی علم مصنف مملوکہ خاص نبی یا امام یا بادشاہ کا ایسی آمدنیون

حقیقت۔ محدود کرتے ہین کہ جیسے حضرت داؤد کا زرہ بنا کر معاش حاصل کرنا یا عالمگیر کا قرآن لکھکر بسر کرنا لیکن مملوکہ خاص کی آمدنیان اونہین ذریعون کسب معاش پر محدود نہین ہین اگرچہ وہ کار بہی ذریعہ کسب معاش کے ہین حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان جو ہمیشہ بزازی دلالی یا جو کچہہ ہو کرتے ہتے اور اوس کسب سے جو معاش پیدا کرتے ہتے اوسکی آمدنی بہی مملوکہ خاص اونکی ہوتی تہی اور اپنے اپنے زمانہ خلافت مین جو بیت المال کا روپیہ اپنی ذات پر صرف کرتے ہتے کہ جو بیت المال مملوکہ حکومت تہا آیا وہ روپیہ اور مال اونکا مملوکہ خاص سمجہا جاتا تہا کہ نہین؟ اگر وہ اونکا مملوکہ خاص نہ سمجہا جاتے تو وہ ناجایز تصرف کرنے والے مال مملوکہ حکومت کے قرار پاوین گے جیسے کہ کوئی غیر خلیفہ بیت المال سے لیکر اپنے اوپر صرف کرے لیکن نہین بعوض ادائے خدمت کے ہوتا تہا۔ گو وہ خدمت کار خلافت کی تہی اور ادائے خدمت ایک ذریعہ کسب معاش کا ہوتا ہے۔

معاوضہ ادائے خدمت خلافت بہی داخل مملوکہ خاص ہی اور بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے اس مین صرف جایز ہی۔ ادائے خدمت کے ذریعہ سے جو معاش حاصل ہو وہ قطعی داخل مملوکہ خاص کے ہے خواہ ایسا کسب کرنے والا خلیفہ ہو یا نہو لیکن معاوضہ خدمت سے خواہ وہ کار خلافت ہو یا کار غیر خلافت جو کوئی زاید لیکر اپنی ذات پر صرف کرے وہ ناجایز تصرف ایک امر علیحدہ ہوگا علی مرتضے بہی زرہ بناتے ہتے اور اپنی زمانہ خلافت مین

بیت المال سے صرف بقدر خوراک ایک متنفس کی لیتے تھے پیغمبر بھی مال
فے سے کہ جو مملوکہ حکومت ہوتا تھا اسکو اپنے مصارف مین بھی خرچ کرتے
تھے چنانچہ قرآن مین وہ ازواج جنکا مہر فے سے پیغمبرؐ نے ادا کیا یا وہ
لونڈیان جو "فے" مین پیغمبرؐ کو ملین پیغمبرؐ پر حلال کی گئین (آیت سورہ
احزاب متذکرہ بالا) جس سے صاف ظاہر ہے کہ مال "فے" اپنی ضرورت
اور حاجت پر تصرف کرنا روا ہی اور وہ مال فے بھی مملوکہ خاص ہو جاتا ہی۔

دوسری قسم مملوکہ حکومت کی مثال مین میراث کے جاری نہونے کی حقیقت

اوس مال یا جائداد کی
جو نبی یا امام یا بادشاہ کے قبضہ مین
ہوتی ہی دوسری قسم مملوکہ حکومت ہی
جس کی مثال نوی علم مصنف یہہ
دیتے ہین کہ "حضرت داؤد کے
مقبوضہ ممالک جو حضرت سلیمان کے قبضہ مین آئے" اور یہہ کہتے ہین کہ
" اس دوسری قسم مین وراثت جاری نہین ہوتی بلکہ جو شخص پیغمبری یا امامت
یا بادشاہت کی حیثیت سے جانشین ہوتا ہے وہی اوسکا مالک یا متولی
ہوتا ہی" بنظر اون اصولون کے جو اس زمانہ تک قرار پائے ہین اور جو
مطابق اون اصولون کے ہین جو دین اسلام مین قرار دیے گئے ہین مین
اس بات کو تسلیم کرتا ہون کہ مملوکہ حکومت مین عام قاعدہ وراثت کا جاری
نہین ہوتا لیکن رسول یا امام یا بادشاہ کو یہ حق اور اختیار ہوتا ہی کہ وہ خلافت
اور بادشاہت کو آیندہ کسی شخص کے لئے منتقل کر دے یا وقت قرار دی
جانے بادشاہ جدید کے بلحاظ قرابت بادشاہ پیشین کا کیا جاتا ہی۔

اندرون سلطنت مین

چنانچہ اندرون کسی سلطنت کے

حق بادشاہت پیدا ہونی کو لئے تین امر ہین پہلا استخلاف اوراسکا بیان۔

حق بادشاہت پیدا ہونے کے لئے تین امر ہین۔ اول استخلاف یعنی بادشاہ موجودہ، اپنی زندگی مین کسی کو بادشاہ آیندہ مقرر کردے جسکو اس زمانہ کی محاورہ مین ولی عہد کہتے ہین۔ یہہ لفظ بڑی عزت مین اسی موقع اور الفاظ سے بولا گیا ہی جب کوئی امیر یا رئیس اپنا کسی کو ولیعہد کرتا تھا۔ اور آن حضرت نے بھی فرمایا تھا۔ جسکا مین مولیٰ ہون اسکا علی مولا ہی۔ یا یہ اپنی وفات کے وقت کوئی بادشاہ کسی کو نامزد کردے کہ وہ بادشاہ ہوگا کہ جو ایک صورت وصیت کی ہی مگر یہہ صورت بھی استخلاف کی ہی اور اسی استخلاف سے یہ لازم آتا ہی کہ بادشاہ موجودہ اپنی بادشاہت کو بعد اپنے منتقل کرنے کا اختیار رکھنے والا ہے۔ اگر استخلاف واقع نہو لو۔

دوسرا امر قرابت قریبہ۔

دوسرا امر حق بادشاہت پیدا ہونے کے لئے قرابت ہے یعنی وہ شخص جدید بادشاہ پیشین کا جانشین ہوگا کہ جو بادشاہ پیشین سی قرابت قریبہ رکھتا ہو۔ اگر ایسی صورت بھی موجود نہو لو۔

تیسرا امر انتخاب اوراوسکی شرائط۔

تیسری وجہ حق بادشاہت پیدا ہونے کے لئے انتخاب ہے یعنی جسکو اہل الرائے منتخب کرین لیکن شرط انتخاب مین یہہ ہی کہ وہ شخص منتخب کیا جائے کہ جو شرافت نسبی اور علم اور شجاعت مین سب سے افضل ہو اور یہہ شرائط ایسی ہین جنکا لحاظ پہلی دونون صورتون مین بھی ضروری ہی۔

Marfat.com

حضرت سلیمان نے جناب داؤد کے ممالک پر قبضہ استحقاقاً پایا تہا۔

حضرت داؤد کی مقبوضہ ممالک پر حضرت سلیمان نے اسوجہ سے قبضہ پایا تہا کہ حضرت داؤد نے اپنے ان بیٹے سلیمان کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تہا جبکہ اپنے سب فرزندونکا امتحان خاص علم مین لے لیا تہا اور حضرت سلیمان کو اعلے اور افضل پایا تہا جن کی افضلیت علم کی خبر قرآنمین بہی ہی۔

کونسی ملکیتین جناب سلیمان کو ملین تہین؟

مگر مقبوضہ ممالک یعنی ملکیتین حضرت سلیمان کو حضرت داؤد کی وہی ملی تہین کہ جو حضرت داؤد نے اپنی حین حیات اپنے قبضہ مین رکہی تہین نہ وہ کہ جو حضرت داؤد نے دوسرے بیٹون کو دیدی تہین اور ان پر حضرت سلیمان نے قبضہ پایا تہا۔

پیغمبر یا امام یا بادشاہ کا جانشین ہی اوسپر قبضہ نہین کرتا ہی جو لبطور دوام سلطنت سی الگ کر دی گئی ہو۔

ایسے ہی جو شخص پیغمبری یا امامت یا بادشاہت کی حیثیت سے جانشین بنجاتا ہی تو اوسی کا مالک یا متولی ہوتا ہی کہ جو پیغمبر یا امام یا بادشاہ کے مال یا جائداد قبضہ مین ہوتی ہو نہ اوس چیز کا کہ جسکو پیغمبر یا امام یا بادشاہ نے دائمی طور پر کسی دوسرے کو دے دی ہو یا خاص و خالصۃ اپنے لئے الگ کر لی ہو۔

Marfat.com

سلطان عبدالحمید خان کی پیش کردہ مثال کی حقیقت۔

سلطان عبدالحمید خان کی جو مثال ذی علم مصنف دیتے ہین بیشک اون کے ممالک مقبوضہ مین یا اونکی جاگیر خالصہ مین اگر انہون نے اوسکو اپنے حین حیات قرار دیا ہی اون کے بیٹے بہائی مان بہن وغیرہ مین تقسیم نہین ہوگی بلکہ جو تخت نشین ہوگا وہ اسپر قابض ہوگا۔ لیکن تخت نشین بہی وہی ہوگا کہ جس کسی کے لیئے وہ استخلاف کرین یا جو اون کے خاندان مین قربت قرابت رکہنے والا ہو۔ نہ کہ ذی علم مصنف یا مین۔ اور وہ تخت نشین اوسی چیز پر قابض ہوگا کہ جو ممالک مقبوضہ مین داخل ہون گی نہ اوس چیز پر جسکو بذریعہ کسی انتقال وغیرہ کے سلطان اپنے ممالک مقبوضہ سے خارج کر چکا ہیں۔

باغ فدک مین عام وراثت کا قاعدہ جاری ہو سکنے کی وجہ۔

جو لوگ باغ فدک کو درجہ بدرجہ ائمہ اثنا عشر کا حق سمجہتے ہین وہ اوسمین عام وراثت کا قاعدہ اس سبب سے جاری نہین کرتے ہین کہ باغ فدک قابل توریث نہین تہا بلکہ بموجب وقف وصیتی جناب سیدہ کے اونکی نسل مین جو امام ہو بذریعہ تولیت کے اوسکا حق قبضہ سمجہتے ہین جیسے کہ کسی منتظم افسر خاندان کو حق اور اختیار فائدہ پہونچانے کسی ممبر خاندان کو کسی جائداد سے ہوتا ہی۔ اس مسئلہ کو اوس مسئلہ سے کچہہ تعلق نہین ہی کہ جو کسی ممالک حکومت پر بہ حیثیت بادشاہ کے قابض ہونے کا مسئلہ ہے۔

باغ فدک کی مسئلہ کے تعلق کی ایک مثال۔

بلکہ اس مسئلہ کو اوس خاندان خاص سے تعلق ہے کہ جو کسی خاندان کے قبضہ مین ہو مثلاً

فرض کرو ایک سلطان اپنی مملوکہ خاص جائداد کو اپنی اولاد پر خاص شرائط کے ذریعہ سے وقف کرے اور کسی ایک کو متولی اوسکا قرار دے، تو ایسے وقف کے بعد کیا بادشاہ وقت اوس جائداد کو اپنی مملوکہ حکومت مین شامل کر لیگا؟ نہین وہ جائداد بموجب شرائط وقف کے اوسی خاندان کے قبضہ مین رہیگی اور اونہین شرائط کے لحاظ سے ہر زمانہ مین ایک متولی اوسکا ہوتا رہیگا۔

علی مرتضیٰ کی اپنی عہد خلافت مین بہ حیثیت وراثت فدک کے مالک نہو سکنے کی وجہ۔

علی مرتضےٰ اپنی زمانہ مین کبھی فدک کے بہ حیثیت وراثت اپنی زوجہ فاطمہ بنت رسول خدا صلعم کے مالک نہین ہوئے اور نہ وہ بہ لحاظ وقفی وصیت جناب سیدہ کے مالک ہو سکتے اور اسی وجہ سی بعد وفات علی مرتضےٰ نہ اونکی کوئی اولاد جو غیر لبطن فاطمہ سے تھی بذریعہ ارث کے وارث ہو سکتی تھی۔

اپنی غیر مستقل قبضہ خلافت مین فدک کو اسکی حقدارونپر رو نہ کرنیکی وجہ خود علی مرتضیٰ کی

علی مرتضےٰ کا قبضہ غیر مستقل اوس خلافت پر البتہ ہوا ہے جسمین فدک پہلے سے شامل کر لیا گیا تھا اور انہون نے اپنی ایک اسپیچ مین

Marfat.com

ربانی۔ | جبکہ معاویہ بن سفیان کی بغاوت کو
فرو کرنے مین مصروف تھے جہان اون امور کو شمار کرایا ہی کہ جو عہد خلفاء ثلثہ مین ناجایز طور پر واقع ہوے تھے اور اون کے منسوخ کرنے کا ذکر کیا ہی وہان فدک کا بھی ذکر فرمایا ہی کہ " اگر مین اسکو اوسکی حقداروں کی طرف رد کردون تو میرا لشکر مجھسے ابھی جدا ہو جائے گا " ایسے قبضہ علی مرتضےٰ سے ہرگز یہ نہین سمجھا جا سکتا کہ وہ فدک کے اپنے زمانہ خلافت مین مالک ہو گئے تھے اور اون کی وفات کی بعد وراثت کا قاعدہ جاری ہوا۔

جناب امام حسن کے خلافت پر قبضہ کی نوعیت اور دونون زمانون کی حالت۔

حضرت امام حسن کے قبضہ مین آنا بھی اوسی حیثیت سے سمجھا جا سکتا ہی کہ جس حیثیت سے علی مرتضیٰ کے قبضہ مین آیا تھا لیکن حالت زمانہ کی علیم مرتضےٰ کے عہد مین ایسی تھی کہ جسپر نظر کرنے سے اونکو یہہ اندیشہ تھا کہ اگر وہ امور ناجایز کو جو ماسبق مین ظہور مین آئے تھے رد اور منسوخ کرنے سے اون کا لشکر اونسے جدا ہو جایگا مگر حضرت امام حسن کے زمانہ خلافت مین حالت زمانہ کی ایسی ہو گئی تھی کہ بغیر اس کے کہ جناب امام حسن اظہار کسی امر کے رد اور منسوخ کرنے کا کرین لشکر نے اونکو چھوڑ دیا اور خود حضرت امام حسن کو وہ خلافت ترک کرنی پڑی۔

صورت مین علیم مرتضیٰ

اگر بعد وفات پیغمبر اونکی دختر کو بذریعہ ارث کے فدک ملتا

Marfat.com

اوسکا نام بھی ثمنع تہا، اونہون نے یہ دونون زمینین خدا کی راہ پر وقف کردین، وقف مین جو شرطین کی تھین یہ ہین، یہ زمین نہ بیچی جائے گی، نہ ہبہ کی جائے گی۔ نہ وراثت مین منتقل ہوگی، جو کچھہ اس سے حاصل ہوگا وہ فقرا، ذوی القربے، غلام، مسافر اور مہمان کا حق ہے"[۱]

مصنف کی شہادت تحقیق کا نتیجہ۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہی کہ خیبر کی جو جو زمینین حضرت عمر اور دیگر صحابہ کو آنحضرت نے تقسیم کردی تہین اون کے وہ صحابہ قطعی مالک ہوگئے تہے ایسے کہ جسکو وہ منتقل بھی کرسکتے تھے اور وراثت بھی جسمین جاری ہوسکتی تھی اور جو شرالیط کہ وقف نامہ مین حضرت عمر نے تحریر کئے اوس سے بھی ثابت ہے کہ اگر وہ وقف نہ کیجاتی تو وہ ہبہ بھی ہوسکتی تہی اور وراثتًا منتقل بہی ہوسکتی تھی کیونکہ ایسے اختیارات اونکو اوسی وقت حاصل ہوسکتے تھے جبکہ وہ جاگیرین مملوکہ حکومت سے بے تعلق اور خارج کردی گئی تھین۔

فدک صلح سے ملا تہا جو علی مرتضیٰ کے ہاتھہ پر واقع ہوئی تھی۔

یہہ صحیح ہی کہ فدک صلح سے ملا تھا لیکن ذی علم مصنف صرف محیصہ بن مسعود انصاری کو فدک والون کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے بہیجا ظاہر کرتے ہین مگر روایات مین یہہ بھی وارد ہوا ہی کہ "حضرت رسول نے فدک کی طرف علی مرتضے کو بہیجا اور مصالحت اون کے ہاتھہ پر واقع ہوئی کہ وہ قصد خونریزی فدک والون کا نہ کرین اور خوا لیط خاص

[۱] جلد ثانی الفاروق صفحہ ۲۹ و جلد اول صفحہ ۵۵۔ ۱۲ منہ

اذان رسول اللہ ہو" لیکن حقیقت مین جب غور سے دیکھا جائے تو یہ اختلاف روایات کی حیثیت نہین ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اول پیغمبر نے محیصہ کو بھیجا اور یہودیون نے واسطے صلح کے نون بن یوشع اپنے ایک سردار قوم کو معہ ایک گروہ یہود کے خدمت پیغمبر مین روانہ کیا اس واقعہ کو ذی علم مصنف بھی بالاجمال قبول کرتے ہین، بعد آسکے یوشع بن نون کے علی مرتضےٰ منجانب آنحضرت واسطے تکمیل شرائط صلح کے موقع پر بھیجے گئے ہین اور معاملہ صلح کا اون کے ہاتھ چڑھے ہوا ہے۔

فدک اسلام کے قبضہ مین بہ حیثیت مملوکہ حکومت نہین آیا۔ بلکہ خالص قبضہ رسول مین تھا۔

ایسی حالت مین یہہ کہنا ذی علم مصنف کا کہ" فدک اسلام کے قبضہ مین آیا، اس حیثیت سے کہ وہ مملوکہ حکومت سمجھا جائے" صحیح نہین ہوسکتا۔ بلکہ بلحاظ اوس آیۃ "کے" کے کہ جسپر اونٹ اور گھوڑے نہ دوڑائے گئے۔ محض رسول پر خدا نے کیا ہی اور صرف رسول کو اسپر مسلط فرمایا ہی۔ اسلئے یہ کہنا صحیح ہوسکتا ہی کہ فدک رسول کے قبضہ مین آیا"

پیغمبر کو اختیار ہے کہ جس مال فی کو چاہی تخصیص سی اپنی قبضہ مین لی وہ اس کی ملکیت خاص ہوگی جسکو چاہی

بلاتخصیص کے جو مالک صلح کے ذریعہ سے قبضہ مین آئین وہ امام یا بادشاہ کی ملکیت خاص قرار نہین پا سکتے لیکن جو اشیاء

نہ لے وہ مملوکہ حکومت رہی گی۔

بالتخصیص نبی یا امام یا بادشاہ کی مملوکہ اور مقبوضہ خاص قرار دیجائین وہ ملکیت خاص اوس کی قرار پائینگی اور شامل مملوکہ حکومت کے ہونگی اور جو اور مقامات عرب کے اس طرح قبضہ مین آے کہ اونپر چڑہائی نہین کرنی پڑی اور وہ آنحضرت کی ملک خاص نہین سمجھی گئی اسکی وجہ یہہ ہے کہ اونکو غنیمت سے الگ خاص نہین قرار دیا تہا اور یہ امر اون کے اختیاری تہا۔

مصنف کا اقبال کہ فدک کو آنحضرت نے اپنے لئے مخصوص کر لیا تہا باقی مفتوحہ زمینین وقف عام رہین۔

خود ذی علم مصنف قبول کرتے ہین کہ اور مفتوحہ زمینین غالبًا وقف عام رہین لیکن فدک کو آنحضرت نے اپنے مصارف کے لئے مخصوص کر لیا تہا اس سے (لوگونکو) اس خیال کا موقع ملا کہ وہ آنحضرت کی جائداد خاص ہی اور اس خیال کی تائید زیادہ اس سے ہوئی کہ فدک پر لشکرکشی نہین ہوئی تہی اور اس لئے اسپر اور لوگون کو کسی قسم کا حق نہین حاصل تہا۔

لوگون کی خیال بالا پر ذی علم مصنف کی رای اور نیز اون کی زبانی حضرت عمر کا قیاسی اجتہاد۔

ذی علم مصنف اوس خیال کو صحیح قرار نہین دیتے اور یہ ظاہر کرتے ہین کہ جن روایتون سے فدک خالصہ رسول اللہ کا اور اس مین تصرف کرنا [illegible] فقراء

نبی ہاشم اور اونکی رانڈونکا ترجیح کرنا پایا جا [illegible]
ظاہر ہوتا ہی کہ فدک مملوکہ نبوت ایسا ہی تہا جیسا [illegible]
جائداد خالصہ کر دی جاتی ہی اس بنا پہ باوجود مخصوص [illegible]
کی حیثیت اوس سے زایل نہین ہوئی"

ذی علم مصنف یہہ بہی کہتے ہین کہ "حضرت عمر فدک وغیرہ کو مال [illegible]
آنحضرت کا سمجہتے تہے لیکن اوسی قسم کا خالصہ جو ذاتی ملکیت نہین ہوتا
جس طرح سلاطین کے مصارف کے لئے کوئی زمین خاص کر دیجاتی ہے
کہ اوس مین میراث کا عام قاعدہ جاری نہین ہوتا۔ بلکہ جو شخص جانشین
سلطنت ہوتا ہی وہی اوس سے متمتع ہو سکتا ہی وہ آنحضرت کی ذاتی
جائداد نہین سمجہتے تہے اسپر قبضہ کا مستحق صرف اوسکو قرار دیتے تہے جو رسول
اللہ کا جانشین ہو"

دونون بزرگون کی رای کی جو خلاف اصول مسلمہ مملوکہ حکومت ہی بروے آیات غلطی۔

ذی علم مصنف اپنی اور حضرت عمر کی یہ رائے جس [illegible] سے ظاہر کرتے ہین وہ [illegible] حقیقت خلاف اوس اصول [illegible] ہی کہ جو مملوکہ حکومت مین [illegible] یعنی پیغمبر یا امام یا بادشاہ [illegible]
مین بہ حیثیت منصب پیغمبری یا امامت یا بادشاہت [illegible]
اور جائداد آئے وہ اوسکا مالک ہوتا ہے اور اوس کو اختیار [illegible]
جس کسیکو چاہے کوئی مال یا زمین علیحدہ کرکے دیدے یا [illegible]
مخصوص کرلے وہ کسیکو دیدینا یا اپنی لئے مخصوص کر [illegible]

حین حیاتی ہی یا موقت کسی وقت تک کے لئے ذی علم مصنف نے یہہ
غور نہین کیا کہ مال "فے" سے پیغمبر نے جو دوسرے لوگون اور اون کی
اولاد آیندہ نسلون کے واسطے مال منقولہ و غیر منقولہ جو کچہہ دیا ہی وہ
دائمی تہا اور ایسے ہی پیغمبر نے جو کچہہ اپنے لئے اور اپنی اولاد آیندہ نسلون
کے لئے مخصوص کرلیا وہ بہی دائمی تہا اور بوجہ دائمی مخصوص ہو جانیکے
وہ تابع مملوکہ حکومت نہین رہا اور جن سلاطین کی جائداد خالصہ کا ذکر کیا
جاتا ہی اون مین نیت خالصہ دائمی کی نہین ہوتی ہی اور اسی سبب سی
عام استحقاق مملوکہ حکومت کا اوس سے زایل نہین ہوتا ہی اسی اصول
سی حضرت عمر واقف نہین تہے، یا واقف تہے تو اونہون نے خاص غرض
سے اوس اصول کو ترک کیا اور تعبیر آیت "فے" کی غلط کی، اور اس کے
معنی غلط لگائے اور یہہ غلط نتیجہ نکالا کہ" مقامات مفتوحہ کسی خاص شخص
کی ملک نہین ہین بلکہ وقف عام ہین" یہہ تعبیر اور یہ معنی، اور یہ نتیجہ خود
اوسی آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ غلط ہی۔ اوس آیتہ مین مال فے، حق خاص
رسول کا اور صرف اوسیکا تسلط قرار دیا گیا ہی اور کسی غیر رسول کا حق اوس
فے مین قرار نہین دیا گیا ہی جس فے کی یہہ تعریف خدا نے بتائی ہی کہ
گہوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہون اور اوسی آیتہ کے دوسرے
حصہ مین ذکر فے، کو خدا نے واسطے اپنے اور رسول کے اور ذوی القربیٰ
و یتیمون اور مساکین اور ابن السبیل کے قرار دیا ہے اور واسطے فقراء
مہاجرین کے جنکی صفت بیان کی ہی اور اون لوگون کے جنہون نے
دار ایمان کو جائیگا قرار دیا ہی اور اون کی صفت بیان کی ہی اور
واسطے اون لوگون کی جو آئے بعد اون کے اور اون کی صفت بیان

Marfat.com

کی ہو جب فی ہین خدا نے اس قدر مستحق بیان کر دئے ہین اور انکا حق قرار دیا ہو تو حضرت عمر کی یہ راے اور معنی اور نتیجہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہو کہ " مقامات مفتوحہ کسی خاص شخص کی ملک نہین ہین بلکہ وقف عام ہین" اسلئے کہ جب اس آیة کے بموجب "خمس" مین سے کچھہ علیحدہ کر لیا جائے گا اور اوس کے مستحقین کو کہ جسمین رسول اور اوس کے ذوی القربے بھی شامل ہین دیا جائے گا تو کیسے یہہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ " مقامات مفتوحہ کسی خاص شخص کی ملک نہین ہو سکتے" خود اسی آیة فے مین جو وہ لوگ مستحق فے قرار پائی ہین کہ جو بعد کو آئے خود حضرت عمر نے اوس کے معنی اپنی اس راے کے قایم کرنے کے لیئے کہ مقامات مفتوحہ کسی خاص شخص کی ملک نہین ہوتے" یہ قرار دئے ہین کہ " وہ آیندہ نسلین آنیوالی ہین آیندہ آنیوالی نسلون کا استحقاق اسیوقت مین قایم ہو سکتا ہی کہ جب پہلے اون کے مورثون کا حق خاص قایم ہو جائے ورنہ آیندہ آنے والی نسلون کا حق اسیطرح قایم نہین ہو سکتا۔ مگر ہان اوس صورت مین کہ جب کوئی گروہ انسان، گو وہ کسی قوم اور ملت کا ہو فتح کر کر اوسپر قبضہ حاصل کرے اور ایسا مفہوم شاید حضرت کا ہو مگر کسی مسلمان کی سمجھہ مین نہین آسکے گا۔

فاروقی رائے کی اسی آیت کے ایک دوسرے ٹکڑے سے غلطی۔

اس آیة فے، مین اسی فے کے لیئے یہ حکم بھی ہے کہ " جو کچھہ تم کو رسول دے وہ لے لو اور جس چیز سے کہ تم کو منع کرے اوس سے

باز رہو" اگرچہ اس حکم کو عام بیان کیا گیا ہی لیکن یہ قبول کیا گیا ہی کہ یہ خاص مال فے کے متعلق ہی اس حکم کا انطباق کس طرح سی ہو سکتا ہی جبکہ فی کے معنی یہہ قرار دیے جائین کہ "مقامات مقبوضہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہین ہو سکتی" کیونکہ مال فے مین سے جو کچہہ پیغمبر کسی کو دے گا اور اوسکے لینے کا حکم ہے تو صریح ہے کہ وہ چیز اسکی ملوک خاص ہو جائیگی لیکن جو مال فے کہ پیغمبر کسی کو نہ دے یا جو حق کہ کسی کو عطا نہ کرے اسکے لینے کی مناہی کی گئی ہی جسکا مطلب صاف معلوم ہوتا ہی کہ فے مین سے جو کچہہ پیغمبر نے ملوک حکومت رکہہ لیا ہے یا کسی کو کچہہ دیدیا ہی یا مال فے پیغمبر نے اپنے اور اپنے ذوی القربے کے لئے خاص اور خالص کر لیا ہی وہ بدستور رہے اوسمین کسیکو دست اندازی نہین کرنا چاہیے۔ پس

فدک کو باوجود خالصہ رسول سمجھنے کے حضرت عمر نے غلط نتیجہ نکالا۔

کچہہ شبہہ نہین کہ جب بموجب حصہ اول آیت "فے" کے جسپر گھوڑے اونٹ نہ دوڑے ہون حضرت عمر فدک کو خالصہ رسول اللہ کا سمجھتے تھے جیساکہ مصنف بیان کرتے ہین تو یہہ سمجہنا اونکا غلط تہا کہ "وہ خالصہ اوسی قسم کا ہے کہ جو ذاتی ملکیت نہین ہوتا جسطرح سلاطین کے مصارف کے لیئے کوئی زمین خاص کر دیجاتی ہی جسمین میراث کا عام قاعدہ جاری نہین ہوتا بلکہ جو شخص جانشین سلطنت ہوتا ہے تنہا وہی اوس سے متمتع ہو سکتا ہی" کیونکہ یہ خالصہ اوس قسم کا نہین تہا جو سلاطین کے حین حیات ہوتا ہے اور جسمین نیت اور ارادہ

بہی نہین ہوتا ہی کہ وہ دائمی ہی - بلکہ بموجب آیت غزالی کے یہ قابضہ اوس
قسم کا دوامی تہا جس قسم سے کہ زمینین اور دیگر مال غنیمت مہاجرین اور
بعض انصار اور دیگر مستحقین کو دیا گیا ہی-

جانشین سلطنت کے قبضہ کی نوعیت-

جانشین سلطنت کا قبضہ اوسی پر ہو سکتا ہی جو تابع سلطنت ہو نہ اوس جیز پر کہ جسکو بادشاہ نے اپنے اختیار کے بموجب سلطنت سے علیحدہ کرکے دوسرون کا مملوکہ خاص کر دیا ہو-

فدک سے ابنا سبیل کو دیا جانا اور بیواؤن کی شادی اور دیگر مصارف وغیرہ فدک کی حق حین حیاتی یا نا قابل الانتقال والمیراث یا وقف ہونیکی دلیل نہین ہو سکتی-

یہ امر کہ بموجب فدک واسطے پیغمبر کے ہو گیا اور پیغمبر اوسمین سے ابنا سبیل اور فقرا بنی ہاشم اور اون کی بیواؤن کی شادیان کرنے مین صرف کرتے تہے! منافی اسکے نہین ہی کہ وہ حق دائمی قابل انتقال اور میراث کے نہین تہا - کیونکہ کوئی شخص اپنے ذاتی مملوکہ پر قابض اور متصرف ہو اور وہ اوس جائداد مین سے اپنے اوپر بہی صرف کرے اور اپنے اقربا اور غیر اقربا، یا فقراء ومساکین یا دیگر مصارف خیر مین بہی تو اوس پہ لازم نہین آجائیگا کہ وہ جائداد وقف ہے اور نہ ایسی جائداد پر بعد وفات اوس کے بادشاہ زمانہ قبضہ کرکے اپنی سلطنت مین شامل کر سکتا بلکہ ایسی جائداد کو وہ مالک اور قابض منتقل بہی کر سکتا ہی اور وارثان مین

Marfat.com

جاری ہوسکتی ہے۔

آیات سے ہیں ثبوت اسکا کہ فدک خالص قبضۂ دائمی پیغمبرؐ مین ہونیکی وجہ سے قابل انتقال و میراث تہا۔

اب مین یہ دکہاتا ہون کہ فدک مال "نفے" جو پیغمبرؐ نے اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے مخصوص کرلیا تہا وہ قابل الانتقال تہا اور جب وہ قابل انتقال تہا تو صریح ہے کہ وہ خالص ملکیت ذاتی دائمی اور خاص مملوکہ پیغمبرؐ ہی تہی۔ خدا نے دو مرتبہ قرابتداروں کا حق دیدینے کے لئے حکم نازل کیا ہے اور اسی کی بموجب پیغمبرؐ نے فدک اپنی دختر فاطمہ زہرا کو عطا یا ہبہ کیا۔ سورہ بنی اسرائیل مین یہ آیت ہے "کہ

آیت سورہ بنی اسرائیل۔

وآت ذالقربےٰ حقہٗ والمسکین و ابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا و اما تعرضن عنہم ابتغا رحمۃ من ربک ترجوہا فقل لہم قولا میسورا ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا ۵

اور دے تو (اے پیغمبر) صاحب قرابت کو حق اوسکا اور مسکین کو اور ابن السبیل کو اور مت خرچ کر تو غیر محل خرچ کے خرچ کرنا، بے شک بے محل حق کر صرف کرنے والے بہائی شیطان کے ہوتے ہین۔ اور شیطان اپنے پروردگار کے لئے ناشکرا ہے اور اگر موہنہ پہیرے تو اون سے واسطے طلب کرنے رحمت کی اپنے پروردگار سے۔ امید رکھتا ہے تو

اوس (رحمت) کی پس کہہ تو واسطے اون کے بات خوش اور ست گردان اپنی ہاتہہ کو بند ہا ہوا اپنی گردن کی طرف اور نہ کہول تو اوس ہاتہہ کو بالکل کہلا ہی ہوا پس بیٹھہ رہیگا تو ملامت کیا ہوا اور پچتایا ہوا تحقیق پروردگار تیرا کہولدیتا ہی رزق جس کے واسطے چاہتا ہی اور تنگ بھی کرتا ہے۔ تحقیق کروہ اپنے بندون کا آگاہ اور بینا ہی۔"

واضح ہو کہ اس آیتہ سے پہلے جو آیتہ ہے اوس مین اخلاق کی باتین بیان کی گئی ہین اور اس آیتہ بالا کا نظم اوسی آیتہ کے ساتہہ ہے، اس آیتہ مین پیغمبر کو ادب سکہایا گیا ہی۔

آیت سورۂ روم۔

سورۂ روم مین یہ آیتہ ہے کہ " اور جسوقت کہ چکہاتین ہم لوگونکو رحمت پس خوش ہوتے ہین وہ ساتہہ اوس کے اور اگر پہونچی اونکو کوئی بدی کہ بہیش لائے ہین ہاتہہ اون کے اوسوقت وہ ناامید ہوجاتے ہین کیا نہین دیکہا اون لوگون نے کہ بیشک اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اسمین نشانیان ہین قوم کے لئے کہ ایمان لائے ہین۔ پس دے تو صاحب قرابت کو حق اوسکا اور مسکین اور ابن السبیل کو وہ بہتر ہے واسطے اون کے کہ چاہتے ہین وجہ اللہ کو، اور وہی لوگ

" واذا اذقنا الناس رحمة فرحوابہا وان تصبہم سیئة بما قدمت ایدیہم اذا ہم یقنطون ٥ اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی ذلک لایات لقوم یومنون، فات ذی القربٰی حقہٗ والمسکین وابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولٓئک ہم المفلحون ٥"

Marfat.com

رستگاری پانے والے ہیں"۔

شیوخ احادیث اہلسنت کی روایات۔

اہلسنت کے ہاں بروایت سُدی اس آیت میں ذی القربیٰ سے مراد قرابت رسول لی گئی ہے[1]

اور دیگر شیوخ احادیث اہلسنت نے ابوسعید خدری سے یہ روایت کی ہے کہ "جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت فاطمہ کو بلاکر فدک اون کو عطا کردیا اور سونپ دیا"۔ کتاب مقصد سے یہ روایت لی گئی ہے کہ "جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت پیغمبرؐ نے جبریل سے پوچھا کہ میرا قرابت دار کون ہے؟ جبریل نے کہا کہ فاطمہ ہے فدک اوسکو دو جو کچھ کہ مال خدا اور رسول ہے۔ پیغمبرؐ نے فاطمہ کو بلایا اور اون کی لئے حجت لکھدی اور وہی وثیقہ تھا کہ بعد وفات رسول کے فاطمہ ابوبکر کے سامنے لائی تہیں اور یہ کہا کہ یہ کتاب رسولخدا کی ہے کہ واسطے میرے اور حسن و حسین کے لکھی ہے[2]

مشاہیر علما کی رایوں کا نتیجہ

ان مشاہیر علمار اہلسنت کی تصانیف سے جب یہ امر ظاہر ہے کہ جب بعد نزول ان آیات کے پیغمبرؐ نے فدک فاطمہ کو دیدیا اور اوسکا قبضہ کرا دیا تو صریح ہے کہ فدک ملکیت خاص رسول کا قرار پایا ہوا تھا کہ جس میں انتقال بذریعہ عطا اور ہبہ کے جائز ہو۔

اگر باغ فدک مملوکہ خاص پیغمبرؐ

اگر باغ فدک مملوکہ خاص

[1] تفسیر ثعلبی۔ ۱۲ منہ [2] تفسیر درمنثور سیوطی و معارج النبوۃ رکن ۴ صفحہ ۲۲۱ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ و بیاض ابراہیمی و کنز العمال علے متقی۔ و جواہر العقدین۔ و حبیب السیر ۔ ۱۲ منہ ۔

Marfat.com

اور قابل الانتقال نہ تھا کیا خدا نے قرابت دار کو اوسکی دیدینے کا امر فرما کر پیغمبر سے بیجا التصرف ملوکہ حکومت مین کرایا؟

[illegible] پیغمبر کو [illegible] تھے۔ اگر فدک کو ملوکہ [illegible] انتقال ملکیت سے پیغمبر کے [illegible]

تو لازم آئے گا کہ پیغمبر نے فدک مال "فے" ملوکہ حکومت مین ناجایز اور بیجا التصرف کیا۔ اور ایسے فعل پیغمبر سے اون کے منصب نبوت اور امامت مین نقص اور خلل واقعہ ہوتا ہے۔

جناب سیدہ کو اون کے حق کی دیدینے کا امر بالکل غور طلب ہے کہ وہ کیا حق رکھتی تہین۔

ان آیات مین جو یہ حکم ہے کہ اے پیغمبر دیدے اپنے قرابت دار کو حق اوسکا اور مسکین اور ابن السبیل کو۔ اسپر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرابتدار کو حق دیدینے کا حکم دیا گیا ہے

یہ ظاہر ہے کہ فدک ہو یا کوئی دوسری چیز جب تک کہ پیغمبر [illegible] اپنی کسی قرابتدار کو دے نہ دین تب تک اوس کا [illegible] پیدا نہین ہوتا۔ اسی سے یہ امر پیدا ہوتا ہے کہ [illegible] مین پیغمبر کو اوس چیز کے دیدینے کا حکم [illegible] پہلے سے حق رکھتا تھا اور اسی وجہ سے [illegible]

Marfat.com

جو حکم دیا ہے تو اوس مین پیغمبر کو سختی سے تادیب کی ہی اور فرمایا ہے
کہ اوس حق کو بے محل صرف نہ کرو اگرچہ پیغمبر جہان کہین جو کچھ صرف
کرتے ہتے وہ درجہ اسراف پر نہین تہا کیونکہ پیغمبر جو کچھ خرچ کرتے ہتے
وہ اپنی ذات اور اولاد اور ازداج پر اور راہِ خدا مین صرف فرماتی تہی۔
بعد نزول اس آیتہ کے جب پیغمبر نے فدک اپنی دختر فاطمہ زہرا کو ہبہ یا
عطا کردیا تو دیکھنا چاہئے کہ اوس فدک مین پہلے سے فاطمہ کا کیون کر
حق ہوسکتا ہے؟

پہلا حق فاطمہ زہرا۔

ایک امر تو یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کیساتھ
نکاح کیا تہا کہ جن کے بطن سے جناب فاطمہ تہین۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا
دین مہر بذمہ پیغمبرؐ واجب الادا تہا اور بعد وفات خدیجۃ الکبریٰ کے اوس
دین مہر کا استحقاق جناب فاطمہ رکہتی تہین جو آیت قرآنی بابت ادائی
دین مہر ازواج پیغمبر کے نازل ہوئی ہے جسکو مین اوپر دکہا چکا ہون
اس سے ظاہر ہے کہ مال "فے" سے ادا کیا جانا دین مہر ازواج پیغمبرؐ
کا روا رکہا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ فدک "مال فے" ہے اور دین مہر
جناب خدیجہ کا بہی مال "فے" پر واجب الادا تہا۔ اور حضرت فاطمہ اوس
مال "فے" سے ادائیگی دین مہر اپنی والدہ پر حق رکہتے تہین۔ دوسرے

دوسرا حق فاطمہ۔

مین جہانتک غور کرتا ہون میری سمجھ مین تمام عرب کو تسلیم تہا
اور تمام مسلمان اور غیر مسلمان مورخ قبول کرتے چلے آتے ہین۔ کہ
حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور جناب فاطمہ زہرا ایک اعلےٰ درجہ کی دولتمند

Marfat.com

اور مالدار خاتون تہین جنکی ابتداءً آنحضرت نے ملازمت اختیار کی تھی
اور آنحضرت کی اوس زمانہ مین حالت عسرت کی تھی جیسا کہ خدا نے بھی
ابتدائی حالت پیغمبر کی درویشی کی فرمائی ہی اور پہر اونہون نے اونکے
ساتھ نکاح کر لیا اور جب تک کہ وہ زندہ رہین اوسوقت تک پیغمبر نے
مکہ سے مدینہ کو ہجرت نہین کی تہی اوسوقت تک پیغمبر کو اللہ کے کامون
مین زیادہ خرچ کرنے کا موقع یا ضرورت نہین ہوئی تہی لیکن زمانہ ہجرت
سے خدا کے کامون مین مال کثیر صرف کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ
عین وقت ہجرت کے ایک اونٹ حضرت ابوبکر سے پیغمبر نے نوسو درہم
کو خرید کیا جسمین نفع کثیر حضرت ابوبکر کو ملا تہا۔ اگرچہ حضرت ابوبکر نے یہہ
خواہش کی تہی کہ پیغمبر بلاقیمت اونٹ حضرت ابوبکر سے لے لین۔
لیکن آنحضرت نے بلاقیمت لینا پسند نہین کیا جسکی وجہ شاہ عبدالحق
دہلوی مدارج النبوۃ مین یہ ظاہر کرتے ہین کہ تحقیق خرید کرنے مین اس
ناقہ کے حضرت ابوبکر سے باوجود نہایت صدق و وداد اور اتحاد کے
حکمت یہ ہی کہ حضرت نے نہ چاہا کہ راہ حق مین کسی سے استمداد اور
اعانت ڈھونڈین[1]۔ اس اونٹ پر پیغمبر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر کے
تشریف لائے اور پیغمبر قتل ہو جانے سے محفوظ رہے۔ اسکے بعد
اخراجات غزوات اور سریات یعنی آراستگی اور مہیا کرنے سامان
جنگ اور فوج کے اور اپنے ذاتی مصارف مین ہوتے رہے اوسکا
اندازہ کرنا بہت دشوار ہے لیکن اوسکا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے
کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو یہ سمجہایا تہا کہ[2] اگر فدک کو واگذاشت

---

[1] روضۃ الاحباب صفحہ ۹ مطبع لکھنؤ و مدارج النبوۃ جلد دوم ۱۲ منہ۔

کردو گے تو مسلمانون پر کیا خرچ کروگے تم دیکھہ رہی ہو کہ عرب تم سے لڑنے کے لیئے چڑھ آیا ہے"۔ جیسا کہ علامہ سبط ابن جوزی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ "فاطمہ بنت رسول اللہ ابوبکر کے پاس آئین جبکہ وہ بالائے ممبر تھے اور اون سے کہا آیا کتاب اللہ مین یہ ہے کہ تمہاری بیٹی تمہاری وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث نہون؟ پس عبرت ہوئی ابوبکر کو اور وہ رونے لگے اور کہا کہ میرا ان باپ تیرے باپ اور تجہ پر سے قربان ہون، اور پہر ممبر پر سے اوتر آئے اور لکھدیا اون کو فدک، اوسیوقت عمر آگئے۔ اور اونہون نے (حضرت ابوبکر سے) پوچہا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا یہ ایک نوشتہ ہے کہ مین نے فاطمہ کو اون کے ارث پدری کے متعلق لکھدیا ہے حضرت عمر نے کہا پس کیا خرچ کروگے تم مسلمانون پر اور تحقیق کہ لڑینگے تمسے عرب جیسا کہ تم دیکھتے ہو پہر حضرت عمر نے وہ نوشتہ (سیدہ سے) لیکر چاک کر ڈالا"۔

حضرت عمر کے بیان سے مصارف جنگ کو آمدنی فدک کا کافی ہونا۔

حضرت عمر کی اس اصلاح سے جو اونہون نے حضرت ابوبکر کو دی اس امر کا بے شک اندازہ ہوسکتا ہے کہ خلافت کو جو کچھہ مصارف جنگ کی عہد حضرت ابوبکر مین یا حضرت عمر مین ہوئے اون مصارف کے لیئے آمدنی فدک کی کفایت کرسکتی تہی کہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت مین اوسکا غلہ چالیس ہزار دینار کی قیمت کا ہوا ہے۔ [1]

---

[1] متن ابی داؤد چھاپہ لکھنؤ مین موجود ہے مگر بعدہ چھاپہ دہلی سے نکالڈالا گیا ہے دیکھو صفحہ ۶۸۲ کتاب ہذا

پیغمبر ...
جو صرف ...
سی صرف کیا ...

سے ہوئے ورنہ ہم ...
بزمانہ حیات ...
باجازت اون ...
اوای مصارف ...
کرنے والے تھے۔

مقتضی اسکی نہین ہوسکتی ہی کہ ...
یہ نیت نہ رکہتے ہون کہ ...
معاوضہ مین دین - اگر مسلمان ...
ملازمت اور نکاح حضرت ...
کہ اونکا مال اور دولت ...
معاوضہ صرف کرین ...
اخلاقی کی خور کہتا ہو ...
اسلام سے خارج سمجھیگا

(حاشیہ صفحہ ...) ...
معنوی کی جرات ہوجاتی ہے ...
مولف ...

Marfat.com

بعد وفات حضرت خدیجہ آنحضرت متروکہ خدیجہ مین بموجب ہدایت اہلسنت خرچ کا کچھہ حق نہین رکہتی تہی

بعد وفات خدیجہ کے جو مال اور دولت حضرت خدیجہ کا باقی رہا اوسکے کل خرچ کا پیغمبر کچہہ حق نہین رکہتے تہے۔ اہلسنت کے مذہب کی روسے بلحاظ حضرت ابوبکر کی روایت کے تو کوئی حق ارث پیغمبر کو ترکہ خدیجہ سے پہونچ نہین سکتا ہی کہ پیغمبر نہ کسیکا وارث ہوتا ہی اور نہ پیغمبر کا کوئی وارث ہوتا ہی۔

بموجب مذہب شیعہ ربع حق پیغمبر کا تہا باقی اونکی دختر نابالغہ کا جن کی ولی پیغمبر تھے۔

البتہ بموجب مذہب شیعہ کے مال و دولت متروکہ حضرت خدیجہ مین جو تہا حصہ پیغمبر کا تہا اور تین ربع بذریعہ میراث کے جناب فاطمہ کو پہونچتا تہا اور حضرت فاطمہ اوسوقت نابالغ تہین جنکے ولی بے شک پیغمبر تھے۔

پیغمبر نے بہ نیت ادای وہ کل متروکہ خدا کی کامون مین صرف کیا۔

مگر پیغمبر نے وہ کل مال و دولت متروکہ حضرت خدیجہ کا اپنی اور اور خدا کے کامون مین صرف کیا اگر اس صرف کو بھی بہ ... جائے کہ وہ بغیر نیت اور ارادہ اداے معاوضہ کے تہا تو بہت ... پیش آئے گی اور یہ ماننا پڑے گا کہ پیغمبر ایک نابالغ بچہ کے مال و دولت بیجا تصرف کرنے والا ہے۔

مال خدیجہ کی صرف کا تعیین

پیغمبر نے جو کچھہ مال اور

حق سیدہ کا تہا نتیجہ ... کا خالص قبضہ نبوی میں آنا اور ہی کے دینے کا ... بنی کو امر فرمایا۔

اور دولت کے خرچ سے حاصل ہوا ...
اسلئے خدا نے فرمایا کہ " اے پیغمبر ...
اور یہ حق فاطمہ کا دینا مقدم اور ادا کے تہا ...
غیر مین صرف کرین، اس لئے خدا نے ...
تاویب کی ہو کہ " بے محل حق کو صرف نہ کر ... اور
موقع تہا کہ ایسی کثیر المنفعت جائداد ...
اور کسی مسلمان کا حق ہی نہ تہا۔

سیدہ کو عطا یا ہبہ کرنے کے بعد پہر آمدنی فدک سے پیغمبر کی کچہہ صرف نکرنے کا ثبوت

کرنے سے راہ خدا مین ہی ...
اشامہ کی پیغمبر نے قرض لیکر ...
کو وصیت کی تہی جسکو علی ...

علی مرتضے کو قرضہ متعلق حکومت کی ادا کرنے ...

وصیت پیغمبر کی وجہ۔

نہی کا کہ جو متعلق خلافت کے تہا ادا نہ کرین علی مرتضے اور تخت نشین خلافت ہو جاین ابوبکر۔ حقیقت یہ ہی کہ پیغمبر استخلاف خلافت اور جانشینی اپنی کا علی مرتضے کے لئے کر چکے تہے۔ اس لئے پیغمبر نے اوس قرضہ کے ادا کرنیکی جو خلافت کے متعلق تہا اپنے جانشین آیندہ کو وصیت فرمائی تہی۔ اور اس وصیت سے غرض یہی تہی کہ وہ قرضہ جو متعلق خلافت کے ہے فدک سے نہ لیا جائے گا اسلئے کہ فدک پیغمبر فاطمہ کو دے چکے تہے اور اوسکا کچہہ تعلق خلافت سے باقی نہین رہا تہا۔

خلفا نے خلاف مرضی و سنت رسول فدک کو ضبط کرنے پر بہی قرضہ خلافت کو ادا نہ کیا۔

بعد وفات رسول جو فدک کو تحت خلافت کر لیا گیا اور اوسکی آمدنی سے مصارف خلافت عمل مین لائے گئے وہ خلاف مرضی اور سنت رسول کے ہوئے۔ اور باوجود ضبطی فدک کے بہی حضرات ابوبکر و عمر سے اتنا بہی نہو سکا کہ جو قرضہ خلافت پر متعلق تجہیز جیش اسامہ تہا اور جسکو علی مرتضے نے ادا کیا ادا کر دیتے۔

قرضہ نہ ادا کرنے کی باب مین خلفا کی پالیسی۔

لیکن اون حضرات کی پالیسی ہی یہہ تہی کہ بحیلہ مصارف خلافت کے اہلبیت کے قبضہ سے اون کی چیزین نکال لین تو جو قرضہ کہ خود خلافت کے ذمہ کا اہلبیت نے ادا کیا وہ اون کو زیادہ خوش کر دینے والی بات تہی کہ خود بخود اسقدر

Marfat.com

مال اہلبیت کے [illegible]
فدک پیغمبر کے [illegible]
سے ملکیت خاص پیغمبر کی
ثابت ہی اور کوئی [illegible]
انتقال اور اجرای توریث
خواہ نفاذ ارث نہیں ہو سکتا

وہ اختیار انتقال کا رکھتے تھے اور [illegible]
جیسا کہ پیغمبر نے کیا تو بحالت [illegible]
میراث نافذ ہو سکتی تھی جب [illegible]
توریث کے تھی تو اگر پیغمبر اونکو [illegible]
یا تجویز حضرت ابوبکر کو [illegible] نامنظور [illegible]
عدم انتقال از طرف پیغمبر [illegible] جائے [illegible]
ارث کے لیے کوئی امر [illegible] نہیں رہا

جناب سیدہ کے بیان [illegible]
کی نامنظوری ہی نہ پیغمبر [illegible]
کسی الزام عاید ہو سکی [illegible]
کیگی نہ سیدہ پر [illegible]
کسی بیان کے ہونے [illegible]

اس امر کی بھی کچھہ پرواہ نہ کی کہ حضرت فاطمہ کے بیان کی نامنظوری سے پیغمبر پر الزام عاید ہوتا ہی کہ انہون نے ایسی جائداد فاطمہ کو ہبہ یا عطا کر دی کہ جو قابل عطا اور ہبہ کے نہ تھی اور ایسی جائداد کو قابل انتقال قرار دیا جس سے اجراء توریث لازم آیا۔ اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ حضرت فاطمہ کا بیان جو نامنظور کیا جاتا ہی وہ اوس کسیکا بیان ہی جو اون اہلبیت مین شامل ہی کہ جن کے لئے آیۂ تطہیر نازل ہوئی۔ اور ایسی کے بیان کو کذب، یا غلط قرار دیا جاتا ہی کہ بہ لحاظ آیۂ تطہیر کے جس سے صدور ایسے افعال قبیحہ کا غیر ممکن ہی" لیکن جبکہ پیغمبر سید العالمین ہی پر کسی الزام کے عاید ہونے کی پرواہ نہین کی گئی تو جناب سیدۃ النساء العالمین پر کسی الزام کے عاید ہونے کی کب پرواہ کیجا سکتی تھی۔

مسائل خمس و فدک مین خرابیان عاید ہونے کی اصلی وجہ۔

درحقیقت مسایل خمس و فدک مین جو خرابی عاید ہوئی وہ نتیجہ اوس خرابی کا ہی کہ جو بعد وفات رسول خلافت خاندان رسالت سے خلاف مرضی خدا و رسول نکالی گئی اگر بعد وفات رسول بموجب منشاء اور مرضی خدا و رسول جیسا کہ آیات قرآنی و احادیث نبوی سے ظاہر ہوتا ہی، علی مرتضےٰ خلیفہ قبول کئے جاتے کہ اونکا وہ قبول ہونا موافق اون اصول کے بھی ہوتا جو اس زمانہ مین بھی حق یا استحقاق پیدا ہونے کے لئے قرار پائے ہین تو جو حق کہ خمس اور فدک مین قرابتداران رسول کا آیات الٰہی کی رو سے قرار پایا تھا اس کے

مشاء کے خلاف خمس [illegible]

لیکن جب خلافت اور [illegible]

حق اور استحقاق نہیں [illegible]

تدابیر کو سلطنت سے [illegible]

کی رو سے یہ قرار [illegible]

ممکن ہو کمزور اور ضعیف کیا جائے [illegible]

خلافت پیغمبری کو کمزور اور ضعیف کرنے [illegible]

تدبیر یہی کہ حق خمس اوڑ گیا جس سے [illegible]

بادشاہ اسلام کے خاندانی شاہزادے [illegible]

عوض میں ایسی مال و متاع کے [illegible] اور

سلطنت پیغمبر کی قائم ہوئی تھی وہ [illegible]

پھر اون کے حق میں خلافت اور سلطنت [illegible]

حضرت عمر کی نسبت معرکۃ الآراء مسائل کی جنہیں اکابر صحابہ کو بھی اشتباہ واقع ہوا بڑی غلطی [illegible] کرنیکا دعوی قبول کیا جا سکتا ہے یا کیا؟

سلطنت و نظام تمدن سے الگ [illegible]

Marfat.com

کہ حضرت عمر نے اپنی خواہش ہائے نفسانی پورا کرنے کے لئے نہایت دانائی اور عقلمندی سے خلافت اور سلطنت کو خاندان رسالت سے نکالا اور ایسی تدبیرین اختیار کین کہ جس سے وہ خلافت اور سلطنت پھر خاندان شاہی اہلبیت رسالت پناہی مین نہ جا سکے اور تدابیر کے اختیار کرنے کے وقت بڑی خوبی سے قرآن وحدیث کا صحیح محل چھوڑکر اصول سلطنت اور نظام تمدن کا سراب دکھایا اور کسی وقت کسی موقع کو ہاتھ سے نہین جانے دیا کہ جسمین انکی نسبت یہ خیال کیا جا سکے کہ اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے کسی موقع اور محل پر انکی دانائی اور عقلمندی نے قصور کیا ہو۔

ذاتی حالات اور اخلاق و عادات

مختصر تمہید ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے مسایل فقہیہ مین اجتہادات دکہا چکنے کے بعد جنکی حقیقت دکہائی گئی اس عنوان مین اکثر انہین حالات و اخلاق و عادات کو دُہرایا ہو جنکا وہ پہلے ہی ذکر فرما چکے ہین البتہ بعض حالات و اخلاق و عادات مین کچہہ کچہہ تفصیل کی ہی اوس سے جو کچہہ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے اسکو ہم بھی ظاہر کرتے ہین۔

حضرت عمر کی ابتدائی اسپیچ منقولہ مصنف سیرۃ اخلاق و عادات فاروقی۔ حضرت عمر نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ جو خطبہ دیا اوسکے ابتدائی فقرونکا ذی علم مصنف مضمون

پہہ لگے ہیں ...

قوت و ...

ہیں وہی کی ...

غلطی ہی ایک ...

حضرت عمر کو ...

ہیں غلطت عمل ...

کا اقبال تہا۔

عادات کو جاننے کے بعد ...

ان اخلاق و عادات سے ...

کروہ خود اپنی ان ...

انہوں نے ...

یہ سیرت ...

ہیں اخلاق ...

بعد ...

اور سیرت کو ...

گئی ہی ان سے ...

لہ اخبار الفضل ...

تاریخ الخلفاء سیوطی ...

کچھہ فرق نہین ہوا۔

عرب اون سرکش اونٹون کو راستہ پر چلا کر چہوڑنے کا زعم حضرت عمر صحیح تہا۔

یہ زعم حضرت عمر کا کہ "عرب والے سرکش اونٹون کو راستہ پر چلا کے چہوڑین گے" ٹہیک تہا اونہون نے ابتداءً من ضجنان کے جنگل مین اونٹ چرانے کی مشق حاصل کی تہی اور اون کے والد بزرگوار اس خدمت کے لینے مین بیرحمی کے ساتہہ اونسے سلوک کرتے تہے، نمدے کا کرتہ پہننے کو دیتے تہے تمام تمام دن اونٹ چرانیکا کام لیتے تہے اور جب کبہی تہک کر دم لیتے تہے تو باپ کے ہاتہہ سے مار کہاتے تہے [1]

صراط مستقیم چہوڑ کر حضرت عمر کی اون سرکش اونٹونکو کذہب راستہ پر چلانے کی تائید علیم لتفضے کی قول سے

کچھہ شک نہین ہے کہ حضرت عمر نے صراط مستقیم چہوڑ کر عرب کے سرکش اونٹون کو کذہب راستہ پر چلایا جسکی نسبت علیم لتفضے ہی اپنے مشہور خطبہ شقشقیہ مین کس فصاحت و بلاغت کیساتھ فرماتے ہین" اگر وہ ناادہ (حضرت ابوبکر) سے اوس خلافت) کو ہیچ طبیعت درشت کے جراحت اس طبیعت کی کاری کی اور مس کرنا اوس طبیعت کا مشکل تہا اور کثرت سے ہر ایک بات مین ٹہوکر کہاتا تہا اور اس سے عذر کرنا تہا پس صاحب اوس ہیئت کا

[1] جلد اول الفاروق صفحہ ۱۲

Marfat.com

مانند سوار ناقہ سرکش کے ہے اگر مہار [illegible]
ہے اور اگر اوسکی مہار کو چھوڑ دیا جائے تو [illegible]
پھٹا، خدا کی کہ لوگ خبط مین مبتلا ہو گئے (کس کس [illegible]) جو [illegible]
قایم ہوا تہا اوسکے خلاف [illegible] اپنے آپ کو لگانے سے [illegible]
کے ساتہہ راہ مستقیم سے بہا[illegible] پر" اور دوسرے خطبہ مین فرماتے ہین
" پہر والی ہوا ایک بادشاہ (حضرت عمر سے مراد ہے) اور
" ثم ولیہم وال فاقام واستقام } کہڑا کیا [illegible] آپ کو [illegible]
حتی ضرب الدین بجرانہ علی عسف عجز" محاورے مین جیسے [illegible] کہڑا کر
کہڑا ہونا کہتے ہین دیکھے) یہانتک کہ ٹیک دیا دین نے [illegible] سینہ اپنا
بسبب بے راہ چلنے اور عاجز ہونے کے" ناقہ عاسف اس کو کہتے
ہین جو مرنے کے نزدیک ہو اور دم توڑتا ہو۔

حضرت عمر کی تقریرونکے مفید نتایج۔

حضرت عمر کی تقریرون سے جو فقہانے مسایل استنباط کئے یا اہل ادب نے قواعد فصاحت و بلاغت کی مثالین پیدا کین یا تصوف و اخلاق کے مضامین [illegible] والون نے اپنا کام لیا ایسا نہ کرتے وہ تو کیا کرتے جبکہ لوگ اوس [illegible] خلیفہ کر چکے تہے اور ایسا فقیہ فصیح و بلیغ اور عالم علم لدنی [illegible] کہ جسکی نسبت امت رسول اون [illegible] افضل [illegible] ہو اوس جگہہ پر موجود ہوتے

فاروقی حج آخری مین حضرت عمر کی برافروختگی کا واقعہ

[illegible] کے آخری [illegible]

اور مدینہ پہونچکر اوسپر اسپیچ

وہ مناس تشریف رکہتی ہی کہ "کسی شخص نے کہا کہ عمر مر جائین گے تو مین طلحہ کے ہاتہہ پر بیعت کرونگا۔ حضرت عمر نے برافروختہ ہوکر فرمایا کہ آج کی رات مین اس مضمون پر خطبہ دونگا۔ عبد الرحمن بن عوف نے صلاح دی کہ حج کے مجمع مین ہر قسم کے لوگ ہوتے ہین مدینہ مین چلکر خواص کے مجمع مین تقریر کیجئے۔ آخر ذیحجہ کے دن حضرت عمر نے خطبہ دیا اوس مین سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ انصار کے خیالات حضرت ابوبکر کی جواب بیعت کی کیفیت خلافت کی حقیقت کو ادا کیا اس سے بالکل ذہن نشین ہوجاتا ہی کہ اوسوقت جو کچہہ ہوا وہی ہونا چاہیے اور وہی ہوسکتا تہا"

حضرت عمر کی اس اسپیچ مین کیا کیا بیانات تہین اور اوسنے نتیجہ۔

یہ خطبہ وہی خطبہ ہے جسمین حضرت ابوبکر کی بیعت کو "فلتۃ (بے اندیشہ و ناگاہ)" بیان کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ "خدا نے اوسکو شر سے ہم کو بچا لیا" اور جسمین یہ ذکر ہے کہ "مین سخن زور یعنی ایک بات گڑہ کرکے گیا تہا تاکہ انصار کے روبرو بیان کرونگا مگر قبل اسکے کہ مین کچہہ کہتا مجہے تعجب ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بہی وہی بلکہ اوس سی بہی بڑہ کر بات کہی جو مین گڑہ کر لیگیا تہا اور جسمین یہ بہی بیان کیا ہے کہ ہم تینون (ابوبکر، عمر، ابو عبیدہ) ایک دوسرے کو منتخب کرنا چاہتے تہے اور مین نے ابوبکر کا ہاتہہ زور سے دباکر بیعت کرلی"۔

---

۵ شارح نہج البلاغۃ علامہ ابن الحدید لکہتے ہین کہ اس کہنے والے کا نام عمار بن یاسر تہا اور جس سے انہون نے بیعت کرنے کو کہا تہا وہ علی مرتضے تہے ۱۲ منہ

Marfat.com

اس واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ سے ...

کچھ ہوا وہ ہرگز نہین چاہیے تھا اور نہ ...

حضرت عمر کی برافروختگی سے اونکی اخلاق کی کیفیت

... کے غصے سے ...

تو بلا ان کے ...

جو برافروختہ ہوے۔ اوس سے کیفیت اخلاق کی کہ جسے اونکی ...
مین رسوخ پایا تھا ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت عمر سے خطبہ نکاح بن نہ آنیکی وجہ مین ادیب دولت عباسیہ اور فاضل مصنف سے اختلاف۔

ذی علم مصنف باوصف
اوس قابلیت اور فصاحت و بلاغت
حضرت عمر کے یہ بھی قبول کرتے ہین کہ
"خود حضرت عمر کا بیان ہے کہ نکاح کا
خطبہ اونسے نہین بن آتا تھا۔" مشہور
فاضل اور ادیب دولت عباسیہ کا اوسکی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ نکاح ...
خطبہ مین حاضرین میں سے ہر شخص برابری کا درجہ رکھتا ہے ...
کی کوئی ممتاز حالت نہین ہوتی برخلاف اسکے تمام خطبون مین ...
جب ممبر پر چڑھتا ہے تو تمام آدمی اسکو محکوم معلوم ہوتے ہین اور ...
سے خود بخود اوسکی تقریر مین بلندی اور زور آجاتا ہے ...
مصنف یہ وجہ ظاہر کرتے ہین کہ نکاح ...
تنگ اور محدود ہوتا ہے۔

ہمین دونون سے اتفاق ہے اور وجوہ اتفاق۔

لیکن ...

ہوتا ہی اور اپنی محکوموں کو اپنے سامنے نیچے بیٹھا ہوا دیکھتا ہی تو اوس کے قلب مین کوئی رعب حضار کا نہین ہوتا اور وہ بے دھڑک جو کچھہ اوسکے دل مین آتا ہی انٹ سنٹ کہہ گزرتا ہی جیسے کہ اونٹونکا چلانے والا اونٹون کو اپنی خود کے زور سے جس طرف چاہتا ہی ہانک لیجاتا ہی اور یہ بھی ٹھیک ہی کہ نکاح کے خطبہ مین موضوع سخن تنگ ہوتا ہی اور اوسمین مزوری اور موضوعی باتین بنانے کا موقع نہین ملتا ہے۔

خطبہ نکاح کا ماخذ

البتہ خطبہ نکاح مین آیات قرآنی سے بہت کچھہ اقتباس کیا جاسکتا ہی لیکن آیات قرآنی سے وہی اقتباس کرسکتا ہی کہ جسکو اوسکے مقاصد اور اغراض اور مضامین محفوظ ہون نہ وہ کوئی جسے بارہ برس تک سورہ بقر ہی حفظ ہو سکے۔

حضرت عمر کے ملکی معاملات پر خطبے دینی کی حقیقت

ذی علم مصنف فخر یہ حضرت عمر کی نسبت لکھتے ہین کہ۔ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند وموعظت فخر ادعا اور قدرتی واقعات کا بیان رنج و خوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پُرپیچ معاملات مین خطبے نہین ادا ہوسکتے تھے حضرت عمر پہلے شخص ہین جنہون نے پولیٹکل خطبے دئے اور خطبے کے لئے ملک تقریر کے علاوہ اور عارضی باتین جو درکار ہین حضرت عمر مین سب موجود تھین آواز بلند پر رعب قد اتنا بلند زمین پر کھڑے ہوئے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ممبر پر کھڑے ہین۔ پھر ذی علم مصنف چند فقری دو خطبون کے اور دو تحریرین واسطے تصدیق اپنی رائے کی دکھاتے ہین۔

Marfat.com

جس زمانہ میں حضرت عمر ...

لایق لوگ خطبے ... شخص کو حاصل ہوں ...

کہے ہر زمانہ میں جیسی ضرورت ...

یا لیکچر دے سکے۔ پولٹیکل حالات کی ...

سے ضرورت کم تھی لیکن عہد پیغمبر میں اوسکی ...

آئی تمام قرآن میں بنیادین خطبوں کی اور ...

نظام مذکور و موجود ہی خواہ وہ بنیادین فلسفہ الہیات سے تعلق ...

فلسفہ تاریخی سے۔ بعد پیغمبر کے موقع پولٹیکل حالات پر خطبے ...

ابوبکر کے ہاتھ مین آیا اونہوں نے کوئی خطبہ ملکی حالات ... کے

بعد وہ موقع حضرت عمر کے ہاتھ لگا ہے حضرت عمر نے ...

پولٹیکل حالات پر خطبے دئے ہین ... کہ جس ... ہو

ظاہر ہوتی ہو تو البتہ حضرت ابوبکر ...

ملکہ تقریر کیسے پیدا ہوتا ہی

حضرت عمر کی معلومات اور اوسیر عمل کی ...

مصنف نے پہلے حلیہ الفاروق ...

تقریر کی نسبت کوئی ...

ہی کہ خطبہ دینے سے پہلے وہ ...

نہین مانی جاسکتی ہی ملکہ تقریر ...

کہ ہر قسم کے علم اور معلومات ...

Marfat.com

خطبہ دینے والا (لکچرار خواہ اسپیکر) اوسکو نہایت خوبی سے بلاتکلف
بیان کردے اسی مضمون کو حافظ شیرازی نے بھی خوب کہا ہی۔
آنراکہ خوانی اوستا منگر بہ تحقیق ۔ صنعت گراست اما شعر روان ندارد

حضرت عمر کی بلند آوازی

بلند آوازی بھی حضرت عمر کی اسدرجہ پر نہین ہتی کہ جسکا ذکر تاریخ اسلام مین کہین آیا ہو جیسا کہ حضرت عباس کی بلند آوازی کا مذکور ہے پیغمبر نے حنین مین جبکہ مسلمان جن مین حضرت عمر خود بہی تہے میدان جنگ چھوڑ چلے گئے ہتے حضرت عباس کو اونکی بلند آوازی کے سبب سے حکم دیا تہا اور اونہون نے ایک بلند مقام پر چڑہ کر پکارا تہا کہ اے اصحاب شجرہ اور اے اصحاب بقرہ کہان بہاگے جاتے ہو۔

حضرت عمر کے پر رعب ہونیکی حقیقت۔

حضرت عمر کے پر رعب ہونیکی ثبوت کے لئے ذی علم مصنف نے کوئی واقعہ نہین دکہایا نہ یہ بتایا ہی کہ پر رعب ہونا کسکو کہتے ہین؟ اور کون وصف ہوتا ہے کہ جس سے انسان پر رعب ہوجاتا ہے؟ اور وہ وصف اخلاقی ہوتا ہے یا بد اخلاقی کا۔

حقیقت مین پر رعب وہ شخص مانا جاسکتا ہے جبکی نسبت مسلم ہوچکا ہو کہ وہ سوائے خدا کے کسی سے خوف نہین کرتا ہی اور خدا کے احکام کی تعمیل کیوقت کہ جبکی پیغمبرؐ ہدایت فرمائے۔ کسی کا رعب اوسپر غالب نہین ہوتا ہی۔ اگر حضرت عمر قبل خلیفہ ہونے کے پُر رعب تہے اور لوگ اونکو پر رعب جانتے تہے یا اون کے رعب کو مانتے تہے تو غزوہ خندق مین ایک شب کو جبکہ پیغمبرؐ خدا نے حضرت عمر سے یہہ کہا تہا

Marfat.com

اور کیون ...

دان کہ ... اون ...

طلبی کرتا تھا ...

شر سے ہم کو بچاے ...

مقابلہ کے لئے اون ...

کیون اوسکا رعب ان ...

اپنے زیر رعب ہونگی وجہ اوسکی ...

فسانہ بنا کر اوسکا رعب دوسرون ...

مین دشمنان خدا ورسول کا رعب ...

حدیبیہ کے موقع پر جبکہ آنحضرت نے ...

ہو گئے رعب مین آکر جانے لئے انکار کر ...

خلیفہ کرنا چاہا تو کیون اون صحابہ کی زبان ...

اون کی ملکی طبیعت اور خوش مزاجی ...

رعب ہو گئے تھے اور لوگ اون ...

رعب کو ماننے لگے تھے تو ...

مصنف ... مین ایک اژدہا ...

دنیا کی طرف جھاگ جا ...

تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا ...

[illegible]

کہا تو میری شان مین یہ لفظ کہتا ہی؟ اسنے کہا ہان ہان تمہاری شان مین، لیکن حضرت عمر اس گستاخانہ جواب کو سنکر اوسکا تو کچھہ ہی نہ بنا سکے بلکہ مرعوب ہوکر خدا کا شکر کرتے ہوئے ممبر سے اوتر آئے کہ قوم مین ایسے بھی لوگ موجود ہین۔ دوسرا موقعہ یہی اونکے آخری حج کے متعلق ہی کہ جو خطبہ وہ مقام منا دینا چاہتے تھے تو عبدالرحمن ابن عوف نے اونکو یہ صلاح دی کہ حج کے مجمع مین ہر قسم کے برے بھلے آدمی جمع ہوتے ہین، لیکن نہین معلوم کہ حضرت عمر نے کیون اس موقع پر خطبہ دینے سے گریز کی؟ یہہ ہی اون کی پر رعب ہونے کی حقیقت۔

حضرت عمر کی طویل القامتی

طویل القامت ہونا خطبہ دینے والے کو کچھہ مفید امر نہین ہوسکتا ہی خطبہ دینے والے کے لئے یہ دستور عہد انبیاء بنی اسرائیل سے چلا آتا ہے کہ مقام بلند اور ممتاز پر کھڑے ہوکر خطبہ دیتا ہی۔ البتہ علم قیافہ کے جاننے والون نے جو علم طبیعات سے اخذ کیا گیا ہی طویل القامت کو ایک ایسی صنعت سے گردانا ہی جو خطبہ دینے کی قابلیت کے خلاف ہی۔

فاروقی فقرات خطبات اور تحریر و نیز ریمارک۔

جو فقرات خطبون اور تحریرون کے ذی علم مصنف نے لکھے ہین انکی نسبت اگر مین یہ دکھاؤن کہ کہانتک اون مین فصاحت اور بلاغت ہی اور کہان تک اون مین شان علم ادب کی ہی اور کہان تک اون مین پولیٹکل مسایل کا بیان ہی اور کہان تک وہ پولیٹکل مسایل کے موافق ٹھیک ہین اور کہان تک اون مین مسایل فلسفہ اور حکمیہ کا شائبہ ہی تو بہت طول ہوگا اس لئے مین ان امور کی جانچ کو

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]ن کے سمجھے جاتے تھے اور انشا و شعر کا درجہ یہانتک پہونچ گیا تھا
[illegible]سان بن ثابت شاعر کے حق مین پیغمبر نے فرمایا ہی کہ "اللھم ایدہ حسانا
[illegible] القدس" افسوس ہی کہ حضرت عمر جوہر شاعری سے آراستہ نہ تھے
[illegible] خود بھی ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی قدر دانی اہل کمال کے
[illegible] مین لکھا ہی کہ متمم بن نویرہ شاعر مرثیہ گو کے اشعار مرثیہ مالک بن
[illegible]رہ کو سنکر کہا کہ مجھکو اگر ایسا مرثیہ کہنا آتا تو مین بھی اپنے بھائی
[illegible] کا مرثیہ کہتا۔ جس سے عجز حضرت عمر کا فن شاعری سے ثابت ہی

[illegible]ت عمر پر عبرانی سیکھنے
[illegible] از جرو اخبار منیبر

حضرت عمر نے اگر مدینہ پہونچکر عبرانی زبان سیکھ بھی لی ہو تو کوئی فخر کی بات [illegible]ین ہو سکتی۔ عبرانی زبان، عربی زبان سے نکلی ہی۔

عرب والون کو عبرانی زبان کا پڑھنا سمجھنا کچھ دشوار نہین
[illegible]تھا کہ فارس والون نے ہندوستان مین آکر یہان کی زبان کا
[illegible]نا اور سمجھنا عموماً سیکھ لیا۔ لیکن ذی علم مصنف کا یہہ نتیجہ نکالنا کہ "
[illegible]رت عمر کی نقادی اور نکتہ سنجی نے یہ بھی کام دیا کہ جسقدر وہ یہودیون
[illegible]والون سے واقف ہوتے گئے اسیقدر اون کے بیہودہ افسانون
[illegible]ون سے اونکو نفرت ہوتی گئی" صحیح نہین ہی خود حضرت عمر نے
[illegible] خدا سے کہا کہ جو احادیث ہم یہود سے سنتے ہین ہم کو اچھی معلوم
[illegible]ین اگر آپ بھی اونکو ملاحظہ فرمائین اگر اوس مین [illegible] کرین تو
[illegible]ا مین۔ یہہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر آیا تم متحیر ہوتے ہو

[illegible] القلوب الی دیار المحبوب۔ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲ منہ

بچے کر [illegible]
پاک اور [illegible]
چارہ نہو تا [illegible]
ایک [illegible]
مگر پورا ہیں جو [illegible]
کے پاس ایک دفعہ ایک [illegible]
کہ میں ایک نسخہ توریت کا [illegible]
حضرت عمر نے نہایت [illegible]
جانتے تھے اور آنحضرت کا [illegible]
نے حضرت عمر کو بہایا اور [illegible]
سے مانگی جس [illegible]
کہ میری جان جس کے [illegible]
اور تم اونکی متابعت کرو [illegible]
سے دور ہو جاؤ گے اور [illegible]
کو پالے تو ضرور میرا اتباع [illegible]
ایک روایت [illegible]
اہل کتاب سے لکھی [illegible]
کہ یہہ کیا ہی حضرت [illegible]
لکھی ہی تاکہ زیادہ [illegible]

لہ مشکوٰۃ [illegible]
کی خفگی کی وجہ [illegible]

ہوئی کہ چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا" ایک یہ روایت بھی ہی کہ جسین پیغمبرؐ نے حضرت عمر سے یہ فرمایا کہ "مت پوچھو اہل کتاب سے کچھ تحقیق کہ وہ نہین ہدایت کر سکین گے تم کو درحالیکہ وہ خود گمراہ ہو گئے ہین اور تم یا تو تکذیب کروگے حق کی یا تصدیق کروگے باطل کی ۵؎

ان روایات سے وہ نتیجہ نہین نکلتا ہی جو ذی علم مصنف نے نکالا ہے بلکہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ حضرت عمر جب احادیثؐ یہود اور کتاب یہود سے آگاہ ہوگئے تو وہ اوس کو اسدرجہ پسند کرتے تھے کہ اگر پیغمبرؐ اوسوقت موجود نہوتے اور وہ خلاف پسندیدگی حضرت عمر کے ہدایت نہ فرماتے تو حضرت عمر یہودیونکا مذہب اختیار فرما لیتے۔

ذی علم مصنف خود حضرت عمر کا بیان لکھتے ہین کہ " مین یہودیون کے درس کے دن اون کے ہان جایا کرتا تہا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کہ تمہارے ہم مذہبون مین سے ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو" ہان اگر بعد واقفیت حاصل کرنے علم یہود کے اپنے آپ کو ایسا قابل ظاہر کرلیتے کہ یہود کے درمیان مین اگر کوئی نزاع ہو تو اونہین کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرسکتے تو اون کے لئے یہ امر قابل فخر کے ہوتا۔

حضرت عمار کی شکایت کی حقیقت۔

حضرت عمار یاسر کی جو یہہ شکایت پیش ہوئی کہ وہ رعب و داب اور سیاست کے آدمی نہین ہین "

۵؎ تینون روایات مشکوۃ مین بھی مسند دارمی سے لیگئی ہین جس سے ایک ناقص طور پر مصنف نے بھی لی ہی ۱۲ منہ

Marfat.com

Marfat.com

کہا جائیگا اور عمار کو یہ ہدایت کی تھی کہ اے عمار جب کبھی تم زمانہ کی
حالت کے ناموافق دیکھنا تو تم سب کو چھوڑ کر صرف علی کا ساتھ دینا
وہی تمہین راہ ہدایت پر لگائین گے اور کبھی تمہین گمراہ نہ کرینگے
چنانچہ جب آنحضرت کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور وہ زیر
اطاعت و متابعت علی مرتضٰے گروہ باغی کے ہاتھ سے جنگ صفین مین
قتل ہوئے حضرت معاویہ کو بلحاظ اوسی خبر پیغمبرؐ کے اپنی نسبت
بہت خوف ہوا اگر حضرت عمرو عاص وزیر کی اس تعبیر سے کہ "علی
ایسے ضعیف آدمی کو ہمراہ لائے اور لڑنے کی اجازت دی وہی
عمار کے قاتل ہین" حضرت معاویہ کو تسکین ہوگئی۔ جس سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت عمار یاسر ایک ایسے بزرگ ہین کہ ہر زمانہ مین جنکی
حالت کی غلط تعبیر کی گئی ہے۔

فاروقی حکیمانہ چند مقولے۔

ذی علم مصنف نے چند مقولے حضرت عمر کے حکیمانہ قرار دیکر نقل کئے ہین اونکی جانچ مین ناظرین پر چھوڑتا ہون کہ وہ کس پایہ کے مقولے ہین؟ اور حکیمانہ اندازہ انمین کہاں تک ہے؟ اور وہ مطابق مسایل حکمیہ کے صحیح بھی ہوسکتے ہین یا نہین صرف اس قدر کہنا مین کافی سمجھتا ہون کہ ان مین کوئی کلمہ ایسا نہین جسکو سنکر اہل علم عش عش کرنے لگین۔ اگر اونکی حکمات ایسے پایہ کی ہوتے تو وہ عرب مین بذریعہ اشعار و امثال کے محفوظ ہوتے جیسا کہ علی مرتضیٰ کی ذہبی اخلاقی اقوال مین فہم و فراست اور فصاحت و بلاغت کے

مناقب اخطب خوارزم فصل ۱۷۔

نمونے [illegible]

حضرت [illegible]
رائی کی حقیقت

دونون فتوحات کی [illegible]
عمر نے حقوق اور کارگزاری [illegible]
شرعین قرار دین [illegible] حضرت [illegible]
وہ فعل رسول کی تقلید کر [illegible]
ہوکر انجام دے اور اونکی [illegible]
نکار کا ہوا تو ہر شخص [illegible]
اصول کی بنا پر پیغمبر نے [illegible]
نہین ہوسکتی تہی جو [illegible]
مرضی و خواہش [illegible]
کا اور امور شریعت [illegible]

اصابت رائی کی [illegible]
مثال کی حقیقت

اور حضرت [illegible]
ذہی علم مصنف [illegible]
شخصون کے [illegible]
یہہ [illegible]

Marfat.com

مزاح مذموم نہین ہی۔

حضرت عمر مزاح کو عموماً مذموم سمجھتے تھے لیکن مزاح عموماً مذموم نہین ہی جیسے کہ تمام اخلاق کے لئے ایک حد مستقیم قایم کی گئی ہی کہ جب اوس سے اوپر بڑہا جائیگا تب بھی بد اخلاقی ہو جائے گی اور جب اوس سے نیچے اترا جائے تب بھی بد اخلاقی ہو جائے گی ویسے ہی مزاح ہی وصف حمیدہ ہے لیکن اوس کے درجہ سے ترقی اور تنزل دونو صفات ذمیمہ ہین۔

آنحضرت کی مزاح کا ایک واقعۂ تاریخی۔

پیغمبر خدا خود بعض موقعوں پر مزاح فرماتے تھے۔ مزاح خوش خلقی کے لئے ضروری ہی۔ لیکن اسکا امتیاز کہ مزاح کی حد کیا ہی۔ حضرت عمر نہین کر سکتے تھے۔ مومن کی صفت مین یہ داخل ہی کہ وہ ہشاش و بشاش ہو۔ عبوست اور غلظت اور خشن مزاجی صفت مذموم ہی۔ جو شخص کہ صفت عبوست اور غلظت کی رکھتا ہوگا اوسکو عموماً صفت خوش خلقی کی پسند نہین ہو سکتی۔

علی مرتضیٰ مین مزاح کے الزام کی جانچ۔

علی مرتضیٰ کو جبکہ نہایت خراب اور ابتر حالت مین خلافت ملی کہ جا بجا لوگون مین مادہ فساد اور فتنہ اور بغاوت کا موجود تہا اور اوس حالت مین جب تک کہ وہ انتظام ملکی اور قتل و قمع باغیان و مفسدہ پردازان مین مصروف رہے۔ اور موقت تک کہ وہ قتل ہوئے کوئی فعل مزاح کا اونسے ایسا سرزد نہین ہوا کہ جس سے اونکی قابلیت خلافت مین فرق سمجھا جائے یا انتظام

لکی یا مدافعت [illegible]
مزاج نا قابلیت [illegible]

حضرت عمر مین صحابہ [illegible]
صفت ذمیمہ شدت [illegible]
و غلظت طبع۔

نا قابلیت خلافت کی رائے دی تھی [illegible]
کہ بعد خلیفہ ہو جانے کے اون کے [illegible]
نہین رہیگی۔ چنانچہ حضرت عمر نے [illegible]
ہی اسپیچ مین خود خدا سے دعا کی [illegible]
ابو بکر کی رائے غلط اور دیگر صحابہ کی رائے [illegible]

حضرت عمر کی حرکت سے
پیغمبر کی اصابت رای کی
جانچ کا موقعہ نہ ملسکا۔

سب کے گمراہ ہونے کی نسبت حضرت [illegible]
قبول کیا ہی کہ پیغمبر مرض موت مین [illegible]
تھے اور مین نے اونکو [illegible]
لکھدیتے وہ آج [illegible]
خلافت کی قرار دی [illegible]

ـــــ
سلہ صفحہ ۲۴۱ جلد [illegible]

نکتہ فہمی اور غور رسی اور محدثین کی غلطی۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمرؓ کی نکتہ فہمی اور غور رسی کے ذکر مین اون کے یہہ مقولے نقل فرماتے ہین کہ "کسی کی شہرت کا آوازہ سنکر دہوکے مین نہ آؤ" "آدمی کے نماز اور روزہ پر نجاؤ" اسی کے ساتہہ ذی علم مصنف یہ راے ظاہر کرتے ہین کہ "احادیث کے باب مین بڑی غلطی جو لوگون سے ہوئی یہی تہی کہ اکثر محدثین جس شخص کو ظاہر مین زاہد پارسا دیکہتے تہے، ثقہ سمجہکر اوس سے روایت شروع کر دیتے تہے" اور مثلاً "عبد الکریم بن ابی المخارق کا خاصکر ذکر کیا ہی کہ "وہ ضعیف الروایت تہا اور امام مالک کو کثرت سے اوس کے مسجد مین بیٹہنے نے دہوکہ مین ڈالدیا تہا" اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ محدثین سے سخت غلطی ہوئی ہی۔ کہ اونہون نے ہر ایک شخص کو زاہد و پارسا دیکہکر ثقہ سمجہا اور بلاتحقیق اوس سے روایات لین۔ لیکن محدثین سے زیادہ ذی علم مصنف سے غلطی ہوئی ہی کہ جنہون نے باوصف اس علم کے کہ محدثین نے روایات کے جمع اور نقل کرنے مین سخت غلطی کی ہی اونہین روایات پر اپنی اس تصنیف کی بنا رکہی ہی۔

حضرت عمرؓ کی مذہبی زندگی کے نمونون کی حقیقت۔

مذہبی زندگی حضرت عمرؓ مین یہہ فقرہ ذی علم مصنف لکہتے ہین کہ "دن کو مہمات خلافت کی وجہ سے کم فرصت ملتی تہی رات کو نفلین پڑہتے رہتے تہے جب صبح ہونے کو آتی تو گہر والون کو جگاتے" دن کو گو مہمات خلافت کی وجہ سے کم فرصت ملتی ہو لیکن وہ دن میں بہی غالباً زیادہ نماز نہین پڑہتے ہونگے اور رات کو بہی

گر ... اذان ...

یا ...

اور ...

غیر ...

عثمان ...

حضرت عثمان ...

اعتراض ۔

اذان سنی فوراً وضو کر ...

کہا وضو پر کیوں اکتفا کیا رسول ...

عثمان کو مسجد گئے پھر ...

نہیں آئی تھی اور اذان سے ...

الی ذکر اللہ و ...

چلے آئے تو ...

اصحاب ... کا ...

بجائے وضو کر ...

فوت ہونے کا ...

ایک عجیب ...

بن ابی ...

یہہ روایت بہی لکہتے ہین کہ " ایک شخص کی نسبت حضرت عمر نے سنا کہ وہ صائم الدہر ہے تو اوسکے مارنے کے لئے دُرّہ اوٹہایا " لتعجب اس روایت پر یہہ ہی کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمر کو خود اوسی فعل کا مرتکب قرار دیا کہ جس فعل پر حضرت عمر نے دوسرے کے مارنے کے لئے دُرّہ اوٹہایا تہا۔

حضرت عمر کی خواہش جزائے اعمال کی حقیقت

ذی علم مصنف ایک یہہ حکایت لکہتے ہین کہ " ایک دفعہ ابوموسے اشعری سے کہا کہ تم اسپر راضی ہو کہ ہم لوگ جو اسلام لائے اور ہجرت کی اور رسول اللہ کی خدمت مین رہے اسکا صلہ ہم کو یہہ ملے کہ برابر چہوٹ جائین نہ ہمکو ثواب ملے نہ عذاب۔ ابوموسے نے کہا مین اسپر راضی نہین ہمنے بہت سی نیکیان کی ہین اور ہم کو بہت کچہہ امید ہی حضرت عمر نے کہا کہ مین تو صرف اسیقدر چاہتا ہون کہ ہم بے مواخذہ چہوٹ جائین مرنے کے وقت یہہ شعر پڑہتے تہے " (ترجمہ مصنف)

مین نے اپنی جان پر ظلم کئے ہین۔ ہان اتنا ہی کہ مسلمان ہون نماز پڑہتا ہون اور روزے رکہتا ہون " انسان اپنی زندگی مین جو جو افعال جس حیثیت اور جس جس نوعیت سے اور جن جن خواہشون سے اور جس نیت اور ارادون سے کرتا چلا آتا ہی اونکا علم و یقین اسکو پورا ہوتا ہے لیکن جب وقت کہ اوسکی موت کا زمانہ قریب آجاتا ہے اور سمجہتا ہی کہ اب زمانہ زندگی کا ختم ہونے والا ہے اوسوقت وہ اپنے تمام افعال اور اونکی نوعیتون اور حیثیتون اور اپنی نیت اور ارادہ پر غور کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میری اس حالت کا انجام کیا ہوگا اسی قدرتی امر نے حضرت عمر اور حضرت

ابو موسے اشعری سے ...

عمر لو اپنی افعال کا صلہ ...

جائیں نہ ثواب ملے اور نہ ...

و افعال سے اپنی جانب ...

ثواب کے بے نہین ہو سکتا اور ...

زیادہ خیال کرلتے تھے اس لے ...

حضرت عمر کا عیسائیون کی پانی سے وضو کرنا اور انکا بنایا ہوا پنیر کہانا۔

جاتا ہی۔ مگر اس ظاہری اختلاف کے بنا ...
صفائی سے تعلق رکھتا ہی۔ جن لوگون کا ...
وہ مسایل طہارت کو نہین جانتی اور ...
لوگ اوس قوم کے پانی یا کہانے سے ...
قوم کے پانی اور کہانے کو منع قرار ...

یہہ مسئلہ کچھہ عیسائی ...
مسلمان کسی مسلمان کی نسبت ...
اور صفائی پر عمل نہین کرتا۔ اور ...
کی آلودگی سے پروا نہین کرتا ہے ...
کہ جس سے نفرت ہو لہذا مسلمان ...

Marfat.com

اجتناب کریگا ایسے ہی ہر ایک قوم کو دوسری قوم کے پانی اور کہانے سی جب تک کہ اوسکو یقین عمل مسایل طہارت اور قواعد صفائی پر نہو اجتناب لازم ہوتا ہی مگر جو کوئی مسلمان کہ خود مسایل طہارت اور صفائی سے ناآگاہ یا بے پرواہ ہوگا وہ کسی دوسرے مسلمان یا غیر قوم مسلمان سے خواہ وہ طریقہ طہارت کی جاننے والی یا اوسپر عمل کرنے والی ہو یا نہو۔ کچھ۔ پرہیز نہین کریگا۔ مشرکین کو قرآن مین جو نجس کہا گیا ہی انکی نجاست سے مراد اون کے عمل قبیح اور خواہش ہی انکی مس کی ہوئی چیز یا اون کے مس سی جو اجتناب اور احتراز کیا جاتا ہی اسکی بنیاد یہی ہی کہ قوت بد اخلاقی اور خواہش اور قبایح کی دوسری مین اثر نہ کرجاے کیونکہ ہر انسان مین قوت خیر یا شر مثل قوت برقی اور مقناطیسی کے ہوتی ہی کہ اس انسان کو مس یا اسکی مس کی ہوئی چیز کے استعمال سے دوسرے مین اپنی قوت اثر نہ کرجاے

حضرت عمر کی عیسائیون کو نوکر رکھنے پر اختلاف روایات۔

ایسے ہی حضرت عمر کی نسبت ذکاء اللہ مصنف نے ریاض النضرہ کی اس روایت کو کہ وہ اپنے افسران کو عیسائیون کے ملازم رکھنے سے بہت منع کرتے تھے "بے پایہ" قرار دیکر اس کے خلاف دوسری روایتین لکھی ہین کہ "دفتر مالگذاری کے تمام عمل مجوسی یا عیسائی تھے" اور ایک یہہ روایت بھی لکھی ہی کہ "حضرت عمر نے ایک نصرانی کو حساب درست کرنے کے لئے بلایا تھا"

اختلاف کے قابل ذکر نہونیکی وجہ۔

یہ اختلاف روایات قابل اس کے نہین تہا کہ اول روایت کی

رو کی ...

اسلام ...

مذہب ...

اپنی ہی قوم اور مذہب ...

قوم اور مذہب سے ترک ...

اپنی قوم اور مذہب ...

والے جو اس کام ...

حضرت عمر کی علمی ...

ایک لکڑی آیت ...

کی تحقیقات علمی

فرمایا ہے یعنی آیت ...

پوچھے اور لوگوں نے ...

اتنا بتایا کہ " خدا نے ایک ...

عمر نے اس جواب کو ...

خدا نے دولت اور ...

نافرمانی کی تو اس ...

پوری آیت ...

خود صاف بتا رہی ...

اخلاق کا ...

Marfat.com

اعمال اور افعال کئے جائین اور اونکا کیا نتیجہ ہوتا ہی۔ ظاہر ہو جاتا ہی کہ اوس مین چند مثالین خدا نے دی ہین منجملہ اون کے ایک مثال اس اخیر حصہ مضمون آیتہ مین ہی جسکا ذکر حضرت عمر کی زبانی ذی علم مصنف نے کیا ہی۔ لیکن اس آیتہ کے معنی کچھہ مشکل نہین ہین نہایت آسانی سے ہر ایک شخص اس کے معنی کو سمجھہ سکتا ہے اور نہ حضرت عمر کو اوسکے معنی سمجھنے کی یا دوسرون سے دریافت کرنے کی ضرورت تھی۔

آیتہ کے معنی پوچھنے سے حضرت عمر کی اصلی غرض۔

البتہ اس آیتہ کے معنی پوچھنے سے حضرت عمر کی یہہ غرض ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال کو اپنے دل مین جانتے تھے کہ وہ کس حیثیت اور نوعیت کے ہین اور اوسی لحاظ سے وہ یہہ خیال رکھتے تھے کہ اونکا نفس مورد تطبیق اس آیتہ کا ہوتا ہی یا نہین

حاضرین صحبت بھی اونکی مفہوم کو تاڑ گئے تھے۔

حاضرین صحبت بھی اون کی طرز کلام سے اون کے مفہوم کو تاڑ گئے تھے۔

اسلئے جن لوگون نے یہہ کہا کہ خدا زیادہ جانتا ہی اونہون نے بھی ٹھیک کہا کہ اسکا علم خدا کو ہی۔ آپ اس آیتہ کی تطبیق مین آسکتے ہین یا نہین؟ اور عبد اللہ ابن عباس نے جو جواب دیا ہی وہ بھی ٹھیک ہی کہ یہہ ایک کام کرنے والے شخص کی تمثیل ہی جیسا کہ پوری آیتہ کے مضمون سے خود بخود ظاہر ہوتا ہی کہ کس قسم کے کام کرنے والون کی وہ تمثیل ہی اور حضرت عمر نے جو اوسکو زیادہ تشریح سے بیان فرمایا وہ بھی ٹھیک ہے۔ خود آیتہ ہی مین اوس مثال پر فکر کرنے کا حکم ہے حضرت عمر نے اوسی آیتہ کے اخیر حکم کے

بموجب فکر کی ہوگی اور اپنے اعمال وافعال کو اس سے تطبیق کر کے [illegible]
ہون گے۔

سوائے حضرت علی اور کسی کا حضرت عمر کی ہمسر ہونیکا دعویٰ۔

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کے ارباب صحبت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگرچہ فضل وکمال کے لحاظ سے حضرت علی کے سوا کوئی شخص اونکا ہمسر نہ تھا تاہم وہ اہل کمال کے ساتھ اسطرح پیش آتے تھے جسطرح خورد بزرگ کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

دعوے کی حقیقت

مسلمانون مین اسوقت تک بالاتفاق اسباب کے قایل چلے آتے ہین کہ بعد پیغمبر افضل الناس علی مرتضےٰ تھے اور اونکی فضل وکمال مین کوئی اونکا ہمسر تہا علی مرتضےٰ کو جو ذی علم مصنف ہمسر حضرت عمر کا قرار دیتے ہین درحقیقت حضرت علی کی شان فضل وکمال سے اونکو گرانا ہے واقعات تاریخی اور احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ سوائے علی مرتضےٰ کے دیگر صحابہ رسول بہی اپنے فضل وکمال مین جس قدر اونکو تہا حضرت عمر سے بہتر اور برتر تہے اور حضرت عمر اونسے بہی علم اور فضل حاصل کرتے تھے۔

حضرت عمر کی صحبت والی صحابہ بھی اون کی اوستاد تھی

جن لوگون کو ذی علم مصنف نے صحبت حضرت عمر کی عزت دی وہ ذی لوگ [illegible] اون کی معلم تہے اور راہ بتاتے تھے راویون کی بموجب اکثر ہر ایک [illegible] کہ حضرت عمر [illegible]

قبول کیا ہی اور یہی وجہ تھی کہ وہ اون کے ساتھ ویسے ہی پیش آتے تھے کہ جیسے خورد بزرگ کیساتھ۔ حضرت عمر نے ابی بن کعب کے انتقال کے وقت فرمایا کہ آج مسلمانون کا سردار اوٹھہ گیا۔ اوس سے اونکا مقصود یہہ تھا کہ دوسرے لوگ بھی مسلمانونکے سردار قرار پا جاوین۔ اور خاندان رسالت مین جو کہ امارت قوم ہمیشہ سے چلی آتی ہی وہ مٹ جاوے۔ حضرت عمر نے جن جن لوگون کے وظایف اور روزینہ اپنی طبیعت اور مرضی سے مقرر کئے خواہ وہ صحابہ ہوتے یا غیر صحابہ یا پیغمبر کے متعلقین اور قرابت دار اونکی نسبت یہہ امر قابل غور ہے کہ حضرت عمر کو ایسا اختیار بھی تھا یا نہین اور جن جن لوگون کی روزینہ اور وظایف مقرر کئے وہ اوسکے مستحق بھی تھے یا نہین اور جس بناپر کہ اونہون نے وظایف اور روزینہ جن لوگون کے مقرر کئے وہ بنا صحیح تھی یا نہین اور جو امتیاز مدارج اونہون نے کیا وہ بھی ٹھیک تھا یا نہین۔

ذی علم مصنف نے ان امور کے متعلق کوئی اپنی تحقیقی رائے قرار نہین دی ہی اور جب تک کہ وہ امور صحیح نہ قرار پا جاوین تب تک یہہ سمجھا جاویگا کہ اونہون نے آدمی ملک اور خزانہ (بیت المال) کو بے محل صرف کیا۔ وظایف اور روزینہ مقرر کرنے کی کارروائی کی ہر پہلو پر جب نظر کیجاتی ہی تو درحقیقت خواہش حضرت عمر کی یہہ پائی جاتی ہی کہ بیت المال سے اپنے واسطے وظیفہ یا روزینہ مقرر کرلین اور مجرد اپنے لئے وظیفہ مقرر کرنا صرف اپنی نفس پرستی کا الزام عاید کرتا تھا کیونکہ خلیفہ وقت کو سوا اسکے اپنے مصارف کے کہ جو ایک معمولی انسان کے لئے ضروری ہو بیت المال سے لینا روا نہین ہوسکتا۔ حضرت عمر نے الزام سے بچنے کے لئے دوسرے لوگون کے بے محل اور خلاف حق وظیفہ اور روزینہ مقرر کئے۔ اور جیسا کہ

یہہ حیلہ وظیفہ کا کیا ویسا ہی حیلہ ... خرچ مین لائے تھے۔

ذی علم مصنف یہہ ظاہر کرتے ہین کہ ... فقط اس بنا پر مقرر کئے تھے کہ وہ فضل و کمال مین ... جنگ بدر مین شریک نہ تھے لیکن اونکا روزینہ اصحاب ... کیا تھا اس بنا پر کہ وہ فضل و کمال مین اور لوگون سے ...

اول تو یہہ امر ہے کہ جو صحابہ جنگ بدر مین شریک ... اونہون نے جو خدمت اسلام کی کی وہ کسی نسبت ... جو کچہہ کہ اونہون نے ... کی اوسوقت جو کچہہ ... دنیا وی ہو گیا۔ دوسری تاریخ اسلام سے ظاہر ہے کہ علی مرتضے ... نے جنگ بدر مین یا دیگر غزوات مین خلافت اسلام نہین کی ... اس زمرہ مین حضرت علی کو وظیفہ مقرر کرنے کے وقت کسی ... ابو ذر غفاری کو جو شرکائے بدر کی برابر اونکے علم و فضل ... وظیفہ مقرر کرنے مین کر دیا یہہ دوسری غلطی ہی۔

یہہ امر زیادہ تعجب کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہی ... گئے وظیفہ مقرر کرنے کے وقت اون کے علم اور فضل ... کی اور اونکو اوسکے اس پایہ سے ہی گرا ... اسلام جو علی مرتضے سے ظہور مین آئین ... کیا تھا ان دونو امر مین کوئی اون کی ... اونکے قابل ہو سکے گی یہہ کہ خلافت پیغمبری ... ہاتہہ مین دی جاتی۔

اہل کمال کی قدردانی مین لتعین وظایف۔

ذی علم مصنف ـ غیر صحابہ کو اہل کمال کی قدردانی مین یہ لکھتے ہین کہ "حضرت عمر نے پرخطر معرکون مین ثابت قدم رہنے والون اور بہادرون اور فیاضون کے وظایف مقرر کئے۔ اور اوسکا پتہ بتلاتے ہین کہ "عمر بن وہب الجحی کا وظیفہ دوسو دینار سالانہ اس بنا پہ مقرر کیا کہ وہ پرخطر معرکون مین ثابت قدم رہتے ہین" یہ ظاہر ہے کہ عمر بن وہب کی ثابت قدمی عہد پیغمبر مین ظاہر نہین ہوئی ہی اور عہد خلافت حضرت عمر مین ہی وقت فتوحات کی اونکی شان سے بہت زیادہ دوسرون کی خدمات وقت جنگ کے صفحہ تاریخ مین درج ہین پس حضرت عمر کا ایسا زرکثیر وظیفہ اونکے لئے مقرر کرنا یہہ محض مرضی حضرت عمر پر موقوف رہتا ہی۔ ایسے ہی جو ذی علم مصنف خارجہ بن حذافہ اور عثمان بن ابی العاص کے وظیفہ اس بنا پر مقرر کرنا ظاہر کرتے ہین کہ "خارجہ بہادر اور عثمان نہایت فیاض ہی" تاریخ اسلام مین خارجہ کی بہادری اور عثمان کی فیاضی ایسی روشن نہین ہے کہ جیسے دوسرون کی ایسی حالت مین خارجہ اور عثمان کے وظایف مقرر کرنے ایک امر ہی جو تابع محض مرضی حضرت عمر کے رہا نہ تابع نظر حقوق اہل حقوق کے چنانچہ ذی علم مصنف جو یہہ ایک لطیفہ لکھتے ہین "کہ حضرت عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو حکم بھیجا۔ کہ شعرا کوفہ کے اشعار جو زمانہ اسلام مین کہی ہین لکھ کر بھیجو مغیرہ نے اغلب عجلی کو بلایا اور شعر پڑھنے کی فرمایش کی اوسنے شعر پڑہا اوسکا ترجمہ یہ ہے "تم نے بہت آسانی موجود چیز کو مانگا۔ ایا رجز چاہتے ہو یا قصیدہ" پہر لبید کو وہ حکم سُنایا وہ سورہ بقر لکھکر لائے کہ خدا نے شعر کے بدلے مجھکو یہہ عنایت کیا ہے۔ مغیرہ نے یہہ پوری کیفیت حضرت

عمر کو لکھ بھیجی وہان سے جواب آیا کہ املب نے [illegible]
مین پانسو کا اضافہ کردو۔ اغلب نے حضرت عمر کی خدمت مین [illegible]
آور یہ حکم کا یہی صلہ ہے حضرت عمر نے لبید کے اضافہ کے ساتھ [illegible]
بھی بحال رہنے دی۔ اسی لطیفہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر [illegible]
وظائف کے متعلق بھی جو دل مین آتا تہا کر بیٹھتے تھے اور اس بات کی کچھ
پروا نہین تہی کہ یہ وظائف کہانسے دئے جاتے ہین اور بیت المال کا روپیہ
ایسا بے دریغ صرف کرنا چاہئے یا نہین۔

ذی علم مصنف ایک یہہ حکایت لکھتے ہین کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا
شاعر متمم بن نویرہ تہا جسکے بہائی کو ابو بکر صدیق کے زمانہ مین حضرت خالد
نے غلطی سے قتل کردیا تہا وہ ہمیشہ رویا کرتا اور مرثیہ کہا کرتا حضرت عمر کی
خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے چند اشعار مرثیہ کے سنے اور فرمایا کہ
اگر مجھکو ایسا مرثیہ کہنا آتا تو مین اپنے بہائی زید کا مرثیہ کہتا۔ اوسنے
کہا کہ امیر المومنین اگر میرا بہائی آپ کے بہائی کی طرح (یعنی شہید ہوکر)
مارا جاتا تو مین اوسکا ہرگز ماتم نہ کرتا حضرت عمر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ متمم نے
جیسی میری تعزیت کی کسی نے نہین کی۔ متمم نے جیسی [illegible]
حضرت عمر کے مرثیہ کہنے کو روکا ہے اوسکے [illegible]
نہ ذلیل مصنف نے۔ کیا کسی شہید کا مرثیہ [illegible]
قبول کیا جاتا ہی کہ حضرت خالد نے غلطی سے [illegible]
شاعر کو قتل کیا تو کیا مالک بن نویرہ شہید [illegible]
شخص شجاعت اور استقلال سے حالت [illegible]
جاویگا جس سے اوسکے اوصاف [illegible]

مرثیہ کے ہی اور مرثیہ اوسکا کہا جا سکتا ہی متمم شاعر کے نزدیک زید بہائی حضرت عمر کے اوس شان کے قتیل یا شہید نہین تہے اور اسی وجہ سے متمم نے حضرت عمر سے یہ خطاب کیا ہی کہ اگر میرا بہائی آپ کے بہائی کی طرح مارا جاتا تو مین ہرگز اوسکا ماتم نہ کرتا:

ذی علم مصنف زید بہائی حضرت عمر کے مارے جانے کی خطہ لائی مین جو شہید کی تفسیر کرتے ہین۔ یا حضرت عمر متمم شاعر کے کلام کی وہ مراد سمجھی یہہ غلط فہمی ہی یا عمداً ایسی مراد لینا زید بہائی حضرت عمر کے لئے خلاف حقیقت فخر کا مرتبہ قایم کرنا ہی۔

ذیعلم مصنف ایک اور بڑے شاعرہ خنسا مرثیہ گو کا ذکر کرتے ہین "کہ جب اوسکی چار بیٹے جنگ قادسیہ مین شہید ہوی تو چارون کی تنخواہین اوسکی نام جاری کردین" ایسی ماں کے جس کے چار بیٹے جنگ مین مارے جاوین اون بیٹون کی تنخواہ اون کی ماں کے نام جاری کرنے سے جو بمنزلہ اونکے بہا سمجہا جا سکتا ہی اصلی تشفی قلب نہین ہوسکتی البتہ ایسی ماں کے ساتہہ اوس قدر ہمدردی ضرور تہی کہ وہ فکر معاش سے بے پروا ہو جاوے لیکن چار بیٹون کی تنخواہین کہ ہر تنخواہ ہر بیٹے کے مصارف زندگی کے لئے کافی تہی وہ مجموع تنخواہین ایک عورت پر بیت المال سے صرف کردی جاوین تو ایسا صرف ضرور بے محل ہوگا۔ بیت المال سے ایسے اسراف ایسے ہی تہی کہ جیسے بہتی دریا مین ہاتہہ دہونا۔

ذیعلم مصنف پہلوانی اور بہادری مین طلیحہ بن خالد اور [illegible] ذکر کرکے لکہتے ہین "کہ حضرت عمر کے اس طریقہ عمل نے عرب کے تمام قابل آدمیون کو دربار خلافت مین جمع کردیا اور حضرت عمر نے اون کی قابلیتو نسے

بڑے بڑے کام [illegible]

موافق جو وظیفہ اور عطایا دیکر ان [illegible]

کچھہ کام لئے - یہہ طریقہ وہی ہی کہ جو اب [illegible]

اور راجہ ہمیشہ کرتے رہتے ہین۔ اور جس [illegible]

پیغمبر اسلام اور علی مرتضے اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام [illegible]

اور اپنے زیر اطاعت کی باہمی معاوضہ اور وظیفہ [illegible]

امر زیادہ حیرت مین ڈالتا ہی۔

آنحضرت کے متعلقین کا لحاظ و پاس وقت تقرر وظایف۔

[illegible] کے روزینے مقرر [illegible] پاس لحاظ متعلقین آنحضرت کا [illegible] ذکر کرتے ہین کہ صحابہ کے روزینے

مقرر کرنے کے وقت عبد الرحمن بن عوف کی رائے [illegible]

رکھی جائین لیکن حضرت عمر نے ترتیب وارنج مین [illegible]

کے تعلقات سے قرب و لحاظ کا لحاظ کیا۔ سب سے [illegible]

شروع کیا اور اول مین حضرت عباس اور حضرت علی [illegible]

کی بنو ہاشم کے بعد بنو امیہ پھر بنو عبد الشمس پھر [illegible]

تک کہ بنو عدی پانچوین درجہ مین پڑتا تھا۔ سب [illegible]

بدر کی تھین حضرت امام حسن و حسین کی تنخواہین [illegible]

رسول اللہ کی ازواج مطہرات کی تنخواہین [illegible]

سب سے بڑی مقدار تھی اسامہ حضرت [illegible]

سے زیادہ مقرر کی تو عبد اللہ نے عذر کیا۔ [illegible]

ہے اور اسامہ کے باپ کو تیرے باپ سے زیادہ عزیز رکہتی تہی۔

صاحب ترجمہ منشی نے اس سے زیادہ تفصیل کی ہی اور کسیقدر اسکی عبارت یہ ہی۔ اول عباس اور علی اور حسن اور حسین کا حصہ مقرر کیا بعد اوسکے اہل بدر کا پانچہزار اور اہل حدیبیہ کا چار ہزار اور جو کوئی کہ بعد اونکے ایمان لایا تین ہزار اور جو کوئی کہ قادسیہ مین ایمان لایا اونکو پانسو اور دوسرون کے ایک ہزار اور جو کوئی کہ صاحب منقبت تہی اونکا حصہ پانسو دینار زیادہ کی اور عباس کے بیس ہزار دینار اور ہر ایک زوجہ رسول کی دس ہزار اور بی بی عایشہ کو بارہ ہزار۔

ذوی علم مصنف کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ آنحضرتؐ کی تعلقات قرب بعد کا حضرت عمر کی قبیلہ بنو عدی تک لحاظ اور پاس رکہا گیا ہی اور ان قبایل کی وظیفہ محض بنظر قرب و بعد تعلق آنحضرتؐ کے مقرر کئے گئے لیکن پانچوین درجہ قبیلہ بنو عدی سے (کہ جس مین حضرت عمر شامل تہی) اوپر کا حضرت اسمٰعیل تک کا کیون لحاظ اور پاس نہ کیا گیا اور کیون ان کے وظیفے اور حصے مقرر نکئے گئے تنخواہون کی مقدار جو قرار دی گئی خواہ وہ متعلقین آنحضرتؐ سے ہوں یا غیر اونکی خدمات اسلام بجا لانے والے۔ اوسپر بہت کچہ بحث ہوسکتی ہی کہ حضرت عمر نے اعتبار مدارج خدمت اسلام صحیح کیا یا نہین۔ مگر مین اس کارروائی پر صرف تین امر کا ذکر کیا چاہتا ہون۔

ایک یہہ کہ محض تعلق قرب و بعد آنحضرت کے سبب سے جن جن لوگون کا حصہ یا وظیفہ مقرر کیا گیا وہ بجا تہا یا بیجا۔

ذوی علم مصنف نے کوئی اپنی رائے اوسکی بابت نہین دی اور مین بہی کوئی وجہ نہین پاتا ہون کہ قرب اور بعد ایک محدود درجہ تک محض قرابت

[illegible] ان میں حضرت عمر نے بی بی عائشہ کے جو بالتخصیص بارہ [illegible] ہون نے اونکی طبیعت سے پہچان لیا ہوگا کہ اونکو کسی [illegible] کے لئے زیادہ ضرورت پڑے گی۔"

[illegible] کو تحریر ذلیل مصنف سے معلوم ہوتا ہی اور نہ مجھکو کسی [illegible] بات ملی کہ علی مرتضےٰ کا حصہ یا وظیفہ کیا مقرر کیا گیا۔ [illegible] مقرر کیا گیا تھا وہ اونہون نے کبھی لیا ہی یا نہین مین علیم لقضےٰ [illegible] تاریخ اسلام مین موجود ہی نظر کرتا ہون تو میرے خیال مین [illegible] کبھی وہ حصہ یا وظیفہ نہین لیا ہوگا۔

[illegible] سے وہ قرب قرابت کا تھا کہ جو مردون مین باعتبار رشتہ کی [illegible] کہ آپ اور علیم لقضےٰ کے باپ ایک بطن سے [illegible] بھائی تھے جیسا خود پیغمبر نے ایک شجر سے دو شاخہ [illegible] تشبیہ دی ہی بلحاظ قرب کے سوچنا چاہیے [illegible] حصہ کیا ہونا چاہیے تھا اور جب غور کیا جاتا ہی تو اون کا [illegible] آتا ہی نہ کوئی مقدار وظیفہ کی۔ اسی پر خیال کرنے [illegible] یقینی ہوتا ہی کہ علیم لقضےٰ نے حضرت عمر کا مقرر کیا ہوا وظیفہ

[illegible] نے جو کچھ خدمات اسلام کی کین وہ محض خوشنودی خدا کے [illegible] تصدیق آیات قرآنی سے ہوچکی ہی جو اون کی شان میں [illegible] ذہن مین نہین آتا ہی کہ وہ کسی [illegible] وظیفہ [illegible] ہون۔

[illegible] سے اچھی طرح واضح ہوتا ہی کہ زمانہ خلفائے

Marfat.com

Marfat.com

...ین قرار دیا تہا جنکو ذیعلم مصنف نے دائمی قرار نہین دیا ہی وہ حق ... قرابت دارونکو بلا اختلاف مین حیات تک بہی نہین دیا۔

ذیعلم مصنف خمس کی بحث مین قبول کرتے ہین کہ ذوی القربے مین سی حضرت صرف بنو ہاشم اور بنو المطلب کو حصہ دیتے ہتے بنو نوفل اور بنو عبد الشمس کو باوجود طلب کرنے کے بہی کچہہ نہین دیا۔

حقیقت مین حضرت عمر نے بجائے حق خمس ذو القربے پیغمبر کے خلاف قرآن اور عمل رسول کے جو وظایف قرابت داران اور متعلقین رسول کے مقرر کئے اوسمین بنو عبد الشمس اور بنو نوفل اور عبد العزی اور قبیلہ بنو عدی پانچوین درجہ تک جسمین حضرت عمر داخل ہتے شامل کر لیا۔ اور اون قرابت دارون مین ازواج مطہرات کسی طرح داخل نہین ہو سکتے ہین کہ جنکے وظایف کثیر مقرر کئے گئے اور اسی وجہ سے ذیعلم مصنف نے ذو القربے پیغمبر کا لفظ تقرر وظایف مین استعمال نہین کیا اور لفظ متعلقین پیغمبر کا ایجاد کیا جیسا کہ حضرت عمر نے بجائے خمس کے طریقہ تقرر وظایف کا خلاف خدا اور رسول کے ایجاد کیا۔

حضرت عمر کی علی مرتضیٰ سی صفائی ہو جانے کا بیان۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی شکر رنجی حضرت علی کے ساتہہ ابتداء خلافت حضرت ابو بکر مین قبول کر کے یہہ کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ جب حضرت علی کو خلافت کا ملال جاتا رہا تو بالکل صفائی ہو گئی حضرت عمر بڑی بڑی مہمات مین حضرت علی کے مشورے بغیر کام نہین کرتے ہتے اور حضرت علی نہایت دوستانہ اور مخلصانہ مشورہ دیتے ہتے، نہاوند کے معرکہ مین اونکو سپہ سالار بنانا چاہا لیکن اونہون نے

Marfat.com

... اور فوج کی وقت ضرورت گے اپنی ہاتہہ مین لے سکتے
... ہی مین منصب سپہ سالاری کا ہتین لے سکتے۔ تہے کہ
... حضرت عمر کا ہو سکتا تہا اگر کوئی وقت ایسا آتا کہ
... ہوتا بغیر علی مرتضے کے دین اسلام کو کسی صدمہ سہی
... علیہ لتضے سپہ سالار فوج مسلمانون کے بن جاتے اور
... دین اسلام کی کرتے

... حضرت عمر بیت المقدس کو گئے اور کار خلافت اون کے ہاتہہ
... گئے اوسکا قبول کر لینا علیم لتضے پر لازم تہا اس لئے کہ وہ کام
اوسی کے قابل تہا اور وہ اس کام کو اپنے ہی قابل سمجھتے تہے اور اوسکا
کرنا ... واجب جانتے تہے۔

قصہ عقد ام کلثوم

قصہ عقد ام کلثوم دختر علیم لتضے کا حضرت عمر کے ساتہہ ایسا واقعہ
ہے کہ جسپر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوجاتا ہی کہ وہ حضرت عمر اور علی
مرتضے مین درجہ اتحاد و یگانگت کا پیدا نہین کرتا بلکہ تمام اون روایات
کے دیکھنے سے جو سنی اور شیعون کے ہان اس خبر کے متعلق منقول
ہوئی ہین اور چہپ ہے رسالہ روشنی (جلد اول نمبر ۱۱ بابتہ ماہ اگست ۹۴ء سے
... ۳) مین پوری بحث کر کے رائے دی ہے صاف واضح ہوجاتا ہی
کہ ... سے ہی جو سلسلہ حضرت عمر نے قلب علیم لتضے اور اہلبیت
رسالت مین ... پہنچانیکا شل خاندان رسالت ...
... لئے اور تعرض بابہ بہانہ بیعت علیم لتضے خانہ جناب سیدہ کے
... اور ضبطی فدک اور خمس کے شروع کیا تہا وہ سلسلہ ناخوشیونکا

Marfat.com

Marfat.com

[?]فادات تاریخی متعلق خواستگاری ام کلثوم صغری۱۔

انہین کتابون مین یہہ بہی مذکور ہی کہ حضرت عمر نے کہا کہ مین خواہش کی راہ سے نہین چاہتا اگر مین نے سنا ہی رسول اللہ سے کہ ہر سبب ونسب منقطع ہی روز قیامت سوائے میرے سبب اور نسب کے، اور حضرت عمر نے درخواست کی ام کلثوم کی علی سے پس عذر کیا اونہون نے صغر سنی کا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ خواستگاری اوس ام کلثوم سے ہی جو صغیر سن تہی اور وہ درحقیقت بطن ام الولد سے تہی۔ لیکن حضرت عمر نے عذر صغر سنی کو قبول نہین کیا اور کہا کہ مین امید رکہتا ہون کرامت کی اوس سے اور مضطر کیا علی کو اسپر کہ وہ اسکو دکہادین پس علی نے اوسکو اون کے پاس بہیج دیا (اس کے بعد جو امور کہ روایات مین درج ہوئی ہین نہایت مکروہ ہین جنکا کہنا مین اسلئے پسند نہین کرتا ہون کہ اونسے اہانت علی مرتضے اور اہلبیت رسول کی ہوتی ہی اور خود حضرت عمر پر بہی امر قبیح کا الزام لگتا ہی جسکو صاحب صواعق نے رفع کرنے کا قصد کیا ہی اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ مین اوسکو مذموم کہا ہے) پہر وہ حضرت عمر کے پاس سے چلی گئین ۵

کتاب المودۃ مین یہ بہی تصریح ہی کہ "وہ لڑکی چار برس کی تہی، یا چار اور پانچ برس کی درمیان مین" اور حضرت عمر کی عمر ساٹہہ برس کی تہی ۶

ابن جوزی نے یہ بہی لکہا ہی کہ "انکار علی مرتضے کا حضرت عمر پر شاق گزرا عباس نے علی سے کہا کہ مین تزویج کئے دیتا ہون اوسکی، کہ مجہکو ایک بات

---

۵ ذخائر العقبی للمحب طبری و تاریخ خمیس۔ ۶ عسقلانی شرح صحیح بخاری و استیعاب ابن عبد البر و تاریخ خمیس و بہجۃ السعداء و دولت ہادی۔ ۱۲ منہ

پہونچی
کہ حضرت عمر نے
نہین کیا اور راوی بات
کہ جب عباس نے عمر
کہا کہ بروز جمعہ مسجد مین
سنو تو تمہین معلوم ہوجائے گا کہ
حاضر مسجد ہوئے ، جب عمر موعظہ سے فارغ
لگے کہ صاحبو اپنا ایک مرد اصحاب رسولخدا سے
اور اسکی زنا پر مطلع ہوا تو تمہا امیرالمومنین
ہر طرف سے لوگون نے کہا کہ ہوگا
کسی غیر کے مطلع ہونے کی کیا حاجت ہے
جاری کرے ۔ جب عمر مسجد سے چلے تو عباس
جو کچھہ کہ سن چکے ہو واللہ اگر علی
سنتا ہے پس عباس علی کے پاس
مین جانتا ہون کہ یہ بات
آرزو کا بر لائے واللہ
کئے دیتا ہون اور
عباس نے
کرکے کہا کہ
حوالہ کیا کہ
Marfat.com

روایت متعلق واقعہ عقد

شیعون کے ہان ہی اسی عنوان کی ایک روایت حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہی جسکو اونکی خاندانی روایت سمجھنا چاہیے کہ "جب درخواست کی (حضرت عمر نے) علی سے تو انہون نے کہا کہ وہ بچہ ہی پس ملے حضرت عمر حضرت عباس کو۔ اور کہا کہ کیا مین صاحب اندلیشہ نہین ہون؟ عباس نے کہا کہ کیا بات ہی؟ اونہون نے کہا کہ خطبہ کیا تہا مین نے طرف تمہارے بہتیجہ کے پس رد کر دیا اونہون نے قسم ہی مجھکو خدا کی کہ ہر آئینہ پہیر لونگا مین زمزم کو اور نہین چہوڑونگا مین تمہارے واسطے کچہہ کرمت اگر یہہ کہ گرا دون مین اوسکو اور ہر آئینہ قایم کرونگا مین اس (علی) پر دو گواہ اسبات کے کہ اوسنے چوری کی ہی اور کاٹ ڈالونگا مین ہاتہہ اوس کے پس آئے عباس اور خبر دی علی کو اور چاہا اونسے یہہ کہ کرین اوس امر کو۔ پس کیا اونہون نے اوس امر کو"

نتیجہ روایات مخالف نتیجہ اتحاد و یگانگت کی ہی۔

ان روایات فریقین سے واقعات نکاح ام کلثوم بنت علی حضرت عمر کے ساتہہ بخوبی ظاہر ہوتی ہین اور اونسے صاف نمایان ہی کہ یہہ معاملہ اخیر ہی داغل اونہین ناخوشیو کی ہے کہ جو حضرت عمر کی طرف سے علیہ السلام اور اہلبیت رسالت کو پہونچی ہین۔ اور کسی طرح سمجہہ مین نہین آسکتا کہ نکاح ام کلثوم حضرت عمر کے ساتہہ خوشی اور طیب خاطر سے واقع ہوا ہی۔ ایسی حالت مین اتحاد و یگانگت کا انجام یہہ معاملہ کیسے قرار پا سکتا ہی۔

ام کلثوم کبری زمانہ جناب نبوی مین پیدا ہو چکی تہین

انہین روایات سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ وہ ام کلثوم دختر علیہ السلام

برس کی ...

تھی ...

وفات ...

زیادہ ... سے ...

ہوا ہیں سے ...

حیات پیغمبر میں ہوئی

کسی جناب سے ...

کبریٰ کا سن بوقت عقد ...

برس کے درمیان نہیں ...

پیدا ہوئیں۔ اور زمانہ وفات

اس بنا پر پیدائش حضرت

ہے ۳۹ سال ...

کے پیدا ہوئی ہیں ...

عمر کا انتقال ...

حضرت عمر کی عمر ۹ ...

تیرہ برس کی عمر ...

...ے وقت مشورہ علی مرتضےٰ یہ کہا تہا کہ وہ جوان ہی اور اوس کو اختیار ہی کہ جسکو چاہے تزویج کرے۔

ام کلثوم کبریٰ اس تزویج پر رضامند ہی ہین ہو سکتی تہین۔

بلحاظ خصایل اور عادات عورتون کے کیطرح سے سمجہہ مین نہین آسکتا کہ ایسی دختر جوان باعقل وہوش ایسے شخص کے ساتہہ اپنی تزویج پر راضی ہوسکے کہ جسنے اوسکی مان کے دروازہ پر آگ اور لکڑی بغرض گہر کے جلانے کے لاکر رکہی ہو اور وہ لڑکی بہی اوسی گہر مین ہو اور جس کی مان کو معاملہ خلافت اور فدک مین اس درجہ ناخوشی اس شخص سے پہونچی ہو کہ مرتے دم تک اوس سے کلام نہ کیا ہو اور منع کر دیا ہو کہ وہ لوگ جنازہ پڑہنے نہ آئین۔

ام کلثوم صغریٰ سی عقد ہوا۔

جب وہ ام کلثوم دختر علی مرتضےٰ از بطن جناب سیدہ ہنین ہو سکتی تو یقین کرنا چاہیے کہ وہ دوسری ام کلثوم صغریٰ دختر علیم رتضےٰ تہی جن کی تزویج حضرت عمر کے ساتہہ ہوئی مگر اونکی عمر اوسوقت چار یا چار و پانچ برس کی درمیان تہی اور حضرت عمر جب ساٹہہ برس کے تہے۔

ام کلثوم کی بطن ام الولد سی ہونیکی تائید دیگر تاریخی واقعات سے۔

ظاہر ہے کہ علیم رتضےٰ نے بعد وفات سیدہ کے حضرت خولہ جنکے بطن سے محمد حنیفہ پیدا ہوئے جو بعد جناب حسین علیہم السلام کے ... مذکور علیم رتضےٰ مین الجبر سے عقد کیا اور پہر حضرت ام البنین سے کہ

Marfat.com

جس ...

کہ جو کمال جوان ...

اور اسی ضمن میں ...

کے ساتھ ہی عقد کیا ...

یہہ دو کمسن بچے تھے اگر ...

ان ازواج کے سوا عورات ...

رہی ہیں انہیں کسی میں سے ایک ...

تھا لامحالہ یہی ام کلثوم دختر ام ...

میں ہو سکتی ہے جبکہ حضرت عمر کی عمر ساٹھ سال ...

روایت جنیہ اور راوی کی ...

کہ علیم ... کے پاس ایک جنیہ تھی ...

کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس روایت ...

اور راوی کے معنی اور ...

ٹھیک معلوم ہوتا ہے ...

انگندان ... ہو گئے ہیں ...

پوشیدہ ... دختر ...

...

عبارت سے اور اسی وجہ سے علماء اہلسنت کو مغالطہ ہو گیا ہی کہ انہون نے اوس ام کلثوم لعلہا ام الولد دختر علیہ السلام کے ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا کو سمجہا ہے کہ اونکو علم ہی نہ تہا کہ کوئی دوسری دختر ام الولد بہی ام کلثوم ہے۔

حضرت عمر کی چند ازواج کا نام ام کلثوم تہا۔

یہہ بہی عجب اتفاق ہے کہ حضرت عمر کی چند ازواج کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول الخزاعی تہین، ذی علم مصنف نے انکا نام ملیکہ لکہا ہی گر یہہ بہی قبول کیا ہی کہ ان کو ام کلثوم بہی کہتی ہین، دوسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط، انکا ذکر ذی علم مصنف نے کچہہ نہین کیا۔ تیسری جمیلہ بنت عاصم بن ثابت انکو بہی ام کلثوم کہتی تہی لیکن ذی علم مصنف نے انکا پہلا نام عاصیہ لکہا ہی اور یہ نہین لکہا کہ انکو ام کلثوم بہی کہتی تہی اور حضرت عمر نے اخیر حصہ زندگی مین جو خواستگاری کی اتفاق سے اون دونون کی نام بہی ام کلثوم تہی ایک دختر ابوبکر ربیبہ علیہ المرتضیٰ اور دوسری دختر علیہ المرتضیٰ اسی امر اتفاقیہ سے علماء اہلسنت کو امتیاز اس امر کا ہو سکا کہ کس ام کلثوم سے کس زمانہ مین نکاح ہوا اور کس ام کلثوم سے کیا اولاد ہوئی

ثقاۃ بن حیان اور ابن قتیبہ کی غلطی۔

ذی علم مصنف نے جہان ذکر ازواج و اولاد حضرت عمر کا لکہا ہی وہان حاشیہ مین لکہا ہی کہ "ثقاۃ بن حیان نے واقعات سنہ ۱۷ھ مین لکہا ہی کہ پہر ازدواج کیا عمر نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب اور وہ فاطمہ سے تہین" اور معارف ابن قتیبہ سے لکہا ہی کہ "فاطمہ اور زید اولاد حضرت عمر سے ہین اور مان ان دونون کی ام کلثوم دختر علی ابن ابی طالب لعلہا فاطمہ بنت رسول اللہ سے ہے"

ثقاۃ بن حیان نے جو سنہ ۱۷ھ مین سمجہ لیا ہے کہ حضرت عمر کی تزویج

پیدا ہوئے

کا ہوا اور حضرت

پیدا ہوئی۔ یہ ام کلثوم

بن سجاد یہ معرکہ کربلا

قید ہو کر دمشق کو گئی

جن کی نماز جنازہ حضرت

بھین سے یہ بھی بچہ

عقد کیا وہی ام کلثوم

اللہ علیہا کے نکاح کی

حضرت عمر کے

کہ ان ام کلثوم کا

بعض مورخین نے

و نکا نکاح ہوا اور

بھی واقعات

مدینہ کو واپس

اولاد نہیں ہوئی

فاطمہ زہرا

Marfat.com

[illegible] نہین کیا جا سکتا بلکہ تسلیم کیا جا سکتا ہی کہ وہ ام کلثوم
[illegible] پیدا ہوا بنت فاطمہ زہرا نہین تہین اور وہ ام کلثوم
[illegible] حضرت عمر کی تہین علاوہ ازین جبکہ دیگر مورخ و محدث
[illegible] کہ جب یہہ عقد واقع ہوا تو حضرت عمر کا سن شریف ۶۰
[illegible] تہا اور وہ دختر ہو یا چار و پانچ برس کے درمیان عمر کی تہی جیسا کہ
مصنف نے بہی تسلیم کیا ہی کہ ” جناب امیر نے ام کلثوم کی صغر سنی کے سبب
سے انکار کیا “ تو حضرت عمر کی ساٹہہ سال کی سن کے زمانہ مین ام کلثوم بنت
زہرا صغیر سن نہین ہوسکتی بلکہ بارہ تیرہ برس کا سن اونکا تہا “

ام کلثوم دختر ام الولد کا عقد حضرت عمر کیسا تہہ نا مناسب نہ تہا۔

ابو المنذر ہشام ابن محمد سائب الکلبی (جو نہ صرف اکابر مستند اور اعاظم علمائے اہلسنت سے ہین۔ بلکہ وہ شیوخ ترمذی اور ابن ماجہ کے
راوی ہین اور بغوی سے محقق اور مفسر نے اپنی تفسیر معالم التنزیل کو اونکی روایتون
سے بہر دیا ہی۔ اور شعبہ ابن الحجاج امام علم حدیث نے کہ جنہون نے ایک
راوی کو گہوڑے کو ایڑ دیتے ہوئے دیکہا اوس سے روایت لینا ترک
کر دیا تہا انہین ہشام کے باپ سے اخذ علم کیا ہی جن ہشام کی نسبت امام
ابن تیمیہ منہاج السنہ مین لکہتے ہین کہ ” اسمار اور نسب کے امام ہوئی ہین
انکی کوئی قدح نہین ہوسکتی اور یہی تحقیق ان ہشام کے متعلق امام ابن
تیمیہ نے منہاج السنۃ مین امام حنبل کی بہی لکہی ہی اور علامہ سید ابن جوزی
اور ابن خلکان نے نسب کے متعلق انہین ہشام سے بہت کچہہ لیا ہی اپنی
تصنیفات مین فرماتے ہین کہ ” ضحاک ایک کنیز حبشیہ حضرت ہاشم بن

Marfat.com

تزویج کی سنت

حدیث متفق علیہ

Marfat.com

[illegible] اوسکے جواب مین علی مرتضےٰ نے اپنے خاندان کی قدیمی اور [illegible] اور عزت کو جو تمام قبایل عرب پر حاصل تہا ظاہر کرکے آپس مین [illegible] ارشاد فرمایا ہو کہ "ایک فعل الگ ہی"[1] جس سے مراد یہ ہے کہ مجرد کفو مین نکاح ہونے سے کوئی بزرگی اور شرف حاصل نہین ہو سکتا۔

نتایج واقعات خطبہ ہذا منافی اتحاد و یگانگت کی ہین

مجرد مناکحت سے جیسے کہ کسی کو شرف اور فضل حاصل نہین ہو سکتا ویسے ہی مجرد مناکحت سے اتحاد اور یگانگت کا مرتبہ بہی حاصل نہین ہو سکتا بلکہ واقعات اس خطبہ کے صاف بتلا رہے ہین کہ جو گرہ شکر رنجی اور ملال و کراہت کی حضرت عمر نے اپنے افعال و کردار سے علی مرتضےٰ کے دل مین ڈالی تہی اوسکو اخیر حصہ زندگی مین اخیر درجہ پر اس کروہ خطبہ سے اور مضبوط کر دیا۔

اخلاق و عادات تواضع و سادگی فاروقی کا بیان۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی اخلاق و عادات تواضع و سادگی کے متعلق بعض ایسے امور کہلاتے ہین کہ جن سے مشابہت علی مرتضےٰ سے ہو جاے اون امور مین جو عہد پیغمبر مین علی مرتضےٰ سے عادتاً و اخلاقاً ظہور مین آئے تہے اور جنمین سے بعض بعض موقع پر پیغمبر خدا سے علی مرتضےٰ نے لقب پایا تہا جیسے ابوتراب خاصف النعل۔

حضرت عمر کے دو درہم کی روزانہ خرچ وغیرہ کی حقیقت

حضرت عمر کا روزانہ خرچ دو درہم (۱۰ ار) یا [illegible] پہٹی جوتیان پہٹا ہوا عمامہ پیوند لگا کرتہ

---

[1] [illegible] چہارم رسالہ روشنی صفحہ ۲۰۹۔

Marfat.com

[illegible] یہی کہ ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی بتائی ہی حضرت
[illegible] بہت تعجب مین ڈالتا ہی کہ ایک موقع پر پیغمبر کے سامنے
[illegible] کہ حضرت عمر آپہنچے اونکو دیکھتے ہی گانے والے بہاگ گئے
اور [illegible] حضرت عمر سے فرمایا کہ تمسے تو شیطان بہی بہاگتا ہی۔ اور خود
مصنف نے بہی حصہ اول مین قبول کیا ہے کہ اسلام لانے کے بعد مذہبی اشغال
مین وہ اسقدر محو ہوگئے تہے کہ اس قسم کے چرچے پسند نہین کرتے تہے“

حضرت عمر کی سخت مزاجیون کی مثالین۔

ذی علم مصنف حضرت عمر کی سخت مزاجیون کی یہ مثالین دیتے ہین کہ۔ (۱) ”بدر مین پیغمبر نے فرمایا کہ
ابوالبختری یا عباس کہین نظر آئین تو قتل نہ کرنا۔ ابو حذیفہ نے کہا اگر عباس ہاتھ
آجائنگے تو مین اونکو تلوار کا مزہ چکہاؤنگا حضرت عمر آپے سے باہر ہوگئے
اور پیغمبر سے کہا کہ اجازت دیجئے تو اسکا سر اوڑادون (۲)“ حاطب
بن بلتعہ نے کفار کے خفیہ خط و کتابت کی راز کہل جانے پر حضرت عمر نے
برافروختہ ہوکر پیغمبر سے اجازت چاہی کہ حاطب کو قتل کردون“ (۳)“ ذوالخویصرہ
نے کہا کہ محمد عدل اختیار کر۔ حضرت عمر غصہ سے بیتاب ہوگئے اور چاہا
کہ اوسکو قتل کردین“ لکہتے ہین کہ ” ہر موقع پر انکی تلوار نیام سے نکلی پڑتی ہی“
[illegible] سخت تعجب مین ڈالتا ہی کہ جو موقع ایسے تہے کہ جہان تلوار کے نیام
سے نکل پڑنے کا موقع نہین تہا وہان اونکی تلوار نیام سے نکلی پڑتی تہی
اور جو موقع تلوار کے نیام سے نکل پڑنے کے تہے جیسے کہ بدر احد خیبر
[illegible] حنین وغیرہ وہان انکی تلوار کبہی نیام سے باہر نہ نکلی بلکہ بعض دفعہ
[illegible] میدان سے نکل نکل گئے۔

تھا اور
ہوئی تھی
تھا اور انکار
نے اچھی طرح سے
شدید اختلاف
جائے اور طرف
ہوئے مگر جب
اون کو جیسی
کہ اودھر سے
کے ساتھ
حضرت عمر کا
سا الا

موافق
تھا
الجیجے

Marfat.com

انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ جو دوسرے صحابہ کے روزینے مقرر کئے اون اوسی کے ساتھ مین اپنے لئے بھی ایک کثیر تعداد کا روزینہ مقرر کرلیں۔ گو انکی تن آسانی کے لئے وہ روزینہ بھی کافی ہوا اور چھیاسی ہزار درہم بیت المال کے قرضدار مرے۔

حضرت عمر کی غذا۔

ذی علم مصنف غذا کے متعلق لکھتے ہین کہ "نہایت سادہ تھی" مگر افسوس ہے کہ اس موقع پر ذی علم مصنف نے غذا کی اوس خصوصیت سے کام نہین لیا کہ جس خصوصیت کی وجہ سے وہ ہر عہد کے تمدن اور معاشرت کا پتہ چل جانا تسلیم کرچکے ہین۔ اگر وہ اوس خصوصیت کو زیر نظر رکھتے تو اوس عہد کے تمدن اور معاشرت کے لحاظ سے اونہین چیزونکا دسترخوان پہ چنا جانا داخل تکلف سمجھتے کہ جنکو اونہون نے حضرت عمر کے دسترخوان پر چنا ہے یعنی گیہون کی روٹی، گوشت روغن زیتون، دودھ، ترکاری، سرکہ، عرب کی تاریخ کے جاننے والے جان سکتے ہین کہ اوس عہد کے تمدن اور طرز معاشرت کے لحاظ سے یہ اغذیہ سادہ نہین ہوسکتین۔ لیکن جن لوگون کو علی مرتضےٰ کی لائف لکھنے کی عزت حاصل ہوگی مجھے یقین ہے کہ اونکو حضرت علی کے دسترخوان پر چننے کو یہ غذائین نہ ملین گی، اون کو کیا ملے گا؟ کبھی جو کا آٹا جیسے پھانکتے ہوئے پائین گے۔ کبھی ایسی خشک جو کی روٹی کہ جسے زانو سے دبا کر توڑتے ہون گے۔ کبھی اسکے ساتھ نمک اور کبھی دودھ، مگر وہ نمک اور دودھ دونون کو کبھی ایک وقت مین جمع نہ پائین گے اور کبھی فاقہ اور کبھی صوم اور کبھی دیکھین گے کہ حالت صوم مین شمعون سے تین صاع جو قرض لائے

Marfat.com

[illegible] ایجاد کا نہیں پا سکتے اور بعض امور ایسے ہین

[illegible] ون کی ہدایت اور رائے کے بموجب قایم

[illegible] خلاف شرع محمدی کے خود رائی سے چند باتین ایجاد کی ہین

[illegible] بعض مین عول کا مسئلہ فجر کی اذان مین، الصلوۃ خیر من النوم،

[illegible] نماز تراویح باجماعت، تین طلاقون ایک ساتھ کو طلاق باین قرار

[illegible] وغیرہ اور ان عام ایجادون پر پہلے مفصل بحث ہو چکی ہی۔

خاتمہ

خاتمہ کی تمہید کا خلاصہ۔

ذی علم مصنف نے جو کچھہ سوانح اور حالات حضرت عمر کے لکھے ہین اور اوس سے نتایج نکالے ہین اپنی تصنیف کے خاتمہ کا ایک عنوان قرار دیکر، اوسپر ایک رائے قایم کی ہی اور جسکا مفہوم یہہ ہی کہ دنیا بھر کے اوصاف حضرت عمر مین تھے اور اس رائے کی تمہید اس عربی شعر سے کی ہی۔

لیسَ عَلَی اللّٰہِ بمستنکرٍ ✦ ان یجمع العالم فی واحدٍ

ترجمہ کیا ہی کہ "خدا کی قدرت سے یہہ کیا بعید ہی کہ تمام عالم ایک فرد [illegible] سما جائے"

مضمون تمہید کی حقیقت

تمام عالم کے اوصاف اور اوسکا علم، یا اوس علم کی قوت مدرکہ، [illegible] فرد واحد مین جمع ہونا، یا فضایل عالم کا جمع کر دینا محال نہین ہی، لیکن [illegible] وہ تمام اوصاف جمع نہین ہو سکتے ہین جب تک کہ قانون

یا حالات لکھین تو اوسکو ایک کسوٹی پر لگا

...نے صاف صاف بیان کر دین۔ ذی علم مصنف ماہران فن فلسفہ

...ے اہل یورپ ہوگئے ہین اون کی اس تصنیف کا شمار فن فلسفہ

... فلسفہ مین نہین کیا جا سکتا بلکہ یہ تصنیف اونکی مذہبی شان کی

...ہے جو کیہ وہ اپنے دل مین اپنے پیرو کی نسبت اعتقاد راسخ رکھتے ہین اسکو

...نے ظاہر کیا ہی۔

قول سند قرآنی یا پیغمبری حضرت عمر مین اوصاف و قابلیت جانشین پیغمبر ہونیکی تائید مین پیش نہین کیگئی۔

واقعات تاریخ اسلام نے
مذہب اسلام کے جن فرقون سے علی
مرتضے کو بعد پیغمبر افضل الناس قبول
کرایا ہی اس امر پر مجبور کیا ہی (جسکی
تائید یورپ اور امریکا کے اون مصنفین
نے بھی کی ہی کہ جنھون نے تاریخ اسلام پر قلم اوٹھایا ہی اور جن کی رائے محض
آزادانہ فلسفہ تاریخی کی شان سے قطعی تسلیم کیجا سکتی ہی) کہ " جو صفات پیغمبر
آخرالزمان کے جانشین مین ہونے چاہئین وہ سب علی مرتضے مین تھے۔ اونکی
قائلین ذی علم مصنف نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہی کہ ہر وہ صفت افضلیت
کی جو مصنف نے حضرت عمر مین پائی لیکن وہ کوئی ایسا قول پیغمبر (جنکو تمام فرقہ
اسلام کے معصوم مانتے ہین) کہ جس سے صفت جانشینی پیغمبر کی اون مین پائی
جائے پیش نہین کرسکے۔ غیر معصومون کے اقوال اور رائین اگرچہ ہون
قابل اعتنا نہین ہوسکتین خصوص جبکہ اون کا ماخذ قرآن یا حدیث پیغمبر

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ایک امر ضروری ہی۔ ایسی حالت مین [illegible] مصنف نے حضرت عمر مین بہ حیثیت قابلیت جانشینی [illegible] افضلیت کے قرار دئے ہین قایم نہین ہو سکتے۔

[illegible] حضرت عمر کی ترقی افضلیت کے لئے ذی علم مصنف کی عجیب و غریب کوششین

ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی ترقی افضلیت کے لئے عجیب غریب کوششین کی ہین جو اون کی اس تصنیف سے جبکہ اونکو لغور دیکہا [illegible] ظاہر ہوتی ہین شیعہ علی مرتضے مین جو ایک شرف قرب قرابت رسول کا قرار دیتے ہین کہ جو بہ لحاظ واقعۂ تاریخی کے بہی صحیح ہے اور [illegible] علم نے بہی محض بنظر شرف افضلیت کے اوسکو ظاہر فرمایا ہے بجائے اس شرف کے ذی علم مصنف نے حضرت عمر مین یہہ شرف اس [illegible] سے قرار دیا ہی کہ قبل بعثت انحضرت صلعم کے حضرت عمر کے برادر عم زاد زید ابن عمرو (جو اپنی سگی دادی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) کار نبوت کرتے تہے اور اونکو دشمنون سے محفوظ رہنے کا بہی رہ [illegible] آیا تہا کہ جو آنحضرت صلعم کو آیا تہا۔

ذی علم مصنف کے یہ الفاظ ہین کہ "انہون نے رسول صلعم کی [illegible] سے پہلے اپنے اجتہاد سے بت پرستی کو ترک کر دیا تہا۔ اور [illegible] مین لگے تہے۔ بت پرستی اور رسوم جاہلیت کو علانیہ برا کہتے تہے ا[illegible] [illegible] ابراہیمی کی ترغیب دلاتے تہے اسپر تمام لوگ اون سے [illegible] حضرت عمر کے والد سب سے زیادہ سرگرم تہی اسقدر [illegible] بالآخر مجبور ہو کر مکہ سے نکل گئے اور حترہ مین جا رہی

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ہندوستان نہ تہا، بہت سے نامور گزرے ہین
[illegible] بہت سے پاکیزہ اخلاق تہے لیکن صاحب تدبیر نہ تہے
[illegible] اون کے جاتے تہے لیکن علم وفضل سے بے بہرہ تہے " یہ کہتے
ہین [illegible] سکندر بہی تہے ارسطو بہی مسیح بہی، سلیمان بہی تیمور بہی
[illegible] بہی امام ابو حنیفہ بہی، ابراہیم ادہم بہی " پہر سب سے پہلے اونکی
[illegible] کی حیثیت دکہاتے ہین۔

بمقابلہ اس تمام رائے ذی علم مصنف کے ہین صرف اسیقدر کہتا ہون
کہ ذی علم مصنف نے اس امر پر غور نہین کیا کہ ان اوصاف مین حضرت عمر
کو ذاتی اور خلقی اور فطری کچہہ حصہ ملا تہا یا نہین؟ اگر ملا تہا تو کسقدر؟

حضرت عمر نے اپنی قوت بازو سے کوئی سلطنت پیدا یا قایم نہین
کی تہی [illegible] پیدا یا قایم کرنے مین اونہون نے اسقدر بہی مدد کی
تہی کہ جسکی وجہ سے انکا نام حمایت اور مدد کرنے والون کی فہرست کے
آخر نمبر پر بہی درج ہو سکے اور نہ وہ سلطنت اونکو اون کے باپ سے ملی تہی
[illegible] اونہون نے اپنی ہاتہ مین کبہی کسی موقع پر فوج کی کمان لی، اور عہد
نبوی مین جب کبہی کسی موقع پر افسر یا کمنڈر بنکر گئے بغیر فتح بے نیل مرام
واپس آئے اور ویسی غزوۂ خیبر کے وقت فوج والے اونپر الزام
[illegible] لگاتے تہے [illegible] وہ فوج والون پر، انکو درحقیقت ایک ایسی بنی بنائی
سلطنت [illegible] جس کے تمام راستے انتظام کے کشادہ، اور [illegible]
[illegible] کے لئے چراغ سُنّن کے روشن تہے۔ اور
[illegible] ہو چکی تہی اور طریقے اور اوصاف امام عادل کی تباہی
[illegible] اور [illegible] سلطنت کے ہاتہ آجانے کے لئے جو تدبیر

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] سکندر رہتے نہ ارسطو نہ سلیمان تہے نہ تیمور، اور نہ وہ [illegible] سمجہے کہ اونکی ایسی کوئی حالت انکسار کی ظاہر نہین ہوئی کہ اگر اون کے ایک رخسارہ پر کوئی طمانچہ مارے تو وہ دوسرا رخسارہ بہی اوسکے [illegible] ہین البتہ نوشیروان کی مثال بلکہ اوس سے افضل حضرت عمر بہی [illegible] ہین کہ نوشیروان نے بہی اپنے بیٹے کو سزا دی تہی اور حضرت عمر نے [illegible] کو سو درے لگوائے تہے کہ جسمین وہ ہلاک ہوگیا اور درونکا [illegible] اون کے مرنے کے بہی بند نہ کیا اور پوری حد جاری کی، نوشیروان [illegible] بیٹے کو سزا دینے سے عادل مشہور ہوگیا اور حضرت عمر کا واقعہ سزا دہی بہی [illegible] بحضور ترے" کی ضرب المثل مین ابتک یادگار چلا آتا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور ابراہیم ادہم حضرت عمر کو کہنا میرے خیال مین حضرت عمر کی کسر شان ہے، جو ایجادین کہ امام ابوحنیفہ اور ابراہیم ادہم نے شریعت [illegible] مین کی ہین اوس اعتبار سے اون دونون کو حضرت عمر کا مقلد کہنا زیبا ہے۔

پیغمبری منصوصی شہادت علی مرتضےٰ کی انبیا علیہم السلام سے اسوتین۔

علی مرتضےٰ کی نسبت پیغمبر نے جو یہ فرمایا ہے کہ "اگر کوئی آدم کو اسکی صفوت کے ساتہہ نوح کو اوسکی برکت کے ساتہہ سلیمان کو اسکی مملکت کے ساتہہ ابراہیم کو اسکی خلت کے ساتہہ ایوب کو اسکے صبر کے ساتہہ یوسف کو اوسکی [illegible] کے ساتہہ داؤد کو اوسکے اخلاق کے ساتہہ موسےٰ کو اوسکی [illegible] کے ساتہہ ادریس کو اوسکی منزلت کے ساتہہ عیسےٰ کو اوسکے زہد کے ساتہہ اور محمد کو اوسکی اطاعت کے ساتہہ دیکہنا چاہیئے تو وہ میرے بہائی

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] پیغمبر ذی علم مصنف نے حضرت عمر کی نسبت [illegible] سکندر ذو القرنین ہی تہے مسیح بہی سلیمان بہی تاکہ وہ منزلت [illegible]

حضرت عمر کے سوا اور کسی سے ملکی انتظامات نہو سکنے کی بحث

یہ خیال ذی علم مصنف کا صحیح ہے کہ وہ دنیا مین اور مشہور سلاطین وہان پیدا ہوئے ہین جہان مدت سے حکومت کے قواعد اور آئین قایم [illegible] اگر یہ خیال صحیح نہین ہی کہ "حضرت عمر جس خاک سے پیدا ہوئے وہ [illegible] ان کے نام سے آشنا نہ تہی ایک وسیع مملکت قایم کرنی اور ہر قسم کی [illegible] انتظامات حضرت عمر کے سوا اور کسکا کام ہوسکتا تہا" حضرت عمر جس [illegible] عرب سے پیدا ہوئے ہین اوسکی تاریخ شاہد ہے کہ اسوقت اوس [illegible] عرب مین طوائف الملوکی ہتی اور ہر ایک قوم اور قبیلہ کا جدا جدا ایک [illegible] (سردار) ہوتا تہا کہ جو اپنی قوم اور قبیلہ کی جماعت پر وہی حق رکہتا تہا کہ [illegible] ایک بادشاہ اپنی ملک پر رکہنے والا ہوتا ہی اور ملت ابراہی کے قانون [illegible] اون مین جاری تہا اور وہی اون کے قواعد سمجھے جاتے تہے۔

[illegible] اون نے اپنی خواہش نفسانی کے باعث اوسکو بہت مردہ اور مضمحل [illegible] تہا۔ اور اپنی طبیعتون سے اپنی فوائد کے لیے عمل کرتے تہے پیغمبر [illegible] کے وقت مین کہ جو اسپر قبیلہ قریش اور سوروثی شاہزادے شہر مکہ [illegible] تہے کل قبایل عرب کی حکومتون کا لعدم کر سب قبایل [illegible] سے منتظم ہوگئے اور سب نے پیغمبر اسلام کو اپنا شیخ الشیوخ تسلیم [illegible] اور آنحضرت نے سلطنت کے لئے نہایت صاف اور صریح آئین

کالے رنگ

اور سبز رنگ

اور پیلے رنگ

حج ہوتے ہیں اگر ان میں وہ مل جاتی ہو تو وہ اثر اوس قوت مجتمع مسلمانون کا ہو سکتا ہی کہ جسکو علیہ السلام نے بحمایت پیغمبر اپنی قوت بازو سے قایم کیا تہا ورنہ اونکی زبان رعب و داب کی داستان مصنف اوپر بیان کر آئے ہین کہ محض اس ذریعہ سے کہ حج کے موقع پر ہر قسم کے بڑے بہلے لوگ ہوتی ہین ان خطبہ دینے سے گریز کر گئے تہے۔

علمی حیثیت پر مکرر نظر کی حقیقت۔

حکمرانی اور کشورستانی کے ذکر کے بعد حضرت عمرؓ کی علمی حیثیت پر ذی علم مصنف نے پہر نظر ڈالی ہی لیکن اسین کوئی امر تازہ نہین ہی جو کچہ پہلے فرما چکے ہین اسیکا اعادہ ہے اور ہم بہی اسی موقع پر مفصل دکہا چکے ہین کہ حضرت عمر مین نہ کوئی ذاتی دینی علم تہا نہ کسبی جو پیغمبر صلعم سے حاصل کیا ہو اون کو خود اقبال ہے کہ "پیغمبر کے زمانہ مین بازار کے دہندون مین ہنسار ہتا تہا اور جب خلافت ہاتہ مین آئی تو ضرورت کے وقت صحابہ کا مونہ تکتے تہے اور علیہ السلام اونکی مشکل کو حل کرتے تہے انکو خود اقبال ہی کہ "عمر سے سب زیادہ عالم ہین یہانتک کہ پردہ نشین عورتین ہی"

اخلاق مین انبیا کے ہمپایہ ہونیکی حقیقت۔

بعد علمی حیثیت کے اخلاق کے لحاظ سے یہہ کہتے ہین کہ انبیا کے سوا اور کون شخص اونکا ہمپایہ "زہد و قناعت تواضع انکساری سادگی، راستی، حق پرستی، صبر رضا، شکر توکل یہ اوصاف اون مین جس کمال کے ساتہ پائے جاتے تہے، کیا لقمان ابراہیم ادہم ابوبکر شبلی معروف کرخی، مین اس سے بڑہ کر پائے جا سکتے تہے"

Marfat.com

... حضرت عمر کی دیگر امام اور رون کے ساتھ قرار دینے کے ... صاحب ہین پیغمبر نے جو کچھ علم و حکمت علی مرتضٰے کی نسبت ... انداز سے حضرت عمر کی نسبت وہ قرار دینے چاہتی ہین ... انا مدینۃ العلم وعلی بابھا وانا دار الحکمۃ وعلی بابھا۔ فرمایا ہے اور ... صاحب فرماتے ہین" صدر عمر وفلان وفلان جالس فی ابوابھا۔ یعنی ... نے فرمایا کہ مین شہر علم ہون اور علی اسکا دروازہ ہین اور مین خانۂ ... ہون اور علی اسکا دروازہ ہین، اور شاہ صاحب فرماتے ہین۔ سینہ ... ہی ہے اور فلانے اور فلانے اس کے دروازون مین بیٹھے ہین"

ذی علم مصنف شاہ صاحب کے نقل ہین۔

کچھ شبہ نہین کہ لائق اور ذی علم مصنف نے شاہ صاحب کے مضمون کو نقل کرنے سے پہلے پہلی ... ہی رائے مین حضرت عمر کو منزلت انبیا کی دی ہے وہ اسی مضمون کی ... ہے کہ موجد اور مقلد جب تک کہ اپنا رتبہ مسلمانون مین شل ... علیہم کے قبول نہ کرائین تب تک اونکا یہ منصب قبول نہین کیا ... پیغمبر کی جگہ لیکر حضرت عمر کی منزلت مین ایسے ارشادات ... ہین کہ جو اون ارشادات سے مشابہت رکھتے ہون جیسے آنحضرت ... نے علی مرتضٰے کی نسبت فرمائے ہین۔

لیکن اگر تمام مسلمان موجد اور مقلد کا وہی مرتبہ قبول کرلین ... کی اتباع کی مسلمانون کے درمیان امتیاز اس امر کا ہوجائے کہ ... حضرت محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو پیغمبر اور اون کے ارشادات کو ... اور کون حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شمس العلما شبلی نعمانی کو

Marfat.com

Marfat.com

رہے ہیں کہ تلوار سے خون کے قطرات ٹپکتے ہوتے ہیں اور
جیسے سلاطین کے اوس سے بڑا ہر کرتے ہوتے ہیں اور وہ باوجود اس
حالت کے سب زاہدوں سے بڑھ کر زاہد ہی اور کل ابدال سے بڑھکر عالی
مرتبہ بدل ہی اور یہ امر حضرت کے عجیب غریب فضایل اور لطیف انتہا
لطیف خصائص سے ہی کہ جسکی وجہ سے اون مین عندین جمع ہو گئی ہین
اور متفرق چیزین ایک جا ہو گئی ہین۔

شارح ابن ابی الحدید، سید رضی کے اس قول کی شرح یون کرتے
ہین کہ" امیر المومنین علی ابن ابی طالب صاحب اخلاق متضادہ تے
اون مین سے سید رضی نے کچھہ ذکر کیا، یہ مقام سخت تعجب کا ہی کہ جو لوگ
شجاع اور بہادر ہوتے ہین اور بڑے بڑے معرکون مین اقدام کرتے
ہین اور دریائے جنگ مین غوطے لگاتے ہین اون لوگون کے قلوب
نہایت سخت ہوتے ہین اور طبیعت مین درشتی ہوتی ہے مار ڈالنا اور انتہا
درجہ کی سرکشی اور جبر ہوا کرتا ہی۔

اور جو لوگ صاحبان زہد ہین وہ اکثر دنیا اور اوسکے لذتون کے تارک
ہوتے ہین اور لوگون کو وعظ و نصیحت کرنے مین مشغول رہتے ہین اور
خوف معاد اور موت اونکو دلاتے ہین ایسے لوگون کے واسطے ضروری
ہی کہ وہ لوگ نرم دل ہون قلب اونکا ضعیف ہو، طبیعت [illegible] ہو
اور یہ دونون حالتین باہم ایک دوسرے کی ضد ہین [illegible]
امیر المومنین علی علیہ السلام مین جمع ہوئی ہین۔

ازانجملہ ایک یہ امر بھی ہی کہ جو لوگ خونریز اور صاحب [illegible] ہوتے
ہین اون کے لئے یہہ لازمی بات ہی کہ اون کے اخلاق [illegible]

تو ...
شہان ...
بچہ ...
زیادہ ...
اسے ...
جہاں ...
سن ...
اور ...
ہنس ...
رحمت ...
سے ...
دور ...
دیکھا ...
مزاج ...
اور ...
اسمعیل ...

Marfat.com

اور ریاست سے ہوئے ہین اون کے واسطے ایک امر ضروری ہے کہ
اون میں کبر یا نخوت ہو، اور اپنی بڑائی اور بہت کچھہ سطوت وجبروت
کو لوگون پر جتا ئین خصوصًا نسبی شرف کے ساتھہ اگر اور بہت سی جہتون کا بہی
شرف ملجائے لیکن امیر المومنین شرافت اور بزرگی کے معدن، اور کان تہی
اور اوس مرتبہ پر تہے کہ دوست اور دشمن کسیکو شک نہوگا کہ وہ نسب کی رو سے
بعد پیغمبر علیہ السلام کے اشرف خلق اللہ تہے اور اس شرف کے سوا بہت سے
عمدہ جہات کا شرف اون مین جمع ہو گیا تہا با این ہمہ حضرت شدید ترین
مردم تواضع مین تہے کہ ہر چہوٹے اور بڑے درجہ والے کے ساتہہ بہت
تواضع سے پیش آتے تہے اور طبیعت مین بے حد نرمی تہی اور خلق نہایت
وسیع تہا اور کبر سے بے حد دور رہتے تہے اور حق کے بے حد عارف تہے اور یہی
حال اونکا اپنی دونون زمانون مین رہا زمان خلافت مین بہی اور اس زمانہ
مین بہی جو اس سے پیشتر تہا کسی امر نے کبہی اون کے مزاج مین تغیر نہین
پیدا کیا، اور ریاست نے اونکو اپنی اخلاق سے نہین ہٹایا اور کیسے ممکن ہے
کہ ریاست سے اون کے خلقین کچہہ تغیر آجاتا کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے رئیس تہے
اور سلطنت کیونکر اونکے اخلاق کو متغیر کر سکتی تہی کہ وہ تو موروثی بادشاہ تہے
اونہون نے خلافت کے ذریعہ سے کوئی شرافت حاصل نہین کیا اور نہ کسی
قسم کی زینت اپنے واسطے اوس سے اکتساب کی بلکہ اونکا حال تو ویسا ہی
ہے جیسا کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے کہا ہے جسکا ذکر شیخ ابو الفرج عبد الرحمن
ابن علی ابن جوزی نے اپنی تاریخ "منتظم" مین کرتے ہین کہ "احمد حنبل کی
صحبت مین خلافت ابو بکر و علی کا تذکرہ ہوا اور بہت دیر تک اوسمین گفتگو رہی
احمد نے اپنا سر اوٹہایا اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگون نے

Marfat.com

نقصان اوٹھایا
نرمیٹ ہوئی
کسی قسم کا نقصان
ہو یا اگرچہ درحقیقت
برا ہو گیا۔
از انجملہ یہ امر ہے
ہین اور خون بہا اوسکے
ہین کہ خطا بخشی اور عفو سے
رہین، اون کے قلوب سے
نہایت سخت ہوئی اور
اونہون نے پہلے سے
اور خواہش نفس
پچکے ہین اور
جب اسیلئے
اور تلوار
کے غصے کی
اپنی عادت

Marfat.com

...ب کی شورش کی پروا نہ کی اور اپنی برافروختگی کو فرو کر دیا۔

از انجملہ یہ امر ہے کہ کوئی شجاع کبھی سخی نہین پایا گیا عبد اللہ ابن زبیر شجاع تھے مگر سب سے بڑھکر بخیل تھے۔ زبیر اون کے باپ بہی شجاع تھے مگر وہ بہی خسیس تھے اون سے ایک دن عمر خطاب نے کہا کہ اگر تمہین خلافت ملتی تو تم بطحا مین لوگون کے ساتھ ایک ایک صاع اور مُد پر طمانچہ بازی کرتے علیمرتضےٰ نے عبد اللہ بن جعفر کو بوجہ اونکی فضول خرچی کے چاہا کہ روکین وہ زبیر کے اموال و تجارت مین شریک ہوگئے حضرت نے فرمایا کہ اب اونہون نے ایک جائے پناہ مین پناہ لی ہے پہر حضرت نے اونپر حجر کیا طلحہ بہی شجاع تھے مگر بڑے بخیل اسقدر خرچ سے اونہون نے اپنا ہاتھ روکا کہ مرنے پر اون کے مال متروکہ کا کچہ حصر نہو سکا۔ عبد الملک بہی شجاع تھا مگر بڑا کنجوس اوسکی خست تو ضرب المثل ہی ہوگئی کہ وہ اپنی بخل کی وجہ سے پسینہ سنگ مشہور ہوا۔ مگر امیر المومنین کی شجاعت و سخاوت مین جو حال تھا وہ سب کو معلوم ہی اور یہ اون کے عجائبات مین سے ہے

سید رضی نے جو علی مرتضےٰ کے اقوال و افعال سے اونکے مستجمع کمالات متضادہ ہونے پر ایسے اشخاص کے غور اور فکر کرنے کی طرف اشارہ کرکے کہ جنکے دلون مین نہ علیمرتضےٰ کی کچہ وقعت وعظمت ہو نہ وہ اون کو اپنا امام مفروض الطاعۃ جانتے اور مانتے ہون اور نہ اپنا آقا اور مالک سمجہتے ہون کچہ ایسے لوگون کی طرف سے کہا ہے اور اوسکی شرح علامہ ابن ابی الحدید نے کی ہی اس کلام کی صداقت مین غیر اسلام کے اہل الرائے لوگون سے ...تا ہون۔

فاضل مسٹر گبن تاریخ عروج و زوال سلطنت روم مین کہتے ہین [۱]

[illegible]

جو عرب نہایت [illegible]

اور سخاوت [illegible]

دیا تھا انکی [illegible]

ہیں محفوظ ہیں [illegible]

بیان کر چکے ہیں [illegible]

[illegible]

سمجھا جاں [illegible]

لقب [illegible]

سخاوت [illegible]

[illegible]

عرب کی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

وہ خود فرماتے ہیں کہ "اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تھوڑی دیر کے لیے نظر انصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین کو رائے قائم کرنیکا بخوبی موقع ملسکتا ہے کہ جن جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہیں دنیا میں جتنے مشاہیر گذرے ہیں اور جنکی سوانح عمریاں آب زر سے لکھی گئی ہیں اون میں سے جناب امیر ایسے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقے کے مشاہیر میں سر آمد نظر آتے ہیں۔

مجمع سلاطین میں آپ جلال الٰہی کا تاج سر پہ رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جنکے دربار میں قیصر و کسرے کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کیے ہوئے خاموش استادہ ہیں۔

معرکہ کارزار میں آپ ایسے یکتا شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر عمرو مرحب جیسے عرب کے رستم شہزادوں کو پچھاڑ کر اون کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ممبر پہ آپ ایک شیوہ زبان اسپیکر ہیں کہ نصحائے عراق و بلغائے عرب آپ کے خطبے کے فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لیے اوٹھتے ہیں اور پھر بے خود بت بنکر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

علم و فضل کی درسگاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انجیل، بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز، یونانی فلسفہ کے ساتھ عربی کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔

غرضکہ مسند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالش امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں۔ اگر عدل میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت

اس میں ...

خدا جانا ... اور ...

ذات ...

سید رضی نے ...

کا ذکر کیا ہے اس ... ہے

اخلاق اور سیرت اور ...

اور عدل و سخاوت ...

احادیث پیغمبر اور ...

... اور ... ذکر کیا ہے

مجموعی ... سے ...

ریویو کرنے ... اور ...

محمد رسول اللہ ...

کے الفاظ ...

مضمون ...

... اس ...

Marfat.com

... [illegible] لیغیظ بہم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت منہم مغفرۃ واجرا عظیما (سورہ فتح آخر رکوع)

اوسکی خوشنودی حاصل ہو علامت انکی یہہ ہی کہ اون کے چہرونپر اثر سجدونکی موجود ہین یہ مثال تو انکی توراۃ مین

اور مثال انجیل مین یہہ ہی جیسے کہ کوئی کہیتی ہو کہ وہ اپنی سبزہ کو نکالے پہر اوسکو قوی کرے پہر وہ موٹی ہو جائے پس وہ کہڑی ہو جائے اپنے تنہ پر کہ خوش آوے اپنی بونے والے کو تاکہ جو لوگ کافر ہین وہ غیظ مین آئین وعدہ کیا ہی پروردگار نے اون لوگون سے جو ایمان لائے ہین اور اعمال نیک بجا لائے ہین اونمین اسے مغفرت کا اور اجر عظیم کا۔

علماء اہلسنت اور نیز علمائے شیعہ کوئی اسبات کا قایل نہین ہی کہ جو اوصاف اس آیۃ مین بیان ہوئے ہین وہ پیغمبرؐ کے ہر صحابی مین جمع تہے، البتہ ایک عالم اہلسنت نے یہہ بات ضرور پیدا کی اور اوس کے بعد اکثر علمائے اہلسنت بہی اوسی کو مانتے چلے آئے کہ " والذین معہ " سے مراد حضرت ابوبکرؓ " اشداء علی الکفار " سے مراد حضرت عمرؓ " رحماء بینہم " سے مراد حضرت عثمانؓ " اور " تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود " سے مراد علی ابن ابیطالب ہین " جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جو ایک وصف ایک صحابی رسول مین تہا تو وہی وصف دوسرے صحابی مین نہ تہا اس صورت مین ذلیلم مصنف شمس العلماء غور کرین کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اور بعد اون کے خود اونہون نے جو حضرت عمر مین جامعیت کمالات کو قرار دینا چاہا ہی یہہ خواہش اونکے خلاف اوس منشا کے ہی یا نہین جو متقدم اکثر علمائے اہلسنت نے اس آیۃ سے اونکی نسبت مفہوم قرار دیا ہے لیکن صحیح بات یہی ہی کہ ان چارون صحابیون مین جو ایک ایک وصف کو قرار

Marfat.com

[illegible] ہزار سال پہلے ایک نور سے پیدا ہونا
[illegible] حضرت عبد المطلب تک آنا اور اپنا اور علیؑ مرتضیٰ
[illegible] بیان فرمایا ہے وہ علی مرتضیٰ اپنے روز پیدائش
[illegible] بطور کے اندر پیغمبر نے اپنے سینہ ہی
[illegible] ہے اور بعد وفات غسل وکفن پیغمبر تک
[illegible] پیغمبر کو سپرد خاک کر کے ان سے جدا ہوئے۔
[illegible] ابوبکر کی شخصی معیت غار مثل معیت مسافران
[illegible] اور سوائے علی مرتضیٰ کے وہ معیت کہ جو آیت
[illegible] اور مصداق نہیں آسکتی۔
[illegible] سے مراد حضرت عمر نہیں ہو سکتے "
[illegible] میں کسی کافر اور مشرک کو قتل نہیں کیا اور کسی
[illegible] نہیں کی بلکہ میدان جنگ سے دوری اختیار
[illegible] مرتضیٰ کی ہر کہ تمام نامی نامی شجاعان مشرکین
[illegible] سے سخت معرکہ ایسا نہیں گذرا کہ جسمین کفار پور
[illegible] ہوا اور کوئی غزوہ ایسا نہیں جسکو انکی
[illegible] کیا ہو پس اس وصف کا مصداق بھی
[illegible]

[illegible] ظاہر کرنے کی کوشش کیجاتی ہے
[illegible] دولتمند اور ذی حکومت ضرور تھا
[illegible] پہلے سے ہوں مگر عشرت اور نعیم کے بہت سے
[illegible] میں ہی جمع کئے تھے لیکن درمیان صحابہ کے

Marfat.com

... ابتغاء مرضات اللہ ترجمہ۔ کوشش کرتے ہین کہ اونہین خدا سے ... کی خوشنودی حاصل ہو۔ یہی الفاظ آیت " ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ " مین ہین (ترجمہ) اور لوگون مین سے وہ شخص ہے کہ بیچتا ہی جان اپنی طلب خوشنودی خدا مین) مفسرین نے قبول کیا ہے کہ یہ آیہ بھی علی مرتضٰے کی شان مین نازل ہوئی ہی اوس واقعہ سے متعلق جبکہ اوقت ہجرت پیغمبر بحکم پیغمبر بجاے پیغمبر، پیغمبرؐ کی خوابگاہ پر علیؑ مرتضٰی ہیئت اور بارادۂ قتل ہونے کے سو رہے تھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ انہین آیات کے الفاظ) رضوان، ومرضات، کے لحاظ سے لقب جناب امیر کا " مرتضٰی " قرار پایا گیا ہی۔

جب اس آیۃ قرآن کے اوصاف پر غور کیا جاتا ہی اور اونکو علیؑ مرتضٰی کے حالات زندگی سے مطابق کیا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خدائی لطور سوانحمری علی مرتضٰے کے اون کے اوصاف جداگانہ کو اس ایک آیۃ مین جمع کر دیا ہی جسمین انکے بچپن اور جوانی اور اخیر زندگی تک کیحالت اور اونکی خصلت وسیرت اور اونکی خوشنودی خدا چاہنے اور اون کے مدارج عقبٰے کی کیفیت بیان کی گئی ہی۔

اسی آیۃ کا دوسرا ٹکڑہ وہ ہی جسمین یہ بیان کیا گیا ہی کہ مثال انکی توریت مین ہی اور مثال اونکی انجیل مین ہے اور انجیل مین خاص ایک مثل " کزرع " کا ذکر کیا گیا ہی اگر یہہ آیت کل صحابہ یا اصحاب ثلٰثہ سے متعلق سمجھی جائے تو مثال اونکی توریت وانجیل مین بتانی چاہئے حالانکہ نہ توریت مین کوئی مثل اون کے لئے ہی اور نہ انجیل مین۔ توریت مین یہہ واقعہ درج ہے کہ حضرت موسٰے نے اپنے بھائی ہارون کے لئے خدا سے درخواست کی

Marfat.com

[illegible] پھر کھڑا ہوا اپنی تنہ پر) ہی
[illegible] ارشاد تحریر کرتے ہین کہ اس سے مراد اسلام
[illegible] کچھ شبہہ نہین کہ اسلام کی کھیتی کو پیغمبر کی فکر اور
[illegible] نے ایسا کر دیا کہ اسنے اپنی سبزہ کو نکالا پھر اسے
[illegible] پس وہ اپنی تنہ پر سیدھا ہوا اور اپنی بونے والیکو
[illegible] کافر غیظ مین آئے سوائے اس خاص مثال کھیتی کی
[illegible] دوسری مثال یہ ہی کہ قران مین جو آیتہ نازل ہوئی ہی
[illegible] اذا قومک منہ یصدون" (سورہ الزخرف) ترجمہ
[illegible] کی مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلانے، بزار
[illegible] حاکم اور تطبیری نے یہ روایت کی ہی کہ علیہ لفظے سے آنحضرت نے
[illegible] یا علی تجھ مین لنبہ عیسے کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے اونسے
[illegible] کی یہانتک کہ اوس مین ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے اون سے بغض
[illegible] یہانتک کہ وہ اوس مین ہلاک ہو گئی پھر آنحضرت نے فرمایا کہ کیا منافق
[illegible] ہین کہ اس (علی) کے لئے عیسے کی مثال موجود ہے اسپر آیتہ ولما
[illegible] نازل ہوئی"

[illegible] دیلمی فردوس الاخبار مین یہ روایت بھی لیتے ہین کہ آنحضرت نے
[illegible] سے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت مین
[illegible] جان ہی اگر میری امت کے لوگ تیرے حق مین ایسی بات نہ کہہ گزرتا
[illegible] حضرت عیسے کے حق مین کہہ رہی ہین تو البتہ آج مین
[illegible] ایک بات کہتا کہ کسی مسلمان کے پاس سے ہوکر نہ گذرتا کہ وہ تیرے
[illegible] لئے [illegible] برکت نہ طلب کرتا" امام احمد حنبل اور امام نسا

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]

الفرق

حصہ دوم

یعنی

شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کی مشہور تصنیف

الفاروق

پر

جناب مرزا عابد علی بیگ صاحب قربان

ریویو

جسکو مولوی سید محمد صاحب [illegible] میاں نے

سنہ ۱۹۰۱ء

برلاس پریس مراد آباد میں چھپوا کر شائع کیا

ذخیرہ

طبع اول　ایک ہزار جلد　قیمت فی جلد ۱۲